تالیف: حضرت علامہ عبدالحسین الامینی النجفیؒ
ترجمہ وتلخیص: ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعورؔ گوپال پوری

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

قال ابو عبد الله :

هـذا يوم عـظيـم عظم الله حرمته على المومنين و اكمل لهم فيه الدين و تمم عليهم النعمة و جددلهم ما اخذ عليهم من العهد الميثاق

چوتھی جلد (۴)

تالیف

حضرت علامہ عبدالحسین الامینی النجفیؒ

ترجمہ و تلخیص

ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضویؒ شعور گوپال پوری

امنی، عبدالحسین، ۱۲۸۱_۱۳۴۹
[الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب۔ اردو۔ ترجمہ و تلخیص]
غدیر؛ قرآن، حدیث اور ادب میں/ موالف عبدالحسین الامینی النجفیؒ
ترجمہ و تلخیص: سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری۔ ۱۴۳۱ق=۲۰۱۰م=۱۳۸۹
ج ۴/ ۵
(جلد ۴_۵) ISBN: 978-600-92030-4-8
فہرست نویسی براساس اطلاعات فیپا
کتاب نامہ: بصورت زیر نویس
۱۔ غدیر خم۔ ۲۔ علی بن ابی طالب (ع) امام اول، ۲۳ قبل از ہجرت، ۴۰ق، اثبات خلافت۔ ۳۔ غدیر خم۔ شعر۔ مجموعہ ہا۔ ۴۔ شعر مذہبی عربی۔
مجموعہ ہا۔ الف۔ رضوی شعور، علی اختر مترجم۔ ب۔ عنوان ج۔ عنوان: الغدیر فی الکتاب والسنۃ والادب۔ اردو۔ تلخیص
BP۲۲۳/۵۴/۴ الف ۸ غ ۴۰۴۶۲ ۲۹۷/۴۵۲

شناسنامہ کتاب

کتاب کا نام: **غدیر**؛ قرآن، حدیث اور ادب میں (جلد ۴_۵)
تالیف: حضرت علامہ عبدالحسین الامینی النجفیؒ
ترجمہ و تلخیص: ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری
ناشر: گلستان زہراؑ پبلی کیشنز، لاہور
ناشر ہمکار: قرآن و عترت فاؤنڈیشن (علمی مرکز، مدرسہ حجتیہ، قم المقدسہ)
پیشکش: مکتبۂ مینار شعور گوپال پور (سیوان بہار)
اشاعت: ۱۳ رجب ۱۴۳۳ھ، ۴ جون ۲۰۱۲ طبع اوّل
تعداد: ۵۰۰ جلد
قیمت: =/۵۰۰ روپے

ملنے کا پتہ:

پاکستان: گلستان زہراؑ پبلی کیشنز، لاہور۔ ۵۴۰۰۰
ایران: ﴿قم﴾ دفتر قرآن و عترت فاؤنڈیشن، مدرسہ حجتیہ خیابان حجت پارک ۷ داخلی ۳۱۷، چہار راہ شہداء، قم المقدسہ
ہندوستان: ۱۔ ﴿بجیک پور﴾ جگن پور، سیوان، بہار، پن کوڈ، 8841286
۲۔ ﴿ممبئی﴾ (فاطمہ برقع کلیکشن، ۵۸ نشان پاڑہ روڈ، مسافر خانہ نجفی (مقابل اجوا مسافی) ڈونگری ممبئی ۴۰۰۰۰۹

فہرست مطالب

بقیہ عندلیبان غدیر (چوتھی صدی ہجری)

عندلیبان غدیر (چھٹی صدی ہجری)

گفتار مترجم

خدا کے فضل وکرم سے الغدیر جلد چہارم وپنجم، کتابت وطباعت کے صبر آزما مراحل سے گذر کر قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ کتاب جسے شیعہ دائرۃ المعارف کہنا بجا ہے، اس کے وقیع علمی وعرفانی مندرجات سے آگاہ ہونا تمام ارباب ولایت کے لئے موجودہ زمانے میں ازبس ضروری ہے۔ میں نے اس کی تلخیص میں بہت زیادہ سر کھپایا ہے تاکہ اہم مطالب کا مغز ضائع نہ ہو اور مصروفیت کے اس دور میں ہر شخص تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے عقائد ومسلمات کی خوشبو سے معطر ہو سکے۔ اس کتاب کو پڑھ کر یہ بھی اندازہ ہوگا کہ شیعی منطق کس قدر متوازن اور خدا لگتی ہے۔

دل تو بہت چاہتا تھا کہ اس کتاب کو پڑھ کر دنیا کے عظیم دانشوروں اور شاعروں نے مذہب حقہ قبول کیا اور خط کی صورت میں اس کی عظمت کا اعتراف کیا اس کا کچھ اقتباس بھی شامل کیا جاتا لیکن وسائل کی کمی سے اصل کتاب ہی میں کتر بیونت کرنی پڑی۔ پھر بھی ہماری کوشش رہے گی کہ آئندہ جلدوں میں چند اہم خطوط کے مختصر اور اہم اقتباسات شامل کردیے جائیں۔

سید علی اختر رضوی

گوپال پور ۱۵/۱۰/اکتوبر ۱۹۹۶ء

بقیہ

عندلیبان غدیر

(چوتھی صدی ہجری)

۱۔ ابوالفتح محمود بن محمد کشاجم
۲۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ ناشی صغیر
۳۔ ابوعبداللہ حسین بشنوی کردی
۴۔ ابوالقاسم وزیر صاحب بن عباد
۵۔ ابوالحسن علی جوہری جرجانی
۶۔ ابوعبداللہ بن حجاج بغدادی
۷۔ ابوالعباس وزیر احمد ضبی
۸۔ ابوحامد احمد بن محمد انطاکی
۹۔ ابوعلاء محمد بن ابراہیم شروی
۱۰۔ ابومحمد طلحہ غسانی عونی
۱۱۔ ابوالحسن علی بن حماد عبدی
۱۲۔ ابوالفرج بن ہندو رازی

۱۳۔ جعفر بن حسین

ابوالفتح کشاجم

وفات ۳۶۰ھ

لــہ شـغـل عـن سـوال الـطـلـل　　　　اقـام الـخـلـيـط بـہ ام رحـل

قصیدہ میں موضوع ولایت سے متعلق ۱۹ رشعروں کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے:

''وہ مخلوقات خداوندی پر اسکی حجت ہیں اور قیامت کے دن ان لوگوں کے حریف ہوں گے جنھوں نے ناطہ توڑ لیا تھا۔

خداوند عالم نے ان کے متعلق سند فضیلت نازل فرمائی اور اس نے مسترد کر دیا ان کے جد خاتم الانبیاء تھے اور اس بات کو تمام قومیں جانتی ہیں۔ ان کے والد ماجد سید الاوصیاء تھے، جو محتاجوں کو عطا کرنے والے تھے اور میدان جنگ میں بہادروں کو خاک چٹانے والے تھے۔ جنھوں نے نیزہ زنی کا فن سیکھا تھا کہ نیزہ کس طرح سے دشمن کے سینے میں پیوست ہوگا اور تلواریں کس طرح سروں پر پڑیں گی۔

جنگ کے دن اگر زمین اپنی جگہ سے ٹل جائے تو ٹل جائے یہ ہرگز نہیں ٹل سکتے ہیں یہی ہیں جنھوں نے لوگوں کی دنیا سے منھ موڑ لیا تھا جب کہ وہ آراستہ اور بن سنور کر ان کے پاس آئی تھی۔

جس وقت ان کا تقابل دوسروں سے کیا جائے تو ایسا ہے کہ جیسے پست زمین کا تقابل آسمان سے کیا جائے یا قطرہ کا تقابل دریا سے کیا جائے۔

ان کے جود و سخا سے بادل سبق سیکھے اور حلم سے پہاڑوں کو پائداری ملے کتنے ہی فتنے ان کی قیادت سے فرو ہو گئے اور کتنی ہی مشکلیں ان کے فیصلوں سے ٹل گئیں اور ان کی وجہ سے خدا نے کتنی ہی گمراہیوں کی آگ بجھا دی اور یہ ھدایت کی ایسی مشعل ہیں جو (بے راہ روی) کی آگ بجھاتے ہیں۔

جن کے لئے خداوند عالم نے ڈوبتے سورج کو پلٹایا اگر سورج واپس نہ ہوتا تو اس کی شعاعیں ہمیشہ کے لئے سیاہی سے بدل جاتیں، وہی جنھوں نے دین کے لئے لوگوں کے سروں پر نیزوں کی باڑھ ماری جیسے عربی اونٹوں کو لگاتار ضرب لگائی جاتی ہے۔

اور لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ غدیر کے دن کا ہی اثر تھا کہ جس کی نافرمانی سے جمل کے دن کا واقعہ رونما ہوا۔

اے ظالموں کے گروہ! جنھوں نے رسولخدا کو مصیبت کی تلخیاں چٹائیں۔ آگے کہتے ہیں واضح طور سے قرآن کی نص تمہاری مخالفت کرتی ہے اور رسولؐ خدا نے بھی جو کچھ نص فرمائی ہے وہ بھی تمہارے مخالف ہے۔

تم نے رسول خدا کی وصیت کو قطعی چھوڑ دیا اور اس کے متعلق نامناسب باتیں کہہ ڈالیں۔

یہ قصیدہ مخطوطہ دیوان میں ۴۷ شعروں پر مشتمل ہے لیکن طباعت کے وقت ناشر نے اکثر اشعار حذف کردئے اس قسم کی خیانتیں تو ہوتی آئی ہیں۔

شاعر کے حالات:

ابوالفتح محمود بن محمد بن حسین بن سندی بن شاھک رملی (فلسطین کی آبادی رملہ سے منسوب) عرفیت کشاجم تھی، اپنے عہد کے بہترین لوگوں میں بے مثال اور یگانۂ روزگار تھے۔

میدان تنقید وادب کے شہسوار اور بے مثل تھے بحث وجدال میں کوئی ان سے جیت نہیں سکتا تھا شاعر انشائیہ نگار، متکلم ومناظر، منجم، منطقی، محدث، ماہر طبیب، باریک بیں محقق ہونے کے ساتھ ساتھ ممتاز ترین سخی اور داتا تھے۔

خلاصہ یہ کہ ان میں تمام فضائل جمع تھے اس لئے انھوں نے اپنا نام کشاجم رکھ لیا تھا جس کے ہر حرف سے ان کی علمی وفنی برتری کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

ک: سے کاتب، ش: سے شاعر. الف: سے انشائیہ نگار وادیب. ج سے جدل وجود. م: سے متکلم یا

ولقد سننت فی الکتا ... بة للوری طرقا فسیحه

وفضضت من عذر المعا ... نی الغر فی اللغة الفصیحه

وشفعت ماثور الروا ... بة بالبدیع من القریحه

ووصلت ذاک بهمّة ... فی المجد سائبة طموحه

وعزیمة بالکلیلة ... فی الخطوب لا الطلیحة

کلتا همالی صاحب ... فی کل دامیة جموحة

کشاجم کی قدرت کلام، نکتہ سنجی اور بلند معانی کی پرواخت اور ذکری اصابت کا ثبوت یہ اشعار ہیں:

لو بحق تناول النجم خلق ... نلت اعلیٰ النجوم باستحقاق

اولیس اللسان متیٰ امضی ... من ظبات المهندات الرقاق

ویدی تحمل الانامل منها ... قلما لیس دمعه بالراقی

وتراه یجود من حیث تجری ... منه تلک السموم بالدریاق

مطرقا یهلک العدو عقابا ... یریش الولی ذا الاخفاق

وسطور خططتها فی کتاب ... مثل غیم السحابة الرقراق

صغت فیه من البیان حلما ... باختراع البعید لا الاشفاق

واقعی کشاجم جیسا محقق، ادیب وشاعر اپنے نغمات میں عظیم الشان معلم اخلاق نظر آتا ہے، ان کی فنی چابکدستی میں اخلاق عفت، بلندی طبع، وفا وصمیمیت آشکار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ معراج انسانیت، فضائل کی ترویج اور تقویٰ کی اشاعت وتبلیغ کے لئے قیام کئے ہوئے ہیں۔

''جو شخص مہربانی کرتا ہے میں اس کی محبت واخلاص ووفا کا پاس ولحاظ کرتا ہوں جب تک جسم میں جان ہے اس کی خوشنودیٔ خاطر کا متلاشی رہتا ہوں، جب وہ ناملائم حالات سے دوچار ہوتا ہے تو ہماری عنایت اسے تھام لیتی ہے یہ میری سرشت ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جن کے پاس مکارم اخلاق کے جو صلے ہیں'' یا یہ اشعار، سب لوگ ہم سے بے جرم وخطا کٹے کٹے رہتے ہیں۔

وہ غلط فہمی کا شکار ہیں۔ کاش ہم سے حسن ظن رکھتے۔

وہ کٹے کٹے رہتے ہیں اگر رابطہ قائم کرتے تو ہم بھی ان سے پیمان دوستی استوار کرتے۔

لیکن اگر وہ ہم سے خیانت کا برتاؤ کرتے تو ہم ان سے خیانت کا برتاؤ نہ کرتے۔

اگر وہ ہم سے بے نیاز ہیں تو ہم ان سے زیادہ بے نیاز ہیں۔

یا ابن مقلہ کی مدح میں قصیدہ کے اشعار دیکھئے:

کم فیَّ من خلّة لو انها امتحنت — ادت الی غبطة او سدّت الخلة

وھمة فی محل النجم موقعها — و عزمة لم تکن فی الخطب منجله

اس میں شاعر نے انقلاب زندگی کی وجہ سے دوستوں کی دوری پر ناگواری کا اظہار کیا ہے نتیجہ میں وہ زبان شکایت دراز کرتا ہے، نالہ وزاری کرتا ہے، دل سے سیاہ انگارے ابلنے لگتے ہیں:

''کون میری چشم شعلہ بار دیکھنے والا ہے. کون مجھ خستہ جان پر رحم کرنے والا ہے؟
آنکھوں میں خس وخاشاک پڑ جانے کی وجہ سے آنسو بہہ رہے ہیں آنکھیں محرومی پر اشکبار ہوتی ہیں، خوف سے خشک ہو جاتی ہیں یہ حسرت روزگار کا ماتم ہے''۔

یا یہ تین اشعار دیکھئے:

''اے وہ جو میری طرف متوجہ نہیں. خدا کرے تیری راتیں بھی میری طرح ہو جائیں
میری حالت فراق دیکھ کر دشمن بھی رو رہا ہے میں نے تجھ کو دل دے دیا ہے زندہ رکھ یا ہلاک کر دے''۔

کشاجم کے پاس مہربان دل، روح خاضع اور اخلاق وفروتنی کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بھی موجود تھا، انھوں نے بڑا نرم دل پایا تھا جو انسانی جذبات سے بھرا ہوا تھا کبھی انھوں نے شرارت، بد ذاتی ودشتریت کا مظاہرہ نہیں کیا، کبھی کسی کی ہجو نہیں کی. وہ اپنے اشعار میں خود اپنی مدح سرائی کرتے ہیں اور دوسروں کی مدح یا ہجو نہیں کرتے وہ اس کے قائل بھی نہ تھے نہ ہی انھوں نے شعر کو وسیلہ معاش بنایا. وہ خود کہتے ہیں:

''اگر باشعور ہوگے تو کبھی کسی کی مدح یا ہجو نہ کروگے بلکہ سمجھ لوگے کہ اشعار اپنے خوش بیانی کے مظہر ہوتے ہیں جس کے ذریعے آداب انسانی کی حکایت کی جاتی ہے''۔

کشاجم کی ہجویہ شاعری

چوتھی صدی کے شعراء نے ہجویہ شاعری کے لئے اپنے اپنے مخصوص مخصوص طرز نکالے تھے. ہر ایک کا اپنا الگ اسلوب تھا صدی کے آخر میں یہ امتیاز زیادہ نمایاں ہو چکا تھا کچھ بہت زیادہ ہجویہ شاعری کرتے تھے کچھ کم، کشاجم ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے بہت کم ہجویہ شاعری کی ان کا ہجویہ شاعری میں اپنا الگ انداز تھا وہ اس ڈگر سے کبھی تجاوز نہیں کرتے تھے۔

اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی ہجویہ شاعری میں پسندیدہ اخلاق، کریمانہ طبیعت اور مہربانی کے جذبات ان کی سرشت بن گئے ہیں صرف چند موقعوں پر انھوں نے اپنی اس سرشت سے تجاوز کیا ہے اکثر میں وہی بہترین روح دوڑ رہی ہے، وہ ہجویہ شاعری میں ناصح مشفق کا عتاب یا مہربان دشمن نظر آتے ہیں دوسروں کی طرح زبان درازی اور عیب جوئی نہیں کرتے انھوں نے ہجویہ شاعری کو دفاع کا ہتھیار بنایا تھا حملہ کا نہیں، اسلئے تمام شاعری فحش، بدگوئی، آلودگی اور بدکرداری سے پاک ہے ذرا ان اشعار کو ملاحظہ فرمائیے، ایک رئیس زادہ سے مخاطب ہیں جس نے ان کے خط کا جواب نہیں دیا تھا:

ها قد كتبت فما رددت جوابی ورجعت مختوما علی كتابی
و اتی رسولا مستكينا يشتكی ذل الحجاب ونخوة البواب
وكانني بك قد كتبت معذرا وظلمتنی بملامة وعتاب
فارجع الی الانصاف واعلم انه اولی بذی الاداب والاحساب
يارحمة الله التی قد اصحبت دون الانام علی سوط عذاب
بابی وامی انت من مستجمع تيه القيان ورقة الكتاب

اسی طرح بزم روساء کی فضیحت کرتے ہو کہتے ہیں:

عدمت رئاسة قوم شقوا شبابا ونالوا الغنی حین شابوا

حدیث بنعمتهم عهدهم فلیس لهم فی المعالی نصاب

ان کی لطیف ترین ہجویہ شاعری یہ ہے:

ان مظلومة التی زوجت من ابی عمر

ولدت لیلة الزفا ف الی بعلها ذکر

قلت: من این ذا الغلا م ما مسها بشر؟

قال: لی لعلها الم یات فی المسند الخبر؟

ولد المرء للفرا ش وللعاهر الحجر

قلت: هنیته علی رغم من انکر الخبر

کشاجم اور ریاست مداری

اپنی اسی سلامتی طبع، قداست، پاکیزہ نفسی اور مکارم اخلاق سے آراستگی، مکروفریب سے علیحدگی، شرارت اور بدزبانی سے دوری کی وجہ سے حکومت کے عہدوں سے خود کو الگ رکھا، اور نہ ہی انھیں عہدوں کی لالچ رہی وہ درباروں کی حاضری اور عہدوں کی لالچ کو پست طبعی سمجھتے تھے۔ وہ اکثر اپنے دوستوں کو عہدے کو قبول کرنے سے منع کیا کرتے تھے کیونکہ اس سے خود کو بھی ہلاکت ہے اور دوسروں کو بھی ہلاکت ہے اس سے دشمن بنتے ہیں حقوق عوام ضائع ہوتے ہیں اور مکارم اخلاق کا زیان ہوتا ہے۔

دانش افروز گہر پارے

کشاجم کی شاعری میں حکمت آمیز گہر پاروں کی کمی نہیں ہے جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ

وہ مخلصانہ طور پر امت کو خدا کی طرف پکارتے تھے، موعظہ حسنہ اور گہر پاروں نے واقعی انہیں مصلح امت بنا دیا ہے، ان کے حکیمانہ اقوال کے چند نمونے یہ ہیں:

لیس الخلق الاوفیہ اذاما　　وقع الفحص عنہ خیر وشر

لازم ذاک فی الجبلۃ لاید　　فھہ من لہ بذالک خبر

حکمۃ الصانع المدبران لا　　شیء لاوفیہ نفع وضر

فاجتھدان یکون اکبر قسم　　یک من النفع والاقل الاضر

حب نفس کے متعلق ان کے گہر پارے بڑے قیمتی ہیں:

لم ارض عن نفسی مخافۃ سخطھا　　ورضی الفتی عن نفسہ اغضابھا

لو اننی عنھا رضیت لقصرت　　عما ترید بمثلھا ادابھا

وبینا آثار ذالک واکثرت　　عذلی علیہ وطال فیہ عتابھا

کشاجم کی سیاحت

کشاجم نے مادر وطن رملہ سے سفر کیا اور وہاں سے مشرقی ملکوں کی سیر کرنے کے لئے نکل پڑے پھر وہ مصر، شام اور عراق کی سیاحت پر نکلے، ابن مقلہ کے قصیدہ میں سفر کی صعوبات کو مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں انہوں نے مصر وشام میں جو بھی نرم وگرم حالات دیکھے یا بھگتے، جو کچھ ستائش یا مذمت کا سامنا کیا اس کی بیس شعروں میں مدح بھی کرتے ہیں اور مذمت بھی۔

یا ھذا قلت فاسمعی لفتی　　فی حالہ عبرۃ لعتبرہ

کشاجم نے اس سیاحت کے درمیان بادشاہوں، وزیروں، امیروں کی صحبت میں وقت گزارا، ان کے انعامات سے بہرہ مند ہوئے، دانشوروں اور محدثوں سے ملاقات کی، ان سے حدیث بیان کی اور ان سے حدیث لی۔

ان کی بزم میں مناظرے بھی ہوئے اور بعد میں خط وکتابت کا سلسلہ بھی جاری رہا، اس طرح

انہوں نے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، بعض فنون مثلاً کتابت وخطابت میں سب پر بازی لے گئے چنانچہ مسعودی انہیں دانش ودرایت اور ادب کا ماہر تصور کرتے ہیں۔(۱)

عقائد کشاجم:

کشاجم کا عہد انبوہ عقائد کا عہد ہے، کم ہی ایسے افراد ملیں گے جنہوں نے نظریاتی طور سے اپنی الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد نہ بنائی ہو، اور اسلام کی اپنے مخصوص زاویہ فکر سے تفسیر نہ کی ہو ان میں بعض نے تو اپنے نظریات کا برملا اظہار کر دیا لیکن بعض نے احتیاط کا دامن تھامے ہوئے اپنے افکار کو پیش کیا ان راستوں سے الگ کشاجم صرف ایک شیعہ ہی نظر آتے ہیں انہیں اہلبیت کرام سے سچی مودت تھی ان سے والہانہ عقیدت کا مظاہرہ اکثر شعروں سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے برملا اظہار کیا ہے کہ خاندان نبوت اس دنیا میں تقرب الٰہی کا ذریعہ اور آخرت میں باعث نجات ہے۔

درحقیقت کشاجم کی شخصیت "یخرج الحی من المیت" (وہ خدا زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے) کا جیتا جاگتا نمونہ تھی کیونکہ ان کا دادا سندی بن شاہک ہے جس کی خاندان اہل بیت خصوصاً امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے زندان ہارون میں دشمنی معروف ہے لیکن اس کا فرزند کشاجم اس گروہ شیطانی سے قطعاً الگ ہے، نہ صرف یہ کہ وہ اپنے خاندان کی حمایت سے الگ ہے بلکہ وہ مدح اہلبیت میں آہنگ نغمہ طرازی کرتا ہے۔ جی ہاں! خدا ریگ زاروں سے موتی نکالتا ہے۔

ان کی مدحیہ شاعری کا نمونہ یہ ہے:

بکاء وقل غناء البکاء　　　علی زرء ذریة الانبیاء

میں رو رہا ہوں مگر کیا میرا خاندان نبوت پر رونا ان کے درد کا مداوا بن سکتا ہے؟

مزید تیس شعروں میں انہوں نے ملامت کرنے والوں سے کہا ہے کہ یہ جامۂ تقویٰ ارباب کساء کا

۱۔ مروج الذہب ج ۲ ص ۵۲۳ (ج ۴ ص ۳۸۴)

ہی صدقہ ہے، وہ سفینۂ نوح ہیں کہ جن کی محبت ہی نجات ہے، رسول خداؐ نے اہلبیتؑ کے متعلق وصیت کی تھی اگر اطاعت کی جاتی تو سبھی رستگار ہوتے، وہ رشد وھدایت کے چاند تھے ان کی تلوار نے آسانی سے کفر کا سر قلم کیا، موج معجزات کے دریائے علم تھے ان کے علوم سماوی کو تاروں کا علم رکھنے والے بھی نہیں پا سکتے میری جان کی قسم لوگوں نے ان کے حق کا انکار کیا حالانکہ مناسب تو یہی تھا کہ ان کا حق تسلیم کیا جاتا، معرکہ قتال میں اکثر موت سب پر سایہ فگن ہو جاتی ہے، ان کی شجاعت نے غم کو خوشی میں بدل دیا، غزوات ذات السلاسل میں مجرم پر چڑھ دوڑے اور جنگ بدر میں قریش کے پرخچے اڑائے خدا کی قسم کربلا میں ان کا کنبہ تھا.....

ان کے علاوہ کچھ اشعار ثعالبی نے ثمار القلوب میں نقل کر کے ثبوت فراہم کیا ہے کہ ناشی کا سیاہ رو ہونا ادباء میں مشہور تھا۔(۱) ناشی کے اشعار بھی اس مفہوم کے آگے پیش کیے جائیں گے۔

کشاجم کے مرثیہ بھی ہیں ان میں ۲۵ شعروں پر مشتمل مرثیہ علامہ امینی نے نقل کیا ہے، اس کے بعد ۴ شعر حب علی کے متعلق بڑے لطیف مفہوم کے پیش کئے ہیں۔

''لوگوں کا گمان ہے کہ جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا وہ فقر سے دو چار ہوگا۔

وہ جھوٹے ہیں، اگر کوئی فقیر دوستدار علیؑ ہو جائے تو عزت و دولت کا مالک ہو جائے گا انہوں نے وصی رسولؐ کی منطق کو بدل دیا ہے، یہ بہت بڑا پاپ ہے کہ صحیح بات کی غلط تاویل کی گئی میرے مولا کا ارشاد یہ ہے کہ اگر تم میرے دوست ہو تو اس پست و ذلیل دنیا سے منھ موڑ لو اور دنیا کی محبت دل سے نکال دو۔ (۲)

مشائخ و تالیفات:

تذکرہ کی کتابوں میں کشاجم کے بچپن کے حالات تعلیم دستیاب نہ ہو سکے، صرف اتنا ملتا ہے کہ

۱۔ ثمار القلوب ۱۳۶ (ص ۱۷۳ نمبر ۲۵۹)

۲۔ (مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۱۳۸)

اخفش اصغر علی بن سلیمان (متوفی ۳۱۵) کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا، یا تو انہوں نے اس زمانے میں تعلیم حاصل کی ہو گی جب اخفش مصر میں تھے کیونکہ وہ ۲۷۸ میں مصر آئے تھے پھر ۳۰۶ میں حلب چلے گئے یا پھر یہ بات ان کے اس قصیدہ سے ظاہر ہوتی ہے جس میں انہوں نے اخفش کی مدح کی ہے۔

ان کی کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ادب الندیم (۱)

۲۔کتاب رسائل

۳۔دیوان شعر

۴۔کتاب مصاید و مطارد (۲)

۵۔خصایص طرف (چشم)

۶۔الصبیح (زیبا)

۷۔البیرزہ (شکایات)

ولادت و وفات:

مجھے کتب معاجم میں ان کی ولادت کی تاریخ دستیاب نہ ہو سکی، لیکن وہ ایک شعر میں چوتھی صدی کے اوائل میں اپنی ضعیفی کا تذکرہ کرتے ہیں اس طرح تیسری صدی کے وسط میں ان کی ولادت متعین ہو جاتی ہے، لیکن وفات کی تاریخ شذرات الذہب کے مطابق ۳۶۰ھ ہے (۳) اس کی تائید مندرجہ ذیل کتابوں نے کی ہے:

۱۔(فہرست ابن ندیم ۱۵۴)

۲۔ابن خلکان نے وفیات الاعیان ج۲ ۳۷۹ (ج ۳ ص ۹۱ نمبر ۳۳۵، ج ۶ ص ۱۹۹ نمبر ۸۰۲) پر اس کتاب سے نقل کیا ہے۔

۳۔شذرات الذہب (ج ۳ ۳۱۴ حوادث ۳۶۰)

تاریخ آداب؛ لغت عربیہ؛ کشف الظنون؛ شیعہ وفنون الاسلام۔(۱)

اعلام زرکلی میں آپ کی وفات ۳۵۰ھ میں مرقوم ہے جس پر کچھ دوسرے تذکرہ نگاروں نے اعتراض بھی کیا ہے۔

لیکن گہرے تتبع سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۳۳۰ھ میں وفات پائی کیونکہ ابن مقلہ کے قصیدہ میں (جے انہوں نے ۳۲۴ھ میں کہا تھا) اپنی پیرانہ سالی کا شکوہ کیا ہے۔

توجہ طلب:

مسعودی نے مروج الذهب (۲) میں کشاجم کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں اوران کا نام ابوالفتح محمد بن حسین لکھ دیا ہے. ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید صدر الدین کاظمی نے تاسیس الشیعہ (۳) میں کشاجم کے نام کو محمد اور محمود اور باپ کے نام کو حسن وحسین کی تلقین میں جس تردد کا اظہار کیا ہے مسعودی بھی اس سے متاثر ہوگئے ہیں (۴)

اخلاف کشاجم:

کشاجم کے دو فرزند تھے ایک کا نام ابوالفرج اور دوسرے کا نام ابونصر احمد تھا کشاجم نے دوسرے کی کنیت کو ایک شعر میں نظم بھی کیا ہے:

قالوا: ابو احمد يبني. فقلت: لهم   كما بنت دودة بنيان السرق

۱۔ تاریخ آداب اللغۃ العربیہ (مجلد ۲ ص ۸۱) کشف الظنون (ج ۱ ص ۸۰۷) الشیعہ وفنون الاسلام (ص ۱۳۰) الاعلام (ج ۷ ص ۱۶۷)

۲۔ مروج الذهب ج ۲ ص ۵۲۳ (ج ۴ ص ۱۶۷)

۳۔ تاسیس الشیعہ (ص ۲۰۴)

۴۔ مروج الذهب ج ۲ ص ۵۲۵ (ج ۴ ص ۳۸۳، ۳۸۶، ۳۸۹)

کچھ اشعار میں ان کی توصیف بھی کی ہے۔

کشاجم کے فرزند ابونصر شاعر وادیب بھی تھے، بخل کی مذمت میں ان کے اشعار بھی معروف ہیں۔(۱)

ثعالبی نے یتیمۃ الدہر میں ان کے ساتھ اشعار نقل کیے ہیں۔(۲)

محشی میں ہے کہ میں نے دیوان کشاجم میں یہ اشعار نہیں دیکھے انہیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ یہ اشعار بیٹے کے ہیں باپ کے نہیں۔(۳) انہیں ابونصر نے وزیر فضل بن فرات کی خدمت میں سیب پر آب زر سے یہ اشعار لکھ کر پیش کیے تھے:

اذ الـوزيـر تـخـلـى	لـلـنـيـل فـى الاوقـات
فـقـد اتـاه سـمـيـا	ه جـعـفـر بـن الـفـرات (۴)

محمد بن ہارون نے کشاجم کے دونوں فرزندوں کی ہجو میں چار اشعار کہے ہیں:

يـا بـنـى كـشـاجـم انـتـمـا	مسـتـعـمـلان مـجـربـان
مـات مشـمـوم ابـوكـمـا	فـخـلـفـتـمـاه عـلـى المـكـان
وقـرنـتـمـا فـى عـصـرنـا	فـفـعـلـتـمـا فـعـل الـقـران
لـغـلاء اسـعـار الـطـعـا	م ومـتـيـة الـمـلـك الـهـجـان (۵)

۱۔ یتیمۃ الدھر ج ۱ ص ۲۴۸ (ج ۱ ص ۳۵۱) نھایۃ الارب ج ۳ ص ۳۱۸ (ج ۳ ص ۳۱۳)

۲۔ یتیمۃ الدھر ج ۱ ص ۲۵۱۔۲۴۷ (ج ۱ ص ۳۵۵۔۳۵۰)

۳۔ تعلیقہ بر یتیمۃ الدھر ج ۱ ص ۲۴۰، غرر الخصائص الواضحۃ (ص ۱۶۲)

۴۔ معجم الادباء ج ۲ ص ۳۳۱ (ج ۷ ص ۱۲۷) بدائع البدائع ص ۱۵۷ پر اور تاریخ ابن عباس ج ۳ ص ۱۳۹ (ج ۱۳ ص ۱۶ نمبر ۱۲۷۸ پر)

۵۔ یتیمۃ الدھر ج ۱ ص ۳۵۲ (ج ۱ ص ۴۷۵)

ناشی صغیر

ولادت/۲۷۱ھ

وفات/۳۶۵ھ

یا آل یاسین من یحبکم　　　بغیر شک لنفسه نصحا

''اے آل یاسین (آل محمد) جس نے تم سے دوستی کی بلاشبہ اس نے اپنی خیر خواہی کی تم گمراہی میں راہ راست ہو جس طرح ہر خرابی میں تمہاری محبت باعث اصلاح ہے۔ تمہارے سوا کسی دوسرے کی کوئی بھی خوبی اگر تمہاری فضیلت کے مقابلے میں قیاس کی جائے تو برائی ہے دن کی نشانی ہمارے لئے محو نہ ہوئی لیکن رات کی نشانی خدائے ذوالجلال نے محو کردی۔

اور تمہارے راہ راست کا نور کیسے محو ہو سکتا ہے جب کہ تم گمراہی کے اندھیروں میں روز روشن ہو تمہارے باپ احمد ہیں اور ان کے وزیر جو علم الٰہی سے بہرہ یاب ہیں۔

وہ علی صاحب افتخار غدیر خم اس وسیلہ سے ان کی برتری آشکار ہے۔

جب کہ لوگوں کے درمیان رسول خدا کھڑے ہوئے، اور بازوئے علی کو بلند کر کے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ میرا وصی مولا ہے اس بات کی میرے خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے، پس لوگوں نے بَخٍ بَخٍ کہکے مبارکباد دی اور لوگوں نے آپ کی بیعت کی جس نے آپ کی مخلصانہ بیعت کی وہ فائدہ میں رہا۔

وہ علی ہی ہیں جن کے لئے جبرئیل نے روز احد ستائش کرتے ہوئے کہا: معرکہ کارزار میں کوئی تلوار نہیں لیکن صرف وصی رسول کی تلوار اور کوئی جوان نہیں سوائے اسکے اگر ان کی عمرو پر ماری گئی ضرب کا

موازنہ کیا جائے تو تمام لوگوں کے اعمال کے مقابلے میں بڑھ جائے۔

وہی علیؑ کہ جب دوسرے حضرات قلعہ کو فتح کرنے سے عاجز رہ گئے اور خالی ہاتھ واپس آئے تو آپ تشریف لے گئے اور قلعہ فتح کیا۔

جس دن خیبر کے یہودی جوش میں آگئے تھے جب آپ نے دروازہ خیبر اکھاڑ کر ہاتھ میں لے لیا تھا، مسلمانوں نے کسی بھی جنگ کی چکی نہیں دیکھی مگر یہ کہ اس کے قطب علیؑ تھے۔

خداوند عالم ان پر صلوات نازل فرمائے اور اس بندہ کو مسلسل اضافہ مدح کی توفیق عنایت فرمائے۔

ایک دوسرا قصیدہ جس میں ۱۳۶ اشعار ہیں:

اے اشرف کائنات کے جانشیں! یقیناً قوم نے آپ کی مخالفت کر کے کفر اختیار کیا بہترین شاہد یہ ہے کہ آپ کے بارے میں واضح نص سن کر بھی انکار کیا۔

انہوں نے آپ سے بغاوت کی حالانکہ انہوں نے خود ہی آپ کو نامزد کیا تھا اور انہوں نے پیمان شکنی کی حالانکہ خود ہی بیعت کی تھا''۔

آگے فرماتے ہیں:

فیاناصر المصطفی احمد تعلمت نصرته من ابیکا

''اے ناصر مصطفیٰ! آپ نے درس نصرت اپنے والد ابوطالبؑ سے حاصل کیا تھا۔

آپ کے دشمنوں نے آپ کے خلاف ناصبیت دکھائی خدا لعنت کرے جن لوگوں نے آپ سے ناصبیت کا اظہار کیا۔

آپ ہی خلیفہ رسولؐ ہیں، نہ کہ دوسرے لوگ پھر کیوں لوگوں نے آپ کو پس پشت ڈال دیا؟ خاص طور سے اس دن جب لوگ تبوک کی طرف جارہے تھے پھر آپ بعد میں اس لشکر سے ملحق ہو گئے لوگوں نے طعنہ دیا کہ آپ کو نبیؐ نے چھوڑ دیا ہے، آپ ان کی خدمت میں پہونچے تا کہ حقیقت واضح ہو سکے، رسول خداؐ نے آپ کے جواب میں فرمایا: ان کا ناس ہو جائے کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم اور میں ویسے ہی ہیں جیسے ہارون اور موسیٰ۔

اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو جس طرح میں نے تمہیں خلافت میں شریک کیا ہے نبوت میں بھی

تمہیں شریک کرتا لیکن میں خاتم الرسلین ہوں اور تم میرے خلیفہ۔ کاش! یہ لوگ تمہاری اطاعت کریں۔

آپ ہی وہ خلیفۂ رسولؐ ہیں کہ آپ نے لوگوں کے مقابل رسولؐ سے سرگوشی کی لوگوں نے دیکھا

کہ اسرار کی سرگوشی کے لئے مناسب ترین شخص آپ ہی ہیں اور یہ اصل میں خدا نے سرگوشی کی تھی۔

دین احمدؐ پر آپ کے لئے وحی ہوئی اور کینہ توزوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔

آپ ہی دعوت ذوالعشیرہ میں خلیفۂ رسولؐ بنے جب کہ وہاں آپ کے والد ماجد بھی تھے۔

اور غدیر خم میں بھی خلیفہ بنے لیکن ہاں! غدیر کے دن مکاروں کے لئے کوئی بہانہ باقی نہ رہ گیا۔

انہوں نے قسم کے ساتھ پیمان باندھا کہ آپ پر ظلم کریں گے اسی لئے انہوں نے آپ کی مدد نہ کی

جب ان پر نص رسول خداؐ پیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ علیؑ نے تو خود ہی سستی دکھائی اور آپ کو ضعیف و

ناتواں خیال کیا۔

ہم نے ان سے کہا کہ ارشاد رسولؐ واضح ہے وسواس وشک کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

یہ بھی خاصان خدا کے متعلق ان کے اشعار ہیں:

آل محمدؐ ہی کی وجہ سے راہ حق پہچانی گئی اور انہیں کے گھر میں قرآن اترا۔

وہی کلمات اور اسماء کے مصداق ہیں جو آدم کے سامنے جلوہ گر ہوئے ان کی توبہ قبول ہوئی وہ تمام

مخلوقات پر حجت خدا ہیں نہ تو خود ان میں کوئی شک کی گنجائش ہے اور نہ ہی ان کے اقوال زرین میں، وہ

بقیہ حقیقت علیا اور شاخۂ اصل (توحید) ہیں۔ ان کے بارے میں بہترین خطاب الٰہی ہوا وہ لوگوں کے

لئے ارشاد حق کے سلسلہ میں شہاب ہیں ان کا نور ہر عہد میں دیکھا جا سکتا ہے ذریت احمدؐ، فرزندان علیؑ

خلیفۂ رسولؐ بس وہی حقیقت محض اور لب لباب ہیں ان کا ہر رشتہ عظمت وسیادت انتہا کو پہنچ گیا ان کی

روح پاک وطاہر ہے۔

اگر طالبان علم کو روک دیا جائے اور کہیں ٹھکانہ نہ ہو تو بس وہیں صحیح علم حاصل کر سکتے ہیں ان کی

محبت صراط مستقیم ہے لیکن ان کے راستے میں بڑی مشقتیں ہیں۔

اور شمشیر براں کی طرح جو غدیر خم میں بیعت لی گئی اور وہ بیعت سب کی گردن پر بے بدل درخشاں ہیں، علیؑ طلائے ناب ہیں باقی تمام لوگ مٹی ہیں۔

اگر تم ان کے دشمن سے بیزار نہ ہو تو ان کی محبت کا اجر نہ پا سکو گے۔

جس وقت ان کی تلوار لوگوں کو آواز دے تو سوائے جواب دینے کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔

ان کا نوک نیزہ سوئے ہوئے لوگوں کی آشتی اور تیز تلوار کا جبڑوں سے رابطہ ہے۔ راتوں کو محراب عبادت میں بہت زیادہ رونے والے اور بہت زیادہ ہنسنے والے ہیں اگر جنگ کے میدان میں تلواریں چل رہی ہوں۔ وہی جن کے موزے میں دشمنوں نے سانپ رکھ دیا تھا تاکہ انہیں ڈس لے لیکن جب وہ موزہ پہننے والے تھے تو موزہ پہننے سے کوے نے روک دیا تھا وہ موزہ لے کر اڑا اور الٹ دیا اچانک اس میں سے سانپ گر پڑا اور پہاڑ کی طرف بھاگا۔

وہی علیؑ... جنھوں نے عظیم اژدہے سے سرگوشی کی جس اژدہے نے سرخانہ رسولؐ پر اپنے کو ڈال دیا تھا۔

لوگ دیکھ کر خوفزدہ ہوئے، راستے بند ہو گئے اور میدان میں غوغا بلند ہو گیا لیکن جب علیؑ اس سے قریب ہوئے تو تمام لوگ آگے بڑھے سب کو حیرت ہو رہی تھی حضرت علیؑ نے بہت دیر تک اس سے بات کی اور اس کے سامنے رہے نہ ڈرے اور نہ بھاگے پھر وہ اژدہا ایک ٹیلے کی طرف جا کر خاک کے تودہ میں غائب ہو گیا اور بولا میں فرشتہ ہوں غضب خداوندی نے مجھے اس صورت میں مسخ کر دیا ہے آپ ہی میرے مولا اور میری دعائے مستجاب ہیں آپ کی خدمت میں توبہ کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں اس لئے آپ میری شفاعت اس ذات سے فرما دیجئے جس کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

علیؑ نے دعا کی اور رسول خداؐ نے آمین کہی، تمام لوگ رو رہے تھے دعا مقصد سے ہمکنار ہوئی، فرشتہ آسمان کی طرف چلا گیا جس طرح تیز عقاب آسمان کی طرف جاتا ہے، اس کے جسم پر پر طاؤسی روئیدہ ہو گئے، تمام پر جواہرات سے آراستہ ہو گئے۔ کہنے لگا: خدا کی قسم! میں نجات پا گیا اس خاندان کی برکت سے جس کے غضب سے آتش جہنم فروزاں ہے اور جن کے دوستوں کے لئے جنت کی نعمت ہے۔

وہی نبأ عظیم اور کشتی نوح ہیں، انہیں پر وحی کا اختتام ہوا''۔

شعری تتبع:

قطعی اور محکم بات یہ ہے کہ یہ قصیدہ ناشی کا ہے جیسا کہ شہر ابن آشوب نے اس کی نشاندہی کی ہے(۱) ابن خلکان نے ابوبکر خوارزمی سے روایت کی ہے کہ ناشی نے ۳۲۵ میں کوفہ کا سفر کیا اور اپنے شعروں کو مسجد میں لکھوایا اس وقت متنبی کمسن تھا ان کی بزم میں حاضر ہوا اس نے بھی ناشی کے یہ اشعار نقل کئے تھے:

کأن سنان ذابله ضمیر　　　فلیس عن القلوب له ذهاب

وصارمه کبیعته بخم　　　معاقدها من القوم الرقاب (۲)

یاقوت حموی نے معجم میں اور یافعی نے مرات الجنان میں واقعہ مندرجہ بالا کو لکھا ہے۔(۳) صاحب نسمۃ السحر نے پورے یقین کے ساتھ لکھا ہے کہ جو بھی اس قصیدہ کو عمرو عاص کی طرف منسوب کرتا ہے رسوا ترین اشتباہ میں مبتلا ہے۔(۴) ان ارباب تنقید کا نقطہ نظر ہمارے لئے حجت ہے لہٰذا اس قصیدہ کو عمرو عاص کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ اکثر کتابوں میں ملتا ہے کتاب اکلیل ابو حمدانی اور تحفۃ الاحباء جلال الدین شیرازی کے خیالات اس سلسلہ میں معتبر نہیں، ان کے خیال میں ایک دن معاویہ نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ جو بھی علیؑ کے بارے میں ایک شعر کہے اسے یہ دس ہزار کی تھیلی دے دوں گا عمرو عاص نے یہ اشعار تھیلی کی لالچ میں کہے۔

بعض نے ان اشعار کی نسبت ابن فارض کی طرف دی ہے یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ ابن فارض کے

۱۔مناقب آل ابی طالب (ج ۴ص ۳۰۱)

۲۔وفیات الاعیان (ج ۳ص ۳۶۹ نمبر ۲۶۶)

۳۔معجم الادباء ج ۵ص ۲۳۵ (ج ۱۳ص ۲۹۰)؛ مرآۃ الجنان ج ۲ص ۳۳۵

۴۔نسمۃ السحر مجلد ۸ ج ۲ص ۳۷۵)

معاصر ابن خلکان وحموی تھے اگر یہ قصیدہ ان کا ہوتا تو ان دونوں کو ضرور معلوم ہوتا علاوہ از این یہ قصیدہ ابن فارض سے پہلے ہاتھوں ہاتھ لیا جارہا تھا۔

میرا خیال یہ ہے کہ اکثر قصیدہ نگاروں نے اس بحر میں علی کی مدح کی ہے جو عام طور سے لوگوں میں مشہور ہوگئے اکثر قصیدہ میں ایسا حادثہ ہوا کہ یہ قصیدہ اس قصیدہ میں خلط ملط ہوگیا چنانچہ ناشی کے اکثر قصیدے مناقب شہر ابن آشوب میں سوسی کے نام سے درج ہوگیا، ابن جماد کے قصائد عونی کے نام سے درج ہوگئے ہیں، زاہی کے قصائد ناشی کے نام سے درج ہوگئے ہیں، عبدی کے ابن حماد کے نام سے درج ہوگئے ہیں، تذکرہ نگاروں کو اشتباہ ہوگیا اور انہوں نے ان کا ان کے نام سے منسوب کردیا۔

اس قصیدہ کے بعض شعروں کو علامہ محمد علی اعسم نجفی نے مخمس کیا ہے پہلی بیت یوں ہے:

بنو المختار هم للعلم باب	لهم فی كل معضلة جواب
اذا وقع اختلاف و اضطراب	بآل محمد عرف الصواب

شاعر کے حالات:

علی بن عبداللہ بن وصیف نام تھا کنیت ابوالحسن (سمعانی) اور ابوالحسین تھی (رجال ابی داؤد) ناشی (صغیر) اصغر سے معروف تھے بغداد کے محلہ باب الطاق کے رہنے والے تھے پھر وہ مصر میں مقیم ہوگئے ان کے باپ دستہ شمشیر بنانے کا کام کرتے تھے اس لئے حلاء کے نام سے مشہور ہوگئے، انہیں ناشی بھی کہا جاتا تھا کیونکہ انہوں نے فنون شعری کی لطیف ترین پرورش اور پرداخت کی (۱)

ناشی ممتاز متکلم تھے، فقہ پر بھی دسترس تھی، حدیث و دانش اور ادب سبھی پر کمال تھا، آخر میں وہ شاعری بھی کرنے لگے اور شہرت حاصل کرلی، خلاصہ یہ کہ مجمع فضائل، معدن ثقافت وعلم تھے، ممتاز ترین شیعہ دانشمندوں، متکلموں، محدثوں، فقیہوں اور شاعروں میں شمار ہوتے تھے۔

شیخ مفید ان سے روایت کرتے ہیں اور طوسی بتوسط مفید روایات کرتے ہیں۔(۲) صاحب ریاض

۱۔ سمعانی کی الانساب (ج۵ ص۴۴۵)   ۲۔ الفہرست ص۸۹

العلماء اس بات کا احتمال ظاہر کرتے ہیں کہ شاید یہی استاد شیخ صدوقؒ ہیں۔(۱)

مزید ان سے روایت کرنے والوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ابوعبداللہ بن خالع؛

۲۔ابوبکر ابن زرعہ ہمدانی؛

۳۔عبدالواحد عکبری؛

۴۔عبدالسلام بن حسن بصری؛

۵۔ابن فارس لغوی؛

۶۔عبداللہ بن احمد بن محمد روزبہ ہمدانی؛

۷۔مبرد؛

۸۔ابن معتز؛ وغیرہم۔(۲)

ابن خلکان (۳) کے مطابق ناشی نے ممتاز متکلم شیعہ ابوسہیل اسماعیل بن علی بن نوبخت سے علم حاصل کیا فہرست طوسی میں (۴) ہے کہ ناشی فقہ میں اہل ظاہر کے مسلک پر تھے اور اہل ظاہر ابوسلیمان داؤدی (متوفی ۲۷۰) کے طرفدار تھے ابوسلیمان پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے قیاس کو مسترد کر کے کتاب وسنت کے ظواہر کو سند قرار دیا۔(۵)

ابوسلیمان کا مستقل مذہب تھا ان کے طرف داروں کو ظاہریہ کہا جاتا تھا۔(۶)

نجاشی (۷) نے ناشی کی فقط ایک کتاب امامت کی نشاندہی کی ہے لیکن فہرست طوسی میں ہے کہ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں، ابن خلکان بھی یہی کہتے ہیں۔

۱۔ریاض العلماء (ج۴ص۱۳۷)

۲۔الوافی بالوفیات (ج۲۱ص۲۰۳) لسان المیزان ج۴ص۲۳۸ (ج۴ص۲۷۴نمبر۵۸۵۰)

۳۔وفیات الاعیان (ج۳ص۵۶۹نمبر۴۶۶) ۴۔الفہرست ص۸۹ (ص۲۷۱)

۵۔فہرست ابن ندیم ص۳۰۳ (۲۷۱) ۶۔وفیات الاعیان ج۱ص۱۹۳ (ج۲ص۲۵۵نمبر۲۲۳)

۷۔رجال نجاشی (ص۲۷۱نمبر۷۰۹)

وافی بالوفیات کے مطابق ان کے اشعار مدون تھے خاندان نبوت کے متعلق ان کے اشعار کا شمار نہیں کیا جا سکتا، ابن شہر آشوب معالم العلماء(۱) میں لکھتے ہیں ناشی ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے بے باکانہ خاندان رسولؐ کا دفاع کیا ہے۔

خالع کہتے ہیں کہ ناشی اہلبیتؑ کی امامت کے قائل تھے، بہترین اسلوب کے ساتھ مناظرہ کرتے، اہلبیتؑ کی مدح میں ان کے اشعار بے شمار ہیں ساری عمر مدح اہلبیتؑ میں گذار دی (۲)

اس کے باوجود انہوں نے خلیفہ راضی باللہ کی مدح کی ہے، کافور اخشیدی کو دیکھنے مصر تشریف لے گئے اس کی مدح کی، ابن خنزابہ وزیر کی بھی مدح کی اس کے ندیم تھے وہ بریدیین کی مدح کے لئے بصرہ بھی گئے، ابن العمید کی مدح کر کے جان بھیجی۔

عبدالرحیم کہتے ہیں کہ مجھ سے خالع نے بیان کیا کہ ناشی نے خود مجھ سے کہا کہ ابن رائق مجھے راضی باللہ کے پاس لے گئے میں ابن رائق کا مداح تھا وہ میرا بہت خیال رکھتا تھا جب میں راضی کے سامنے پہونچا اس نے پوچھا تم ہی ناشی رافضی ہو؟

میں نے جواب دیا: میں خادم امیر المومنینؑ ہوں، شیعہ ہوں۔

پوچھا: شیعوں کے کس فرقہ سے؟

میں نے جواب دیا: شیعہ بنی ہاشم۔ کہنے لگا: یہ بڑا خبیث حیلہ ہے۔

میں نے کہا: لیکن پاکیزہ نسب کے ساتھ ہے۔

کہنے لگا کہ لاؤ کیا کہا ہے۔ میں نے قصیدہ پڑھا تو اس نے دس پارچے خلعت کے اور چار ہزار درہم انعام دیا میں نے شکریہ ادا کیا، میں نے کہا کہ میرا طریقہ ہے کہ طلیسان پہنتا ہوں کہا یہاں طلیسان عدنی ہے حکم دیا کہ ایک طلیسان کے ساتھ خز کا عمامہ بھی دے دو، پھر اس نے کہا کہ بنی ہاشم کے متعلق کچھ اشعار کہے ہوں تو سناؤ، میں نے پڑھا:۔ اے بنی عباس! بنی امیہ نے کینہ وعناد میں تمہارا خون بہایا اس لئے کوئی ہاشمی بنی امیہ کو دوست نہیں رکھ سکتا، نہ اس ذلیل مرد ملعون ابوزبیل کو دوست رکھ سکتا ہے۔

۱۔ معالم العلماء (ص ۱۴۸)　　۲۔ معجم الادباء (ج ۱۳ ص ۲۸۴۔ ۲۸۱)

پوچھا: تمہارا ابوزبیل کے ساتھ کیا معاملہ ہے۔

میں نے کہا کہ امیرالمومنین خوب جانتے ہیں۔ یہ سن کر راضی مسکوایا اور مجھے جانے کی اجازت دیدی۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ باوجود اہل بیتؑ کی مدح وثنا کے ناشی عوامی مقبولیت رکھتے تھے یہ خود ان کی بلندی منزلت اور سعادت دارین کا ثبوت ہے۔ حموی (۱)، خالع کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ۳۴۶ھ میں محدث کبوذی کی بزم میں حاضر تھا یہ بزم کتاب فروشوں اور زرگروں کے درمیان واقع مسجد میں منعقد ہوئی تھی مجلس بھری ہوئی تھی اچانک ایک مسافر وارد ہوا بدن پر بھری پڑی رداڈالے ہوئے، ایک ہاتھ میں کھانے پینے کا سامان اور دوسرے ہاتھ میں نوک دار چھڑی، ابھی گرد راہ نہ جھاڑی تھی کہ بلند آواز سے لوگوں کو سلام کیا اور فرمایا: میں فاطمہ زہراؑ کا پیغامبر ہوں سب نے کہا خوش آمدید اور اس کا احترام واکرام کر کے بٹھایا اس نے پوچھا مجھے آپ لوگ احمد مزوق نوحہ خواں کا پتہ بتا سکتے ہیں لوگوں نے کہا وہ یہیں بیٹھے ہیں اس نے کہا، میں نے بی بی زہرا علیھا السلام کو خواب میں دیکھا ہے فرمارہی ہیں بغداد جاؤ اور احمد کو ڈھونڈ کر اس سے کہو کہ میرے فرزند حسینؑ پر ناشی کے ان اشعار کے ساتھ نوحہ خوانی کرو:

بنی احمد قلبی لکم یتقطع　　　بمثل مصابی فیکم لیس یسمع

ناشی وہاں موجود تھے اپنے منہ پر بے تحاشہ طمانچے مارنے لگے، انہیں کے ساتھ مزوق اور دیگر تمام لوگ سر وسینہ پیٹنے لگے، سب سے زیادہ غیر حالت ناشی کی تھی پھر مزوق کی۔

یہ مجلس عزا ظہر تک برپا رہی، لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ شخص کچھ معاوضہ قبول کر لے، وہ انکار کرتا رہا اور بولا: خدا کی قسم! مجھے ساری دنیا بھی دیدی جائے تو قبول نہ کروں گا، میں خاتون قیامت کا پیغامبر ہو کر معاوضہ کیسے لوں۔ بغیر کچھ لئے پلٹ گیا۔

خالع کہتے ہیں کہ اس نوحہ کے دس شعر ہیں، ان میں دو شعر یہ ہیں:

۱۔ معجم الادباء (ج ۱۳ ص ۲۹۳۔۲۹۲)

عجب لكم تفنونقتلا بسيفكم ليبسطوعليكم من لكم كان يخفنع

كان رسول الله اوصى بقتلكم و اجسامكم في كل ارض توزع

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ نوحہ کے شروع کے اشعار یہ ہیں:

بنى احمد قلبى لكم يتقطع بمثل مصابى فيكم ليس يسمع

فما بقعة في الارض شرقا ومغربا وليس لكم فيها قتيل ومصرع

ظلمتم وقتلتم وقسم فيئكم وضاقت بكم ارض فلم يحم موضع

جسوم علي البوغاء ترمي وارؤس على ارؤس اللدن الذوابل ترفع

توارون لم تأوفراشاجنوبكم ويسلمني طيب الهجوع فاهجع

خالع کا بیان ہے کہ ایک دن بازار سراج میں گیا تو ناشی سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہا: میں نے ایک قصیدہ کہا ہے، اسے لکھ دو، میں چاہتا ہوں یہ قصیدہ تمہارے ہی ہاتھوں لکھا جائے۔

میں نے تعمیل حکم کر دیا اور گھر واپس آ کر سو گیا، خواب میں ابوالقسم شطرنجی نوحہ خواں کو دیکھا مجھ سے فرما رہے ہیں کہ ذرا ناشی کا مرثیہ بائیہ لکھ دو میں اسے روضہ حسینؑ میں پڑھوں گا یہ صاحب زیارت حسینؑ سے واپس آتے ہوئے راستے میں انتقال فرما گئے تھے میں اٹھ گیا اور ناشی سے سارا واقعہ بیان کیا کہ اپنا مرثیہ بائیہ دید و پوچھا تم نے کیسے جانا کہ میں نے مرثیہ بائیہ کہا ہے میں نے تو ابھی تک کسی کو نہیں دیا ہے میں نے سارا خواب بیان کر دیا وہ رونے لگے اور کہا ہاں اسے لکھنے کا وقت آ گیا ہے۔

میں نے وہ مرثیہ لکھ ڈالا، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

رجائى بعيد والممات قريب يخطى ظني والمنون تصيب (۱)

اناس علوا اعلى المعالى من العلا فليس لهم في الفاضلين ضريب

اذاانتسبوا اجازوا التناهي لمجدهم فما لهم في العالمين نسيب

هم البحر اضحي دره وعبابه فليس له من منتفيه رسوب

۱۔ معجم الادباء (ج۱۳ص۲۸۲)

تسیر بہ فلک النجاۃ وماؤھا　　لشرابہ عذب المزاق شروب

ھو البحر یغنی من عدا فی جوارہ　　وساحلہ سھل المجال رحیب

ھم سبب بین العباد وربھم　　محبھم فی الحشر لیس یخیب

علامہ سماوی نے ناشی کے مدح اہل بیتؑ سے متعلق تین سو اشعار جمع کئے ہیں۔

ولادت اور وفات

حموی نے معجم الادباء (۱) میں خالع کا بیان نقل کیا ہے کہ خود مجھ سے ناشی نے بیان کیا کہ میری پیدائش ۲۷۱ھ میں ہوئی اور میں شہر میں تھا کہ دوشنبہ کے دن پانچ صفر ۳۶۵ھ کو انتقال کیا، ابن بقیہ کا خط ابن عمید کے نام آیا جس میں ناشی کے مرنے کی خبر تھی کہا گیا کہ ابن بقیہ اپنے وزیر اور ارکان دولت کے ساتھ پا پیادہ جنازہ کی مشایعت کو نکلا اور مقابر قریش میں ان کو دفن کیا گیا ان کا مزار آج بھی معروف ہے ناشی ان لوگوں میں ہیں جن کی قبر ۴۴۳ھ میں کھود کر ہڈیاں نکالی گئیں اور جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ ابن شہر آشوب معالم العلماء میں لکھتے ہیں کہ ان کو جلا دیا گیا ظاہر مفہوم تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں زندہ جلا کر شہید کیا گیا واللہ اعلم۔ (۲)

یہاں دوسرے اقوال بھی ہیں جو قرین صحت نہیں، یافعی (۳) نے تاریخ وفات ۳۴۲ھ لکھی ہے، ابن خلکان (۴) ۳۶۰ھ اور ابن اثیر (۵) ۳۶۶ھ لکھتے ہیں:

انہیں کی تائید ابن حجر (۶) نے نجار کے حوالہ سے کی ہے، علاء الدین بہائی نے بھی مطالع البدور (۷) میں اسکو دہرا کر ان کا شعر لکھا ہے۔

۱۔ معجم الادباء (ج ۱۳ ص ۲۸۲)

۲۔ معالم العلمائص ۱۳۶ (ص ۱۴۸)　　۳۔ مرأۃ الجنان ج ۲ ص ۲۳۵

۴۔ وفیات الاعیان (ج ۳ ص ۳۷۱ نمبر ۴۶۶)　　۵۔ تاریخ کامل (ج ۵ ص ۴۲۶، حوادث ۳۶۶)

۶۔ لسان المیزان (ج ۴ ص ۲۷۵ نمبر ۵۸۵)　　۷۔ مطالع البدور، ج ۱ ص ۲۵

لیس الحجاب بآلة الاشراف ان الحجاب المجانب الانصاف
ولقل مایاتی فیحجب مرة فیعود ثانیة بقلب صاف

ثعالبی (۱) لکھتے ہیں کہ ناشی بالکل ناصبیوں کی طرح سیاہ فام تھے چنانچہ چار شعر مشہور ہیں:

یا خلیلی وصاحبی من لوئیّ بن غالب حاکم الحب جائر موجب غیر واجب
لک صدغ کا نما لونه وجه ناصبی یلدغ الناس اذا التعقرب لدغ العقارب

تنقیح المقال (۲) میں تذکرہ ناشی کے سلسلہ میں حیرتناک اشتباہ دیکھنے کو ملتا ہے، انہوں نے لکھ دیا ہے کہ بظاہر یہ ناشی وہی عبداللہ بن وصیف بن عبداللہ ہاشمی ہیں جنہوں نے عیون الاخبار میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بعض امامت علی رضا علیہ السلام کی روایت کی ہے۔

مصادر حالات

مطالع البدور	فہرست شیخ طوسی
جامع الروایات	معالم العلماء
تلخیص الاقوال	رجال ابن داؤد
منتہی المقال	رجال نجاشی
نسمة السحر	یتیمة الدہر
الطلیعة	ہدیہ الاحباب
امل الآمال	خلاصة الرجال
خاتمة الوسائل	نقد الرجال
ریاض العلماء	کامل ابن اثیر

۱۔ ثمار القلوب ص ۱۳۶

۲۔ تنقیح القال ج ۲، ص ۳۱۳

ملخص المقال

الحقون النسیعہ

الشیعہ وفنون الاسلام

شہد الفضیلۃ

تلخیص المقال

تاسیس الشیعہ

روضات الجنات

الوافی بالوافیات

شذرات الذہب

مجالس المومنین

لسان المیزان

تنقیح المقال

انساب السمعانی

وفیات الاعیان

معجم الادباء

میزان الاعتدال

وفیات الاعلام

کرتے ہوئی فرمائی: کیا میں تمہارا مولا نہیں ہوں؟ علیؑ بھی میری طرح تمہارا مولا ہے اب اسے دوست رکھو میں نے واجبی بات تم تک پہنچا دی''۔

یہ اشعار بھی بشنوی کے ہیں:

''غدیر کا دن دوستان علیؑ کے لئے عید کا دن ہے اور ناصبی اس کی عظمت کے منکر ہیں، جس دن دوپہر کے وقت بعنوان عہد معبود جشن منایا گیا تھا۔

اگر نافرمان لوگ حکم مانیں اور حاسدوں کی فساد انگیزی ختم ہو جائے تو زمین کا یہ جشن آسمانی جشن کے مانند ہوگا''۔

شاعر کے حالات:

ابوعبداللہ حسین بن داؤد کردی بشنوی ...... ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ یہ برملا مدح اہل بیتؑ فرمایا کرتے تھے اور ولایت کی باتیں سنایا کرتے تھے۔(۱) ان کے بے شمار اشعار اس بات کا ثبوت ہیں، مناقب شہر ابن آشوب (۲) میں جا بجا ان کے اشعار بکھرے ہوئے ہیں، اس طرح کہا جاتا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت کے علمدار اور امامیہ شاعر تھے۔

ولایت کے متعلق ان کے بعض اشعار یہ ہیں:

''خدا کی قسم رسول مختارؐ کے بعد میں نے بارہ اماموں کا دامن تھام لیا ہے میں نے اپنی زندگی اس خانوادے کے لئے وقف کر دی ہے قریش کے دینی سردار یہی ہیں''۔

ان کا یہ شعر بھی ہے:

''اے وہ شخص! جس نے نادانی میں منصب خلافت کو ابوالحسنؑ سے چھین لیا دروازۂ شہر کو جاہلوں کے لئے کھول دیا، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، وہ بھی ایسے شہر علم جن کی طرف طالبان علم کی آمد ہے ہاں اس طرف دانشوروں کو توجہ کرنا ضروری ہے، وہ دنیا کے سید و سردار ہیں خدا نے جبریل کی زبانی یہ حکم پہنچایا''۔

۱۔ معالم العلماء (ص ۱۴۹) ۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۱، ص ۳۸۰، اعیان الشیعہ ج ۶ ص ۱۱)

بشنوی کردی

وفات ۳۸۰ھ

وقد شهد واعید "الغدیر" واسمعوا مقال رسول اللہ من غیر کتمان

''یقیناً انہوں نے بروز غدیر خم بچشم خود دیکھا اور ارشاد رسول کو واضح طور سے سنا تھا کیا میں تمام لوگوں کے مقابل تم پر صاحب اختیار نہیں ہوں، سب نے کہا تھا ہاں، آپ تمام جن وانس میں سب سے افضل۔

پھر آپ خطبہ دینے کے لئے کجاؤں کے منبر پر کھڑے ہوئے بلند آواز سے حیدر کا اعلان فرمایا اور تمام لوگ منہ میں زبان لئے سر جھکائے ہوئے تھے کچھ سامنے اور کچھ پس پشت۔ علیؑ لبیک کہتے ہوئے سامنے آئے آپ کا چہرہ یوں دمک رہا تھا جیسے سرد کی اوٹ میں چاند، رسول خداؐ نے خوش آمدید کہتے ہوئے اپنے پاس جگہ دی، ہاں وہ پاک مرد شبیہ مصطفےٰ ہو گیا علی کا بازو پکڑ کر بلند کیا اور آپ کی آواز نزدیک و دور پہنچ رہی تھی۔

علیؑ میرا بھائی ہے میرے اور اس کے درمیان علیحدگی نہیں ہو سکتی، اس کی نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ کلیم اللہ سے تھی، یہ میرا وارث علم اور امت پر میرا جانشین ہے زندگی کی آخری سانسوں تک۔ پس اے میرے پروردگا! جو علیؑ کو دوست رکھے اسے دوست رکھ جو دشمن رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ جو اس سے عداوت رکھے تو اس سے غضب ناک ہو''۔

ایک دوسرا قصیدہ یہ ہے:

''کیا میں وہ محکم بات اور مشہور حدیث بیان کر دوں کہ جو بروز غدیر احمد مصطفےٰؐ نے لوگوں کو خطاب

ان کا یہ شعر بھی ہے:

''ایک نالائق اور کمتر کو آگے بڑھا کر خیانت کی گئی، میں کمتر کو ترجیح دے کر اپنے خدا سے خیانت نہیں کروں گا''۔

آگے ان کے دوسرے اشعار بھی پیش کئے جائیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ وہ مخلصانہ طریقہ پر صرف ائمہ معصومینؑ کی سرداری کے قائل تھے اس طرح انہیں شاعر اہل بیتؑ کہا جا سکتا ہے حالانکہ لوگ انہیں شاعر بنی مروان کہتے ہیں۔(۱)

اس لئے کہ وہ دیار بکر کے سلاطین کے درباری شاعر تھے، ان کا مورث اعلیٰ ابوعلی بن مروان تھا۔ وہ اپنے اماموں کے بعض علاقوں پر قبضہ کر بیٹھا تھا پھر اس کے بھائی ممہد الدولہ کے قتل ہونے کے بعد حکومت پر قابض ہوگیا، اس کا دوسرا بھائی ابونصر تھا جسکی مدت سلطنت ۴۲۰ھ سے ۴۵۳ھ تک ہے اس نے مرنے کے بعد دو بیٹے چھوڑے ایک نصر جو میا نارقین کا حکمراں ہوا اور ۴۵۳ھ میں اس کا جانشین اس کا بیٹا منصور ہوا دوسرا سعید نامی تھا جو آمد پر قابض ہوگیا۔ بشنوی قلعۂ فنسک میں سکونت پذیر کرد بشنوی سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے لوگوں کو ابھارا کہ بنی مروان کے ماموں باذ کردی کی حمایت کریں یہ واقعہ ۳۸۰ھ سے ۳۷۹ھ میں ابوطاہر اور حسین (حمدان کے بیٹے) جب موصل کے شہروں پر قابض ہو گئے انہوں نے ایک قصیدہ بھی کہا تھا:

البنویۃ انصار لد ولتکم　　ولیس فی ذاخفا فی العجم والعرب

اس بنیاد پر صاحب اعیان الشیعہ (۲) کی تحریر کردہ بشنوی کی تاریخ ۳۷۰ھ صحیح نہیں رہ جاتی ہے، کیونکہ بشنوی ۳۷۹ھ کے اس واقعہ کے بعد بھی دس سال تک زندہ رہے ہیں۔

بشنوی کی تصانیف معالم العلماء (۳) کے مطابق کتاب الدلائل اور رسائل بشنویہ ہیں، ابن اثیر

۱۔ تاریخ کامل، ج ۹، ص ۲۴ (ج ۵ ص ۳۸۳، حوادث ۳۸۰)

۲۔ اعیان الشیعہ ج ۱ (ص ۳۸۷ ج ۶ ص ۱۱)

۳۔ معالم العلماء (ص ۴۲ نمبر ۲۶۸

نے ایک مشہور دیوان کی نشاندہی بھی کی ہے(۱)

عراق کے مشرقی دجلہ کے علاقہ میں کردوں کے بہت سے قبیلے اور گروہ آباد ہیں اور ان کے قلعہ اور شہر ہیں جو موصل اور اربل کے علاقہ سے متصل ہیں انہیں قبیلوں میں سے ایک بشنوی کا قبیلہ ہے جس کی فرد بشنوی تھے یہ گروہ موصل کے بالائی حصہ میں جزیرہ ابن عمر کے قریب آباد تھا، لگ بھگ دو فرسخ کے فاصلے پر یہ اپنے گروہ میں تعصب کے حامل ہیں ان کے قلعوں کے نام یہ ہیں:

قلعہ برقہ، بختیہ، ہکاریہ، جلانیہ، ووادیہ، شوانکاریہ، حمیدیہ، ہذبانیہ، حکمیہ

ان کے علاوہ:

مارانیہ، یعقوبیہ، جوزقانیہ، سورانیہ، کورانیہ، عمادیہ، محمودیہ، جوبیہ، مہرانیہ، جاوانیہ، رضائیہ، سروجیہ، ہارونیہ، ریہ وغیرہ بے شمار قبیلہ ہیں۔

نمونہ کلام

خیر الوصیین من خیر البیوت ومن خیر القبائل معصوم من الزلل

اذانظرت الی وجہ الوصی فقد عبدت ربک فی قول وفی عمل

''حضرت علیؑ اوصیاء میں سب سے بہتر تھے سب سے بہتر گھر والے اور قبیلہ والے تھے، وہ تمام لغزشوں سے معصوم تھے جب تم نے وصی کے چہرے کی طرف نظر کی تو گویا قول وعمل میں خدا کی عبادت کی''۔

دوسرے شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ رسول نے فرمایا''النظر الی وجہ علی عبادہ''۔

محبّ طبری نے ریاض(۲) میں اس کی روایت ابوبکر، عبد اللہ بن مسعود، عمرو عاص، اور عمران

۱۔اللباب، ج۱،ص۱۲۷

۲۔الریاض النضرۃ، ج۲،ص۲۱۹ (ج۳،ص۱۷۲)

بن حصین کے علاوہ دوسرے سے کی ہے، گنجی نے کفایہ (۱) میں ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حسین ترین سند کا حامل کہا ہے، اس کی روایت حلیہ نعیم (۲) معجم طبرانی (۳) میں کی ہے یہ حدیث حسن، عالی، جلیل، غریب اور دوسرے طریقے سے عالی اور سیاق اعتبار سے حسن ہے۔

دوسرے طریقے سے معاذ بن حنبل سے روایت کی ہے۔ (۴) حافظ دمشقی (۵) نے ابوبکر، عمر، عثمان، جابر، ثوبان، عائشہ، عمران حصین، ابوذر سے روایت کی ہے، حدیث ابوذر کے الفاظ میں ''مثل علی فیک او قال فی ہذہ الامۃ کمثل الکعبۃ المستورۃ النظر الیہا عبادۃ و الحج الیہا فریضۃ اس کی روایت حضرت علی علیہ السلام سے بھی کی گئی ہے۔ (۶)

بشنوی کے یہ اشعار بھی ہیں:

ولست ابالی بای البلاد　　　قضی اللہ نحبی اذا ما قضہ

''مجھے کوئی پرواہ نہیں خدا مجھے کس خط زمین پر فرمان موت دے گا، نہ یہ کہ کس خط زمین پر قبر بنے گی کیونکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور اس کا فرمان حق ہے، اور محمد مصطفیؐ اس کے رسولؐ اور علیؑ رسول خداؐ کے بھائی ہیں اور بنت رسولؐ فاطمہؑ تمام رجس سے پاک ہیں، محمد وہی رسول ہیں جنھوں نے دین حق کی ہمیں رہنمائی کی ان کے دونوں باعظمت فرزند بھی ہمارے سردار ہیں خوشا بحال اس کا جوان دونوں سرداروں کا غلام ہوگا''۔

یا ناصبی بکل جھدک فاجھد　　　انی علقت بحب آل محمد

اے ناصبی! (مجھ سے جھگڑنے والے) اپنی پوری طاقت سے میرے سامنے آ کیونکہ میں دوستی آل

۱۔ کفایۃ الطالب، ص ۶۴، ۶۵ (۱۵۸، ۱۵۶، باب ۳۴)

۲۔ حلیۃ الاولیاء (ج ۵ ص ۵۸، نمبر ۲۹۵)

۳۔ معجم الکبیر (ج ۱۰ ص ۷۶، حدیث ۱۰۰۰۶)

۴۔ کفایۃ الطالب ص ۶۶ (ص ۱۶۱ باب ۳۴)

۵۔ تاریخ ابن عساکر حالات حضرت علی (نمبر ۹۱۱۔۸۹۴) (مختصر تاریخ ابن عساکر، ج ۱۸ ص ۸۔۷)

۶۔ کفایۃ الطالب ص ۱۲۴ (۲۵۲۔ باب ۶۲)

محمدؐ سے سرشار ہوں آل محمدؐ پاک وپاکیزہ، صاحبان ہدایت ہیں وہ خود پاک ہیں اوران کا مولا بھی پاک وپاکیزہ ہے میں ان سے دوستی کا دم بھرتا ہوں، ان کے دشمنوں سے بیزار ہوں، اے نطفہ ناتحقیق تو میری جس قدر بھی چاہے ملامت کر معتبر حدیث کے مطابق آل محمدؐ ستاروں کی طرح امان اور وہ کشتی نجات ہیں''۔

اس طرح پانچ شعروں میں سقیفہ کی بڑی چنگھاڑ مچائی ہے، پھر چار شعروں میں ﴿اجعلتم سقایہ الحاج﴾ کی تفسیر کے طور پر فضیلت علیؑ کا گوشہ نکالا ہے۔ دو شعروں میں حدیث ''مدینۃ العلم'' اور آخرت میں قسیم النار والجنۃ کہا۔ دو شعروں میں خاصف النعل اور علم وقضا وخضوع علیؑ کا تذکرہ کیا ہے۔

تین شعروں میں صدیقہ طاہرہؑ کی مدح کی ہے:

''جب وہ میدان محشر میں آئیں گی تو لوگوں کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں بند کرلو، ان کے دشمنوں کے چہرے سیاہ اور ارباب حق کے چہرے اجلے ہوں گے''۔

دو شعروں میں صادق آل محمدؐ کی مدح کی ہے:

''آپ سلیل ائمہ تھے جو اپنے جد کے مسلک پر باوقار طریقے سے چلے اگر ہمیں درماندہ کرنے والی مشکلیں آئیں تو اس کے بھید کو دلیل وبرہان سے واضح کرنے والے ہیں''۔

صاحب بن عبادہ

ولادت ۳۲۶

وفات ۳۸۵

قالت :فمن صاحب الدین الحنیف اجب؟ فقلت : احمد خیر السادۃ الرسل

''پوچھا: صاحب دین حنیف کون ہے جواب دو؟ میں نے کہا: احمدؐ جو بہترین سردار پیغمبران تھے۔

پوچھا: پھر ان کے بعد کون ہے جس کے لئے ولائے خالص سزاوار ہے؟ میں نے کہا: ان کا وصی جس کے خیمہ زحل پر نصب ہیں۔

پوچھا: کون تھا جو جان فدا کر کے ان کے بستر پر سویا؟ میں نے جواب دیا: جس نے طوفان حوادث میں بھی ذرا جنبش نہ کی۔

پوچھا: کس کے لئے رسولخداؐ نے برادری اشتیاق کا مظاہرہ کیا؟ میں نے کہا: وہی جس کے لئے وقت عصر ڈوبتا سورج پلٹا۔

پوچھا: کس کے ساتھ فاطمہ زہراؑ کی تزویج ہوئی؟ میں نے کہا: اس کے ساتھ جو پا برہنہ اور کفش پوشوں میں سب سے بہتر تھا۔

پوچھا: دونوں فرزندان رسولؐ کا والد کون ہے؟ میں نے کہا: وہی جو میزان فضیلت میں سب پر بازی لے گیا۔

پوچھا: جنگ بدر کا بلند ترین افتخار کس کے نصیب میں آیا؟ میں نے کہا: وہی جس نے سب سے زیادہ دشمنوں کی سرکوبی کی۔

پوچھا: جنگ احزاب کا بہادر شیر کون تھا؟ میں نے کہا: جو عمرو جیسے بہادر نر کا قاتل ہے۔

پوچھا: جنگ حنین میں کس نے کانٹ چھانٹ اور چھاڑ مچائی ؟ میں نے کہا: جس نے مشرکین کو تیزی سے دور ہنکا دیا۔

پوچھا: کس کو مرغ بریاں کھانے کے لئے بلایا گیا؟ میں نے کہا: جو خدا اور رسول کے نزدیک محبوب ومقرب تھا۔

پوچھا: کون سایۂ عبا میں رسول کے شانہ بشانہ تھا جواب دو۔ میں نے کہا: وہی جو گلیم پوشوں اور خز پوشوں میں سب سے بہتر تھا۔

پوچھا: غدیر کے دن کس کو سردار بنایا گیا؟ جواب دو۔ میں نے کہا: جو اسلام کے لئے سب سے بہتر ولی تھا۔

پوچھا: کس کے شرف و بزرگی کے لئے سورہ ھل اتی نازل ہوا؟ میں نے کہا: خیرات کرنے والے روی زمین پر سب سے بہتر کے لئے۔

پوچھا: کس نے حالت رکوع میں انگوٹھی کی زکوٰۃ دی، میں نے کہا اس ہاتھ نے جو سینہ دشمن پر سب سے محکم نیزہ بازی کرنے والا تھا۔

پوچھا: کون جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے؟ میں نے کہا: جس کی رائے بھڑکتے شعلوں سے زیادہ صاف تھی۔

پوچھا: رسول خداؐ مباہلہ میں کس کو ہمراہ لائے؟ میں نے کہا: جو رسول خداؐ کے سفر وحضر میں برابر ساتھ رہا۔

پوچھا: پھر کون شبیہ ہارون تھا ہم بھی تو جانیں؟ میں نے کہا: جو فتنہ وآشوب میں نہ ڈگمگایا نہ ڈوبا۔

پوچھا: اچھا بتاؤ شہر علم کا دروازہ کون تھا؟ میں نے کہا: جس سے لوگوں نے پوچھا اور اس نے کسی سے نہ پوچھا۔

پوچھا: پھر بیعت توڑنے والے کو کس نے قتل کیا؟ میں نے کہا: اس کی تفسیر واقعہ جمل ہے۔

پوچھا: حد سے تجاوز کرنے والے گندے ان لوگوں (قاسطین) سے کس نے جنگ کی؟ میں نے کہا: جنگ صفین اس حقیقت کو واضح کرنے والی ہے۔

پوچھا: دین سے نکل جانے والوں (مارقین) کے سر پر تلوار کس نے چلائی؟ میں نے کہا: اس کا مفہوم نہروان میں پوری طرح واضح ہو گیا۔

پوچھا: کون حوض کوثر کا مالک ہوگا؟ میں نے کہا: جس کا خاندان سب سے شریف ترین ہے۔

پوچھا: لواء احمد کس کے ہاتھ میں ہوگا؟ میں نے کہا: وہی جو کبھی جنگ سے ہراساں نہ ہوا۔

پوچھا: کیا یہ تمام چیزیں ایک ہی شخص میں جمع تھیں؟ میں نے کہا: ہاں! یہ تمام چیزیں ایک ہی شخص میں جمع تھیں۔

پوچھا: پھر وہ کون تھا ذرا مجھے اس کا نام بتاؤ؟ میں نے کہا: وہ ذات امیر المومنین علی علیہ السلام کی تھی''۔

ان کا ایک اور قصیدہ ہے:

یا کفو بنت محمد لو لاک ما زفت الی بشر مدی الاحقاب

''اے دختر محمدؐ کے کفو! اگر آپ کی بلند ذات نہ ہوتی تو وہ کبھی اپنے شوہر کے گھر نہ جا سکتیں۔

اے اصل خاندان احمد اگر آپ نہ ہوتے تو محمد مصطفےٰؐ کی نسل ہی نہ چلتی رسول خداؐ جو شہر علم اور تمام کمالات سے آراستہ تھے، آپ ان کے بہترین دروازہ تھے۔

آپ کے لئے سورج پلٹا اور یہ بہترین فضیلت ہے جسے چھپایا نہیں جا سکتا۔

میں نے ان باتوں کی حکایت نہیں کی جن کی حکایت ناصبی کرتے ہیں اس لئے کہ میں ان کے جان و مال کو حلال سمجھتا ہوں۔

اے رسولؐ کے شانہ بشانہ رہنے والے اور ان کے شریک کار! آپ نے ایسے ابد آثار کارہائے نمایاں کئے کہ سب حیرت ناک ہیں۔

ان لوگوں نے صفت ابوتراب سے آپ کی توہین کرنی چاہی لیکن ایک مٹھی خاک کے بدلے اپنی

شریعت بیچ دی تم نہیں جانتے کہ رسول کا جانشین وہی ہے جس نے حالت نماز میں زکوۃ دی، تم نہیں جانتے کہ وصی وہی ہے جس کا ان کا یہ بھی قصیدہ ہے غدیر میں اصحاب کو حکم دیا گیا۔

"انہوں نے کہا علیؑ کو بلندی ملی، میں نے کہا نہیں بلکہ بلندیاں علیؑ سے بلند ہوئیں۔

لیکن میں تو وہی کہتا ہو جو نبیؐ نے کہا جب کے تمام لوگ جمع تھے۔

آگاہ ہو جاؤ جس کا میں مولا ہوں اسکے علیؑ مولا ہیں، اگر اسے نہ مانو تو سب بیکار....."۔

ایک اور قصیدہ یہ ہے:

وکم دعوة للمصطفی فیه حققت   وامال من عادی الوصی خوائب

"اور محمد مصطفیؐ کی کتنی دعائیں علیؑ کے بارے میں پوری ہوئیں اور جو لوگ علیؑ سے دشمنی وعناد رکھتے تھے ان کی آرزوئیں ناکامی سے دچار ہوئیں۔

رسولؐ نے ان کی دکھتی آنکھوں کو دعا کے ذریعے شفا دی جب کہ جنگ خیبر میں باد مخالف چل رہی تھی ہمیشہ کے لئے گرمی سردی کی اذیت سے چھٹکارا مل گیا اور یہ دعا انتہائی حیرت ناک ہے۔

اور کس دن کاموں کو مقصد ومراد سے ہم آہنگ نہیں کیا جب کہ پرتو خورشید آسمان ولایت پر درخشاں تھا کیا فاطمہ زہراؑ کی شادی کے وقت جب کہ رسولخداؐ نے فاطمہؑ کو علیؑ کے حوالہ کیا حالانکہ بہت سے لوگ اس کے طلبگار تھے۔

یا اسوقت جب مرغ بریاں کے وقت رسولؐ نے دعا کی اور وہ پوری ہوئی حالانکہ اس سے قبل احمق ملازم (انس) نے آپ کو واپس کر دیا تھا۔

یا مباہلے کے دن جب رسول خداؐ نے علیؑ کی قدر ومنزلت کو بیان کیا اگر سوچا جائے تو یہ بلند ترین منزلت ہے اور غدیر کے دن جب آپ کا ذکر بلند کیا اور آنے والوں اور جانے والوں نے رسولؐ کی وصیت سنی۔

اے دین خدا کے یعسوب۔ اے شریک نبوت، اے وہ جس کی محبت خدا کی طرف سے فرض قرار دی گئی ہے۔

آپ کا مرتبہ ومقام ستاروں سے بھی بلند وآشکار ہے اور آپ کی عظمت ستارہ سماء کی نگراں، اور آپ کی شمشیر دشمنوں کی گردن میں ایسا گلوبند ہے کہ ماہر لوہار بھی باندھ نہیں سکتا''۔

شاعر کے حالات

صاحب کافی الکفاۃ ابو القاسم اسماعیل بن ابو الحسن عباد بن عباس بن عباد بن احمد بن ادریس طالقانی۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قادر الکلام شاعر وادیب کی شخصیت کا تجزیہ کرتے وقت تاریخ وتذکرہ کی مسلمہ شخصیتیں اپنی وقعت وعظمت کے باوصف تذکرہ نگاروں کو لکنت سے دوچار کر دیتی ہیں، زبانیں خشک ہونے لگتی ہیں، انہیں عظیم و وقیع شخصیتوں میں صاحب بن عباد بھی ہیں، ان کی بلندی وکرامت کا آسانی سے احاطہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ زندگی وشخصیت کے مختلف رخوں کا الگ الگ تجزیہ کرنا پڑتا ہے، کبھی ان کا علم وفن، کبھی ادب وانشائیہ نگاری، کبھی سیاست وتدبر، کبھی اصیل نجابت وعظمت، اس طرح ان کے بے اندازہ شاداب فضائل کی کچھ احاطہ بندی ہو سکتی ہے ان کی معنوی وروحانی عظمت کا بھی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، تذکرہ نگاروں نے ان کے خصائل پسندیدہ کا تھوڑا بلکہ دریا سے قطرہ ہی پر قناعت کیا ہے ۔صاحب کی عظمت وشخصیت تمام معاشرتی میدانوں میں ممتاز ہے لیکن تاریخ نویسوں نے اشارتی حیثیت پر اکتفا کی ہے ان کے تذکرہ کا قدیم ترین ماخذ ثعالبی کی یتیمۃ الدھر ہے جس میں ان کے ۹۱ صفحات مختص کیے گئے ہیں۔(۱) ان کے علاوہ جن لوگوں نے صاحب کے حالات پر کتابیں لکھی ہیں ان کے نام یہ ہیں اور یہی ہمارے ماخذ بھی ہیں۔

۱۔ مہذب الدین محمد بن علی حلی مزیدی (ابو طالب خیمی) الدیوان المعمور فی مدح الصاحب المذکور

۲۔ شیخ محمد بن علی بن شیخ ابی طالب زاھدی۔

۳۔ سید ابو القاسم احمد بن محمد حسنی حسینی اصفہانی۔ رسالۃ الارشاد فی احوال الصاحب بن عباد۔

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۲۷۔۲۲۵

۴۔ استاد خلیل مردم بک

صاحب بن عباد اصطخر یا طالقان کے ایک گاؤں میں ۱۶ ذی قعدہ ۳۲۶ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر ابن عمید، احمد بن فارس لغوی وعباس بن محمود نحوی عرام، ابوسعید سیرانی، ابوبکر بن مقسم، قاضی ابوبکر احمد بن کامل، عبداللہ بن جعفر فارس وغیرہ سے ادب وقواعد وحدیث کا درس حاصل کیا۔

سمعانی لکھتے ہیں کہ انہوں نے مشائخ اصفہان سے علم حدیث حاصل کر کے دوسروں کو درس دیا حصول علم حدیث کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا، ابن مردویہ نے صاحب کی زبانی نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں جس نے علم حدیث حاصل نہ کیا اس نے شیرینی اسلام کا احساس نہ کیا۔ (۱)

جب وہ مجلس درس میں حدیث لکھواتے تو بہت بڑا اجتماع ہو جاتا تھا بلند آواز کے ساتھ لوگ اعلانیہ کے طور پر مجلس کے آخری لوگوں تک آواز پہونچاتے تھے اسی وجہ سے زیادہ تر محدثین نے ان سے استماع حدیث کیا ہے جیسے قاضی عبدالجبار، شیخ عبدالقاہر جرجانی، ابوبکر بن مقری، قاضی ابوالطیب الطبری، ابوبکر ذکوانی جو اساطین حدیث مشہور ہیں۔ ان کی ادبی وعلمی مہارت اس مرتبہ پر تھی کہ شیخ بہائی نے رسالہ غسل الیدین میں انہیں علماء شیعہ میں شمار کیا ہے صاحب کا نام کلینیؒ، شیخ صدوقؒ، مفیدؒ وطوسیؒ کے ساتھ لیا جاتا ہے مجلسی اولؒ انہیں افقہ الفقہاء اور شیخ حر عاملی (۲) انہیں محقق ومعلم والا مقام کے لقب سے یاد کرتے ہیں دوسری طرف ثعلبی فقہ اللغت میں انہیں لیث وخلیل وسیبویہ خلف احمرم بن دریدہ وغیرہ کی طرح صاحب ومورد اعتماد امام تصور کرتے ہیں اسی لئے انباری (۳) نے انہیں علماء لغت میں شمار کیا ہے علامہ مجلسی نے تو انہیں لغت وعروض میں علماء شیعہ کا سرخیل کہا ہے (۴)

ابن جوزی لکھتے ہیں وہ علماء وادباء کے درمیان باہم تعلقات استوار فرماتے تھے اور فرماتے تھے

۱۔ الانساب (ج ۴، ص ۳۰)

۲۔ امل الآمل (ج ۲ ص ۳۴، نمبر ۹۶)

۳۔ نزھۃ الالباء فی طبقات الادباء والنحاۃ (ص ۳۲۵، نمبر ۹۱۲۸) ۴۔ بحار الانوار (ج ۱، ص ۴۲)

کہ میں دن میں بادشاہ ہوں اور رات کے وقت بھائی ہوں (۱) محدثین سے حاصل کرتے اور دوسروں کو حدیث لکھواتے، ابوالحسن علی بن محمد طبری معروف بہ کیان ے یزید بن صالح حنفی کا بیان نقل کیا ہے کہ وہ حدیث لکھواتے وقت وزارت کا کام بھی انجام دیتے رہتے تھے ایک کشادیہ عبا اور تحت الحنک باندھے بزم علم وادب سے برآمد ہوئے فرمایا کیا تم لوگ میرا یہ لباس اور علمی سبقت قبول کرتے ہو؟ سب نے اعتراف کیا پھر فرمایا میں عہدہ وزارت میں مشغول ہوں لیکن بچپن سے آج تک صرف ذاتی دولت خرچ کی ہے، وہ صرف میرے باپ دادا کا ہی مال تھا اس کے باوجود میں دعوی نہیں کرتا کہ میں نے کسی کا حق مارا، میرا خدا ہے اور میں ہوں میں اسے گواہ بناتا ہوں اور اس کی مغفرت کا طلبگار ہوں پھر ایک گھر بنام خانہ توبہ منتخب فرما کہ ایک ہفتہ اسمیں اعتکاف فرمایا اس کے بعد فقہاء کے دستخط سے صداقت وصحت توبہ کا محضر تیار کرنے کے بعد دوبارہ مسند حدیث پر بیٹھے اور اتنے تشنگان علم جمع ہو گئے۔

کہ ایک بلند گو کافی نہ تھا چھ بلند گو متعین کئے گئے جو آخر تک لوگوں تک تقریر کو پہنچاتے تھے آپ نے معمول بنالیا تھا کہ ہر سال پانچ ہزار دینار بغداد کے فقہاء اور ادباء کو تقسیم کرنے کے لئے ارسال کرتے، حقوق الٰہی کے اجراء میں لوگوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

اکثر ممتاز ارباب علم وادب نے آپ کی عظمت اور نبوغ علمی کا اعتراف کر کے اپنی تالیفات کو ان کی بارگاہ میں ممنون کیا ہے ان میں اہم نام یہ ہیں:

۱۔ شیخ صدوق ابوجعفر قمی

۲۔ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی

۳۔ شیخ حسن بن محمد قمی

۴۔ ابوالحسن احمد بن فارس

۵۔ قاضی عبدالعزیز جرجانی

۷۔ ابوجعفر احمد بن سلیمان

۱۔ المنتظم، ج ۷، ص ۱۸۰ (ج ۴ ص ۲۷۶، نمبر ۲۹۱۱)

تالیفات صاحب بن عباد

ان کے ابدآثار تالیفات مندرجہ ذیل ہیں: (۱)

۱۔ کتاب خدا کے اسماء وصفات

۲۔ نہج السبیل دراصول

۳۔ الامامۃ: امیرالمومنینؑ کی تفصیل کے متعلق

۴۔ وقف وابتدا

۵۔ المحیط (دس جلد)

۶۔ زیدیہ

۷۔ المعارف

۸۔ الوزراء

۹۔ قضاوقدر

۱۰۔ روزنامچہ

۱۱۔ اخبار ابی العیناء

۱۲۔ تاریخ الملک واختلاف الدول

۱۳۔ زیدیین

۱۴۔ اقناع درعروض

۱۵۔ نقض عروض

۱۶۔ دیوان رسائل

۱۷۔ الکافی درفن انشائیہ

۱۔ الدیباج المذہب ص۳۶ (ج۱ص۱۶۷، نمبر۳۴)

۱۸۔اعیاد و فضائل نوروز

۱۹۔دیوان شعر

۲۰۔کتاب شواھد

۲۱۔کتاب تذکرہ

۲۲۔کتاب تعلیل

۲۳۔الانوار

۲۴۔الفصول المہذبہ

۲۵۔رسالہ ابانہ

۲۶۔رسالہ درطب

۲۷۔دوسرا رسالہ درطب

۲۸۔فضائل عبدالعظیم حسنی

۲۹۔کشف از مساوی شعر متنبی۔(۱)

۳۰۔کتاب سفینہ(۲)

۳۱۔حالات محمد بن ادریس شافعی

استاد حسین محفوظ کاظمی نے مزید تین کتابوں کی نشاندہی کی ہے:

۱۔الفصول الادبیہ؛

۲۔الھدایة و الضلاله؛

۳۔الامثال السائرہ؛

قارئین کرام کو اس متنوع علمی نگارشات سے اندازہ ہو گیا ہوگا کہ صاحب نابغہ عصر تھے، انہیں تمام

۱۔یتیمۃ الدھر، ج۴، ص۵۔۴)

۲۔یتیمۃ الدھر(ج۵، ص۳۷)

علوم وفنون پر یکساں دسترس تھی ، وہ بیک وقت فلسفی بھی ہیں متکلم بھی فقیہ ومحدث بھی ہیں اور مورخ ولغوی بھی ہیں ، ماہر نحو ولغت بھی ہیں اور ادیب وشاعر بھی جس یگانہ روزگار نے ایسے مختلف النوع علم وہنر سے اپنا سینہ کشادہ کیا تھا ان کا مرتبہ ومقام کیا ہوسکتا ہے؟

ان کا ایک عظیم وگراں بہا کتاب خانہ بھی تھا ، جس وقت والی خراسان نوح بن منصور سامانی نے اقتدار سنبھالا تو اپنے دربار میں بلا کر ہدایا وتحائف دینے کے بعد وزارت کی پیشکش کی ، صاحب نے معذرت کرتے ہوئے کہا میں اپنے اموال کو منتقل نہیں کرسکتا صرف میرے دفتر کا سامان اور کتب خانہ ہی اس قدر ہے کہ چار سو اونٹوں پر بار کر کے منتقل کیا جائے گا۔ معجم (۱) بیہقی کے بقول ان کا ''ری'' کا کتب خانہ ان کی عظمت کا گواہ صادق تھا بعد میں سلطان محمود بن سبکتگین نے کچھ حصہ کو جلا ڈالا میں نے ان کے کتب خانہ کا معائنہ کیا تھا صرف فہرست دس جلدوں میں تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ جب سلطان ''رے'' میں داخل ہوا تو اس سے کہا گیا کہ اس میں بھی رافضیوں کی کتابیں ہیں اس نے حکم دیا کہ علم کلام سے متعلق تمام کتابوں کو جلا دیا جائے ، بیہقی کہتے ہیں تمام نفیس کتابیں جلا دی گئیں آثار شیعیت کو نذر آتش کرنے کا یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اس کتب خانہ کے منتظمین میں ابوبکر مقری (۲) اور عبداللہ بن حسن اصفہانی جیسے لوگ تھے۔

وزارت اور اس کی قدر دانی:

ابوبکر خوارزمی کہتے ہیں کہ صاحب نے آغوش وزارت میں پرورش پائی اسی آستانہ میں قدم رکھا اور اسی پستان سے دودھ پیا وہ چکیدہ وزارت تھے جنھوں نے اپنے آباء سے میراث پائی تھی۔

ابوسعید رستمی نے کہا ہے کہ، انھوں نے وزارت کو پشت در پشت حاصل کیا جیسے سلسلہ روایت کی سند متصل ہوتی ہے، عباد نے عباس سے اور اسماعیل نے عباد سے وزارت پائی ہے۔ وہ پہلے وزیر ہیں

۱۔ معجم الادباء (ج ۶، ص ۲۵۹)

۲۔ الوافی بالوافیات، ج ۱، ص ۳۴۲ ((۲۲۴) پر ان کے حالات درج ہیں

جنہیں صاحب کے عنوان سے لقب دیا گیا شروع میں ابوالفضل بن عمید کو صاحب بن العمید کہا جاتا تھا بعد میں جب خود منصب وزارت پر فائز ہوا تو اسے یہ لقب دے دیا گیا۔

لیکن صابی اپنی کتاب تاجی میں لکھتا ہے کہ انہیں صاحب اس لئے کہتے ہیں کہ بچپن ہی سے وہ بویہ کے فرزند موئد الدولہ کے مصاحب رہے اس نے ان کا نام صاحب رکھا پھر اس لقب کو دوام مل گیا اس کے بعد جو بھی منصب وزارت پر فائز ہوا اسے صاحب کہا جانے لگا۔

۳۴۷ھ کے شروع میں صاحب موئد الدولہ کے منشی کی حیثیت سے مقرر ہوئے اسی سال وہ بغداد چلے گئے ۳۶۶ھ میں وزارت کے لئے منتخب کئے گئے وہ موئد الدولہ کے انتقال (۳۷۳ھ) تک اسی منصب پر باقی رہے موئد الدولہ کے بعد اس کے بھائی فخر الدولہ نے بھی انہیں منصب وزارت پر فائز کیا اور صاحب اس کے ساتھ ''ری'' چلے گئے اور پوری وفاداری نبھائی۔

حموی کہتے ہیں صاحب نے مملکت کے پچاس قلعے فتح کئے، خود فخر الدولہ نے اعتراف کیا کہ دس قلعے تو ایسے تھے جسے والد اور بھائی نے بھی فتح نہیں کئے تھے۔(۱)

صاحب اپنے زمانہ وزارت میں عوامی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے، علماء وشعراء ان کی عطا وبخشش سے خوش وخرم تھے، ثعالبی نے عون بن حسین کا بیان نقل کیا ہے کہ میں ایک دن صاحب کے خزانہ خلعت کے ایک شعبہ میں موجود تھا اس کے حساب وکتاب کا انچارج میرا ایک دوست تھا میں نے دیکھا کہ علویوں کے صاحبان علماء وشعراء کی تعداد ۲۸۰ تھی ملازموں اور حاشیہ نشینوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی صاحب ہر سال پانچ ہزار دینار بغداد کے علماء وفقہا کو تقسیم کرتے تھے، ماہ صیام میں جو صدقات وخیرات ہوتے تھے وہ سال بھر کے عطایا کے مساوی ہوتے تھے جو بھی گھر میں آجاتا افطار کر کے ہی واپس جاتا لگ بھگ ایک ہزار افراد افطار کے دستر خوان پر حاضر رہتے (۲) صاحب کا زمانہ علم وادب کا مبارک ترین زمانہ تھا ادیبوں اور شاعروں کو مقرب بناتے، ان کی تشویق وترغیب فرماتے، ان کے نگارشات کی

۱۔ معجم الادباء (ج ۶، ص ۲۵۱)

۲۔ (یتیمۃ الدھر، ج ۳، ص ۱۷۴ (ج ۳، ص ۲۲۷، ۲۳۰)

اشاعت کا بندوبست کرتے اس طرح بازار علم و دانش میں رونق بڑھی اہل دانش کی تعداد بے اندازہ ہوگئی صاحب ہر نگارش پر دولت پانی کی طرح بہاتے اسی وجہ سے ان کے مداحوں اور ثناخوانوں کی تعداد صرف شعراء میں پانچ سوتھی بقول حموی خود صاحب کا بیان تھا، خدا بہتر جانتا ہے کہ میں نے اپنی شان میں کہے گئے ایک لاکھ قصیدوں کو جمع کیا ہے(۱)، جی ہاں! اسی وجہ سے صاحب کا نام تاریخ میں جاوداں ہوگیا جو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اہم ترین مدّاحوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ابوالقاسم زعفرانی، عمر بن ابراہیم عراقی نے اکثر قصیدے کہے، قصیدہ نونیہ مشہور ہے۔

۲۔ابوالقاسم عبدالصمد بن بابک

۳۔ابولقاسم عبدالعزیز بن یوسف وزیر آل بویہ۔

۴۔ابوالعباس ضبی وزیر

۵۔ابوالقاسم علی بن قاسم کاشانی، انشائیہ وقصیدہ نگار

۶۔ابوالحسن محمد بن عبداللہ سلامی عراقی

۷۔قاضی ابوالحسن علی بن عبدالعزیز جرجانی

۸۔ابوالحسن علی بن احمد جوہری جرجانی

۹۔ابوالفیاض سعد بن احمد طبری

۱۰۔ابوھاشم محمد بن داؤد احمد بن داؤد بن تراب

۱۱۔ابوبکر محمد بن عباس خوارزمی۔

۱۲۔ابوسعد نصر بن یعقوب۔

۱۳۔سید ابوالحسن علی بن حسین بن علی بن حسین بن قاسم بن محمد بن قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام۔

۱۔معجم الادباء (ج۶،ص۲۶۳)

۱۴۔ ابوعبداللہ حسین بن احمد، ابن حجاج بغدادی۔

۱۵۔ ابوالحسن علی بن ہارون بن منجم۔

۱۶۔ شیخ ابوالحسن بن ابوالحسن (محکمہ مواصلات کے عہدیدار)

۱۷۔ ابوطیب کاتب۔

۱۸۔ ابوالحمد بن منجم۔

۱۹۔ ابوعیسیٰ بن منجم۔

۲۰۔ ابوالقاسم عبیداللہ بن محمد بن معلیٰ

۲۱۔ ابوالعلاء اسدی۔

۲۲۔ ابوالحسین غویری۔

۲۳۔ ابوسعید رستمی، محمد بن محمد بن حسن اصفہانی۔

۲۴۔ ابوالحمد عبداللہ بن احمد خازن اصفہانی۔

۲۵۔ ابوالحسن علی بن محمد بدیہی۔

۲۶۔ ابوابراہیم اسماعیل بن احمد شاشی عامری۔

۲۷۔ ابوطاہر بن ابی ربیع عمرو بن ثابت۔

۲۸۔ ابوالفرج حسین بن محمد بن ہندو۔

۲۹۔ عمیری، قاضی قزوین۔

۳۰۔ ابورجاء اہوازی۔

۳۱۔ ابومنصور احمد بن محمد لجیم دینوری۔

۳۲۔ ابونجم احمد دامغانی۔

۳۳۔ شریف رضی (جامع نہج البلاغہ)

۳۴۔ قاضی ابوبکر عبداللہ بن محمد بن جعفر اسکی۔

۳۵۔ ابوالقاسم غانم بن محمد بن ابی العلاء اصفہانی۔

۳۶۔ ابوبکر محمد بن احمد یوسفی زوزنی۔

۳۷۔ ابوبکر یوسف بن محمد احمد جلودی رازی۔

۳۸۔ ابوطالب عبدالسلام بن حسین مامونی۔

۳۹۔ ابومنصور گرگانی۔

۴۰۔ اُوسی۔

۴۱۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن معری۔

۴۲۔ محمد بن یعقوب نحو کا امام۔

۴۳۔ محمد بن علی بن عمر۔

صاحب کا مذہب، ان کے شعروں میں

صاحب نے اپنے دوستوں اور شاعروں سے جو نظم ونثر کے ذریعہ خط وکتابت کی ہے وہ اکثر رسائل میں موجود ہے انکا ایک دیوان بھی موجود ہے ہم یہاں ان کی شعری نگارشات سے عقیدہ کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

ثعالبی (۱) مسئلہ یتیمۃ الدھر میں دو شعر لکھیں ہیں:

علی بن ابی طالب کی دوستی وہ ہے جو جنت کی ہدایت کرتی ہے

اگر انہیں صحابہ پر ترجیح دینا بدعت سمجھا جاتا ہے تو اہل سنت پر لعنت ہو

مزید دو شعر بھی نقل کئے گئے ہیں:

ایک ناصبی نے کہا معاویہ تمہارا ماموں جان ہے، وہ بہترین چچا اور یہ بہترین ماموں، واقعی وہ مومنین کا ماموں جان ہے میں نے جواب دیا، ہاں وہ ماموں تو ہے لیکن تمام نیکیوں سے خالی ہے۔

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۴۷ (ج ۳، ص ۳۲۱)

فقیہ حجاز گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب (۱) میں یہ اشعار نقل کئے ہیں اور مناقب (۲) خوارزمی میں بھی ہے۔

اے امیر المومنین! علی مرتضیٰ! میں نے آپ کو دل دے دیا ہے میں جب آپ کی مدح میں زبان کھولتا ہوں تو بد باطن دشمن کہتا ہے ان سے پہلے کے خلفاء کو یاد کرو ان میں کون علیؑ کے مانند ہے جس زاہد نے دنیا کو تین طلاقیں دیں، بھنے ہوئے پرندے کو تناول کرنے میں کس کو دعوت دی گئی تمہارے عقیدہ کے مطابق وصی مصطفےٰ کون ہے؟ وصی مصطفےٰ کو مصطفیٰ کی طرح ہی منتخب روزگار ہونا چاہیے۔

یہ اشعار بھی گنجی شافعی (۳) نے نقل کئے ہیں۔

رسولؐ وآل رسولؐ کی محبت میری تکیہ گاہ ہے پھر مشکلات زندگی میری سعادت میں کیوں آڑے آتی ہے؟ اے رسول کے چچیرے بھائی، اے تمام جہان کے سردار، اے دین کے نادر ترین، اے یگانۂ دھر میری مدح سنئے کہ میں آپ کو مخلوقات میں افضل ترین سمجھتا ہوں، آپ کی تلوار کی طرح کس تلوار نے اسلامی خدمت انجام دی؟ اور یہی چیز میرے دعوے کی گواہ ہے اگر حق کو راہ دی جائے جب دوسرے بھٹک رہے تھے صرف آپ ہی کا علم مشعل راہ تھا۔

کیا کوئی آپ کے علاوہ بھی ہے جو قرآن کے لفظ ومعنی کو تنزیل وتاویل کے ساتھ جانتا ہو۔

مرغ بریاں کے وقت رسولؐ کی دعا کے بعد آپ ہی حاضر ہوئے آپ کا ہم پایہ کون تھا؟

کون آپ کے صدق وصفا کا مقابلہ کرسکتا ہے کہ آپ نے مسکین ویتیم واسیر کو کھانا کھلایا اور سورہ ھل اتی اترا۔

صفین کے روز جب لوگوں نے آپ کے ساتھ خیانت کی آپ سے زیادہ صابر کون تھا۔

آپ کی طرح کس نے لوگوں کی مشکل کشائی کی یہاں تک کہ لوگوں نے فریاد بلند کی اگر علیؑ نہ ہوتے تو ہم فتووں کے بارے میں ہلاک ہوجاتے۔ خدایا، مجھے ان کی زیارت کی توفیق دے کیوں کہ میرا

۱۔ کفایۃ الطالب ص ۱۸۱ (ص ۱۹۲، باب ۴۶)

۲۔ مناقب خوارزمی ص ۶۹ (ص ۱۱۵، حدیث نمبر ۱۲۵)

۳۔ کفایۃ الطالب ص ۱۹۲ (ص ۳۳۵۔۳۳۴، باب ۹۴)

مرغ دل ان کے روضے کی طرف پہنچتا ہے۔

خدایا! میری زندگی ان کی محبت میں خالص کر محشر میں ان کے ساتھ اٹھا آمین، آمین۔(۱)

ابن شہر آشوب (۲) نے ان کے قصیدہ کے چند اشعار نقل کئے ہیں:

''آپ امام ہیں سب آپ ہی کی طرف متوجہ ہیں، جو میری بات رد کر دے وہ یقینی دلائل کو نظر انداز کر رہا ہے، شب ہجرت بستر رسولؐ پر سونا، فاطمہؑ جیسی سیدہ نساء عالم کا تیری زوجہ ہونا، حالت رکوع میں انگوٹھی کا دینا، رسولؐ کی خاصف النعل، حسنؑ وحسینؑ جیسے دو شیروں سے آپ کی نسل کا چلنا، آپ کی فضیلت کا ثبوت ہے''۔

مناقب خوارزمی، کفایہ گنجی، تذکرہ الخواص، مناقب ابن شہر آشوب، میں صاحب کا قصیدہ ہے (۳) جس کے شعروں کی تعداد میں اختلاف ہے (علامہ امینی نے روایات عامہ کو حروف عین سے مشخص کر کے تمام اشعار نقل کئے ہیں۔

مناقب ابن شہر آشوب اور مناقب خوارزمی میں یہ اشعار بھی ہیں۔(۴)

''بلند مرتبہ علیؑ کا کوئی مثل ونظیر نہیں، ہرگز نہیں، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

ان کی سیرت بالکل رسولؐ کی سیرت سے ہم آہنگ تھی ان کے دونوں فرزند رسولؐ کے فرزند تھے

علیؑ اس شرف ومنزلت پر فائز ہوئے کہ جہاں خیال کی پرواز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اے صبح! افتخار علیؑ کو فراموش نہ کر جب روز کساء علیؑ کو وزیر کساء قرار دیا گیا۔

اے ظہر! یاد کر اس مرغ بریاں کا واقعہ کہ اس کے برابر شرف ناممکن ہے۔

اے سورہ براۃ! تو ہی اعلان کر کہ تیری تلاوت کے لئے کون معزول ہوا اور کون مامور ہوا۔

۱۔ تذکرۃ خواص الامۃ ص ۸۸ (۱۴۸) مناقب خوارزمی ص ۶۱ (۱۰۳۲)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲، ص ۷۳، ۲۰۷، ج ۳ ص ۱۳، ۱۹، ۵۷)

۳۔ مناقب خوارزمی ص ۱۰۵ (۱۷۴) کفایۃ الطالب ص ۲۴۳ (ص ۳۸۸) تذکرۃ خواص الامۃ ص ۳۱ (۵۳-۵۲) مناقب آل ابی طالبؑ (ج ۲ ص ۱۴۷، ج ۳ ص ۱۴۱)

۴۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲، ص ۲۵۸) مناقب خوارزمی، ص ۲۳۳ (ص ۳۴۴)

اے مرحب! اے کافروں کی امید تجھے کس نے تلوار کا شربت پلایا؟
اے عمرو! تجھے کس نے موت کے گھاٹ اتارا۔
اگر چاہے تو ثریا تک بلند ہو جائے کیا تم نے اس کی بلندیوں کا ادراک نہیں کیا۔
تم نے نہیں دیکھا کہ محمدؐ نے کس طرح ان کی شفقت کی اور تربیت میں محنت کی۔

بچپن میں پالا اور کمال کے عمر میں انہیں اپنا بھائی بنایا، اپنی بیٹی فاطمہؑ کو جو پارہ جگر تھی ان کی زوجہ بنایا۔ میرا باپ حسینؑ پر فدا ہو جائے جو حیرت پسندوں کا سردار تھا، روز عاشورا دین کی بلندی کے لئے جہاد کیا۔

میرا باپ اس خانوادے پر قربان جو خاک وخون میں غلطاں ہوا۔
خدا اس قوم کو ذلیل کرے جس نے اپنے امام کو تنہا چھوڑا اس کا پاس ولحاظ نہ کیا۔
خدا لعنت کرے نجس مردار کمینے پر جو چھڑی سے دندان مبارک امام حسینؑ کو چھیڑ رہا تھا"۔

اسی طرح ان کا قصیدہ دالیہ ہے جسے مناقب خوارزمی (۱) اور ابن شہر آشوب (۲) نے نقل کیا ہے، اس میں جنگ بدر، حدیث طیر، سورہ ہل اتی کا نزول، حدیث خیبر، جنگ احد، جنگ حنین، امانت، عدالت، حدیث سد ابواب، فاطمہؑ کا ان کے گھر میں آنا، حسنینؑ کی سرپرستی،، نورانی پیکر ہونا، محبت خدا ہونا اور تابندہ مشعل ہونے جیسے فضائل کا تذکرہ کر کے کہا ہے اے خاندان محمدؐ! میں تمہاری محبت کا دم بھرتا ہوں کیونکہ تم علم کے درخشاں ستارے ہو جو تمہاری دوستی کا دم نہیں بھرتا وہ بے آبرو ہے اور آبرو باختہ عورت کا بیٹا ہے۔

فرائد حموینی (۳) میں صاحب کے یہ دو شعر درج ہیں:

خدا کی بے پناہ عنایت کا شکر ادا نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے محبت علیؑ کی توفیق دی۔ علامہ مجلسیؒ نے

۱۔ مناقب خوارزمی، ص۲۲۳ (ص ۳۳۲ حدیث ۳۵۵)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲ ص ۱۷۰، ۲۰۷، ۳۲۰، ج ۳ ص ۱۴۰، ۲۲۸، ج ۴، ص ۹۰)

۳۔ فرائد السمطین باب السمط ۲ (ج ۲ ص ۱۲، حدیث ۳۵۸)

صاحب کا ایک طولانی مرثیہ بحار الانوار (۱) میں درج کیا ہے جس میں یہ اشعار ہیں۔

یہ صاحب کے اشعار کے کچھ نمونے تھے، اعیان الشیعہ میں مناقب بن شہر آشوب کے منتشر آثار کو جمع کیا گیا ہے چوں کہ وہ کتاب عام طور سے دستیاب ہے اس لئے اسے نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔

سید علی خان مدنی درجات الرفیعہ (۲) میں لکھتے ہیں کہ صاحب کا بغیر الف کا قصیدہ بھی ہے باوجود اس کے کے نظم ونثر میں الف کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے صاحب نے پورے قصیدہ میں ایک بھی الف استعمال نہیں کیا، مطلع یہ ہے۔

قد ظل یجری صدری   من لیس یعدوه فکری

اس میں ستر اشعار ہیں عجیب ترین یہ قصیدہ لوگوں کے ہاتھوں ہاتھ بطور تحفہ منتقل ہوتا رہا، اسی طرح صاحب کا ایک اور قصیدہ ہے جس میں ہر شعر میں ایک ایک حرف کو استعمال نہ کرنے کا التزام کیا گیا ہے، ایک قصیدہ ہے جس میں حرف واو کو استعمال نہیں کیا گیا ہے۔

صاحب کے داماد ابوالحسن علی نے ایک قصیدہ صاحب کی مدح میں کہا ہے جس کا ہر شعر واو سے خالی ہے مطلع یہ ہے:

برق ذکرت به الحبائب   لما بدی فالدمع ساکب

صاحب کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں، ایک میں یہ کلمات نقش تھے۔

علی الله توکلت   وبالخمس توسلت

دوسری پر یہ نقش کندہ تھے:

شفیع اسماعیل فی الآخرة   محمد والعترة الطاهرة (۳)

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۰، ص ۲۶۴ (ج ۴۵، ص ۲۸۴)

۲۔ الدرجات الرفیعہ (ص ۴۸۳)

۳۔ الیقین فی مرآۃ المومنین (ص ۴۵۷، باب ۱۷۴)

صاحب کا مذہب:

علماء شیعہ میں کسی نے اس کی تردید نہیں کی ہے کہ صاحب مذہب شیعہ کے ممتاز ترین فرد تھے، ان کے مراثی وقصائد اور نثر پارے موجود ہیں جن میں مدح اہلبیتؑ اور اعلان تفضیل اس کا گواہ صادق ہے ان کی نغمہ طرازی فریاد بن گئی۔

بہت سے لوگ مجھے تمہاری محبت میں رافضی کہتے ہیں لیکن ان کے بھونکنے سے ہم تمہاری محبت سے دستبردار نہیں ہوئے، سید ابن طاؤس نے کتاب الیقین میں وضاحت کی ہے کہ وہ مخلص شیعہ تھے۔ مجلسی اولؒ انہیں ممتاز فقہاء شیعہ میں شمار کرتے ہیں، مجلسی دومؒ، (۱) اور شیخ حر عاملی (۲) بھی بزرگان شیعہ میں سمجھتے ہیں

ابن شہر آشوب معالم العلماء (۳) میں بے باک شیعہ شاعر اور شہید دوم (۴) اپنے اصحاب میں شمار کرتے ہیں، معاہد التنصیص (۵) میں ہے کہ آل بویہ کی طرح تیز طرار شیعہ اور معتزلیوں کے طرف دار تھے۔ اس سے بڑھ کر صرف شیخ صدوق (۶) اور شیخ مفیدؒ کی گواہی کافی ہے، چنانچہ ابن حجر میں لسان المیزان (۷) میں اس کی وضاحت کی ہے، ان کے شیعہ ہونے کی گواہی خود ان کی کتاب ہے جسے انہوں نے شاہزادے عبدالعظیم کے حالات میں لکھا ہے، علامہ نوری نے مستدرک (۸) میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن حجر لسان المیزان میں لکھتے ہیں کہ صاحب شیعہ تھے جو انہیں معتزلی سمجھتے ہیں غلطی پر ہیں (۹) قاضی عبدالجبار ان کی نماز جنازہ پڑھانے کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس رافضی کی

۱۔ بحار الانوار (ج۱، ص۴۲)

۲۔ رجل الآمل (ج۲، ص۳۴، نمبر۹۶)

۳۔ معالم العلماء (ص۱۴۸)

۴۔ الدرایۃ (ص۹۲)

۵۔ معاھد التنصیص (ج۴، ص۱۲۳، نمبر۲۰۸)

۶۔ عیون اخبار رضا (ج۱، ص۱۲)

۷۔ لسان المیزان، ج۱، ص۴۱۳ (ج۱، ص۴۶۴، نمبر۱۳۰۰)

۸۔ ج۳، ص۶۱۴

۹۔ لسان المیزان، ج۱، ص۴۱۳

نماز جنازہ کیسے پڑھاؤں۔

ابن ابی طئی کا بیان ہے کہ شیخ مفیدؒ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ صاحب کی جس کتاب کو معتزلیوں کی طرفداری میں بیان کیا جاتا ہے وہ قطعی جعلی ہے۔

اس سلسلہ میں اختلاف بیان پایا جاتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب معتزلی تھے اور شافعی مسلک کے پابند تھے، بعض کہتے ہیں کہ حنفی مذہب تھے اور شیعہ زیدی تھے۔(۱)

ان کی مذمت کرنے والوں نے اچھی طرح جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں ان پر دھیان نہیں دینا چاہیے مثلا ابوخان توحیدی وغیرہ خود ان کے بیانات میں تضاد ہے، شیخ مفید اور ابن حجر نے بھی رسالہ اعتزال کو جعلی کہا ہے علماء متقدمین اور متاخرین نے ان کے امامیہ ہونے کی تصریح کی ہے، سید ابن طاؤس (۲) شیخ مفید اور علم الھدیٰؒ نے ان کے معتزلی ہونے کی حکایت کی ہے قطعی بات وہی ہے جس میں ان کے شیعہ ہونے کی صراحت ہے۔

شیخ مفیدؒ کی بات تو معلوم ہوگئی کہ وہ تائید اعتزال کی کتاب کو جعلی سمجھتے ہیں لیکن سید مرتضیٰ (رضی اللہ) بظاہر اس لئے معتزلی کہتے ہیں کہ صاحب نے جاحظ کی طرف داری میں حد درجہ تعصب کا مظاہرہ کیا ہے اس لئے انہوں نے صاحب پر اعتراض بھی کیا ہے لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ان کی یہ طرف داری جاحظ کے علم و ہنر کی وجہ سے تھی نہ کہ معتزلی ہونے کی وجہ سے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سید رضی (رح) نے صابی جیسے زندیق کی محض اس کی علمی برتری کی وجہ سے طرف داری کی ہے۔ جہاں تک ان کے رسالہ ابانہ کی بات ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں امیر المومنین کی نص ولایت سے انکار کیا ہے یہ محض افسانہ ہے کیونکہ اسی رسالہ میں اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ وہ پکے شیعہ تھے بحوالہ ''تذکرۃ'' پورا متن یہ ہے۔ کتاب ابانہ میں فرماتے ہیں:

عثمانی اور خارجیوں کے گروہ کہتے ہیں کہ تمام صحابہ حضرت امیر المومنینؑ سے افضل و بہتر ہیں وہ

۱۔(الامتاع والموانسہ، ج ۱، ص ۵۴، ۵۵)

۲۔الیقین (ص ۴۵۷، باب ۱۷۴)

ثبوت میں کہتے ہیں کہ ابوبکر وعمر نے ان پر حکومت کی ہے۔ جواب میں شیعہ عدلیہ کہتے ہیں کہ رسول خداؐ نے عمرو عاص کو غزوہ ذات السلاسل میں ابوبکر وعمر پر حاکم بنایا تھا اگر یہ گواہی درست ہو تو چاہئے کہ عمرو عاص ان دونوں سے افضل ہو جائیں۔

پھر گروہ شیعہ یہ بھی کہتے ہیں کہ علیؑ بعد رسول تمام صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ جب رسولؐ نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم کی تو علیؑ کو اپنا بھائی بنایا، اسی کو بھائی بنایا جو سب سے افضل تھا یہاں تک کہ وضاحت فرمائی کہ "انت منی بمنزلة هارون من موسی" نبوت کے سوا کسی چیز کا استثناء نہیں فرمایا، نیز علیؑ کے بارے میں یہ بھی فرمایا "اللهم ائتنی باحب خلقک" خدایا اسے بھیج جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے جو میرے ساتھ مرغ بریاں کھائے نیز فرمایا "من کنت مولاه فعلی مولاه"۔ اس کے علاوہ علی کی سبقت اسلامی بھی ان سے افضل قرار دیتی ہے کیونکہ خدا نے فرمایا ﴿السابقون السابقون اولئک المقربون﴾ انہوں نے جہاد راہ خدا میں ہمیشہ تلوار نیام سے باہر رکھی، انہوں نے چہرہ رسولؐ سے حزن کا غبار صاف کیا مشکلات میں رسولؐ کی حمایت کی، وہی قاتل مرحب ہیں، کنندہ در خیبر ہیں عمرو بن عبدود کو خاک چٹانے والے ہیں انہیں کے لئے بروز خیبر فرمایا: علیؑ کے لئے فرمایا: انا مدینة العلم وعلی بابها، چنانچہ صحابہ نے ہمیشہ علیؑ سے پوچھا علیؑ نے کبھی صحابہ سے کچھ نہیں پوچھا، انہوں نے کبھی صحابہ سے فتویٰ نہیں پوچھا، سب انہیں سے فتویٰ پوچھتے عمر نے تو کہا بھی: لولا علی لهلک عمر، یہ بھی اعلان کیا کہ خدا مجھے اس مشکل کے لئے زندہ نہ رکھے جس کی مشکل کشائی کے لئے ابوالحسنؑ زندہ نہ ہوں، حضرت علیؑ زہد و تقویٰ و احسان میں بھی ان سے برتر تھے ان پر مزید یہ کہ ان سے اعلم بھی تھے، چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿انما یخشی الله من عباده العلماء﴾ انہیں نے ہی مسکین و یتیم و اسیر کو روٹیاں دیں اور ﴿یطعمون الطعام﴾ کی آیت نازل ہوئی، اس طویل داستان میں فضائل کے بہت گوشے ہیں۔

انہوں نے ہی حالت رکوع میں انگوٹھی عطا کی اور آیہ ولایت اتری۔

ایک شیعوں کا گروہ حقیقت سے غافل یہ خیال کرتا ہے کہ علیؑ حالت تقیہ میں تھے اسلئے انہوں نے

لوگوں کو اپنی امامت کی دعوت سے ہاتھ کھینچ لیا تھا نیز وہ کہتے ہیں کہ علیؑ کی امامت کے متعلق واضح نص ہے جس میں تاویل کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

گروہ عدلیہ کہتا ہے کہ یہ خیال فاسد ہے، انہوں نے اقامہ حق کے سلسلہ میں جب کہ وہ سردار بنی ہاشم تھے تقیہ کیسے کیا ہوگا وہ سعد بن عبادہ کی طرح نہ تھے جنہوں نے مہاجر وانصار سے نزاع کیا اور سب سے کٹ کر رہ گئے بغیر اسکے کے رکاوٹ دفاع سے خوف زدہ ہوں آخر کار وہ حوران چلے گئے اور بیعت کے وقت حاضر نہ ہوئے۔

نیز اگر صحیح ہو کہ نص امامت واضح ہوتے ہوئے امت پر مخفی رہ جائے تو یہ بھی صحیح ہوگا کہ نمازیں چھ وقت کی ہوں اور ماہ صیام کے علاوہ بھی روزے فرض ہوں اور امت پر مخفی رہ جائیں، حالانکہ تمام امت نے اس پر اتفاق کیا ہے اور یہ اجماع واتفاق حقانیت کا گواہ ہے، البتہ جن لوگوں نے علیؑ سے نزاع کیا اور ان سے جنگ کی وہ ولایت خدا سے خارج ہیں مگر یہ کہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی ہو اور خدا توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔ (کلام صاحب تمام ہوا)

گروہ عدلیہ کے جواب کا ماحصل یہ ہوا کہ شیعوں کا تقیہ علیؑ کے متعلق دعویٰ، دوسروں کے دعووں کے ساتھ واضح نص کے باوجود باطل اور مہمل خیال ہے جنہیں ایک ساتھ سونچا بھی نہیں جا سکتا کیونکہ اگر نص تھی تو علی ضرور اظہار فرماتے اور اپنے دعوائے امامت سے صرف نظر نہ کرتے۔

درواقع یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان مدعیوں کا مطلب کتاب وسنت سے بصورت برہان استدلال سے میل نہیں کھاتا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مولا نے اپنی امامت کا دعویٰ پیش کیا تھا اور نصوص و براہین سے استدلال فرمایا تھا، خلاصہ یہ کہ اس عبارت سے صاحب کی طرف انکار نص جلی کی بات غلط ثابت ہوتی ہے کتاب تذکرہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ صاحب نہج السبیل کے آخر میں لکھتے ہیں کہ امیر المومنینؑ قطعی طور سے تمام صحابہ سے افضل ہیں اور اس اعتقاد کے ذیل میں انہوں نے سبقت اسلامی، دینی خدمات اور علمی جہاد و زہد کو بطور ثبوت پیش کیا ہے۔ بلا تردید علیؑ تمام صحابہ سے مقدم تھے کوئی آپ کا پاسنگ نہیں تھا، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہادروں سے جنگ میں انہوں نے ہمیشہ پیش قدمی کی، انہیں سے رسولؐ نے عقد

مواخات قائم کیا جب کہ عمر وابوبکر کے درمیان باہم برادری قائم کی، رسولؐ نے انہیں فاطمہؑ کا کفو قرار دیا جو سیدہ عالمیان تھیں، ان کے لئے دعا کی کہ خدا ان کے دشمن کو دشمن اور ان کے دوست کو دوست رکھ نیز علیؑ کی نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰ سے تھی، مرغ بریاں کے وقت محبوب ترین خداوند عالم قرار دیا، فرمایا میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کے دروازہ ہیں۔

علیؑ مصائب وآلام میں صابر رہے، اپنے دوران خلافت میں بھی موٹے جھوٹے کپڑے پہنے، نفاذ شریعت میں وہ گذشتہ وآئندہ لوگوں میں سب سے بہتر تھے، رسول خداؐ نے انہیں ناکثین جمل، قاسطین صفین، اور مارقین نہروان سے جنگ کرنے کا مشورہ دیا تھا، عمار یاسر جنہیں ان کی دینی بصیرت کی وجہ سے جنت کی بشارت دی تھی انہیں کے ساتھ شہید ہوئے رسولؐ نے ان کی موسیٰ وہارونؑ سے مثال دی تھی، علی نے ہی حالت رکوع میں انگشتری دی اور آیہ ولایت اتری، انہوں نے تین روز تک مسکین ویتیم واسیر کو روٹی دی اور ہل اتیٰ نازل ہوا انہیں کے لئے قرآن میں نازل ہوا ﴿انما انت منذر ولکل قوم ھاد﴾۔ علیؑ سے فرمایا: میں اس امت کا منذر رہوں اور تم ہادی ہو "وتعیھا اذن واعیہ" نازل ہوا تو فرمایا وہ محفوظ رکھنے والا کان علی کا ہے خدا نے ان کی دوستی کو ایمان اور دشمنی کو علامت نفاق قرار دیا، صحابہ کہتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول میں فقط دشمنی علیؑ سے منافقین کو پہچانتے تھے، رسول نے خبر دی تھی کہ قیامت میں علیؑ ہی جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والے ہیں، جہنم سے کہیں گے اسے لے لے یہ تیرا ہے اور جنت والوں کو اپنے ساتھ لے کر جائیں گے، ابن عباس کہتے ہیں قرآن میں جہاں بھی "یاایھا الذین آمنوا" کی آیت ہے اس کے سردار علیؑ ہیں اس سے بڑی بات یہ ہے کہ رسولؐ نے فرمایا علیؑ یعسوب ہیں مومنوں کے اور یعسوب شہد کی مکھیوں کا سردار ہوتا ہے جہاں بھی ہوتا ہے مکھیاں اس کے گرد حلقہ کئے رہتی ہیں، شب ہجرت جب کفار قریش خانہ رسول کا گھراؤ کئے ہوئے تھے کہ صبح ہوتے ہی انہیں قتل کر دیں گے، استقامت کے ساتھ شیرانہ بستر رسولؐ پر علیؑ سوئے اس وقت ان کی حیثیت ذبیح الحق (اہل سنت کے نظر کے مطابق) کی تھی کہ اطمینان قلبی کے ساتھ اپنے کو قربانی کے لئے پیش کیا انہیں کے لئے عمر نے کہا، "لولا علی لھلک عمر" اور کہا کہ خدا مجھے اس مشکل کے لئے زندہ نہ رکھے جس کی مشکل کشائی کے لئے ابوالحسنؑ میرے

پہلو میں نہ ہوں، علیؑ کی تمام زندگی ایمان واسلام تھی ایک لحظہ کے لئے بھی کافر نہ ہوئے ان کی زحمات خدا کے نزدیک لائق شکریہ قرار پائیں خدا کی راہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

خداوند عالم ہمیں انہیں کے زمرے میں قرار دے کیونکہ دوستی آل محمدؑ تمام چیزوں سے برتر وبہتر ہے ہمیں انہیں کی تاسی کی توفیق کرامت فرمائے۔

ان تحریروں کے علاوہ صاحب نے اشعار میں بھی اپنی عقیدتی کیفیت کو واضح کیا ہے وہ ان اشعار میں پورے طور سے شیعہ امامیہ نظر آتے ہیں، وہ سند غدیر پیش کرتے ہیں کہ:

اگر تم سوگند یاد کرتے ہو تو نص خلافت کو یاد کرو میں نے بقانون اختیار ان کی بارگاہ میں خود سپردگی کا مظاہرہ کیا، حکم خدا کے آگے سر تسلیم خم کرو کہ فرمایا ہے موسیٰ نے اپنی امت سے ستر افراد کو منتخب کیا۔

ایک قصیدہ میں کہتے ہیں:

تم نہیں جانتے کہ وصی رسولؐ وہی ہے جس نے حالت رکوع میں انگشتری تصدق کی، تم نہیں جانتے کہ وصی رسولؐ وہی ہے جس کے لئے روز غدیر صحابہ کو اس کا محکوم بنانے کا اعلان کیا گیا۔

ایک اور شعر یہ ہے:

''امیر المومنین، وصی رسول کی دوستی قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے جسے خدا نے تمام دنیا والوں کو ان کی سرداری کا پابند بنایا ہے''۔

صاحب لسان المیزان (۱) کے مطابق یہ جو صاحب کے معتزلی ہونے کی بات کہی گئی ہے یہ کئی وجہوں سے غلط ہے، خود ابن حجر نے اس کی تردید کی ہے اور قاضی عبد الجبار کے قول کی حکایت کی ہے کہ نماز جنازہ پڑھاتے وقت کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس رافضی کی نماز کیسے پڑھاؤں؟ پھر یہ کہ خود صاحب کا یہ شعر ہے کہ دشمن مجھے رافضی ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، مجھے اس کی قطعی پرواہ نہیں ہے۔

قرائن کہتے ہیں کہ صاحب نے عدل الٰہی کے سلسلہ میں معتزلیوں کی تائید کی تو اس میں کیا حرج ہے؟ ایسا تو اکثر علماء شیعہ نے کیا ہے کیونکہ شیعہ و معتزلہ اکثر مسائل کلام میں یکساں نظریہ کے حامل ہیں

۱۔ لسان المیزان (ج۱ص۴۱۶، نمبر ۱۳۰۰)

اسی وجہ سے اکثر مواقع پر شیعہ کو معتزل اور معتزلہ کہہ دیا جاتا ہے صاحب کی طرح علم الہدیٰ اور شریف رضی کو بھی معتزلہ کہہ دیا گیا ہے۔

انہیں شافعی کہنا بھی ویسا ہی ہے جیسے انہیں حنفی کہا جائے، ابوحیان کا یہ قول امتاع (۱) میں اس سے بھی زیادہ حیرتناک ہے کہ صاحب ایسے شیعہ ہیں جنہوں نے مذھب ابوحنیفہ اور زیدی نظریہ کو اپنے اندر جمع کرلیا تھا۔

حالانکہ صاحب نے اکثر اشعار میں ائمہ اطہارؑ کا نام لے کر زیدی ہونے کی تردید کی ہے، مثلاً یہ اشعار:

میرے سردار محمدؐ ہیں اور ان کے وصی علیؑ، ان کے دونوں فرزند اور زین العابدینؑ، محمد باقرؑ اور ان کے فرزند جعفر صادقؑ اور وہ جو موسیٰ بن عمرانؑ کے ہم نام ہیں اور علیؑ ہیں جو خاک طوس میں سوئے ہوئے ہیں اور ان کے بعد محمدؑ وعلیؑ ہمارے سردار ہیں، ان کے بعد حسنؑ اور قائم آل محمدؑ ہیں جو ظالموں کی گھات میں ہیں۔

اس کے علاوہ ان کے یہ اشعار ہیں:

''محمدؐ وعلیؑ کی برکت نیز دونوں علیؑ کے فرزندوں زین العابدین علیہ السلام، دونوں باقر امام کاظم علیہ السلام اور ان کے بعد رضا محمد پھر ان کے فرزند، اور عسکری اور قائم آل محمد علیہم السلام کی برکت سے امیدوار ہوں کہ قیامت میں جنت میں داخل ہوں گا اسی طرح دو شعروں میں تمام آئمہ کا نام لیا ہے کچھ اشعار میں زائر سے خطاب کر کے تمام ائمہ کے مشاھد مقدسہ پر سلام شوق پہنچانے کی بات کہی ہے کیونکہ یہی ان کی پناہ گاہ ہیں۔

ایک قصیدہ (۲) میں امام رضاؑ سے والہانہ عقیدت کا جس طرح مظاہرہ کیا ہے ان کے امامیہ اثنا عشری ہونے کا واضح ثبوت ہے''۔

۱۔ کتاب الامتاع، ج۱، ص۵۵)

۲۔ عیون اخبار رضا، ج۱ص۱۴)

محاسن ومزاح

۱۔ایک دن صاحب بن عباد نے پانی مانگا لایا گیا تو صاحب نے پینا چاہا، ایک مصاحب نے کہا مت پیجئے یہ مسموم ہے، صاحب نے ہاتھ روک کر مصاحب سے ثبوت مانگا، اسنے کہا یہ پانی خود اسی نوکر کو پلادیجئے آپ نے کہا ایسی صورت میں جسے خود نہ پیوں دوسروں کے لئے کیوں جائز سمجھوں اس نے کہا اس مرغ کو پلادیجئے جواب دیا میں جانور کی ہلاکت جائز نہیں سمجھتا۔

پھر حکم دیا پیالہ واپس لے جاؤ اور پانی پھینک دو غلام سے کہا اپنا راستہ لو اور اب کبھی گھر نہ آنا اور حکم دیا کہ غلام کی جگہ کنیز یہ خدمت انجام دیا کرے اور فرمایا یقین کو شک سے ختم نہیں کیا جا سکتا اور قطع حقوق کی بھی سزا ہے اس کے ساتھ خست بھی ہے۔

۲۔ایک علوی سید نے رقعہ بڑھایا، خدا نے مجھے فرزند عطا کیا ہے گذارش ہے کہ اس کا نام ولقب تجویز فرمادیں صاحب نے اس رقعہ کے گوشے میں لکھ دیا خداوند عالم فرزند کو کامگار اور سعادتمند قرار دے۔

بخدا میرا دل خوش ہوا آنکھیں روشن ہوئیں، نام علی رکھوتا کہ آواز بلند ہو کنیت ابوالحسن رکھوتا کہ کاروبار مستحسن رہے دعا کی کہ جدامجد کی برکت سے نیک بختی شامل حال رہے اس پر سو مثقال دینار نثار کرتا ہوں تا کہ سو سال زندگی پائے، والسلام۔(۱)

۳۔ایک صاحب نے رقعہ لکھ کر صاحب سے حاجت طلب کی رقعہ کو واپس کرتے ہوئے کہا گیا کہ صاحب نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر آپ کے حوالہ کیا ہے، اس نے دیکھا کچھ نہیں لکھا ہے رقعہ کو ابوالعباس ضبی کے حوالہ کیا گیا، انہوں نے بڑی دقت کے بعد دیکھا کہ صاحب نے فقط ایک الف لکھا ہے۔

رقعہ کے الفاظ تھے اگر آقا مناسب خیال کریں تو مرحمت فرمائیں صاحب نے فعل کے شروع میں الف لکھ کر افعل کر دیا تھا فعل ماضی تھا اسے الف لکھ کر بمعنی مستقبل کر دیا تھا یعنی میں مدد کروں گا۔(۲)

۱۔(یتیمۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۳۱)

۲۔(یتیمۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۳۳)

۴۔ صاحب نے ابوالہاشم علوی کو ایک طبق چاندی اور عطر ہدیہ کرتے ہوئے چند اشعار ارسال کیئے جس کا حاصل مصدر و مطلب یہ ہے کہ یہ بندہ حضور کی زیارت کے لئے پرتو انوار سے بہرہ مند ہونے کی غرض سے عطر کا تحفہ پیش کرتا ہے اس کا ظرف بھی حضور قبول فرمالیں تو عنایت ہوگی (۱)

۵۔ ابوالقاسم زعفرانی نے صاحب کا شکوہ جلال دیکھا کہ ان کے خدام اور مصاحبین شاندار اور فاخرہ لباس پہنے ہوئے اردگرد بیٹھے ہیں وہ ایک گوشے میں جا کر کچھ کہنے لگے لوگوں نے صاحب سے عرض کی حضور کی بارگاہ میں یہ جسارت؟

صاحب نے کہا انہیں حاضر کیا جائے زعفرانی نے کچھ مہلت مانگی لیکن اجازت نہ ملی، حکم دیا کہ کاغذ سمیت انہیں یہاں حاضر کیا جائے زعفرانی نے نزدیک آ کر شعر پڑھا:

شاعر کا قلم کہتا ہے شاخ پر گل کس قدر تازہ تر ہے۔

صاحب نے شعر پڑھنے کا حکم دیا، اس میں اپنی بہادری کی ڈینگ کے بعد کہا گیا تھا لوگ آپ کی خدمت میں ریشم و خز کے لباس پہنے بیٹھے ہیں اور میں اس سے محروم ہوں۔

صاحب نے فرمایا: معن بن زائدہ کا واقعہ ہے کہ ان سے ایک شخص نے کہا حضور ایک گھوڑا مرحمت فرمادیں، اس نے حکم دیا کہ ایک اونٹ، ایک گھوڑا، ایک خچر، ایک گھوڑی، ایک کنیز اسے عطا کی جائے، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس سے بلند تر سواری بھی ہوتی ہے تو اسے عطا کرتا، میں بھی صاحب بن عباد ہوں میں حکم دیتا ہوں کہ ایک خز کا جامہ، ایک جبہ، ایک پیراہن، ایک شلوار، ایک عمامہ ایک رومال، ایک کمر بند ایک چادر، ایک منورہ بطور خلعت انعام میں دیا جائے اگر میں جانتا کہ اس کے علاوہ بھی خز کا لباس ہوتا ہے تو وہ بھی عطا کرتا پھر فرمایا جو خلعت اس وقت نہیں لے جاسکتے اس کے علاوہ لاد کے گھر لے جانے کے لئے غلام حوالہ کر دیا جائے۔ (۲)

۶۔ ابوحفص وراق نے شکوہ کیا کہ ان دنوں پریشان ہوں گھر میں چوہے بھی نہیں رہ گئے ہیں، اس

۱۔ (یتیمۃ الدھر، ج۳، ص۲۳۶)

۲۔ (یتیمۃ الدھر، ج۳، ص۲۲۷)

نمک خوار کی مدد فرمایئے، صاحب نے رقعہ کے گوشہ میں لکھ دیا، بڑی اچھی بات کہی گھر کے چوہوں کو میں بخشش کی خوشخبری دیتا ہوں گیہوں تو اسی ہفتہ پہنچ جائے گا بقیہ سامان راستے میں ہے۔(۱)

۷۔ابوالحسن علوی ہمدانی بادشاہ کے سفیر بن کر صاحب کے پاس چلے راستے بھر سونچا کہ بات کس طرح کروں گا عبارت آرائی سوچتے گئے سامنا ہوا تو سب بھول کر بولے''ماھذا ان ھذا الا ملک کریم'' صاحب نے جواب دیا:

''انی لا اجد ریح یوسف لو لا ان تفندون'' پھر فرمایا خوش آمدید، رسول، رسول کے بیٹے وصی، وصی کے فرزند(۲)

۸۔صاحب اہواز میں ہیضہ کے شکار ہو گئے جب بھی طشت میں رفع حاجت کرتے دس دینار سرخ اس میں رکھ دیتے تاکہ اٹھانے والا سستی و کاہلی نہ کرے جب صحت یاب ہوئے تو حساب کیا گیا پچاس ہزار دینار تصدق کئے تھے۔(۳)

۹۔ابونصر کی حکایت ہے کہ صاحب ٹھنڈا پانی پینے کے بعد کہتے:

قعقعة الثلج بماء عذب تستخرج الحمد من اقصیٰ القلب

گھونٹ گھونٹ ٹھنڈا پانی دل کی گہرائیوں سے حمد خداوندی باہر لاتا ہے، اور بلند آواز میں کہتے خدایا یزید پر متواتر لعنت فرما۔(۴)

۱۰۔ایک بار صاحب کی مجلس میں ابن خفیری موجود تھا بے تحاشہ بلند آواز سے ریاح خارج ہو گئی وہ شرمسار ہو کر مجلس سے باہر چلا گیا صاحب نے کہا اسکو یہ دو شعر سنا دو۔

کیا کیا جا سکتا ہے ہوا ہے کیا تم اسے روک سکتے ہو تم سلیمان تو نہیں ہو(۵)

۱۔(یتیمۃ الدھر، ج ۳۲۳۲)

۲۔(یتیمۃ الدھر، ج ۳، ص ۲۳۷)

۳۔(البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۱، ص ۳۶۰ حوادث ۳۸۵))

۴۔یتیمۃ الدھر، (ج ۳، ص ۲۳۳)

۵۔معجم الادباء (ج ۶، ص ۲۵۵)

کلمات قصار

(علامہ امینی ۴۲ کلمات گہربار نقل کیے ہیں، یہاں صرف دس نقل کیے جاتے ہیں؛

۱۔ جو شخص شیریں شیریں دریا پیدا کرتا ہے، گوہر آبدار ڈھونڈتا ہے۔

۲۔ جسے زمانے کی سلامتی کا گھمنڈ ہوتا ہے وہ مستقبل میں ندامت کی داستانیں بیان کرتا ہے۔

۳۔ بات جب کان میں دہرائی جاتی ہے تو دل میں جڑ پکڑتی ہے۔

۴۔ بے لوث مہربانی لچھے دار باتوں سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔

۵۔ اگر کتا چاند کو بھونکتا ہے تو لوگ پتھروں سے اس کا منہ بند کرتے ہیں۔

۶۔ شیر دل بہادر بہت ہیں لیکن عمرو کی طرح نہیں بہت سے مردوں پر نوحہ پڑھا گیا مگر نہ صخر کی طرح۔

۷۔ سخاوت کا وعدہ کبھی آب حیات کی طرح ہوتا ہے اور کبھی مانند سراب۔

۸۔ سخاوت کی ناشکری زوال کی پونجی ہے۔

۹۔ تنگ دل سے نالہ باہر آتا ہے اور دردمند دل سے شکایت۔

۱۰۔ ہوسکتا ہے کہ بے گناہ کسی گنہگار کے جرم میں جلایا جائے اور خوش کردار، بد کردار کے بدلے گرفتار ہو جائے۔

مزید گہر ہائے آبدار کو یتیمہ الدھر اور اعیان الشیعہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ (۱)

یہ ہے ایک شیعہ اور اس کا نمونہ افکار، یہ ہے ایک شیعہ وزیر اور اس کے حکمت شعار کلمات، یہ ہے ایک شیعہ فقیہ اور اس کا تابناک ادب، یہ ہے ایک شیعہ دانشور اور اس کے افکار درخشاں، اور یہ ہے ایک شیعہ متکلم اور اس کے مقالات و گفتار......

شیعوں کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

۱۔ یتیمۃ الدھر (ج ۳، ص ۲۸۱) اعیان الشیعہ (ج ۳، ص ۳۵۶-۳۵۴)

صاحب کی وفات

صاحب نے شب جمعہ ۲۴ صفر ۳۸۵ھ میں ''رے'' میں انتقال کیا، عوام نے خبر سنتے ہی عام تعطیل کر دی، بازار بند ہو گئے اور آخری دیدار کے لئے ان کے گھر کی طرف جانے لگے، فخر الدولہ بھی اپنے فوجی افسروں کے ساتھ سیاہ پوش مشایعت کرتا چلا، چاروں طرف فریاد و شیون کی آوازیں بلند تھیں، ابوالعباس ضبی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی فخر الدولہ نے کئی دن تک ان کا سوگ منایا، نماز جنازہ کے بعد ایک کمرے میں سپرد خاک کر دیا گیا پھر اصفہان لے جا کر مقام دریہ میں دفن کر دیا گیا اس پر ایک قبہ بھی تعمیر ہے۔

اکثر لوگوں نے مرثیے کہے ان میں ابو منصور لجیمی، ابوالعلاء اصفہانی، ابن میسرہ، ابو سعید رستمی، ابو الفیاض طبری، وصی ہمدانی، ابوالعباس ضبی لائق ذکر ہیں۔

مصادر حالات:

۱۔ یتیمۃ الدھر	۲۔ انساب سمعانی
۳۔ معجم الادباء	۴۔ نزھۃ الالباء
۵۔ تجارب السلف	۶۔ درجات رفیعہ
۷۔ محاسن اصفہانی	۸۔ کامل ابن اثیر
۹۔ منتہی الآمال	۱۰۔ معالم العلماء
۱۱۔ المنتظم ابن جوزی	۱۲۔ تاریخ ابن خلکان
۱۳۔ معاہد التنصیص	۱۴۔ اعیان الشیعہ وغیرہ (۱)

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج ۳ ص ۲۶۷۔۱۶۹ (ج ۳، ص ۳۳۷۔۲۲۵) انساب سمعانی (ج ۴ ص ۳۰) تجارب السلف ص ۲۴۳. درجات رفیعہ (ص ۴۸۲) تاریخ کامل، ج ۹ ص ۳۷ (ج ۵ ص ۵۱۰، حوادث ۳۸۵) منتھی المقال ص ۵۶ (۱۱۹) معالم العلماء (ص ۱۰، نمبر ۵۱) المنتظم، ج ۷، ص ۱۷۹ (ج ۱۴، ص ۳۷۵، نمبر ۲۹۱۱) وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۷۸ (ج ۱ ص ۲۲۸، نمبر ۹۶) معاہد التنصیص، ج ۲، ص ۱۶۲ (ج ۴، ص ۱۱۱، نمبر ۲۱۸) اعیان الشیعہ، ج ۱۲، (ج ۳، ص ۳۷۶۔۳۲۸)

جوہری جرجانی

وفات ۳۸۰ھ تقریباً

اما اخذت علیکم اذ نزلت بکم   غدیر خم عقودا بعد ایمان

"کیا میں نے تمہاری بے شمار قسموں کے بعد تم سے غدیر خم میں عہد و پیمان نہیں لیا تھا ؟

اور میں نے سردار عرب اور زبدۂ عدنان کے بازوں کو تھام کر کہا تھا اور یہ حکم خدا نے دیا تھا کہ نہ کوتاہی کروں اور نہ تشریح بیان میں کمی کروں ، یہ علیؑ ان تمام لوگوں کا مولا ہے جن پر میں مبعوث ہوا ہوں ، خواہ پوشیدہ یا ظاہر برابر ہے۔

میرا چچیرا بھائی ، میرے منبر کا وارث اور میرا بھائی اور وارث ہے ، اس کے سوا نہ کوئی صحابی نہ میرا بھائی ، اس کا مرتبہ اگر میرے جسم سے قیاس کرو تو وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ بن عمران سے تھا۔(۱)

مناقب ابن شہر آشوب (۲) میں یہ چار شعر درج ہیں :

غدیر خم کا منکر وہی ہوگا جو حرام زادہ ، بدکار اور ناسپاس ہوگا۔

کس کے لئے ڈوبنے کے بعد سورج پلٹا بابل میں ، جاؤ تحقیق کرو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔

دوسری بار بھی اس کے احترام میں سورج پلٹا رسول خداؐ کے زمانے میں ، اخبار و احادیث بے شمار ہیں۔

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب ، ج ۱ ، ص ۵۳۲ (ج ۳ ، ص ۴۰) بیاضی کی صراط مستقیم (ج ۱ ، ص ۳۱۱)

۲۔ مناقب آل ابی طالب ، ج ۲ ، ص ۲۰۳ (ج ۲ ، ص ۳۵۵)

انہوں نے تمام فضائل وافتخارات کا احاطہ کرلیا تھا اس لئے ان کے متعلق مدحیہ اشعار کے لئے تمام کا احاطہ کرنے سے قاصر ہوں''۔

شاعر کا تعارف

ابوالحسن کنیت، علی بن احمد جرجانی نام تھا، ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ عرفیت جوھری تھی پیمانہ فضل وادب تھے، لغت عرب کے ستون تھے قافیہ پردازی میں بڑی مہارت تھی شعری تنقید و پرکھ میں ممتاز تھے، وزیر صاحب بن عباد کے دست راست اور خاص مصاحب تھے، ان کے درباری شاعر بھی تھے ابتداء جوانی سے ہی شعر وشاعری سے تعلق ہوگیا کچھ ہی دنوں میں اس قدر مہارت پیدا کرلی کہ صاحب طرز شاعر ہوگئے، انہیں اپنے مقام کومختلف اسالیب میں بیان کرنے کی اس قدر مہارت تھی کہ لوگ کہتے یہ جوان تو کہنہ مشقوں کو بھی مات کردیتا ہے۔

صاحب کو ان کی قدرت کلام پر بڑی حیرت ہوتی تھی ان کے اشعار پر جھوم جھوم اٹھتے شعری شادابی اور ظرافت کا ہر شخص اقرار کرتا اسی لئے صاحب بن عباد نے انہیں اپنا خصوصی مصاحب بنالیا تھا اپنے تمام کارگزاروں اور افسروں کے درمیان رابطے کی حیثیت سے مقرر کیا تھا۔

جس وقت انہیں صولی کے پاس بھیجا تو ان کے متعلق صاحب نے خط میں جو ستائشی فقرے لکھے ان فقروں کی وجہ سے تمام لوگ ان کے کمالات کے مفتون ہوگئے۔

اسی طرح ایک خط ابوالعباس ضبی کو لکھ کر ان کے ہاتھوں روانہ کیا تو اسے پڑھ کر ضبی نے بھی ان کا بہت اکرام واحترام کیا(۱) اس خط میں صاحب نے اپنے تمام محاسن میں انہیں شریک قرار دیا اور ان کے ادب وفن کی بہت زیادہ ستائش کی، ان کے خصوصی تعلق، محاسن وفضائل واخلاق کا قصیدہ پڑھا حق دوستی، حدود معاشرت اطاعت میں خودسپردگی کی انتہائی حالت وغیرہ کو بیان کیا، ظرافت وبذلہ گوئی، شیریں زبانی نثر ونظم میں یکساں مہارت، طبع سرشار مثل دریا فارسی وعربی میں حیرت ناک قدرت وغیرہ کا تذکرہ کیا۔

۱۔ یتیمۃ الدھر (ج ۴، ص ۳۱)

ثعالبی (۱) نے بھی ان کی بہت ستائش کی ہے وہ کہتا ہے کہ ۳۷۷ھ میں جب امیر ابوالحسن کے پاس بطور سفیر جا رہے تھے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور پھر چند اشعار نقل کئے ہیں:

ان کے اشعار ریاض العلماء، مقتل خوارزمی، مناقب شہر آشوب، بحار مجلسی میں نقل کئے گئے ہیں ثعالبی نے بھی یتیمۃ الدھر جلد چہارم میں تین صفحات مخصوص کئے ہیں (۲) عظیم شاعر جوھری جرجان میں ۳۷۷ھ اور ۳۸۵ھ کے درمیانی زمانے میں دنیا سے گئے ۳۷۷ھ میں ایک بار صاحب بن عباد نے انہیں امیر ابوالحسن ناصر الدولہ کے پاس سفیر بنا کر بھیجا، دوسری بار اصفہان کے گورنر ابوالعباس ضبی کے پاس بھیجا جب وہ اصفہان سے جرجان پلٹے تو زیادہ دن نہ گذرے تھے کہ دنیا سے منھ موڑ لیا (۳) چونکہ انہوں نے صاحب کی زندگی میں ہی انتقال کیا اور صاحب کی وفات ۳۸۵ھ میں ہوئی اس لئے ان کی وفات کا زمانہ لگ بھگ ۳۸۰ھ متعین کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ یتیمۃ الدھر (ج ۴، ص ۲۹)

۲۔ ریاض العلماء (ج ۳، ص ۳۳۹)؛ مقتل خوارزمی (ج ۲، ص ۱۳۶)؛ مناقب آل ابی طالب (ج ۴، ص ۱۳۶)؛ بحار الانوار (ج ۴۵، ص ۲۵۳۔۲۷۹)؛ یتیمۃ الدھر، ج ۴ ص ۴۱۔۲۹ (ج ۴ ص ۴۸۔۳۳)

۳۔ یتیمۃ الدھر (ج ۴، ص ۳۳)

ابن حجاج بغدادی

وفات ۳۹۱ھ

یا صاحب القبۃ البیضاء فی النجف　　من زار قبرک و استشفی للدیک شفی

اے نجف کے چمکیلے گنبد والے! جو بھی آپ کی قبر کی زیارت کرے اور شفا طلب کرے اسے شفا ملتی ہے، ہدایت کرنے والے ابوالحسنؑ کی زیارت کرو تا کہ تمہیں اجر ملے، اقبال و کامرانی سے ہمکنار ہو اس رہبر کی خدمت میں شرفیاب ہو کیونکہ ان کی بارگاہ میں مناجات مقبول ہے جو شخص ان سے حاجت طلب کرے، روا ہو گی۔

جب حریم بارگاہ میں پہونچو تو احرام باندھ کر لبیک کہتے ہوئے وارد ہو، پھر مزار کے گرد طواف کرو، جب تم حرم کا سات بار طواف کر لو تو اس سردار کے پائنتیں بیٹھ جاؤ اور کہو، خدا کا سلام، اہل سلام کا سلام اور ارباب علم و شرف کا سلام!

میں آپ کی بارگاہ میں اے مولا اپنے شہر سے حاضر ہوا ہوں آپ کی ولایت سے متمسک ہو کر خدمت میں شرفیاب ہوا ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ میری شفاعت فرمائیں گے۔

اے مولا! اور مجھے شدت عطش میں آپ بہشت سے سیراب کریں گے، کیونکہ آپ عروۃ الوثقیٰ ہیں، جو بھی آپ سے متمسک ہو جائے نہ تو وہ بد بخت ہو گا نہ اسے خوف ہو گا اگر آپ کے اسماء حسنیٰ کی کسی مریض پر تلاوت کر دی جائے تو شفاء ہو جائے، مرض سے نجات مل جائے، کیونکہ آپ کی شان میں کسی قسم کا نقص نہیں اور آپ کا نور کبھی زوال پذیر نہیں، اور آپ آیت کبریٰ ہیں جو عارفین پر منکشف ہوتا ہے

ملکوتی جلووں کے ساتھ۔

یہ خدائے رحمٰن کے فرشتے ہیں جو آپ کی بارگاہ میں اتر کر الطاف وتحائف لاتے رہے۔ کبھی طشت، کبھی جام آب، کبھی دستار جبریل آپ کے لئے تحفہ لائے اس میں کسی کو اختلاف نہیں، جب بھی رسول خداؐ نے کسی مہم میں آپ سے مدد طلب کی آپ نے بخوبی اسے انجام دیا۔

اور انس سے مروی ہے کہ آپ کے متعلق مرغ بریاں کا واقعہ رسول خداؐ کی نص صریح کا واضح ثبوت ہے، قرآن میں جو دانہ، شاخ اور زیتون کے واقعات بیان ہوئے ہیں وہ آپ کے لئے عرش والے خدا کی کرامت وشرف کا مظہر ہیں۔

اور عادیات میں جو گھوڑے دوڑانے اور گرد اڑانے کی بات ہے یا شمشیر براں کی بات یا زرہ توڑنے اور نالہ وفریاد کرنے کی بات۔

آپ ان کی جمعیت پر شاخ شمشاد کی طرح ٹوٹ پڑے تا کہ انہیں خاکستر کر دیا جائے اگر آپ چاہتے تو انہیں مسخ کر دیتے یا زمین سے کہتے انہیں دھنسا لے، آپ کے قبضہ میں موت اور روحیں ہیں آپ ہی فرمارواہیں اگر آپ حکم دیتے تو قطعی ظلم نہ ہوتا۔

خدا انہیں مبارک نہ کرے جن میں سے ایک نے بخ بخ کہہ کے آپ کے فضل وشرف کا اعتراف کیا اور آپ کی غدیر خم میں بیعت کی، پھر رسول خداؐ نے اپنے بیان سے اس کی تاکید فرمائی آپ کو انہوں نے چھوڑ دیا ارشاد نبی کو نظر انداز کیا، ان کو اس قول رسولؐ نے بھی باز نہ رکھا کہ یہ میرا بھائی اور میرا جانشین ہے، یہ تمہارا مولا ہے میرے بعد جو بھی اس سے وابستہ ہو جائے اسے نہ ماضی میں خوف ہوگا نہ مستقبل میں۔(۱)

یہ قصیدہ ۶۴ شعروں پر مشتمل ہے اور اس سے متعلق ایک واقعہ بھی آئندہ بیان ہوگا:

ابن حجاج کا ایک قصیدہ اور بھی ہے جو ابن سکرہ کے جواب میں کہا گیا تھا، ابن سکرہ نے اہلبیتؑ اور ابن حجاج کے خلاف زبان درازی کی تھی میں نے اس قصیدہ کو ان کے مخطوطہ دیوان سے حاصل کیا جو

۱۔ ریاض العلماء (ج ۲، ص ۱۴)

۶۲۰ھ میں عمر بن اسماعیل کے قلم سے لکھا گیا۔

اس کا پہلا شعر یہ ہے:

لا اکذب اللہ ان الصدق ینجینی   ید الامیر بحمد اللہ تحیینی

آگے فرماتے ہیں:

فما وجدت شفاء تستفید بہ

''بغیر آل یس سے درماں طلب کئے کہیں شفا نہ پاؤ گے، تم آل محمدؐ کی ہجو کر رہے ہو؟ تم نے بلند مرتبہ اور روشن چہرہ والوں پر دشنام طرازی کی ہے تو خدا تمہیں فقر و کفر سے تمام عمر ذلت چٹاتا رہے گا دنیا بھی گئی اور دین بھی''۔

شاعر کے حالات

ابوعبداللہ حسین بن احمد بن محمد بن جعفر بن محمد بن حجاج نیلی بغدادی، گروہ علماء کے ایک اہم ستون، دانش وادب کے عظیم ونادر روزگار شخص تھے، صاحب ریاض العلماء نے انہیں بزرگترین علماء میں شمار کیا ہے (۱)، ابن خلکان نے بزرگ ترین شیعوں میں (۲) اور حموی نے بزرگ شیعہ شعراء اور آخرین انشائیہ نگار لکھا ہے (۳)، ان کا قافیہ پردازی کا مخصوص اسلوب تھا اسی طرح ان کے انشائیہ بھی لاجواب تھے، ان کے دانش کا بڑا استوار قدم تھا، ادب، معانی آفرینی اور سخن طرازی میں عالمگیر شہرت کے حامل تھے، ادیبوں نے بڑے احترام سے ان کا نام لیا ہے، صاحب نسمۃ السحر نے معلم ثانی کہا ہے (۴) ان کی سخن پردازی نے آوازہ ادب کو تحت الشعاع میں کر لیا تھا، ہم یہاں دونوں محاسن کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ ریاض العلماء (ج۲ص۱۱)

۲۔ وفیات الاعیان (ج۲،ص۱۷۱، نمبر۱۹۲)

۳۔ معجم الادباء (ج۹،ص۲۲۹)   ۴۔ نسمۃ السحر (مجلد۷، ج۱،ص۱۰۵)

مرتبہ علم و دانش:

دینی علوم میں ان کی مہارت کا اس قدر شہرہ تھا کہ وہ حکومت اسلامی کے پایہ تخت بغداد میں امور حسبہ کے منصب پر کئی بار سرفراز ہوئے۔(۱) یہ منصب ہمیشہ ان لوگوں کو ملتا ہے جو اپنے شکوہ علمی میں ممتاز ہوتے ہیں ماوردی نے احکام سلطانیہ (۲) میں لکھا ہے کہ امور حسبہ کا منصب ان لوگوں کو ملتا ہے جو صدر اول کے ائمہ سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ منصب دینی امور کا ستون تھا۔

''حسبہ'' اصل میں تمام لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو وسیع معنوں میں نافذ کرنے سے عبارت ہے، ابن حجاج سے پہلے اس منصب پر بزرگ فلسفی احمد بن طیب سرخسی تھے جو ۲۸۳ھ میں مقتول ہوئے پھر ابن حجاج ہوئے اس کے بعد فقیہ شافعی ابوسعید احمد بن حسن بن احمد اصطخری متوفی ۳۲۸ھ فائز ہوئے (۳) احکام سلطانیہ میں ہے، ''حسبہ'' کا منصب اسے ملنا چاہیئے جو آزاد، عادل، دادگستر، صاحب نظر، دین کے معاملہ میں سخت اور منکرات کا واقف کار ہو (۴) فقہاء شافعی اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کیا جس معاملہ میں مختلف فقہاء میں اختلاف رائے ہو تو محتسب اپنی رائے واجتہاد کو لوگوں پر مسلط کرسکتا ہے؟ ابوسعید اصطخری کہتے ہیں کہ مسلط کرسکتا ہے اسی صورت میں کہا جاسکتا ہے کہ محتسب کو دانش مند مجتہد اور صاحب نظر ہونا چاہیئے تاکہ اختلافی مواقع پر اپنا نقطہ نظر واضح کرسکے۔

رشید الدین وطواط کا خیال ہے کہ نظام حکومت، ثبات دین اور اصلاح مسلمین کے لئے محتسب کا منصب ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعہ جادہ حق سے منحرف افراد یا فاسق افراد کی تباہ کاری سے شریعت و دین محفوظ اور مضبوط رہے اور معاشرتی امور ٹھکانے سے انجام پاتے رہیں، یہ منصب اسی شخص کے لئے

۱۔ وفیات الاعیان (ج ۲، ص ۱۶۸، نمبر ۱۹۲)؛ البدایہ والنھایہ (ج ۱۱، ص ۳۲۸، حوادث ۳۹۱ھ؛ مرأۃ الجنان (ج ۲، ص ۴۴۴) ریاض العلماء (ج ۲، ص ۱۱۹ شیشتاوی کی دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۱، ص ۱۳۰) فرید وجدی کی دائرۃ المعارف (ج ۶، ص ۱۲) الاعلام (ج ۲، ص ۲۳۱)

۲۔ احکام سلطانیہ ص ۲۴ (ج ۲، ص ۲۵۲، باب ۲۰)

۳۔ وفیات الاعیان (ج ۲، ص ۱۶۸، نمبر ۱۹۲) مرأۃ الجنان (ج ۲، ص ۴۴۴، وفیات ۳۹۱)

۴۔ احکام سلطانیہ ص ۲۰۹ (ج ۲، ص ۲۴۱، باب ۲۰)

سزاوار ہوسکتا ہے جو دینداری سے متصف، اداء امانت میں معروف اور بدنامی سے دور، عیب وتہمت کے علاوہ لباس تقویٰ سے آراستہ، اصابت ورشد وصلاح سے مزین ہو(۱)

اس اعتبار سے ابن حجاج کا کئی مرتبہ منصب احتساب پر فائز ہونا بتاتا ہے کہ وہ مرتبہ اجتہاد پر فائز، عدالت وستائش علمی سے آراستہ تھے، ابن حجاج دو مرتبہ بغداد میں اس منصب پر فائز ہوئے ایک مرتبہ مقتدر باللہ کے عہد میں اور دوسری بار عز الدولہ کے زمانے میں اسی زمانہ میں وزارت پر ابن بقیہ فائز تھے۔

ابن حجاج نے ان کا قصیدہ بھی کہا تھا :

ایھا ذاالوزیر ان انت انصفت والا فقم مع الجیران

آگے کہا:

لیت شعری الست محتسب الناس؟! فلم لیس تعرفون مکانی؟!

ادب و ہنر:

قبل ازایں اشارہ کیا گیا کہ شعراء شیعہ میں نابغہ عصر اور دبیروں میں ممتاز تھے، کچھ لوگوں نے تو انہیں امرؤالقیس کا ہم پایہ بھی کہا ہے۔(۲) چار سو سال کے درمیان ان دونوں کے درمیان کوئی بھی ان کا ہم پایہ نہ ہوا، ان کا دیوان دس جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے، زیادہ تر اشعار میں سلاست وروانی، سہل وآسان تعبیرات، معانی آفرینی، نفاست اسلوب، اور جدت نہج پایا جاتا ہے، صاحب نسمۃ السحر انہیں معلم ثانی کہتے ہیں۔(۳) ان کے خیال میں معلم اول یا تو مہلیل بن وائل ہے یا امرؤالقیس ہے کیونکہ انہوں نے جدید روش ایجاد کی تھی اور دوسرے افراد جیسے ابورقعمق اور صریع الدلاء نے اس روش کا اتباع کیا ہے۔

۱۔ معجم الادباء، ج۱۹، ص۳۱

۲۔ وفیات الاعیان (ج۲، ص۱۶۹، نمبر۱۹۲) معجم الادباء (ج۹، ص۲۰۶) شذرات الذھب (ج۴، ص۴۸۷، حوادث ۳۹۱)

۳۔ نسمۃ السحر (مجلد۷، ج۱، ص۲۰۵)

ثعالبی کہتے ہیں کہ میں نے ارباب بصیرت ادیب اور سخن سنجوں سے سنا ہے کہ ابن حجاج فن اور روش کا اختراع کرنے والوں میں یگانہ دہر تھے کیوں کہ وہ بے نظیر اور فن سے بھرپور تھے، معانی کی پرداخت کی حیرتناک مہارت وصلاحیت رکھتے تھے، خواہ مفہوم کتنا ہی دشوار ہو اسے طبیعی روانی، شیریں بیانی اور ملاحت تمام اور بلاغت کمال کے ساتھ پیش کردیتے تھے۔(۱)

بدیع اسطرلابی ہبۃ اللہ بن حسن (م۵۳۴) نے ان کا دیوان ۱۴۱/ابواب پر مشتمل ترتیب دیا، ہر باب ایک مخصوص فن کا حامل ہے، اس کا نام انہوں نے درۃ التاج فی شعر ابن الحجاج رکھا ہے۔(۲) اس کا خطی نسخہ پیرس کے کتب خانہ میں رکھا ہے ابن خشاب نحوی نے مقدمہ لکھا ہے۔

شریف رضی نے بھی بہترین ونفیس ترین اشعار کا انتخاب بنام ''الحسن من شعر الحسین''(۳) حروف تہجی کے مطابق ابن حجاج کی حیات ہی میں مرتب کیا تھا، آخر میں شریف رضی نے پندرہ اشعار بھی بطور تبصرہ کہے ہیں، پہلا شعر یہ ہے:

اتعرف شعری الی من ضوی فاضحی علی ملکہ یحتوی؟!

ثعالبی کہتے ہیں کہ ابن حجاج کا شعری دیوان ساٹھ دینار سے کبھی گر نہیں سکتا کیوں کہ اشعار میں بڑی نفاست ہے، نمکینی اور جذب توجہ کی صلاحیت ہے ان کے اشعار میں امثال قارئین کو آفاق کی سیر کراتے ہیں، پڑھتے ہی دل میں اتر جاتے ہیں۔(۴)

ابن الحجاج کے اشعار میں زیادہ تر ہزل اور جنون کی باتیں ہیں گویا یہ دونوں چیزیں ان کے ذوق واحساس کی سرشت ہیں جب وہ شوخی پر اتر آتے ہیں تو نہ سلطان کی پرواہ کرتے ہیں نہ امراء کی، ان کی گستاخی پر کوئی روک نہ تھی جو دل میں آتا کہہ ڈالتے، لوگوں کو پسند خاطر بھی تھا لیکن ابن حجاج کے بہترین اور نفیس ترین اشعار وہ ہیں جو انہوں نے آل محمدؐ کی مدح وثناء میں کہے ہیں یا دشمنان آل محمدؐ کی مذمت میں کہے ہیں۔

۱۔ یتیمۃ الدھر (ج۳، ص۳۵)

۲۔ معجم الادباء (ج۱۹، ص۲۷۴) وفیات الاعیان (ج۶، ص۵۲، نمبر ۷۷۵)

۳۔ مرأۃ الجنان (ج۳، ص۲۶۱) کشف الظنون (ج۱ص۷۳۹) عنتاوی کی دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج۱، ص۱۳۰)

۴۔ یتیمۃ الدھر) ج۳، ص۳۶، ۴۰)

ابن حجاج کے معاصرین خلفاء:

معتمد علی اللہ؛ (متوفی ۲۷۹ھ)

معتضد باللہ؛ (متوفی ۲۸۹ھ)

مکتفی باللہ؛ (متوفی ۲۹۵ھ)

مقتدر باللہ؛ (متوفی ۳۲۰ھ)

الراضی باللہ؛ (متوفی ۳۲۹ھ)

مستکفی باللہ؛ (متوفی ۳۳۸ھ)

قاہر باللہ؛ (متوفی ۳۳۹ھ)

متقی باللہ؛ (متوفی ۳۳۹ھ)

مطیع اللہ؛ (متوفی ۳۶۴ھ)

طائع للہ؛ (متوفی ۳۹۳ھ۔ (۱)

وہ معاصرین آل بویہ جو عراق پر حکومت کرتے تھے

معزالدولہ؛ فاتح عراق؛ (متوفی ۳۵۶ھ)

عزالدولہ؛ (متوفی ۳۶۷ھ)

شرف الدولہ؛ (متوفی ۳۷۹ھ)

صمصام الدولہ؛ (متوفی ۳۸۸ھ)

بہاءالدولہ؛ (متوفی ۴۰۳ھ)

عضدالدولہ؛ (متوفی ۳۷۲ھ)

ثعالبی کہتے ہیں کہ وہ تمام عمر وزیروں اور رئیسوں پر حکومت کرتے رہے، جیسے گھر کا بزرگ بچوں پر حکومت کرتا ہے انہوں نے بڑی اچھی زندگی گذاری دولت و عظمت سے نہال رہے۔ (۲)

۱۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۲۔ یتیمۃ الدھر (ج ۳، ص ۳۶)

ان کے دیوان میں بہت سے قصائد و مراثی اور ہجویہ کلام اپنے زمانے کے خلفاء، امراء، وزراء، اور منشیوں کے متعلق پائے جاتے ہیں دیوان میں تلاش کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ساٹھ افراد ہیں۔

ہارون بن منجم	وزیر مہلبی
متنبی بن شاعر	وزیر بن عمید
خلیفہ مطیع للہ	ابن عمید
وزیر ابوریان	وزیر بن بقیہ
عزالدولہ	عمران بن شاھین
ابوتغلب	فناخسرو
ابن شاھین	
محمد بن عمران	شرف الدولہ بن بویہ
ابواسحاق صابی	قاضی تنوخی
صاحب بن عباد	ابن سکرہ شاعر
ابوعلی حالتی	ابن یوسف
وزیر سابور	وزیر مرزبان
ابن حفص	وزیر فسانجس

ابن حجاج نے مدح اہلبیتؑ میں بہت زیادہ اشعار کہے ہیں دشمنان آل محمدؐ مثلاً مروان بن ابوحفصہ جیسوں کی بہت زیادہ مذمت بھی کی ہے، انہیں گالیاں بھی دی ہیں یہاں تک کہ بعض نقادوں نے آپ پر اعتراض بھی کیا کہ اس حد تک تلخ وتند اور طنزیہ شاعری اور شرمناک اور رسوا کن باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔

لیکن یہ پیش نظر رہنا چاہیئے کہ ابن حجاج کا دل مظالم سادات پر خون گشتہ تھا ان کے اشعار آہ کی طرح ہیں جو سینہ دردمند سے نالہ بن کر نکلے ہیں نہ کہ انہوں نے گالم گلوچ اپنا پیشہ بنالیا تھا ان کا پھنکتا جگر اشعار میں ڈھل گیا ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے اشعار بارگاہ ائمہؑ میں بہت مقبول تھے نیز ان

کے ناپسندیدہ اشعار سے کریمانہ طریقے پر چشم پوشی کی گئی۔

سید اجل زین الدین علی بن عبدالحمید نیلی نجفی کتاب درالنفید میں لکھتے ہیں کہ ابن حجاج کے زمانے میں دو نیک مرد تھے محمد بن قارون اور علی سورائی ان کے اشعار پر بڑی تنقید کرتے تھے محمد بن قارون نے خواب میں دیکھا گویا میں روضۂ حسینؑ میں مشرف ہوں وہاں حضرت فاطمہ زہراؑ موجود ہیں وہ داہنی طرف داخل ہونے والے دروازے سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں تمام ائمہ معصومینؑ حضرت صادق آل محمدؑ تک وہاں موجود ہیں سبھی ضریح علی اکبر کے مقابل بیٹھے ہیں آپس میں باتیں کر رہے ہیں محمد بن قارون ان کے برابر میں بیٹھے ہیں۔

سورائی کہتے ہیں کہ میں نے ابن حجاج کو دیکھا کہ وہاں آمد ورفت کر رہے ہیں میں نے محمد بن قارون سے کہا اس شخص کو دیکھ رہے ہو کس طرح بارگاہ ائمہؑ میں گستاخانہ طریقے سے آمد ورفت کر رہا ہے میں نے کہا مجھے وہ قطعی پسند نہیں میں تو اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔

سورائی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت فاطمہ زہراؑ نے غضب ناک نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا ابو عبد اللہ تجھے پسند نہیں؟ اسے دوست رکھو کیوں کہ جو اسے دوست نہ رکھے وہ شیعہ نہیں تمام ائمہؑ نے بیک آواز کہا جو اسے دوست نہ رکھے وہ ہمارا شیعہ نہیں۔

ابن قارون کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ کس نے کہا، میں خواب سے بیدار ہوا بڑی وحشت تھی کیوں کہ میں ابن حجاج کی تنقید و تنقیص کرتا رہتا تھا۔

کچھ دن بعد میں خواب بھول بھال گیا پھر میں زیارت روضہ حسینؑ سے مشرف ہوا راستے میں کچھ شیعوں کو دیکھا کہ وہاں ابن حجاج کے اشعار پڑھ رہے ہیں، میں نے جا کر بڑی حیرت سے دیکھا کہ وہاں سورائی بھی موجود تھے، میں نے سلام کر کے ان سے پوچھا اس سے پہلے تو تم ابن حجاج کے اشعار میں کیڑے نکالتے تھے اب کیا ہوا کہ بڑی توجہ سے سن رہے ہو کہنے لگے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے اور وہی خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا۔

یہ دونوں مرد صالح اس کے بعد ہمیشہ ابن حجاج کی مدح وستائش اور اشعار کی اشاعت میں جد وجہد

کرنے لگے(۱)

دوسرے واقعہ میں یہ ہے کہ جب سلطان مسعود بن بابویہ (عضد الدولہ بن بابویہ) نجف اشرف کے روضے کی تعمیر کرانے لگا تو بارگاہ میں ادب سے حاضر ہوا حرم مبارک کو بوسہ دیا وہیں برابر ہی ابن حجاج بھی موجود تھے اور اپنا قصیدہ فائیہ پڑھنے لگے (جسے شروع میں نقل کیا گیا۔ **یاصاحب القبته البیضاد فی النجف**)

جب وہ ان اشعار تک پہنچے جن میں دشمنان علیؑ کے متعلق فحش اور نامناسب باتیں نظم ہیں تو علم الھدیٰ نے تلخ وتند لہجہ میں ان اشعار کو حرم شریف علوی میں پڑھنے سے منع کیا، ابن حجاج بھی چپ ہو گئے جب رات ہوئی تو ابن حجاج نے حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا، وہ فرمارہے ہیں کی کبیدہ خاطر نہ ہو میں نے علم الھدیٰ کے پاس پیغامبر بھیجا ہے وہ تمہاری خدمت میں معافی مانگنے آئیں گے جب تک وہ نہ آئیں گھر سے باہر نہ نکلنا۔ شریف علم الھدیٰ نے بھی خواب میں رسول اکرمؐ کو دیکھا کہ تمام ائمہؑ آپ کے گرد میں حلقہ کئے بیٹھے ہیں یہ ان کی خدمت میں گئے اور سلام کیا رسول خداؐ نے بڑی سرد مہری دکھائی ہاتھ جوڑ کر عرض کی، اے ہمارے سردارو! میں آپ حضرات کا غلام ہوں آپ کا فرزند ہوں آپ کا دوستدار ہوں یہ سرد مہری کیوں ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ تم نے ہمارے شاعر کا دل توڑا ہے تمہیں جاکر اس سے معافی مانگنی چاہیئے اور اس کو لئے ہوئے مسعود بن بابویہ کے پاس جاؤ اور ابن حجاج پر جو کچھ بھی میری عنایات ہیں اس سے خبردار کرو۔

علم الھدیٰ سید مرتضیٰ فوراً اٹھے اور ابن حجاج کے گھر آئے دروازہ کھٹکھٹایا، انہوں نے گھر سے بلند آواز میں کہا جس سردار نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ گھر سے نہ نکلوں وہ تمہارے پاس آنے والے ہیں سید مرتضیٰ بولے ان کا فرمان بسر وچشم قبول، پھر وہ عذر ومعذرت کے بعد لئے ہوئے ابن مسعود کے پاس گئے دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا، پھر سلطان نے بڑی قدر افزائی کی، بہترین عطایا کے ذریعہ ان کا مرتبہ ومقام بلند کیا اور حکم دیا کہ میرے سامنے اشعار پڑھے جائیں۔

۱۔ ریاض العلماء (ج۲، ص۹۱۱ روضات الجنات ص۳۹ (ج۳ ص۱۶۰، نمبر ۲۶۶) دار السلام ج۱، ص۱۴۸ (ج۱، ص۳۱۹)

ولادت ووفات:

ابن حجاج نے جمادی الآخر ۳۹۱ھ نیلی میں دار فانی کو وداع کہا، یہ چھوٹی سی آبادی فرات کے کنارے بغداد وکوفہ کے درمیان واقع ہے ان کا جنازہ کاظمین لے جایا گیا انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے کاظمین شریفین کی پائنتی میں دفن کیا جائے اور تعویذ قبر پر لکھا جائے:

﴿وکلبھم باسط ذراعیه بالوصید﴾

شریف رضیؒ اور ابن جوزی نے مرثیے کہے۔(۱)

میں نے تمام معاجم اور تذکروں کو دیکھا کہیں تاریخ ولادت نہیں ملی لیکن اتنا واضح ہے کہ تیسری صدی میں پیدا ہوئے، لگ بھگ ایک سوتیس سال زندہ رہے اور اس کے شواھد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ابن شہر آشوب لکھتے ہیں کہ آپ نے ابن رومی سے پڑھا اور ابن رومی ۲۸۲ھ میں مرے۔(۲)

۲۔ امور "حسبہ" کے منصب پر اصطخری ۳۲۸ھ کے بعد فائز ہوئے اصطخری زمانہ مقتدر باللہ میں ۳۲۰ھ محتسب ہوئے تھے۔(۳)

۳۔ ان کے دیوان میں ہارون بن علی کی ہجو موجود ہے جب کہ ابن حجاج کمسن تھے اور ہارون ۲۸۸ھ میں مرے۔

۴۔ وزیر عباس بن حسین کا قصیدہ کہا جو ۳۹۴ھ میں قتل ہوا پھر یہ چوتھی صدی کے وسط میں اکثر اشعار کہے جس میں اپنی پیرانہ سالی کا شکوہ ہے، ان سے زیادہ کسی شاعر نے اپنی پیرانہ سالی کا شکوہ نہیں کیا۔

اب اسکے بعد ابن کثیر (۴) کا فقرہ کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ ابن خلکان کی بات غلط ہے کہ اصطخری کے بعد امور حسبہ کے متولی ابن حجاج ہوئے کیوں کہ اصطخری ۳۲۸ میں مرے اور ۳۲۰ھ میں محتسب بنے۔

۱۔ دیوان رضی (ج۲، ص۴۴۱) المنتظم، ج۷، ص۲۱۷ (ج۱۵، ص۲۹، نمبر ۲۹۷۱)

۲۔ معالم العلماء (ص۱۴۹)

۳۔ وفیات الاعیان (ج۲، ص۱۶۸، نمبر ۱۹۲) مرآۃ الجنان (ج۲، ص۴۴۴) شذرات الذھب، ج۲، ص۳۱۲ (ج۴، ص۱۴۷، حوادث ۳۲۸)

۴۔ البدایۃ والنھایۃ، ج۱۱، ص۳۲۹

مصادر حالات:

۱۔ یتیمۃ الدھر
۲۔ تاریخ خطیب
۳۔ معجم
۴۔ ابن خلکان
۵۔ ابن کثیر
۶۔ منتظم
۷۔ دائرۃ المعارف الاعلام زرکلی
۸۔ ریاض العلماء
۹۔ مجالس المومنین
۱۰۔ کشف الظنون
۱۱۔ تنقیح المقال
۱۲۔ ریاض الجنۃ وغیرہ (۱)

۱۔ یتیمۃ الدھر۔ ج ۳ ص ۲۵ (ج ۳ ص ۲۵) تاریخ خطیب بغدادی، ج ۸، ص ۱۴، معجم الادباء، ج ۴، ص ۶ (ج ۹، ص ۲۰۶) وفیات الاعیان، ج ۱، ص ۱۷۰ (ج ۲، ص ۱۶۸، نمبر ۱۹۲) البدایۃ والنھایۃ، ج ۱، ص ۳۲۹ (ج ۱۱، ص ۳۷۸) المنتظم، ج ۷، ص ۲۱۶ (ج ۱۵، ص ۲۸، نمبر ۲۹۷۱) دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ج ۱، ص ۱۳۰، الاعلام، ج ۱، ص ۲۴۵، ریاض العلماء (ج ۲، ص ۱۱) مجالس المومنین ص ۴۵۹ (ج ۲، ص ۵۴۴، کشف الظنون، ج ۱، ص ۴۹۸ (ج ۱، ص ۵۶۷) تنقیح المقال، ج ۱، ص ۳۱۸۔

ابوالعباس ضبی

وفات/۳۹۸ھ

لعلی الطهر الشهیر مجد اناف علی ثبیر

صنو النبی محمد وصیه یوم الغدیر

و حلیل فاطمة ووا لد شبر و ابو شبیر

''پاک وپاکیزہ اور بلند آواز علیؑ کے لئے ایسی عظمت وشرافت ہے جس نے کوہ ثبیر کا احاطہ کرلیا ہے، وہ جو رسول خداؐ کے صنو (شریک ہدایت) اور غدیر کے دن ان کے وصی بنے، وہ جو فاطمہؑ کے شوہر اور شبرؑ وشبیرؑ کے والد ماجد ہیں''۔(۱)

شعری تتبع:

ثبیر مکہ کا بلند ترین پہاڑ ہے جو عرفہ اور مکہ کے درمیان واقع ہے اس پہاڑ پر قبیلہ ہذیل کا ایک ممتاز ترین شخص مر گیا تھا، اسی کے نام پر پہاڑ کو معروف کردیا گیا۔ حافظ ابونعیم نے ''ما نزل من القرآن فی علی'' (۲) اور نطنزی نے خصائص علویہ میں شعبہ عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ہم رسول خداؐ کے ساتھ مکہ میں تھے رسول خداؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کوہ ثبیر پر لئے چلے گئے وہاں چار رکعت نماز پڑھی پھر سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا، خدایا، موسیٰ بن عمران نے تجھ سے تمنا کی تھی اسی طرح آج میری بھی

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۱، ص۵۵۰ (ج۳، ص۷۱)

۲۔ ما نزل من القرآن فی علی (ص۱۳۸، حدیث ۳۷)

تمنا ہے کہ میرا شرح صدر فرما میرے امور میں آسانی کرامت فرما، میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری باتوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور میرا وزیر میرے ہی خاندان کا ایک فرد علی بن ابی طالب کو بنا دے، اس کے ذریعہ سے میری کمر کو مضبوط کر دے، اسے میرے کاموں میں شریک قرار دے، ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے ایک آواز سنی، اے محمد! جو تم نے مانگا تمہیں دیا گیا۔

شاعر کے حالات:

کافی اوحد، ابوالعباس۔ احمد بن ابراہیم ضبی قبیلہ ضبا سے تھے، وزیر تھے اور ان کا لقب رئیس تھا، صاحب بن عباد کے بعد انتظام مملکت اور سیاست کی ممتاز ترین شخصیت تھے، ادب پروری میں بھی معروف تھے صاحب کے مقرب خاص اور ان سے غیر معمولی اکتساب فیض کیا پھر ان کے بعد خود ان کے دانش و ادب میں مستقل حیثیت ہوگئی اور شعراء و ادباء کی پرورش و پرداخت کرنے لگے۔

ان کی بلندی شرف کی وجہ سے ۳۵۸ھ میں صاحب کے انتقال کے بعد فخر الدولہ نے منصب وزارت عطا کرتے ہوئے صاحب کا جانشین بنایا اور ابوعلی کو ان کا معاون قرار دیا جن کا لقب جلیل تھا، ان کی عظمت و جلالت کا آوازہ اس قدر بلند ہوا کہ لوگ دور دور سے اپنی حاجت لے کر آتے اور فیض سخاوت سے نہال ہو کر واپس لوٹتے، اس سلسلہ میں مدح سراؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے واقعی وہ صاحب کے جانشین صالح تھے، ان کے تمام عادات و خصائل کو اپنا لیا تھا، اصفہان کی جامع مسجد کے پاس انہوں نے گدڑی پوشوں کے قیام کے لئے لمبی چوڑی سرائے بنوا دی جس میں مسافر آکر ٹھہرتے، اسی سے متصل ایک مطالعہ گھر بھی بنوا دیا تھا جس میں مختلف علوم و فنون کی نفیس و قیمتی کتابیں جمع تھیں۔

کتاب محاسن اصفہانی کے مؤلف اور دوسروں کا بیان ہے کہ اس کتب خانہ کی فہرست کتب تین جلدوں میں تھی۔(۱) ادیبوں اور شاعروں نے ان کے محاسن و فضائل کا اعتراف کیا ہے ان میں چند یہ ہیں۔

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج۳، ص۲۶ (ج۳، ص۳۳۹) معجم الادباء، ج۱، ص۶۵ (ج۲ص۱۰۵) تاریخ کامل، ج۹، ص۳۷ (ج۵، ص۵۷۷) معالم العلماء (ص۱۴۸) دیوان مہیار، ج۴، ص۲۹، اعیان الشیعہ، ج۸، ص۷۷ (ج۲، ص۴۶۹) بستانی کی دائرۃ المعارف، ج۱۱، ص۱۲۰)

ا۔ابوعبداللہ محمد بن حامد خوارزمی

۲۔ابوالحسن علی بن احمد جوہری جرجانی (یتیمۃ الدھر، ج ۴، ص ۳۸ (ج ۴، ص ۴۴)

۳۔مہیار دیلمی (دیوان مہیار، ج ۱، ص ۱۴، ۱۵، ج ۲، ص ۱۷۹، ج ۳، ص ۱۸، ۲۷، ۳۴۴، ج ۴، ص ۳۰)

۴۔ابوالفیاض سعد بن احمد طبری

۵۔صاعد بن محمد جرجانی

۶۔ابوالقاسم عبدالواحد بن محمد بن علی بن حریش اصفہانی (یتیمۃ الدھر (ج ۵، ص ۱۳۵)

ان کے زمانہ وزارت میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مجد الدولہ کی ماں نے ابوالعباس پر الزام لگایا کہ میرے بھائی کو زہر دیا ہے اور دو ہزار دینار اس کے مراسم تعزیت بجالانے کے لئے طلب کئے ابوالعباس نے ادائیگی سے انکار کیا اور اس کے خوف سے بروجرد کی طرف بھاگ گئے یہ علاقہ بدر بن حسنویہ کی علمداری میں تھا۔

کچھ دنوں کے بعد حاضر ہوئے کہ مطالبہ ادا کردیں اور منصب وزارت پر واپس آجائیں لیکن قبول نہ کیا گیا پھر وہ بروجرد میں ہی مقیم رہے اور ۳۹۸ھ میں انتقال کیا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ فخر الدولہ کے فوجی افسر ابوبکر نے خود ابوالعباس کے نوکر کی سازش سے ان کو زہر دے کر مار ڈالا تھا۔

ان کے صاحب زادہ نے جنازہ ایک حاجب کے ذریعے بغداد بھیجا اور ابوبکر خوارزمی کو خط لکھا کہ میرے والد نے جوار سید الشہداؑ میں دفن ہونے کی وصیت کی تھی اس سلسلہ میں قبر کی قیمت پانچ سو دینار بھی روانہ کی، جب یہ معاملہ شریف ابواحمد (علم الہدیٰؒ اور شریف رضیؒ کے والد) کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ابوالعباس میرے باپ کے جوار میں دفن ہونا چاہتے تھے تو انہیں دفن ہونے کی اجازت ہے لیکن قیمت نہ لوں گا قبر کھودی گئی اور جنازہ کو مسجد براثا لے جایا گیا وہیں ابواحمد نے نماز جنازہ پڑھائی نماز میں

اشرف وفقہا حاضر تھے آپ نے حکم دیا کہ پچاس افراد جنازہ کو لے جا کر کربلا میں دفن کر دیں (معجم الادباء)

شاعر غدیر مہیار دیلمی نے ۵۹ شعروں پر مشتمل بہترین مرثیہ کہہ کے ان کے فرزند سعد کو دینور بھیجا، ان کے علاوہ دوسروں نے بھی مرثیے کہے ہیں۔

ابو العباس کے فرزند ابو القاسم سعد بن احمد ضبی بھی باپ کی طرح شرف وعظمت کے حامل تھے بروجرد ہی میں قیام پذیر تھے باپ کے انتقال کے چند ماہ بعد انہوں نے بھی دار فانی کو وداع کہا، مہیار دیلمی نے انکا بھی مرثیہ کہا ہے۔

ابورقعمق انطاکی

وفات ۳۹۹ھ

بوریہ نے تخت کو لکھا کہ فصیل اونٹ کے بچے کا نام ہے:

کتب الحصیر الی السریر ان الفصیل ابن البعیر

غدیر کے متعلق دو شعر ہیں:

لا والذی نطق النبی بفضلہ یوم الغدیر

ما للامام ابی علی فی البریۃ من نظیر

''ہرگز نہیں! اس کی قسم جس کی فضیلت میں رسول خداؐ نے بروز غدیر خطبہ ارشاد فرمایا: کہ میرا سردار علیؑ ساری کائنات میں بے مثل ونظیر ہے''۔(۱)

شاعر کا تعارف:

ابوحامد.... احمد بن محمد انطاکی، مصر کے باشندے تھے ابورقعمق کے نام سے معروف تھے مشہور نغمہ نگار اور عظیم فنکار تھے ان کا شعری اسلوب اس قدر مقبول ہوا کہ صاحب طرز شاعر بن گئے، ان کی شاعری میں شوخی اور ظرافت کی بھی چاشنی پائی جاتی ہے۔

ایام شباب شام میں گذرے پھر مصر چلے آئے وہیں انہیں عالم گیر شہرت حاصل ہوئی، انہوں نے علم وادب میں اپنا ممتاز ترین مقام بنالیا، بادشاہوں سرداروں اور رئیسوں کی مدح وثنا کی جن میں معز، ان کے بیٹے زفر۔

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج۱، ص۲۸۳ (ج۱، ص۳۹۶،۳۹۵)

سپہ سالار جوہر، وزیر ابو الفرج وغیرہ لائق ذکر ہیں۔

انہوں نے مصر میں مزاح نگاروں کی ایک انجمن قائم کی اور طنزیہ شاعری میں اس قدر شہرت حاصل کر لی کہ ابو رقعمق ہی لقب ہو گیا (احمقوں کے سردار) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی یہ لقب رکھ لیا تھا، چنانچہ ان کا شعر ہے:

میں خدا کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں اور عقلمندوں کی باتوں سے جو میری زبان پر جاری ہوں عقل مندی میرے شایان شان نہیں ہے۔

نہیں، اس خدا کی قسم جس نے مجھے اکیلے اس جہان خلق میں پیدا کیا اور حماقت کی دوستی مجھے ودیعت کی، ثعالبی نے یتیمہ الدھر (۱) میں ان کے حالات میں ۲۷ صفحہ قلمبند کئے ہیں اور ان کے ۴۹۴ اشعار نقل کئے ہیں۔

وہ اپنے وقت کے منفرد شاعر تھے طنز و ظرافت میں تو گویا آپ فطری شاعر نظر آتے تھے انہوں نے اپنا اسلوب زیادہ تر ابن الحجاج کے شعری اسلوب سے وابستہ کیا ممکن ہے کہ جو بھی ان کے اشعار پڑھے اہلبیت کرامؑ سے ان کی شدید وابستگی کا یقین کر لے۔

خاص طور سے دشمنان اہل بیتؑ کے متعلق ان کی تلخ وتند شعری روش تو بہت واضح ہے اسی لئے ابو رقعمق بھی تشیع کی طرف مائل تھے صاحب نسمۃ السحر نے (۲) تو انہیں شیعہ شاعروں میں شمار کیا ہے انہوں نے دیوانگی کا مفہوم زیادہ بیان کیا ہے۔

ابن خلکان نے اپنی تاریخ (۳) میں ان کے حالات بیان کئے ہیں پھر کہتے ہیں کہ امیر مختار مسیحی کا بیان ہے کہ ۳۹۹ھ میں انتقال کیا کچھ لوگوں نے اضافہ کیا ہے کہ بروز جمعہ ۲۲ رمضان کو انتقال کیا، بعض نے ماہ ربیع الاول کہا ہے انتقال کے وقت مصر میں تھے ان کے حالات مرآۃ الجنان، شذرات حنبلی، معاہد، الاعلام اور تاریخ ادب اللغۃ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ (۴)

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج۱، ص۲۹۶۔۳۶۹ (ج۱، ص۴۰۸، ۳۷۹) ۲۔ نسمۃ السحر (مجلد ۶، ج۱، ص۳۰)

۳۔ وفیات الاعیان، ج۱، ص۴۲ (ج۱، ص۱۳۱ نمبر ۵۴)

۴۔ مرآۃ الجنان، ج۲، ص۴۵۲، شذرات الذھب، ج۳، ص۱۵۵ (ج۴، ص۵۱۹) معاھد التنصیص، ج۱، ص۲۲۶ (ج۲، ص۲۵۳، نمبر ۱۱۹) الاعلام، ج۱، ص۴۷ (ج۱، ص۲۱۰) تاریخ آداب اللغۃ، ج۲، ص۲۶۴ (مجلد ۱۴، ص۱۰۲)

ابوالعلاءسروی

''علیؑ، بعد رسولؐ میرے امام ہیں وہ بروز قیامت میری شفاعت فرمائیں گے۔ میں علیؑ کے لئے صرف انہیں فضائل کا دعویٰ کرتا ہوں جو عقل کے مطابق ہوں۔ میں ان کے رسول ہونے کا دعویدار نہیں ہوں لیکن وہ واضح نص کے مطابق امام ہیں۔ اور ارشاد رسولؐ ان کی بلندی مقام کے متعلق ہے پھر بھی فاضل اور مفضول کا اشتباہ پیدا کیا گیا۔

آگاہ ہو جاؤ جس کا میں مولا ہوں پس علیؑ بھی بغیر شک وشبہہ اس کا مولا ہے''۔(۱)

شاعر کے حالات:

ابوالعلاء محمد بن ابراہیم سروی، طبرستان کے منفرد شاعر اور فضیلت ودانش کے پرچمدار تھے، ابوالفضل بن عمید سے خط وکتابت اور شعری تبادلہ خیال رہا کرتا تھا ان کی تالیف اور اشعار بہت وقیع اور نمکین ہیں، اکثر کو یتیمۃ الدھر، محاسن اصفہانی اور نہایۃ الارب نویری میں بیان کیا گیا ہے۔(۲)

معجم حموی (۳) میں ان کے پانچ اشعار طبرستان کے متعلق بھی نقل ہیں۔

مدح اہل بیتؑ کے متعلق ان کے ستائشی اشعار مناقب شہرابن آشوب (۴) میں منقول ہیں:

۱۔ مناقب بن شہرآشوب، ج۱، ص۵۳۱ (ج۳، ص۳۹)

۲۔ یتیمۃ الدھر، ج۴، ص۴۸ (ج۴، ص۵۶) محاسن اصفہانی ص۵۲، ۵۶، نہایۃ الارب (ج۲، ص۳۸)

۳۔ معجم البلدان، ج۶، ص۱۸ (ج۴، ص۱۴)

۴۔ مناقب آل ابی طالب، ج۲، ص۷۳ (ج۳، ص۱۵۰، ۳۴۵، ۳۴۷، ج۲، ص۱۰۰)

ضــدان جــالا علــی خــدیک ....

''دو متضاد چیزیں تیرے رخسار پر بہم پیچان ہیں، پھر وہ ایک دوسرے سے اس حال میں مل گئیں کہ اختلاف وافتراق روزگار رونما ہوا، یہ ایک سفید پرچم نمودار ہوا اور دوسرا سیاہ مجھے حیرت ہے کہ دو متخالف شعار کی حامل اشیاء کیسے متحد ہوگئیں۔

یہی شاہان بنی عباس ہیں جنہوں نے سیاہ لباس اپنا شعار شرافت بنالیا اور یہ دانشمند و کہن سال فرزندان سبطین ہیں جنہوں نے اپنا پرچم سفید قرار دیا ہے کتنے ہی جواں سال رونق والے ہوتے ہیں جن میں دوام نہیں ہوتا اور کتنے ہی کہن سال ہوتے ہیں جن میں خردمندی ہوتی ہے بات دراصل یہ ہے کہ جوانی کے بعد پیری سپیدی صبح کی ہوتی ہے جو سیاہی کے چہرہ سے پردہ ہٹاتی ہے علاوہ ازاین پیری آنے سے جوانی کے زمانے کی کدورتیں وتاریکیاں صفا و روشنی میں بدل جاتی ہیں، اگر فرزندان زہرا کی حقانیت کے لئے صرف یہی ایک گواہی ہوتی تو کافی تھی کہ بنی عباس کا پرچم سیاہ ہے جس میں نخوت وتکبر ہے اور فرزندان زہرا کا پرچم سفید ہے جو حق وعدالت کا نشان ہے یہ گواہی پر اسرار ہے اس پر سے پردہ ہٹا کر انصاف کرنا چاہیے، فاطمہ کے دونوں فرزندوں اور ان کے شوہر سے رسول خدا اس طرح سرفراز ہوئے کہ اس کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا اگر ان کے افتخارات مجسم ہوجائیں تو ان کے فضائل کا گوشوارہ بن جائیں لیکن ہوا کچھ یوں کے اہلبیتؑ کے بارے میں عقلیں منقلب ہوگئیں اور اب نور خدا بجھا بجھا سا ہے۔

آگاہ ہوجاؤ کہ ابوالحسنؑ نے علم ودانش سے تاریکیوں کو دور کیا اور دلوں کی آگ ٹھنڈی کی، کیا ان کا زہد میں کوئی مثل ونظیر ہے؟ جب کہ دنیا ان کے قبضہ اختیار میں تھی اور کیا ان سے پہلے کسی بشر نے محمد مصطفےٰؐ کی اطاعت کی اور ان کے آثار پر ان سے زیادہ کوئی جما رہا؟

کیا ہم ان کے سوا کسی کو پہچانتے ہیں کہ جس کا لقب ذوالفقار کے ساتھ دیا گیا ہو، جو پہلوانوں کی طرف جھپٹا ہو؟ ایک سے ایک بہادروں کو مات دی ہو؟

جس وقت کہ قوم کا بچھڑا اپنے سینے میں سانس روکے ہوئے تھا اور سامری تعجب سے دم بخود

تھا جنگ کے دن جب کہ دلوں پر موت کا خوف طاری تھا وہ رسولؐ کے دل سے اندوہ رفع کر رہا تھا۔

ان مرحلوں میں جب کہ میدان میں دلیروں کے پتے پانی ہو جائیں وہ ہے کہ شیر ژیاں کی طرح بڑھ بڑھ کے حملہ آور ہے، کامرانی اس پر سایہ فگن ہے مزید یہ کہ دشمنوں کے دلوں کو دہلا بھی رہا ہے چاہے وہ دھڑکیں رواں ہوں، یا ٹھہریں، تمام مخلوقات پر ان کی اطاعت لازم ہونے کے ثبوت موجود ہیں برخلاف ہر حاسد اور منحرف افراد کے۔

پھر ان کی اولاد میں تمام ائمہؑ کی اطاعت کے بھی ثبوت واضح ہیں جو اختران تاباں کی طرح ہیں اور ہدایت کے تاجوں سے آراستہ ہیں، ان میں بعض خانہ نشین علم وکمال میں مشہور تھے، بعض کے ہاتھ قبضہ شمشیر پر تھے، وہ بھی پاک و پاکیزہ، معزز اور سبھی علامت حق تھے، وہ مشکل کشا تھے مشکل پیدا کرنے والے نہیں تھے۔(۱)

یتیمہ الدھر کے یہ دو شعر بھی دیکھئے:

میں علیؑ کے چمن کی طرف سے گذرا وہاں تمام پھول مسکرا رہے تھے لیکن ہر لالہ کے گلے سے خون ٹپک رہا تھا وہ منظر بڑا ہی خوشنما تھا میں نے ایسا منظر نہیں دیکھا کہ چمن خنداں ہو لیکن ان کی آنکھوں سے خون دل رواں ہو۔

ان کے علاوہ شاعر کے نرجس اور خطباء الطیر (فاختہ، قمری اور بلبل) پر بڑے نفیس اشعار ہیں (۲)

صاحب بن عباد نے انہیں ایک خط لکھا تھا جس میں شوق ملاقات کا اظہار کیا۔

ابوالعلاء عربوں کے برخلاف بڑا عجمی تعصب رکھتے تھے اس سلسلہ میں ابن عمید نے انہیں سرزنش کی، علامہ امینیؒ نے خط کا کچھ متن اور بعض تلمیحات مثلاً حرب بسوس، رگیف الحولاء اور سوط عزاب کی تشریح کی ہے۔

۱۔ یتیمۃ الدھر، ج ۴، ص ۴۸ (ج ۴، ص ۵۶، ۵۷)

۲۔ الظرائف واللطائف ص ۱۵۹ (ص ۱۱۸، باب ۱۰۸)

نمونہ کلام

ابن شہر آشوب مازندرانی نے مناقب جلد دوم (۱) میں مدح اہلبیتؑ سے متعلق ۲۷ شعر نقل کئے ہیں یہاں آخر کے آٹھ اشعار نقل کئے جاتے ہیں:

وهل عرفنا وهل قالوا سواه فتى — بذی الفقار الی اقرانه زلفا

یدعو النزال وعجل القوم محتبس — والسامریّ بکف الرعب قد ترفا

مفرج عن رسول الله کربته — یوم الطعان اذاقلب الجبان هفا

تخاله اسدا یحمی العرین اذا — یوم الهیاج با بطال الوغیٰ رجفا

یظله النصر والرعب اللذان هما — کانا له عادة اذاسار اووقفا

شواهد فرضت فی الخلق طاعته — بزعم کل حسود مال وانحرفا

ثم الائمة من اولاده زهر — متوجون بتیجان الهدی حنفا

من جالس بکمال العلم مشتهر — وقائم بغرار السیف قد زحفا

مطهرون کرام کلهم علم — کمتل ما قیل کشافون لاکشفا

۱۔ مناقب آل ابی طالب، ج۲، ص۷۳ (ج۳، ص۱۵۰، ۳۴۵، ۴۴۷، ج۲، ص۱۰۰)

ابو محمد عونی

امامی لـه یوم الغدیر اقامـه   نبی الھدی ما بین من انکر الامرا

''میرا امام وہ ہے جسے رسولؐ ہدایت نے بروز غدیر انکاری جرگے کے درمیان کھڑا کیا ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا، حمد خداوندی کے بعد واضح طور سے فرمایا آگاہ ہو جاؤ یہ مرتضیٰ جو فاطمہؑ کا شوہر ہے یہ علیؑ میری دامادی سے سرفراز ہے اور بڑا ہی معزز داماد ہے۔

یہ میرے علم کا وارث ہے اور تمہارے درمیان خدا کی طرف سے میرا خلیفہ ہے میں اس کے تمام دشمنوں سے اپنی برأت کا اعلان کرتا ہوں۔ کیا تم نے سنا؟ تم نے اطاعت کی؟ کیا تم نے میری بات اچھی طرح سمجھ لی؟ سب نے ایک ساتھ کہا ہم اس معاملہ میں علیؑ سے عناد نہیں رکھیں گے ہم نے سنا اور اطاعت کی اے مرتضیٰ آپ میری بات پر بھروسہ کریں لیکن انہوں نے غداری کی''۔(۱)

حدیث معراج جس کا تذکرہ غدیر جلد دوم میں کیا جا چکا ہے، اس کے متعلق سات شعر ہیں اور حدیث صحیح کی روایت رسول خداؐ سے کی گئی ہے جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں آسمان پر گیا تو دیکھا کہ بہت سے فرشتے گوشہ چشم سے ایک شخص کی شبیہ کو دیکھ رہے ہیں جو ان کے درمیان ہے عظمت کی وجہ سے اس کے اور میرے درمیان اچھی طرح دیکھنے سے پردہ حائل تھا میں نے کہا میرے دوست جبریل! یہ کون ہے جسے فرشتے دیکھ رہے ہیں۔

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۱، ص۵۳۲ (ج۳، ص۴۰)

جبرئیلؑ نے کہا تمہیں بشارت ہو میں نے کہا کس بات کی بشارت؟ کہا کہ علی مرتضیٰ کی بشارت جنہیں خدا نے بہترین افتخار سے سرفراز کیا ہے فرشتوں کو شوق ہوا کہ ان کی زیارت کریں تو خدا نے ان کی صورت تشکیل دے کر نصب فرما دیا، رسول خداؐ مشتاقانہ ادھر تشریف لے گئے اور پھول جیسے چہرہ کی شناخت کر لی۔(۱)

عونی کے یہ اشعار مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہیں:

''کیا رسولؐ نے کھڑے ہو کر بروز غدیر خطبہ نہیں فرمایا تھا جب کہ تمام لوگ آپ کے گرد تھے؟ اور آپ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ میرے بعد مولا ہیں اور اسے بھائی بنایا لیکن لوگوں نے اسے نہیں مانا اگر وہ ابوالحسنؑ کو اپنا رہبر تسلیم کر لیتے تو تمام کائنات کے لئے کافی تھا اور راہیں وحشتناک نہ ہوتیں لیکن ہوا یوں کہ ایک، کینہ وعناد کے ساتھ موقع کا منتظر تھا اور دوسرا اونٹ پر سوار بصرہ کی طرف رواں دواں تھی''۔(۲)

مناقب میں ایک قصیدہ یہ بھی ہے:

''پس رسول خداؐ نے فرمایا یہ آج سے میری امت کا مولا ہے پروردگا جو کچھ میں نے کہا سن لے! اسی وقت ایک منکر اور کینہ توز منافق کھڑا ہو گیا پھنکتے جگر کے ساتھ رسول خداؐ کو آواز دی، کیا یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے یا آپ نے خود ہی اپنی طرف سے کہہ دیا ہے؟ رسول اکرمؐ نے فرمایا: خدا کی پناہ، میں بدعتی ہرگز نہیں ہوں اس وقت دشمن خدا نے کہا خدایا جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں اگر یہ سچ ہیں تو میرے اوپر عذاب نازل کر دے اور اس کے کفر کی وجہ سے اسی وقت تیزی سے ایک آسمانی پتھر نازل ہوا اور خاک پر ڈھیر تھا اک کشتہ بے گور و کفن''۔(۳)

ایک بڑے قصیدہ میں امیر المومنینؑ اور تمام ائمہؑ کی نام بنام مدح کی ہے:

۱۔مناقب ابن شہر آشوب، ج۲،ص۳۲۰ (ج۲،ص۲۶۷)

۲۔مناقب ابن شہر آشوب (مناقب آل ابی طالب) ج۱،ص۵۳۷ (ج۳،ص۵۰)

۳۔مناقب آل ابی طالب (مناقب شہر ابن آشوب، ج۱،ص۵۳۸ (ج۲،ص۵۱)

''بلا شبہ رسول خدا چراغ ہدایت ہیں تمام انسانوں پر خدا کی حجت ہیں آپ حق اور واضح فرقان کے ساتھ، عظیم القدر خدا کی طرف سے آئے ہیں۔

پس جنہوں نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی، حالانکہ وہ بھی کمسن ہی تھے وہی ان کے وصی قرار پائے انہوں نے کبھی خدا کا شریک قرار نہیں دیا اور نہ کبھی اپنی پیشانی بتوں کے سجدہ سے آلودہ کی، وہی تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اسی راہ میں جہاد اور نصرت جیسی فضیلتوں سے سرفراز ہوئے۔

تمام قوم میں وہی سب سے پہلے نماز پڑھنے والے، حج، عمرہ اور طواف کرنے والے تھے، انہیں کی ذات کساء کے دن شریک تھی جسے اس بارے میں شک ہو وہ کافر ہے، کون ایثار نفس کا مظاہرہ کرتے ہوئے شب ہجرت بستر رسولؐ پر سویا اور یہ بات مشہور ہے؟ کس کا گھر ہے کہ فضاؤں سے تارہ ٹوٹ کر اس کی ڈیوڑھی پر گرا؟

کون صاحب پرچم ہے جب کہ گذشتہ دنوں میں لوگ ذلت ورسوائی کے ساتھ بھاگ آئے تھے؟ کون تبلیغ سورہ برأت سے مخصوص ہوا اس بات میں عقل مندوں کے لئے درس عبرت ہے؟ کس کے لئے مسجد کا دروازہ کھلا رہا اور اس میں رہنا حلال ہوا جب کہ تمام لوگوں کو مسجد میں رات بسر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی؟

کون حکم خدا سے غدیر خم میں فضیلتوں سے سرفراز ہوا لوگوں پر اسکی حاکمیت مسلم ہوئی؟ کون مرغ بریاں کے دن دعائے رسول سے افتخارانہ سرفراز ہوا؟ کون ہے اندھیاری رات میں پانی لانے کے لئے چلا اور قدرت خداوندی کا مشاہدہ کیا؟ کون رسولؐ کی جوتیاں ٹانکنے والا ہے کس کے لئے رسول اللہ نے مختلف احادیث ارشاد فرمائیں؟ اس بارے میں حنین کے دن کا واقعہ پوچھو تو تم سمجھ لو گے کہ کس نے سچی جنگ کی اور کون پیٹھ پھرا کر بھاگا، خدا کے سورج سے بات کرنے والا، اسے پلٹانے والا جب کہ اس کی شعائیں غروب سے دوچار ہو چکی تھیں، اصحاب کہف سے بات کرنے والا، رات کے وقت زمین طے کرتے ہوئے ذرا اس خبر کو دریافت کرو اور اژدہے کا قصہ جب کہ وہ آپ سے منبر پر ہمکلام تھا اور لوگ غول غول کر کے جوق در جوق بھاگ رہے تھے اور اس خوفناک شیر کا واقعہ جس نے آپ کی فضیلت کا

پوری معرفت کے ساتھ اقرار کیا کہ آپ خدا کی طرف اور حدیث مشہور کی بنا پر رسول تک پہونچنے کا دروازہ ہیں آپ امت پر خلیفہ مقرر کئے گئے ہیں خدا جو چاہتا فیصلہ کرتا ہے وہ علم خدا کی پناہ ہیں''۔(۱)

ایک اور قصیدہ یہ بھی ہے:

''اے بری امت! جو عبرتوں اور مثالوں کے باوجود بھی نہیں جا گی، جس نے آل رسولؐ کو ان کے خانوادے کو ہر عہد میں تنہا چھوڑا، اور جس نے علی مرتضیٰ کے ساتھ غداری کی جو پرچم ہدایت، مخلوق کے امام اور مصائب کو دفع کرنے والے تھے انہوں نے بدر، احد، خیبر، حنین جیسے مہیب موقعوں پر کارنمایاں انجام دیے، وہ صاحب غدیرخم تھے، بستر رسولؐ پر سوئے اور تبلیغ سورہ برأت سے مخصوص کئے گئے''۔(۲)

مدح امیرالمومنینؑ میں ایک اور قصیدہ یہ بھی ہے:

''اور خداوند عالم نے آپ کو ہیبت اور فرزانگی کے لباس سے آراستہ کیا اور اس طرح پرورش کی کہ آپ اصنام کی پرورش سے باز رہے، ہمیشہ آپ نے دین محمدؐ کے لئے غذا فراہم کی، بڑھاپے، بچپن، کمسنی اور جوانی میں۔

کیا آپ کے علاوہ بھی کسی کے سامنے مشکل مسئلہ آیا اور آپنے فیصلہ کر کے لوگوں کے شکوک رفع کئے؟ اور جب قوم نے بڑی عرق ریزی اور کوشش کے ساتھ رائے قائم کی تو آپ نے ان کی رائے کے خلاف رائے پیش کی۔

قرآن ان کی رائے کے مطابق نازل ہوا گویا خدا نے ان کی رائے کے مطابق احکام تشکیل دیے۔

ان کے سوا کون ہے کہ جب نیزے آپس میں گتھ گئے بہادروں نے بڑھ بڑھ کر حملے کئے اسلحوں کی جھنکار بلند تھی تو دلیروں کو فریاد وفغاں سے نجات دی، اگر تم اچھی طرح غور کرو تو دیکھ لوگے کہ غبار جنگ بلند ہے، کھوپڑیاں اڑ رہی ہیں اور چہرے سیاہ ہو رہے ہیں، اور جبریل ان کا بوجھ بٹا رہے تھے اور جنگ میں تدبیر کر رہے تھے اسی طرح میکائیل بھی جنگ میں تدبیر کر رہے تھے۔

۱۔مناقب آل ابی طالب (ج۲،ص۳۵،ج۳،ص۳۲۵)

۲۔مناقب آل ابی طالب (ج۳،ص۲۳۷)

ان کے سوا کون ہے جس کے متعلق احمد مصطفےؐ نے بروز غدیر اور دوسرے دنوں میں ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بھائی تمہارا مولا اور امام ہے اور میرا خلیفہ ہے جب تک تم موت سے ہمکنار نہ ہو جاؤ، اس کی منزلت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی اب تم حق کے معاملہ میں ان سے آگے بڑھنے کی جسارت نہ کرنا اور نہ ہی کوتاہی کرنا، جس طرح موسیٰ کی غیبت میں ہارون لوگوں کے سردار اور امام تھے، یہ بھی میرا خلیفہ ہے اور امام ہے اور یہ تمام سبکباروں اور حتمی فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

یہاں تک کہ جب آپ کو سیادت تفویض ہوئی تو عمر ابن خطاب نے کھڑے ہو کر کہا، آپ میرے مولا ہو گئے اور ہر شخص کے مولا ہو گئے جو نماز روزہ کرتا ہے، آپ رسول خداؐ کے مستحکم جڑ کی شاخ تھے اور یہ شاخ پوری طرح سے تر و تازہ رہی یہاں تک کہ وہ شاخ بلند ہوتی رہی جہاں تک آسمان کے پروردگار نے چاہا جلال آمیز سرداروں کے ساتھ۔ آپ کو کسی جوان سردار کا پابند نہیں بنایا نہ کسی اسامہ نامی کی ولایت میں دیا وہ ہر حال میں ماہر تھے حیات و موت کی حالت میں اور یہ معاملہ خدائے بلند و بالا کی طرف سے لازم قرار دیا گیا تھا، خدا آپ کو صلوات سے مشرف فرمائے اور ملائکہ اس کی بارگاہ میں کرامت کے ساتھ صلوات نچھاور کرتے رہیں''۔

ایک قصیدہ یہ بھی ہے:

''اے آل محمدؐ! اگر آپ حضرات نہ ہوتے تو نہ سورج طلوع ہوتا اور نہ زمین میں ہریالی مسکراتی۔

اے آل محمدؐ! ہمارا دل تمہارے سوگ میں ہمیشہ خون بہاتا رہتا ہے۔

اے آل محمدؐ! تم تمام کائنات میں بہترین اور ہماری آخری امید ہو۔

آپ کے والد ماجد تمام لوگوں سے بہتر تھے جو مصیبت میں لوگوں کی مشکلیں آسان کرتے ہیں جنہیں پکارا جاتا ہے، ہمپایہ قرآن، وصی مصطفےؐ اور سبطین کے والد، ہر والد اور باپ سے زیادہ شرف تر فاطمہ زہراؑ کے شوہر، پاک و پاکیزہ نسب والے، جن سے ہر بلند نسب والا اپنے کو وابستہ کرے جن کے لئے رسول خداؐ نے بروز غدیر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں عرب و عجم میں اس کا یہ مولا اور ڈرانے والا ہے کیا کہنا اس کا جس کے آپ مولا بنے، میری جان آپ پر قربان!

ان کا مثل ونظیر کون ہے؟ کائنات کے پروردگار اور اشرف الانبیاء کے واضح ارشاد کی بنا پر وہ تمام مخلوقات کے مولا ہو گئے، وہ بروز قیامت ہاتھ میں لواء حمد لئے ہوئے آئیں گے اور تمام لوگ ہر جہت سے آپ کی اقتدا میں گرم سفر ہوں گے، یہاں تک کہ جب کچھ لوگوں کے قدم پل صراط پر ڈگمگائیں گے تو وہی مضطرب ہو کر جہنم میں گر جائیں گے"۔

شاعر کے حالات:

ابو محمد.... طلحہ بن عبید اللہ بن ابی عون غسانی، عونی، ۔ وہ اکثر عونی کے نام سے پکارے جاتے ہیں، ان کے اشعار ادب وشعر کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں، ان کی عبقری شخصیت تعریف کی محتاج نہیں، نظم پر بے پناہ قدرت حاصل تھی الفاظ وعروض کے موتی رولتے تھے ان کے حالات زندگی، قطعات، اشعار ان کی شیعیت کے گواہ صادق ہیں، ولائے اہلبیتؑ سے پوری طرح سرشار تھے۔

عونی کے اشعار کو شہروں اور آبادیوں میں بطور تحفہ ارسال کیا جاتا تھا، تمام لوگ مدح اہلبیتؑ کے متعلق اشعار کو دل سے پسند کرتے تھے، بازاروں اور سڑکوں پر بلند آواز سے پڑھے جاتے تھے ایک شاعر "منیر نامے" طرابلس کے بازاروں میں سنا کر لوگوں کی ساعت کی نذر کرتے تھے، لیکن منحوس ابن عساکر(۱) جیسے کو یہ بات قطعی ناگوار تھی کہ اہلبیتؑ کی مدح بازاروں میں کی جائے اس کے سینہ پر سانپ لوٹ جاتا تھا جب وہ طنز کے ساتھ شاعر کا نام لیتے ہوئے کہتا کہ منیر شاعر طرابلس کے بازاروں میں عونی کے اشعار کو گا کر پڑھا کرتا تھا۔

اس کے بعد ابن خلکان (۲) کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو کچھ زیادہ ہی آتش زیر پا ہوئے، لکھتے ہیں کہ منیر شاعر بازاروں میں گیت گایا کرتے تھے باقی باتوں کو حذف کر دیا، یقیناً ان دونوں سے حساب لیا جائے، منیر اپنا حق ان لوگوں سے طلب کریں گے اور خدا تو ظالموں کی گھات میں ہے۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر (ج ۶، ص ۳۲، نمبر ۴۷۲) (مختصر تاریخ ابن عساکر، ج ۳، ص ۳۰۶)

۲۔ وفیات الاعیان (ج ۱، ص ۱۵۶، نمبر ۶۴)

وہ تمام قصائد و اشعار جو مدح آئمہ معصومینؑ میں نقل کئے گئے ہیں عونی کی خالص شخصیت کے گواہ ہیں بعض تذکرہ نگاروں نے کینہ توزی میں انہیں غالی شیعوں میں شمار کیا ہے کیونکہ ابن شہر آشوب نے معالم (۱) میں لکھا ہے کہ ان کے کلام اکثر مناقب میں ہیں۔

لیکن اگر ان کے اشعار کا انصاف سے تجزیہ کیا جائے تو سمجھ میں آئے گا کہ وہ افراط و تفریط کے درمیان میں ہیں، جادہ اعتدال سے ذرا نہیں ہٹے ہیں ایک شیعہ جو مقام شائستہ پر فائز ہونا چاہیے وہ اس سے بلند ہی ہیں ان کے تمام مناقب حدیث رسولؐ سے مستعار ہیں اس لئے غلو کی نسبت محض جاہلانہ یا معاندانہ ہے عونی کا تشیع ہر عہد میں مشہور تھا ان کی زندگی میں بھی اور بعد وفات بھی یہاں تک کہ جب بغداد میں ۴۴۳ھ شیعہ سنی فساد ہوا اور باہم سخت خون ریزی ہوئی تو ستم پیشہ سنیوں نے تمام بزرگان شیعہ کی قبریں کھود کر لاشیں نکالیں اور نذر آتش کر دیں جن لاشوں کو نذر آتش کیا گیا ان میں عونی، جذوعی، ناشی صغیر علی بن وصیف لائق ذکر ہیں۔ (۲)

عونی کو فنون شعری پر بڑی مہارت تھی، وہ اسالیب، فنون اور بحروں کو بڑی فنی چابکدستی کے ساتھ جس طرح چاہتے استعمال کرتے تھے، ابن رشیق (۳) عمدہ میں کہتے ہیں کہ نظم میں ایک نادر فن ہے جس کا نام ''قوادیسی'' ہے اس میں قافیہ شعری کو بڑی فنی چابکدستی کے ساتھ کبھی زیر، کبھی زبر، اور پیش دیا جاتا ہے میرے خیال میں اس فن کو سب سے پہلے عونی نے ہی برتا، ان کا طولانی قصیدہ ہے:

کم للدمی الابکار بال | جنین من منازل
بمهجتی للوجد من | تذکارها منازل
معاهد رعلیها | مثعنجر الهواطل
لما نای ساکنها | فادمعی هواطل

۱۔ معالم العلماء (ص ۱۴۷)

۲۔ تاریخ کامل، ج ۹، ص ۱۹۹ (ج ۶ ص ۱۵۸) شذرات الذهب، ج ۳، ص ۲۷۰ (ج ۵، ص ۱۹۱)

۳۔ العمدۃ ج ۱، ص ۱۵۴ (ج ۱، ص ۱۷۸، باب ۲۳)

عونی شعری مضامین کو خوبصورتی سے ادا کرنے میں بھرپور دسترس رکھتے تھے تمام معاصر شعراء نے ان کے اس کمال کا اعتراف کیا ہے اگر چہ باقاعدہ طور پر ان کا نام نہیں لیا ہے لیکن فن کے اصل امتیاز میں عونی کا نام آیا ہے۔

عبیدی کتاب ابانہ (متنبی کے سرقے) ص ۲۲ میں لکھتا ہے کہ عونی کا شعر ہے:

مضی الربیع وجاء الصیف یقدمه　　جیش من الحر یرمی الارض بالشرر

کان الجو مابی من جوی وهوی　　ومن شحوب فلا یخلو من الکدر

اس مضمون کو متنبی نے باندھا ہے:

کان الجو قاسی ما اقاسی　　فصار سواده فیه شحوباً

عونی کا مدح اہلبیتؑ میں قصیدہ ہے:

الاسید یبکی بشجوی فاننی　　لمستعذب ماء البکاء ومستجلی

احب ابن بنت المصطفیٰ وازوره　　زیارة مهجور یحن الی الوصل

وما قدمی فی سعیه نحو قبره　　بافضل منه رتبة مرکب العقل

متنبی کہتا ہے:

خیر اعضائنا الرؤوس ولکن　　فضلتها بقصدها الاقدام

عونی کے قصائد ومراثی مناقب ابن شہر آشوب، روضۃ الواعظین اور صراط مستقیم میں ہیں، میں نے ان کے ۳۵۰ سے زیادہ اشعار جمع کئے ہیں علامہ سماوی نے ان کے اشعار کو دیوان کی شکل میں جمع کیا ہے۔ انہیں میں عونی کا ایک سنہری قصیدہ بھی ہے جو مناقب میں اول وآخر ناقص ہے، پورا قصیدہ اکیاون بیتوں پر مشتمل ہے، موضوع غدیر سے متعلق ابتدائی چودہ بیتیں یہ ہیں:

وسائل عن العلی الشان　　هل نص فیه الله با لقرآن

بانه الوصی دون ثان　　احمد المطهر العدنانی؟!

فاذکر لنا نصابه جلیا

اجبت یکفی "خم" فی النصوص من آیة التبلیغ بالمخصوص
وجملة الاخبار والنصوص غیر الذی انتاشت ید النصوص
وکتمته ترتضی امیا

اس نے پوچھا: کیا بلند مرتبہ علیؑ کی شان میں کوئی نص قرآن مجید ہے؟ وہ وصی احمدؐ ہیں اور قبیلۂ عدنان کے پاکیزہ گوہر ہیں ان کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے مجھے کوئی واضح نص بتاؤ۔

میں نے کہا ہاں نص غدیر خم اور آیۂ تبلیغ انہیں سے مخصوص ہے ان کے علاوہ بے شمار احادیث ونصوص ہیں، اور بہت سی احادیث تو خائن ہاتھوں برباد ہوگئیں اور بنی امیہ کوخوش کرنے کے لئے چھپا دی گئیں۔

اے کند ذہن! کیا تو نے سنانہیں کہ رسول خداؐ نے ان سے بطور تہنیت فرمایا کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی تو تم میرے جانشین ہو جاؤ، ان سے پوچھو پھر کیوں مخالفت کر رہے ہو ،تم نے واقعہ مباہلہ نہیں سنا کیا تم نہیں جانتے کہ اس سے بڑی فضیلت ممکن نہیں کیا کوئی ان کے برابر ہوسکتا ہے، ان کا رتبہ خدا کے نزدیک بلند ہے رسولؐ نے تو انہیں خود قرابت عطا کی۔(۱)

کیا تم نے نہیں سنا کہ رسولؐ نے انہیں اپنا وصی بنایا حالانکہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو وہ فقیر تھے اپنا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری سونپی کسی دوسرے کو یہ فخر نہ ملا کسی نے ان کا قرض ادا نہیں کیا۔

اس نے پوچھا: کیا کوئی آیت ہے کہ جو بغیر کسی تعلیل کے واضح طور سے علیؑ کی طہارت پر دلالت کرے، تنہا وہی صاحب فضل ہوں دوسرے اس سے محروم ہوں، مطرود ہوں۔

میں نے کہا کہ خداوند عالم نے انسان کے آباء پر لباس شرف درست کرتے ہوئے آل ابراہیمؑ کے لئے فرمایا کہ میں نے انہیں فضیلتوں سے بہرہ مند کیا، انہیں لسان صدق عطا کی انہیں میں علیؑ ہیں حضرت ابراہیمؑ ربانی تھے پھر رسول بنے پسندیدہ رسول پھر پاک وپاکیزہ خلیل بنائے گئے، پھر امام، پھر ہادی اور مہدی بنائے گئے، وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ترین تھے اس کے باوجود انہوں نے امامت کے متعلق کہا

۱۔مناقب آل ابی طالب (ج۳،ص۲۲۲)

میری ذریت میں بھی امارت قرار دے تو خدا نے فرمایا کہ میرا یہ منصب رحمت ظالموں کو نہ ملے گا، اپنی مملکت میں ذات وحدانیت سے انکار کیا، پاک ہے وہ ذات وہ ہمیشہ اکیلا ہے۔(۱)

مصطفیٰ ہی اس امت کے حکم دینے والے اور روکنے والے (آمر و ناہی) ہیں ان کا شبیہ و نظیر نہیں، ان کا درخشاں قول و فعل بالکل خدا کے مطابق تھا، کبھی انہوں نے افتراء پردازی نہیں کی۔

اگر وہ اپنی خواہش نفس سے بات نہیں کرتے تھے بلکہ جو کہتے تھے فرمان حق ہوتا تھا تو کیوں آپ نے دوسروں کو دھتکارا اور علیؑ کو قریب بلایا اس طرح تو گمراہ اور بے راہ ہو جائیں گے، معاذ اللہ وہ کبھی راہ راست سے بھٹکے نہیں۔(۲)

اصل بات یہ ہے کہ (مہاجر و انصار) نے اپنی رائے سے خلیفہ مقرر کر لیا اور ایسے موقع پر علیؑ انسانی فریضہ ادا کرتے ہوئے رسول کا غسل و کفن بجا لا رہے تھے، حالانکہ وہ غم سے نڈھال تھے۔

ایک دور گذرا اور خلیفہ بھی گذر گیا اور دوسرے کا ہاتھ پھیل گیا وہ بھی گذر گیا اور وہ تیسرے کو خلیفہ بنا گیا شوریٰ بھی جو بنائی اس کا بھی ایک سبب تھا....صاف بات ہے کہ آئندہ حالات کو مقصد سے ہم آہنگ رکھنا تھا پھر تیسرا بھی گذر گیا اور لوگ گروہ در گروہ خانہ علیؑ کی طرف بڑھے انہوں نے مجبوراً قبول کر لیا حالانکہ نظریاتی اتفاق محال تھا کیوں کہ ہر شخص کے پاس اپنی آرزو تھی۔

ایک قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:

میں اس کی ولایت کا دم بھرتا ہوں جس کے متعلق رسول خداؐ نے جم غفیر میں ارشاد فرمایا:

عنقریب قیامت کے دن ہم پانچ سوار ہوں گے چھٹا نہ ہوگا میں براق پر سوار ہوں گا میرے بعد میری پارہ جگر فاطمہؑ گرم خرام ہوگی، اس کے پیچھے ناقہ عضبا پر محمل ہوگی جس پر میرے باپ ابراہیمؑ باعزت طریقے سے سوار ہوں گے۔

پھر میرے بھائی صالحؑ ناقۃ اللہ پر سوار ہوں گے میں اس شاہباز کی ثنا نہیں کر سکتا (۳)، ان کے

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۱، ص ۳۰۷)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳، ص ۴۲۲)   ۳۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۲۶۷)

ہاتھ میں لواء حمد ہوگا جو میرے سر پر بلند ہوگا سر پر تاج نورانی آفتاب کی طرح تاباں ہوگا، اس کے نور سے تمام محشر دمک رہا ہوگا کیا کہنا اس منظر کا!

اس تاج میں ستر کنگرے ہوں گے ہر ایک دمکتا چاند ہوگا (۱)، میں نعمت بے پایاں پر خدا کی حمد کرتا ہوں۔

ان کا پچیس شعروں پر مرثیہ حسین بھی ہے اس کے بعد صادق آل محمدؑ کی مدح میں چھ شعر ہیں اور پھر مدح علی میں پانچ شعر ہیں۔

خدا نے انہیں تمام مخلوقات میں منتخب فرمایا اور ان کا ذکر خیر کیا، ان کے بارے میں محکم سورے نازل کئے قرآن میں انہیں نور سے ڈھانپ کر آواز دی کھڑے ہو جاؤ! تم ہی بشیر و نذیر ہو اس طرح ہدایت واضح اور گمراہی ملیا میٹ ہوگئی گمراہی نے منھ پھیر لیا دھوکہ ختم ہو گیا پس علیؑ کو وصی بنایا اور وہ کتنے اچھے وصی ہیں، کتنے اچھے ولی اور ناصر ہیں۔ (۲)

مدح ائمہؑ میں ان کے دو شعر ہیں:

''رسول خداؐ نے اپنے بعد جانشین کی حیثیت سے چھ اور چھ (بارہ) کی نشاندہی کی ہر ایک امام اور صاحب برہان ہیں، خدائے بزرگ کی صلوات اور ابدی رضا ان کے شامل حال رہے''۔

ایک اور قصیدہ یہ بھی ہے:

''تو نے کہا کہ براثا مریم کا گھر ہے، یہ راویوں کی حدیث ضعیف ہے، لیکن براثا عیسیٰ بن مریم کا گھر ہے جو درخشاں انبیاء کا سہارا ہے، اسی میں اوصیاء طاہرین کا مسکن گذرتے زمانوں کے ساتھ رہا، حق واضح ہے کہ ستر انبیاء کے ستر وصی اس جگہ سجدہ ریز رہے ہیں، ان کے آخری فرد ہمارے امام علیؑ ہیں یہ حدیث روز روشن کی طرح عیاں ہے''۔

ایک عظیم الشان قصیدہ مدح علیؑ میں ہے علامہ امینیؒ نے اس کے گیارہ شعر نقل کئے ہیں:

الست تری جبریل وھو مقرب   له فی العلی من راحة القصد موقف؟!

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳، ص ۲۶۵)   ۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۲ ص ۳۵)

یقول لهم اهل العبا: انا منکم؟!   فمن مثل اهل البیت ان کنت تنصف؟!

''کیا تم نہیں دیکھتے جبریل خدا کے مقرب فرشتہ اور والا مقام ہیں ہے وہ ارادہ الٰہی کے پابند ہیں، وہ اہل کساء سے کہتے ہیں کہ میں آپ سے ہوں، پھر بھلا اہلبیتؑ سے کون ہوسکتا ہے اگر تم انصاف کو راہ دو۔

ہاں! آل طٰہ کائنات میں سب سے بہتر اور اہل ارض کے تمام شرفاء سے برتر ہیں۔
وہ کلمات طیبات ہیں جن کے وسیلے سے گنہگاروں کی توبہ قبول ہوتی ہے۔
وہ نازل ہونے والی برکات ہیں جو تمام کائنات کے مومنین کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔
وہ باقیات الصالحات ہیں کہ جن کے ذکر سے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔
پاکیزہ صلوات والے ہیں جسے ہر نمازی دہراتا ہے۔
وہ حرم مامون ہیں جس میں دوست امن سے اور دشمن عذاب سے بے امان ہے۔
ان کا چہرہ وجہ اللہ ہے، وہ جنب اللہ ہیں وہ کشتی نوح ہیں جس سے تخلف کرنے والا ناکام ہے۔
وہ باب اللہ ہیں، حبل اللہ ہیں، عروۃ الوثقیٰ ہیں، وہ اسماء حسنہ جنؑ کے وسیلہ سے دعا کی جاتی ہے (۱) سمعانی نے انساب میں لکھا ہے کہ عونی شیعہ شاعر تھے وہ صحابہ کی مذمت کرتے تھے ایک قصیدہ ہے ''لیس الوقوف علی الاطلال من شانی'' ۔(۲)

میں نے سنا کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ وہ صحابہ پر سب وشتم کرتے ہیں تو انہیں قتل کا حکم دے دیا، انہیں مدینہ میں اتنے ڈنڈے مارے گئے کہ مر گئے''۔

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ سمعانی پر عونی کا نام اور ان کے عہد اور مدفن پوشیدہ رہ گیا انہوں نے جس قصیدہ نونیہ کا تذکرہ کیا ہے اس کو ابو محمد عبداللہ بن عمار برقی نے کہا ہے جو شاعر اہلبیتؑ تھے متوکل کے سامنے جب انکا قصیدہ نونیہ پڑھا گیا تو اس نے زبان قطع کرنے اور دیوان کو جلا ڈالنے کا حکم دے دیا،

۱۔ مناقب آل ابی طالب، ج ۱، ص ۳۴۴، ج ۲، ص ۳۰۰، ج ۳، ص ۳۴۲، ۴۵۳
۲۔ الانساب (ج ۴، ص ۲۶۰)

متوکل کے حکم پر عمل کیا گیا جس سے وہ ۲۴۵ھ میں مر گئے۔

ان کا قصیدہ نونیہ یہ ہے:

فهو الذی ممتحن الله القلوب	عما يجمع من كفر وايمان
وهو الذی قد قضى الله العلي له	ان لا يكون له فی فضله ثان
وان قوما رجو الطال حقكم	امسو امن الله فی سخط وعصيان
لن يدفعوا حقكم الابدفعهم	ما انزل الله من ای وقرآن
فقلدوها لاهل البيت انهم	صنوالنبی وانتم غيرع صنوان

علی بن حماد عبدی

ایک سو چالیس اشعار پر مشتمل قصیدہ کے صرف ترپن (۵۳) اشعار علامہ امینیؒ نے نقل کئے ہیں، یہاں موضوع ولایت سے متعلق صرف انتالیس شعروں کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے:

الا قل لسلطان الھوی: کیف اعمل　　لقد الجار من اھوی وانت المومل

''سلطان عشق سے کوئی کہہ دے کہ اب کیا کروں؟ معشوق جور و ستم کر رہا ہے اور وہی پناہگاہ ہے، گریز کا شعر ہے کہ میں نے معشوق سے وصل کی خواہش ظاہر کی تو مجھے دھتکار کر قسم کھائی کہ ہرگز وباول نہ کروں گا، اور یوں بھاگا جیسے حیدر کے حملہ سے حریف بھاگتا ہے چوپایوں کی ٹاپوں سے ساری فضا تیرہ و تاریک ہوگئی تھی ایسا بھیانک دن کے مشرکین کے مقابلے کے وقت تلوار سے موت کی بارش ہوتی ہے۔

حیدر کی وہ تلوار کنڈلی مارے اس سانپ کی طرح تھی اس کی حرکت یوں تھی جیسے پتھر پر چیونٹی پھسلتی ہے جب وہ نیام سے باہر آتی اور مقابل طلب کرتی تو پہاڑوں کے پتے پانی ہوجاتے۔ اس تلوار سے حیدر نے مرحب کو خاک چٹائی، عمرو بن عبدود کا خون پیا، اسی کی وجہ سے اسلام استوار ہوا اس کی کجی درست ہوئی اور دین حنیف مکمل ہوا''۔

آگے فرماتے ہیں:

''وہ کھوپڑیاں اڑانے والے ایسے قہرمان تھے کہ نوفل جیسے بہادر کو خاک وخون میں غلطاں کردیا اور جبریل نے بلند آواز سے آسمان میں تکبیر وتہلیل کی صدا بلند کی۔

بروز غدیر وہ مصطفیٰؐ کے بھائی اور ان کے صنو (شریک ہدایت) قرار پائے، انہوں نے ہی جسد رسولؐ کو غسل وکفن کے بعد سپرد لحد کیا۔

انہیں کے لئے غروب کے بعد سورج پلٹا جب کہ آپ کی نماز قضا ہوگئی تھی، اور یہ فوت شدہ نماز فضیلت کے وقت سے افضل تھی اور نماز کے بعد وہ مغرب کی طرف یوں رواں ہوا جیسے شیاطین کی طرف شہاب ثاقب۔ کیا رسول خداؐ نے ان کے لئے کھڑے ہوکر پالان شتر کے منبر پر تقریر نہیں فرمائی جب کہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، تمام صحابہ کے مقابلہ میں صرف علیؑ ہی میرے بھائی ہیں اگر تم پوچھو تو بتاؤں کہ مجھے پیغام جبریل نے پہونچایا ہے علیؑ حکم خدا سے میرے بعد خلیفہ ہیں وہ جو کچھ کریں بہر حال وہ تم پر میرے وصی ہیں۔

خبردار ان کی نافرمانی گویا میری محبت کی نافرمانی ہے، اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اور حق واضح ہے، خبردار اس کا نفس میرا نفس ہے اور میرا نفس اس کا نفس ہے یہ خبر نص کی بنیاد پر نازل شدہ وحی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ میں تمہارے لئے شہر علم ہوں اور جو بھی اس میں داخل ہونا چاہتا ہے علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے مولیٰ اور ولی ہیں اور حق کے معاملہ میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے ہیں۔

اس وقت سب نے ایک ساتھ کہا ہم نے بخوشی انہیں اپنا حاکم تسلیم کیا ہمارے تمام امور و معاملات انہیں کے حوالہ ہیں۔

ان کی فضیلت کے لئے ایک دوسری علامت بھی بتاتا ہوں جو تمہارے لئے کافی ہوگی جس دن تمام قوم یثرب کی جانب رواں تھی سبھی تشنگی سے پریشان تھے وہیں ایک دیر نظر آیا جہاں ایک دانشمند راہب تھا دور ہی سے اس کو بلند آواز سے پکارا، راہب خوف سے لرزنے لگا عالم وحشت میں اس نے دیر سے اپنا سر نکالا اس نے پوچھا اے پارسا! یہاں کہیں قریب میں پانی ہے؟ یہ سنگلاخ اور خشک زمین ہے لیکن انجیل میں مرقوم ہے کہ یہیں کہیں چشمہ ہے دو فرسخ کے فاصلے پر اور اس کو وہی دیکھ سکتا ہے جو رسول ہو، یا فضیلتوں والا وصی رسول ہو۔

خدا کا نام لے کر پانی کی تلاش میں چلے دیر کا راہب آنکھوں سے تماشہ دیکھ رہا تھا، ایک جگہ ٹھہر کر

اترے اور آپ کے ساتھ تمام سوار بھی اتر گئے تشنگی سے سب کے کلیجے پھنک رہے تھے ان سے فرمایا یہ جگہ ہے جو بھی پانی کا طلبگار ہے اسے یہاں پر کھودنا چاہیئے تھوڑی دیر میں ایک پتھر نمودار ہوا جو اپنی جگہ سے ذرا جنبش نہیں کرتا تھا وہ پتھر صاف وسفید چاندی کی طرح سے تھا جیسے چاندی کے ریزے چھڑک دئے گئے ہوں یا شاداب چھلنی، فرمایا اسے نکالو سب نے بھرپور کوشش کی لیکن وہ پتھر نہ ٹلا۔

سب نے بیک زبان کہا یا علیؑ ! یہ صاف پتھر اور پھسلن والا پتھر ہے، ہم سب عاجز ہو کر تھک گئے ہیں سواری سے اتر کر آپ نے ہاتھ بڑھایا اور پتھر کو ہٹا دیا اس کے نیچے سے ایک شیریں اور صاف پانی بہہ رہا تھا سب نے سیر ہو کر پانی پیا آپ نے پھر وہ پتھر وہیں رکھ دیا نہ تھکے نہ حیران ہوئے راہب نے یہ حال دیکھا تو تیزی سے حضرت کے پاس آکر ہاتھوں کا بوسہ لینے لگا اور سب کے سامنے اسلام لے آیا کہنے لگا میرا خیال تھا کہ آپ کا ہی نام ایلیا ہے، میرا خیال صحیح نکلا، میں جاہل ونادان نہیں تھا''۔

دوسرا قصیدہ:

لعمرک یافتی یوم الغدیر   لانت المرء اولی بالامور

'' آپ کی جان کی قسم ! اے جواں مرد غدیر کہ آپ ہی تمام معاملات کے ''اولوالامر'' ہیں آپ اشرف کائنات کے بھائی، اور مباہلہ کے دن رسول بشیر کے نفس قرار پائے، آپ شریک ہدایت، پاک نفس داماد، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے والد ماجد ہیں آپ ہی ہیں کہ جس نے دنیا کو اپنی قیمت نہیں قرار دیا، آپ کا کوئی مثل ونظیر نہیں، آپ ہی ہیں جس کے لئے اونٹ کی گردن کی طرح کہسار سے چشمہ آب جاری ہوا جب بشارت دینے والے نے اس کی بشارت دی تو حضرت علیؑ نے فرمایا مژدہ ہو اے بشارت دینے والے میں نے عزت وقدرت والے خدا کے لئے اس کو وقف کر دیا وہ سب کے لئے مباح ہے۔

آپ اکثر فرماتے: اے دنیا میرے علاوہ کسی دوسرے کو دھوکہ دینا، میں دھوکا کھانے والا نہیں، آپ نے اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ مصیبتوں میں صبر کیا اور دونوں نے صبر کا بہترین انجام پایا۔

ام ایمن کہتی ہیں کہ میں ایک دن فاطمہ زہراؑ کو سخت دھوپ میں دیکھنے گئی میں ان کے قریب پہونچی

تو چکی چلنے کی آواز سنی لیکن کوئی چلانے والا نہ تھا، میں نے کنڈی کھٹکھٹائی کوئی جواب نہ ملا میں محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں پہونچی اور سارا ماجرا کہہ سنایا، آپ نے شکر خدا کے ساتھ فرمایا خدا نے میری حیادار فاطمہؑ کو یہ نعمت کرامت فرمائی ہے۔ خدا نے اس کی تھکن دیکھی تو نیند غالب کر دی وہ بڑا ہی احسان کرنے والا ہے، ایک فرشتہ کو چکی پر مامور کر دیا کہ گیہوں پس جائے میں خوش و مسرور واپس ہوگئی۔

وہی علی ہیں جن کا عقد فاطمہ زہراؑ سے آسمان پر ہوا ان کا مہر زمین کا پانچواں حصہ مقرر ہوا خداوند عالم کے خیر و کرم سے جو کچھ بھی زمین پر روئیدگی ہو۔

اس طرح یہ مردوں میں سب سے بہتر اور وہ تمام عورتوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان کا مہر بہترین مہر قرار پایا اور ان کے دونوں فرزند تمام کائنات میں ہی بہترین ہیں یہ ہے لطف پروردگار ان کی مودت رسول خداؐ کی تبلیغ و رسالت کا اجر قرار پائی''۔

اس قصیدہ میں فضائل علیؑ کے بعض گوشوں کی طرف اشارہ ہے جیسے حدیث مواخاۃ اور واقعہ مباہلہ جس میں علیؑ قرآن و حدیث کی نص سے نفس رسولؐ قرار پائے میں نے تیسری جلد میں ان دونوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اس میں چشمہ کے جاری ہونے کا واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے، جسے حافظ بن سمعان نے کتاب موافقت میں اور ان سے محب الدین طبری نے ریاض النضرۃ (۱) میں نقل کیا ہے کہ عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں چشمہ کی زمین آپ کے اختیار میں دیدی حضرت علیؑ نے اسی کے قریب کچھ دوسری جائداد بھی خریدی تھی آپ نے وہاں چشمہ کھودنے کا حکم دیا اچانک وہاں سے ایک چشمہ تیز دھارے والا جاری ہوا جیسے اونٹ کی گردن سے نحر کرتے وقت خون جاری ہوتا ہے، حضرت علیؑ کو جب بشارت دی گئی تو آپ نے فرمایا وارث کو مژدہ سناؤ آپ نے راہ خدا میں اسے خیرات کر دیا۔ (۲) ابن ابی الحدید (۳) لکھتے ہیں۔

۱۔ ریاض النضرۃ، ج۲، ص۲۲۸ (ج۳، ص۱۸۳)   ۲۔ محمد رضا مصری کی الامام علیؑ، ص۱۷

۳۔ شرح نہج البلاغہ، ج۲، ص۲۶۰ (ج۷، ص۲۹۰، خطبہ ۱۱۹) معجم البلدان، ج۸، ۲۵ (ج۵، ص۳۵۰) وفاء الوفاء، ج۲، ص۳۹۳ (ج۴، ص۱۳۳۴)

کہ روایت میں آیا ہے کہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں خوشخبری لئے ہوئے ایک شخص آیا کہ آپ کی جائداد میں جوش مارتا ہوا چشمہ جاری ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ وارث کو مژدہ سناؤ کئی بار یہ فقرہ دہرایا پھر اس جائداد کو فقراء اور مساکین کے لئے وقف کر دیا اور اسی وقت ایک وقف نامہ بھی تحریر کر دیا۔

ارشاد علیؑ" یا دنیا غری غیری" کو اکثر حفاظ نے لکھا ہے، اسی طرح چکی کا واقعہ حدیث ابوذر میں ہے رسول نے فرمایا اے ابوذر! بہت سے فرشتے زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں وہ آل محمدؐ کے تعاون پر مامور ہیں (۱) اسی طرح عقد زہراؑ اور مودت اجر رسالت کے واقعہ کو مع اسناد ہم دوسری جلد میں نقل کر چکے ہیں۔

تیسرا قصیدہ:

خدا کو راضی کرو اور شیطان کو ناراض کرو تا کہ حشر کے دن تمہیں رضائے خداوندی حاصل ہو، اپنی ولایت کو ان لوگوں کے لئے خالص کرو جن کی ولایت قرآن میں فرض قرار دی گئی ہے، رسول اشرف کائنات محمد مصطفےٰ کی آل کا مرتبہ و مقام خدا کے نزدیک بہت بلند ہے وہ ایسا گروہ ہیں جن سے دین و دنیا کا قوام ہے کیونکہ وہ دین و دنیا کے ارکان ہیں جس گروہ کی محبت خوف کے ماحول میں مایۂ امن وامان ہے۔

جس گروہ کی اطاعت طاعت حق، جن کی نافرمانی خدائے رحمان کی نافرمانی ہے وہ صراط مستقیم ہیں ان کی محبت قیامت میں نامہ اعمال کا وزن بڑھائے گی خدا نے ان کی ذات کو ہدایت و گمراہی کا معیار قرار دیا ہے۔

وہ محافظ شریعت ہیں شریعت کو جھوٹ اور بہتان سے محفوظ رکھتے ہیں قرآن میں ان کی فرمانبرداری کو تمام خلائق پر واجب قرار دیا گیا ہے قرآن سے سن لو۔

۱۔ ریاض النضرۃ، ج۲، ص۲۲۳ (ج۳، ص۱۷۷) صواعق محرقہ، ص۱۰۵ (۱۷۶) اسعاف الراغبین، ص۱۵۸، اعجب ما رائیت، ج۱، ص۸، الامام علی، ص۱۸

حدیث متواتر ہے کہ رسول خداؐ نے ان کی ولایت وحفاظت کی ہمیں وصیت فرمائی ہے وہ رسولؐ جس کی صداقت کی گواہی ریگ صحراء نے دی جس پر خدا نے قرآن نازل کیا تمام کے تمام علوم پر برہان و حجت قرار پائے جس رسولؐ نے بروز غدیر اپنے وصی کا تعارف کرایا تا کہ اساس ایمان مکمل ہوا ایسا کون ہے کہ جس کے لئے یوم غدیر کو مخصوص کیا گیا ہو جس کو کوئی انکار نہ کر سکے۔

وہی ہیں جنہوں نے مرغ بریاں کھایا، جس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، وہی ہیں جنہوں نے کوہ حراء میں میوہ بہشت تناول فرمایا خدا نے انار تحفہ میں بھیجا، وہی ہیں جن کی ثناخوانی میں خدا نے سورہ ہل اتی اتارا اور حور وغلمان کو جزا میں مرحمت فرمایا، جس کے مکارم پر سے رسولخداؐ نے پردہ ہٹایا ،جن مکارم کو خدا نے کسی کو عطا نہیں کیا۔

جس کی ولایت کا اقرار صرف حلال زادہ ہی کر سکتا ہے اور جس کی ماں نے اپنے شوہر سے خیانت نہ کی ہو۔

چوتھا قصیدہ:

اے عید غدیر! مسرت وشادمانی کے ساتھ ہر سال آتی رہ۔

تجھ میں چاشت کے وقت حضرت علیؑ ہر امیر کا سالار وامیر قرار پائے۔

صبح دم جبریل خدا کی طرف سے نازل ہوئے اور کہا اے احمدؐ! اس چشمے پر اتریئے۔

اور پیغام پہونچا دیجئے، اگر آپ نے یہ پیغام نہ پہونچایا تو کوئی پیغام ہی نہ پہونچایا۔

پس آپ نے سب کو قیام کا حکم دیا اور پالان شتر کے منبر پر تشریف لے گئے فرمایا خدائے لطیف وخبیر کا فرمان آیا ہے کہ میں علیؑ کو اپنے بعد خلیفہ بنا دوں یہ سن کر سب نے علیؑ کی بیعت کی جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں ملتی، آپ ہر پیش رو کے امام اور ہر بزرگ کے مولا قرار پائے ہر ہدایت کا باب اور نور کے اوپر نور قرار پائے۔

میرے بعد یہ ہر منکر اور کافر کے لئے حجت خدا ہیں آپ کے بعد بارہ مہینوں کی طرح ہدایت کے

چاند ہیں جن کے اسماء دہرائے ہوئے مذکور ہیں (سات اسماء کو دہرانے سے چودہ کی تعداد پوری ہوتی ہے) موسیٰ وعیسیٰ کے صحیفوں (زبور وانجیل) میں ہمیشہ ان آئمہ کے نام لوح محفوظ میں درخشاں رہیں گے ،فرشتگان الٰہی ان کی زیارت کرتے رہتے ہیں آپ نے خدا کو گواہ کر کے فرمایا کہ میں نے حکم خدا ہر حاضر تک پہونچادیا، اسوقت سالار غدیر کو بلایا علیؑ اس جم غفیر سے برآمد ہوئے آپ کے ہاتھ پر ان لوگوں نے بھی بیعت کی جو دلوں میں کینہ چھپائے ہوئے تھے اور خدا اچھی طرح جانتا ہے جو لوگ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں۔

مدح علیؑ میں پانچواں قصیدہ:

کائنات میں محمد مصطفیٰؐ کا ان کے بھائی علیؑ کے سوا کوئی بھی مثل ونظیر نہیں (۱) انہوں نے اپنی جان فدا کی جب کہ ان کے بستر کا قریش نے احاطہ کرلیا تھا۔

انہوں نے طائف میں رسولؐ سے سرگوشی کی ،تمام اصحاب جو وہاں موجود تھے، انہوں نے کہا کہ علیؑ سے سرگوشی بہت طویل ہوگئی رسولؐ نے فرمایا اور اس میں جھوٹ کا ذرا بھی شائبہ نہ تھا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ عزت والے واقف کار خدا نے ان سے سرگوشی کی ہے۔

اور غدیر خم میں رسولؐ نے فرمایا: بلاشبہ علیؑ میرے بعد خلیفہ وامیر ہیں، اور ان کے سوا سب کے دروازے بند کئے تھے جس سے دلوں میں بھونچال آگیا تھا، علیؑ کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئیں دلوں میں شرارتیں رینگنے لگیں۔

رسولؐ نے فرمایا: تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو خدا خود دیکھنے اور سننے والا ہے میں نے تمہارا راستہ مسجد میں بند کیا خدائے مقتدر نے ایسا ہی حکم دیا تھا۔

یہ فضیلت اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ منفرد حمایتی ہیں۔

۱۔ پیغمبر اسلامؐ کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے "ہر نبی کا اس امت میں ایک نظیر ہے اور علیؑ میرا نظیر ہے" ریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۱۶۴ (ج ۳، ص ۱۰۸)

چھٹا قصیدہ بھی عظیم مدحیہ نغمہ ہے:

''خداوند عالم نے احمد سے فرمایا (خلافت علیؑ کی) قریش میں تبلیغ کر دیجئے، میں دشمنوں سے آپ کی حفاظت کروں گا اگر آپ نے میرا یہ پیغام نہ پہونچایا تو آپ نے گویا نہ کوئی کار رسالت ہی انجام دیا اور نہ ہی آپ امین ہیں۔

پس آپ نے لوگوں کو غدیر خم میں ٹھہرایا، اور علیؑ آئے پھر آپ نے مسلمانوں کو آواز دی ان کے ہاتھوں کو اس طرح بلند کیا کہ تمام موجود لوگوں نے دیکھا۔

کس قدر وہ معزز ہاتھ تھا جس نے بلند کیا اور کیا معزز ہاتھ تھا جو بلند ہوا، آپ نے ان سے فرمایا اور سبھی گوش بر آواز تھے سبھی توجہ سے سن رہے تھے: آگاہ ہو جاؤ جس کا بھی میں مولا ہوں یہ اس کا مولا ہے تم سب گواہ رہنا، خدا اس کو دوست رکھے جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں پر غضبناک ہو۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ ہم مومنین کو علیؑ کے ذریعہ آزماتے تھے ہم جب کسی میں محبت علیؑ دیکھتے تھے تو سمجھ جاتے تھے کہ یہ مومن ہے اور اگر ان سے نفرت رکھتا تھا تو سمجھ جاتے تھے کہ یہ منافق ہے۔

بغض علیؑ رکھنے والوں کا ستیاناس ہو، کیوں ہماری جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں یہ بات انصار کی آزمودہ بات ہے کہ ہم دشمن علیؑ کے ذریعے منافقین کو پہچانتے تھے اور یقینی طور سے سمجھ جاتے تھے کہ اس سے نفاق میں کوئی شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا''۔

مدح علیؑ میں ساتواں قصیدہ:

''غدیر کا دن اسلامی نقطہ نظر سے تمام ایام میں شریف ترین ہے جس دن خدا نے ہمارے امام کو متعارف کرایا، میری مراد ہے وصی رسولؐ اور ہر پیشوا کا تعارف، رسولؐ نے پالان شتر کے منبر پر کھڑے ہو کر وصی کا بازو تھام کر قوم سے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ مولا ہے، یہ خدائے مقتدر اور علام کی طرف سے وصی ہے، یہ زندگی میں تم پر میرا وزیر ہے اور جب میں وفات پا جاؤں تو میرا قائم مقام ہے۔

پروردگارا! جو بھی اس کی ولایت کا دم بھرے اسے دوست رکھ اور جو اسے دشمن رکھے اس پر غضبناک ہو پھر تو بیعت کے لئے لوگوں کے ہاتھ لپکنے لگے، اسی دن دین کامل ہوا اور نعمتیں تمام ہوئیں''۔

مدح علیؑ میں آٹھواں قصیدہ:

تم نصوص امامت اور اجماع صحابہ چاہتے ہو؟

تم نے رسولؐ کا سچا قول نہیں سنا جو آپ نے کل بروز غدیر کس طرح للکارا تھا کہ آگاہ ہو جاؤ بے شک یہی تمہارا ولی ہے اس کی اطاعت کرو جو اس کی اطاعت نہ کرے اس پر پھٹکار۔

اور ان کے لئے فرمایا تم میرے اسی طرح بھائی ہو جس طرح ہارون شریک رسالت تھے وہ مطمئن ہو گئے۔

اور ان کے لئے فرمایا:

تم میرے شہر علم کے دروازہ ہو جو بھی چاہے بہرہ یاب ہو، اور تمہاری ہدایت کے لئے فرمایا کہ علیؑ تم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں سبھی گذرے لوگ علیؑ کی پیروی کرتے رہے۔

اور تبلیغ سورہ برأت کے دن خدا نے واضح نص کا ثبوت فراہم کر دیا، اب دھوکا نہیں دیا جا سکتا اور قرآن میں انہیں نفس رسول کہا گیا مباہلے کے دن بڑے خشوع کا موقع تھا وہ۔

اور مواخات کے دن پکار کے کہا کہ آج سے تم میرے بھائی ہو اس طرح بلند مرتبہ کیا، اور جس دن رسولؐ کو طائر پیش کیا گیا اور آپ نے خدا سے عاجزی کے ساتھ دعا کیا اے خدا! اپنے محبوب ترین بندہ کو بھیج دے تا کہ ہم اس کے ساتھ اسے کھائیں ابھی دعائے رسول تمام نہ ہوئی تھی کہ علیؑ آ گئے پھر آپ واپس کر دئے گئے یہ تین بار ہوا آخری بار آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو نبیؐ نے فرمایا کہ داخل ہو جاؤ تم نے بہت دیر تک انتظار کرایا آپ نے انہیں باخبر کیا کہ میں تین بار آیا لیکن روکنے والے نے مجھے روک دیا آپ نے روکنے والے کو غصہ سے دیکھا کہ کیوں میرے بھائی کو آنے سے روکا اس کی وجہ سے اس کے چہرہ پر سفید داغ نمودار ہو گئے وہ اپنے چہرہ پر نقاب ڈالے رہتا تھا۔

پھر تم نے کیا سوچ کر دوسروں کو علیؑ پر ترجیح دی جب کہ علیؑ کو خدا نے منتخب فرمالیا ہے، پھر کس طرح

لالچی اور کینہ توزی لوگوں کے اجماع کو ان نصوص کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے؟

مدح علیؑ میں نواں قصیدہ:

اے حیدر کے متعلق مجھ سے سوال کرنے والے تو نے مجھے پریشانی میں ڈال دیا میں اس سوال کا جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

خداوند عالم نے علیؑ کا نام بالکل واقع کے مطابق رکھا ہے، وہ بلندیوں کے آسمان پر سرفراز ہیں، انہیں خدا نے دوسروں کے مقابل راہ ہدایت کے لئے بطور نشانی منتخب کیا، خدا نے تمام کائنات والوں سے بروز غدیر ان کی ولایت کا عہد و پیمان لیا۔

جس دن رسول خداؐ نے صحابہ کے درمیان برادری قائم کی انہیں (علیؑ کو) اپنا بھائی اور شریک قرار دیا۔

آسمان کے فرشتے انہیں حیدر فاروق کے نام سے یاد کرتے ہیں، انہوں نے سب سے پہلے احمد مصطفیٰؐ کی رسالت کی تصدیق کی اسی لئے انہیں صدیق کہا جانے لگا، اگر ان اسماء گرامی کو کسی دوسرے سے وابستہ سمجھتے ہو تو کوئی معتبر ثبوت فراہم کرو۔

مدح علیؑ میں دسواں قصیدہ:

اٹھائیس شعروں پر مشتمل اِس قصیدہ میں شاعر نے نجف کی طرف تیز رفتار اونٹ پر سوار زائر سے خطاب کیا ہے کہ تم نجف جا رہے ہو جہاں علیؑ کا مزار ہے، جہاں نور ہدایت روشن ہے، جہاں کی خوشبو زائر کو قبل ہی سے اپنے احاطہ میں لے لیتی ہے، وہاں مومنین کی بہار، مغفرت و رضوان اور ایمان و فضیلت تقسیم ہوتی ہے، وہاں آسمان کے فرشتے احرام باندھ کر آتے ہیں اور عبادت کرتے رہتے ہیں، جب وہاں پہونچنا تو مولا کو میرا اسلام کہنا، اور کہنا کہ آپ قیامت میں میری شفاعت کریں۔ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے جو اس دوپہر کے سورج کو دیکھنے سے بھی اندھے بنے ہوئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے قرآن

میں ان کے متعلق سورے نہیں پڑھے، وہ ہدایت چھوڑ کر اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔

غدر وبه یوم الغدیر۔ انہوں نے بروز غدیر غداری کی اور عہد مسئول کو ضائع کر دیا۔

اے جہنم بانٹنے والے آپ سے ہر شیعہ محبت کرتا ہے آپ ہی صراط مستقیم، ساقی حوض کوثر، اور آپ ہی کے ہاتھ میں جنت وجہنم کی کنجی ہے، میں نے دل میں آپ کی محبت کاشت کی ہے اور انسان کل قیامت میں وہی کاٹے گا جو بویا ہے۔

گیارہواں قصیدہ انیس شعروں پر مشتمل ہے:

علیؑ کا خدا کے نزدیک مرتبہ بلند ہے اگر چہ فضائل بیان کرنے والوں کی ملامت کرنے والے بہت ہیں، وہ عروۃ الوثقیٰ ہیں جس سے وابستہ ہونے میں رسی ٹوٹنے کا ڈر نہیں، وہ عابد شب زندہ دار اور قائم اللیل تھے، انہوں نے موت کے گرداب میں دین نبی کے ارکان استوار کیے، اسی لئے رسولؐ نے انہیں اپنی اخوت کے نازش آفریں اعزاز سے سرفراز کیا، اور انہیں بروز غدیر مولا بنایا، وہ تمام لوگوں کے مولا اور امام ہو گئے، بدر میں بہادروں کی کھوپڑیاں اڑائیں، خیبر کے دن علم ملا اور فتح سے سرفراز ہوئے، رسولؐ نے فرمایا تھا کل اسے علم دوں گا جس کی حرمت مسلم ہے، پھر فرمایا لو یہ علم تم سے شکست کا ڈر نہیں، امیر المومنینؑ اسطرح چلے کہ آپ کے آگے آگے دعائے رسولؐ اور نصرت تھی، مضبوط قلعہ کے دروازے کو اکھاڑ پھینکا اور دشمنوں کو موت کا مزا چکھایا، خیبر کے بہادر، مرحب کا خون کیا اور یہودیوں کی ناک رگڑ دی۔

اور پوچھو کہ ''سلع'' میں عمرو کے ساتھ کیا کیا جب کہ جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے، بہادروں کے پتے پانی ہو رہے تھے سبھی کانپ رہے تھے گھگھی بندھی ہوئی تھی، اس کے مقابل وہی گیا جس نے اپنی تلوار سے گھروں میں صف ماتم بچھا دی۔

رسول نے فرمایا: یا علیؑ تم ہی میرے بعد تاویل قرآن کے لئے جنگ کرو گے اسی لئے بیعت توڑنے والوں سے جنگ جمل میں پیکار کی، صفین کے دن قاسطین سے جنگ کی، اور نہروان میں مارقین کا خون بہا کر ان کے بھیجے باہر کیے۔

بارہواں قصیدہ:

ولائے مرتضیٰ میرا توشہ دنیا بھی ہے اور کل قیامت میں بھی شاہ خوباں اور تمام دنیا کے سردار غدیر خم میں ہمیشہ کے لئے مولا و آقا بنائے گئے۔

اس دن لوگوں نے ہاتھ بڑھا بڑھا کر مرتضیٰ کی بیعت کی، وہ فضیلتوں میں بالکل مصطفےٰ ہیں نہ کم نہ زیادہ، آسمانی کتابوں میں وہ جنب اللہ اور عین اللہ ہیں، عورتوں نے ان جیسا فرزند پیدا نہیں کیا اور نہ آئندہ پیدا کر سکتی ہیں۔

جس نے جنگ میں غبار غم دھویا، بدر، احد، خیبر اور بنی نظیر کے یہود اور اسی طرح خندق کے دن سلع کے مقام پر جنگ میں جب فریاد واویلا ہوئی تھی تو لبوں پر جان آجاتی، بڑے بڑے بہادروں کے کلیجے اس شیر نر کے خوف سے پانی تھے، سانسیں رک جاتی تھیں آپ کی ہیبت سے سناٹا چھا جاتا گویا یہاں کوئی موجود ہی نہیں صرف انہیں کی آوازیں تھیں آپ ہی کی تلوار جو سروں اور اسلحوں پر پڑ رہی ہے۔

ہمارے شاعر عبدی کے دوسرے غدیری قصائد بھی ہیں کچھ آگے بیان ہوں گے اور باقی کو ہم نے نظر انداز کر دیا ہے۔

شاعر کا تعارف:

ابوالحسن۔علی بن حماد بن عبیداللہ بن حماد۔عدوی۔عبدی۔بصری؛ شاعر کے والد حماد خود بھی شعراء اہلبیتؑ میں ہیں چنانچہ شاعر خود کہتا ہے:

وان العبد عبدکم علیاً　　　کذا حماد عبدکم الادیب

اراکم والدی با شعر قبلی　　　واوصانی بہ ان لا اغیب

یا علیؑ! آپ کا یہ بندہ ناچیز بھی اپنے باپ حماد کی طرح ادیب بندہ ہے، تمہارا یہ مرثیہ میرے والد نے مجھ سے پہلے کہا اور مجھے وصیت کی کہ یہ سلسلہ بند نہ کروں۔

ابن حماد نامور ترین شیعوں میں تھے، بلند قامت علماء میں شمار ہوتا تھا صف اول کے شاعروں میں

تھے، حافظ حدیث بھی تھے صدوق وغیرہ کے معاصر تھے نجاشی نے ان کا زمانہ پایا تھا رجال نجاشی (۱) میں ہے کہ میں نے انہیں دیکھا ہے، لیکن ابو احمد جلودی اپنی کتاب میں بواسطہ شیخ غضائری (م ۴۱۱) روایت کرتے ہیں اسی طرح ابن حماد مشائخ غضائری میں ہیں جو اساتید محدثین سے صاحب اجازہ ہیں ابن حماد کی محدثانہ عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ غضائری جیسا بزرگ ان سے روایت کرتا ہے۔

فن شعر میں تو ان کا جواب ہی نہیں، شعر و ادب میں فصاحت و بلاغت کا تو طوطی بولتا تھا نظم میں موتی پروتے تھے، قصائد تھے کہ منظم درج گہر، تمام تذکرہ نگاروں نے احترام سے ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کے شعری مہارت پر کسی کو کوئی شک نہیں کہ میدان سخن کے شہسوار تھے فصاحت کے تمام گلی کوچوں میں بلاغت کے پرچم لہراتے رہے متوازن کلمات کو قامت نظم میں گہر کی طرح پروتے رہے آپ کا اسم گرامی تمام تذکرہ نگاروں کے یہاں موجود ہے۔ (۲)

مدح اہل بیتؑ میں قصائد و مراثی بہت زیادہ کہے، بہت زیادہ کہا اور بہت خوب کہا، وہ فضائل اہلبیتؑ کے بیان میں اپنی ہوئی تلوار تھے چنانچہ ابن شہر آشوب نے غازیان شعراء اہلبیتؑ میں آپ کو شمار کیا ہے آپ کے مدحیہ کلام کو علامہ سماوی نے جمع کیا ہے، لگ بھگ ''۲۲۰۰'' اشعار تک تعداد پہونچتی ہے، اکثر کلام میں ان کی فنی مہارت اور معانی آفرینی نیز قافیہ پردازی میں صف اول کے شاعروں کی طرح ہے، علم حدیث میں نکتہ سنجی سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عظیم دانشور بھی تھے وہ جو کچھ بھی کہتے صرف فضائل اہلبیتؑ پر مشتمل ہوتا، وہ قرآن وحدیث کے موتی چن کر لوگوں کو خاصان خدا کی طرف دعوت دیتے نظر آتے۔

اس لئے ان کی شاعری محض شاعری نہیں ہے بلکہ مناظرہ واستدلال کے سمندر موجزن ہیں، نجم الدین عمری اپنی کتاب مجدی (۳) میں فرزندان زید بن علی کے ذیل میں ابن حماد کے ایک مناظرانہ قول پر تبصرہ کرتے ہوئے حسین کلام، قوی حجت ہونے کا اعتراف کرتے ہیں ان کی دینی بصیرت کے بھی معترف تھے۔

۱۔ رجال نجاشی (ص ۲۴۴، نمبر ۶۴۰)

۲۔ رجال نجاشی، ص ۱۷۱ (ص ۲۴۴، نمبر ۶۴۰) المجدی فی انساب الطالبین (ص ۱۸۵) معالم العلماء (۱۴۷) علامہ حلی کی ایضاح الاشتباہ (ص ۹۲۱۸ مجالس المومنین ص ۴۶۴ (ج ۲ ص ۵۵۸) ریاض العلماء (ج ۴ ص ۷۰) ریاض الجنۃ ریاض، تنقیح المقال (ج ۲، ص ۲۸۶)

۱۔ المجدی (ص ۱۵۸)

ولادت و وفات:

ہمیں ابن حماد کی تاریخ ولادت اور وفات کا کہیں سراغ نہ مل سکا صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ نجاشی نے ان کا زمانہ پایا تھا لیکن ان سے روایت نہیں کی ہے ان کی ولادت صفر ۳۷۲ھ میں ہوئی نجاشی کے استاد جلودی جن سے ابن حماد نے روایت کی ہے ۱۷ ذی الحجہ ۳۳۲ھ میں وفات پائی اس طرح قرینہ بنتا ہے کہ ابن حماد چوتھی صدی کے اوئل میں پیدا ہوئے اور چوتھی صدی کے اواخر میں وفات پا گئے۔

میں نے ایک نادر خطی مجموعہ میں ابن حماد عدی کا قصیدہ دیکھا ہے جسے ابن شہر آشوب نے نصیبان بن مصعب عبدی کے نام سے منسوب کر دیا ہے انہیں کی پیروی صراط مستقیم کے مولف بیاضی نے بھی کی ہے جو صحیح نہیں ہے، قصیدہ کا اول شعر یہ ہے:

اسائلتی عما الاقی من الاسا   سلی اللیل عنی ھل اجن اذاجنا

علامہ امینیؒ نے پورا قصیدہ نقل کیا ہے جو ایک سو چھ شعروں پر مشتمل ہے۔

مدح امیر المومنینؑ میں ایک مختصر قصیدہ یہ ہے:

حدثنا الشیخ الثقہ   محمد عن صدقہ
روایة متفقہ   عن انس عن النبی
راتہ علی حری   مع علی ذی النھی
یقطف القطفافی الھوی   شیئا کمثل العنب
فاکلا منہ معا   حتی اذاما شبعا
رایتہ مرتفعا   فطال منہ عجبی
کان طعام الجنہ   انزلہ ذو العزة
ھدیة للصفوہ   من الھدایا النخب

اس قطعہ میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا اسے ابن جریر طبری نے بسند خود انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول خداؐ خچر پر سوار ہو کر کوہ کدی پر تشریف لے گئے پھر خچر میرے حوالہ کر

کے فرمایا فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں علیؑ کو تسبیح الٰہی میں مصروف پاؤ گے، میرا سلام کہنا اور اس خچر پر سوار کر کے یہاں لے آؤ۔ انس گئے پیغام پہونچایا جب خدمت رسالتؐ میں پہونچے تو آپ نے فرمایا بیٹھو یہاں ستر پیغمبر و مرسل بیٹھ چکے ہیں اور ان میں سب سے بہتر میں ہوں وہ انبیاء اپنے بھائیوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور تم ان بھائیوں میں سب سے بہتر بھائی ہو۔

انس کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک ابر سفید ان دونوں حضرات پر سایہ فگن ہوا اس میں سے ایک خوشہ انگور نمودار ہوا رسول خداؐ نے تناول فرمایا اور علیؑ سے کہا کھاؤ یہ ہدیہ الٰہی ہے انگور کھانے کے بعد پانی پیا اور وہ ابر آسمان پر بلند ہو گیا رسول خدا نے فرمایا خدا کی قسم اس انگور کو تین سو ستر انبیاء اور تین سو تیرہ اولیاء نے تناول کیا ان میں میری ذات اور علیؑ کی ذات گرامی تر ہے۔

ابن حماد عبدی نے عونی کی روش پر قصیدہ نونیہ بھی کہا ہے جس کا مطلع ہے:

مالا بن حماد سوی من حمدت اثاره وابهجت غرانه

علامہ امینیؒ نے یہاں تیس اشعار نقل کئے ہیں۔

ابن حماد کا ۵۷ شعروں پر مشتمل مرثیہ امام حسینؑ بھی ہے علامہ امینیؒ نے یہاں اس کے چوالیس شعر نقل کئے ہیں پہلا شعر ہے:

لله ما صنعت فینا یدالبین کم من حشاافرحت مناومن عین؟!

چورانوے اشعار کا ایک دوسرا مرثیہ بھی ہے جس میں غدیر کا تذکرہ ہے۔

حيّ قبرا بكربلامستنيرا ضنم كنز التقى وعلماخطيرا

واقعہ غدیر سے متعلق دو شعر یہ ہیں:

وابوهم اقامه الله فی "خم" امـامـاوهـاديـا واميـرا

حين قدبايعوه امراً عن الله فسائل دوحاته والغديرا

اور ان کے والد ماجد وہ ہیں کہ خدا نے انھیں غدیر خم میں امام، ہادی اور امیر المومنینؑ متعین فرمایا۔ لوگوں نے آپ سے اس معاملے میں حکم خدا سے بیعت بھی کی۔ اب ذرا گھنے درختوں سے اور چشمہ

(غدیر) سے تفصیل پوچھ لو۔

ابن حماد کے نام سے ایک نادر خطی مجموعہ مجھے نجف اشرف کے کاظمیہ میں دستیاب ہوا۔ اس میں بڑے قیمتی قصائد درج ہیں۔ یہاں اس کی فہرست درج کی جاتی ہے۔

۱۔ ۴۶/ اشعار پر مشتمل قصیدہ جس کا مطلع ہے۔

یایوم عاشورا اطلت بکائی　　وترکتنی وقفاً علی البرحاء

۲۔ قصیدہ ۳۷/ اشعار پر مشتمل:

هن باالعید ان اردت سوائی　　ای عید لمستباح العزاء

۳۔ قصیدہ ۷۵/ اشعار پر مشتمل:

شجاک نوی الاحبة کیف ساء ا　　بداء لاتصیب له دواء ا

۴۔ قصیدہ ۲۸/ اشعار پر مشتمل

أیفرح من له کبدیذوب　　وقلب من صبابته کئیب؟!

۵۔ قصیدہ ۶۸/ اشعار پر مشتمل:

ویک یاعین سحی دمعاسکوبا　　ویک یاقلب کن حزینا کئیبا

۶۔ قصیدہ ۴۷/ اشعار پر مشتمل

اتلعابا وقد لاح المشیب؟　　وشیب الراس منقصة وعیب

۷۔ قصیدہ ۶۷/ اشعار پر مشتمل

دعوت الدمع فانسکب انسکابا　　ونادیت السلو فما اجاباً

۸۔ قصیدہ ۲۶/ اشعار پر مشتمل

دعوت الدمع فانسکب انسکابا　　ام لعینی من الرقاد نصیب؟

۹۔ قصیدہ ۳۰/ اشعار پر مشتمل

یااهل بیت رسول الله انکم　　لاشرف الخلق جداغاب او أبا

۱۰۔ساٹھ اشعار پر مشتمل قصیدہ:

ھل لجسمی من السقام طبیب؟ ام لعینی من الرقادنصیب؟

۱۱۔۶۰/اشعار پر مشتمل قصیدہ:

الدھر فیہ طرائق وعجائب تتری وفیہ فوائد ومصائب

۱۲۔۳۴/اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ دعبل کے قصیدہ تائیہ کے طرز پر کہا گیا ہے:

ایامن لقلب دائم الحسرات؟ ومن لجفون تسکب العبرات؟

۱۳۔۹۵/اشعار پر مشتمل قصیدہ:

بقاع فی البقیع مقدسات واکناف بطیبة طیبات

۱۴۔۲۸/اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ:

دعنی انوح واسعدالنواحا مثلی بکی یوم الحسین وناحا

۱۵۔۴۳/اشعار پر مشتمل قصیدہ:

اری الصبر یفنی والھموم تزید وجسمی یبلی والسقام جدید

۱۶۔۸۶/اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ اسید اسماعیل حمیری کے طرز پر ہے:

ماضرّ عھد الصبی لوانہ عادا یومایزودنی من طیبة زادا

۱۷۔۳۷/اشعار پر مشتمل یہ قصیدہ:

ابک ماعشت بالدموع الغزار لذراری محمد المختار

۱۸۔۲۹/اشعار پر مشتمل:

أ آمرتی بالصبراسرفت فی امری أیومرمثلی لاابالک بالصبر؟

۱۹۔۶۰/اشعار پر مشتمل:

سلامی علی قبرتضمن حیدرا سلام مشوق مایطیق التصبرا

۲۰۔ ۲۸/اشعار پر مشتمل:

یالائمی دع ملامی فی الھوی وذر   فان حب علی قام فی عذری

۲۱۔ ۶۲ اشعار:

دعی قلبہ داعی الوعید فاسمعا   وداع لبادی شیبہ فتورّعا

۲۲۔ ۷۷ اشعار پر مشتمل:

فرقت یابین شملا کان مجتمعا   ابعدت عنی حبیبی والسرور معاً

۲۳۔ ۲۵ اشعار پر مشتمل:

خلیلی عج بنا نطل الوقوفا   علی من نورہ شمل الطفوفا

۲۴۔ ۵۲ اشعار پر مشتمل:

خواطر فکری فی الحشاء تجول   وخزنی علی آل النبی یطول

۲۵۔ ۵۸ اشعار پر مشتمل:

وجعلت جسمی للصدود خیالا؟   وخزنی علی آل النبی یطول

۲۶۔ ۲۷ اشعار پر مشتمل:

الاان زین المرء فی عمرہ القعل   ونھج ھدیٰ مافیہ زحلوقة زل

۲۷۔ ۲۱ اشعار پر مشتمل:

یاعلی بن ابیطالب یابن المفضل   یاحجاب اللّٰہ والباب القدیم الازلی

۲۸۔ ۵۱ اشعار پر مشتمل:

ناجتک اعلام الھدایة فاعلم   واقمت فیھا بالطریق الاقوم

۲۹۔ ۵۵ اشعار پر مشتمل:

النوم بعدکم علی حرام   من فارق الاحباب کیف ینام؟

دوسرے ادبی مجموعوں میں علی بن حماد عبدی سے منسوب قصائد پائے جاتے ہیں لیکن وہ متذکرہ بن حماد کے علاوہ ہیں جو کئی صدی بعد پیدا ہوئے ہیں۔

ابوالفرج رازی

تجلی الهدی "یوم الغدیر" علی الشبہ و بــرز ابــریــز البیــان عـن الشبــہ

''غدیر کے دن شبہات کی تاریکی میں جلوۂ حق درخشاں ہوگیا۔اور طلائے ناب غش سے پاک ہوگیا۔آسمان والے پروردگار نے لوگوں سے ان کا دین کامل کردیا۔چنانچہ قرآن نے اس سلسلے میں بھرپور وضاحت کردی ہے۔

رسول خدا لوگوں کے مجمع میں بلند مرتبہ علیؑ کا بازو تھامے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: آگاہ ہوجاؤ جس کے نفسوں کا میں مولا ہوں یہ مولا ہے۔کیا کہنا بڑا مرتبہ علیؑ نے پایا''۔(۱)

شاعر کا تعارف:

ابوالفرج محمد بن ہندو رازی:

خانوادہ ہندو شیعی فرقے کا عظیم اور بافضل خاندان ہے جس نے علم و ادب کی بڑی خدمت کی ہے۔ان میں اکثر زیور علم و دانش سے آراستہ اور رنگارنگ فضیلتوں سے پیراستہ تھے۔ادب و شعر کے میدان میں ان کی دقیع خدمات ہیں۔بعض تو بہت زیادہ مشہور ہوئے۔انھیں میں ابوالفرج محمد بن ہندو بھی ہیں۔جن کے اشعار اوپر درج کیے گئے۔ابن شہر آشوب نے معالم العلماء میں ان کو متقی و پرہیزگار شعراء اہل بیتؑ میں شمار کیا ہے۔(۲)

۱۔مناقب ابن شہر آشوب جلد ۱، ص ۵۳۱ (ج ۳، ص ۳۷) صراط مستقیم (ج ۱، ص ۳۱۱)

۲۔معالم العلماء (ص ۱۵۲)

اس خانوادے کی ایک فرد ابوالفرج حسین بن محمد بن ہندو ہیں۔ ثعالبی نے انھیں صاحب بن عباد کے وزیروں میں شمار کیا ہے۔ یہ بھی بڑے پاکیزہ اشعار کہتے تھے۔(۱)

ایک ابوالفرج علی بن حسین بن محمد بن ہندو ہیں۔ تمام تذکرہ نگاروں نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔(۲)

حکمت، فلسفہ، طب، کتابت اور شعر میں مہارت رکھتے تھے۔ مفتاح طب، مقالہ مشوقہ، کلمہ روحانیہ ان کی کتابیں ہیں۔ لطیفوں کی ایک کتاب اوساطہ بھی ہے۔ ان کا دیوان شعری بڑا وقیع و نفیس ہے۔

اس خانوادہ کی ایک فرد ابوالشرف بن ابی الفرج علی بن حسین بن محمد بن ہندو بھی ہیں۔ ان کا تذکرہ صاحب دمیۃ القصر نے کیا ہے۔(۳)

متذکرہ غدیریہ ابوالفرج رازی کے سلسلے میں ایک بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ بعض تذکروں میں یہ ابوالفرج سلامہ یحییٰ موصلی کے نام سے درج ہوگیا ہے (۴) جو صحیح نہیں، کیونکہ ابن شہر آشوب کی مناقب و معالم سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ غدیریہ انھیں کا ہے، کیونکہ وہ موصلی کو نام و لقب کے ساتھ یاد کرتے ہیں، اور متذکرہ محمد ابن ہندو کو فقط کنیت سے یاد کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۔ یتیمۃ الدھر (ج۳، ص۳۲۶) (ج۳، ص۴۵۹)

۱۔ (طبقات الاطباء ج۱، ص۳۲۳ (ص۴۲۹) دمیۃ القصر ص۱۱۳ (ج۱، ص۶۰۸) فوات الوفیات ج۲، ص۴۵ (ج۳، ص۱۳، نمبر ۳۳۷) معجم الادباء ج۱۳، ۱۳۶ اشکوری کی محبوب القلوب (ج۱، ص۱۳۹)

۳۔ (دمیۃ القصر ص۱۱۳ (ج۱، ص۶۱۸)

۴۔ یتیمۃ الدھر ج۱، ص۸۲ (ج۱، ص۱۲۹) اعیان الشیعہ (ج۷، ص۲۷۵)

جعفر بن حسین

''اس سے کہہ دو جو اپنے شعروں میں بدکاری کو برملا کرتا ہے۔ اور نادانی میں اپنا دین بیچ رہا ہے۔ گمراہ لالچ میں چند روزہ حیات کی امید لگائے ہوے ہے۔

تجھے کہاں سے حق پہونچ گیا کہ اسرار امامت کی بات کرے، تجھ پر خدا کی لعنت۔

تو نے سمجھ رکھا ہے کہ امامت میراث رسول ﷺ ہے، نہ تو تو نے درست کہا اور نہ ہی شریف گفتگو کی بلاشبہ امامت نفس رسول ﷺ کی بنا پر ہے جو ان کا قائم مقام ہے۔

چنانچہ رسولؐ کا ارشاد غدیر خم میں حیدر کے متعلق جب آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے یہ مولا ہیں۔ سب نے آپ کا یہ ارشاد سنا۔

صاحب نظر سے پوچھ لے تا کہ تجھے معلوم ہو اور اپنی انگلیاں دانت میں دبا لے۔ علیؑ وہی ہیں جنہوں نے اپنی برہنہ تلوار سے میدان جنگ میں چہروں سے غم و اندوہ کو دھلا کرتے تھے۔ تمہارے باپ (عباس) اسیر ہو کر رات بھر گریہ کرتے رہے اور رسول خدا ﷺ کی نیند اڑ گئی۔

ہمارے دین میں امام وہی ہے جس کا رسول نے اعلانیہ نام لیا ہو اور ارکان امامت استوار کرے۔ میدان کارزار میں جنگ کے شعلے بھڑک رہے ہوں تو وہی چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈال کر بجھائیں وہی خیبر کشا ہیں جب کہ دوسرے بھاگ کر اپنی جان بچا چکے تھے۔

قسم خدا کی! اگر تمام لوگوں کا موازنہ کیا جائے تو سب مل کر بھی اس کے ناخن پا کا مقابلہ نہیں کر سکتے''۔

قاضی ابوالمکارم حلبی (متوفی ۵۶۵ھ) میمیہ ابوفراس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مروان

بن ابی حفصہ کا بیان ہے کہ میں نے متوکل کے سامنے رافضیوں کی مذمت میں اشعار پڑھے تو متوکل نے مجھے بحرین و یمامہ کا حکمراں بنا دیا۔ اشعار یہ ہیں:

لکم تراث محمد　　　وبعدلکم تنفی الظلامة

''اے بنی عباس! میراث محمدؐ تمہارے لئے ہے اور تمہارے انصاف سے ظلمتیں کافور ہوئیں۔

بنت رسولؐ کے بیٹے میراث کی لالچ کر رہے ہیں جب کہ ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ نہ تو داماد کو کوئی میراث ملتی ہے اور نہ ہی بیٹی کو جانشینی کا استحقاق ہے۔ جنہوں نے تم سے میراث طلب کی انہیں صرف ندامت ہی ملی۔ وارث کا حق حقدار کو پہونچ گیا۔

اگر دختر رسولؐ کو جانشین بنا دیا جائے تو قیامت برپا ہو جائے۔ میراث رسولؐ صرف تمہارا حق ہے دوسروں کا حق نہیں، خدا کی قسم۔ دوسروں کے پاس شرافت بھی نہیں۔

میں نے اپنے ان اشعار میں تمہارے دوست اور دشمنوں کو نمایاں کر کے دکھایا دیا۔ ایک صاحب جعفر بن حسین نامی تھے انہوں نے ان یاوہ گوئیوں کا بھرپور جواب دیا''۔(۱)

ان اشعار کو اوپر درج کیا گیا۔

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ متذکرہ جعفر، ابن حجاج کی نسل سے ہیں، یا ان کے معاصر ہیں۔ ہم نے ان کا تذکرہ کتابوں میں نہیں پایا۔

ان کے علاوہ کچھ چوتھی صدی کے دوسرے شعراء ہیں لیکن چونکہ ہم نے ان کا تذکرہ کتابوں میں نہیں پایا اس لئے انہیں نظر انداز کرتے ہیں۔

۱۔(اعیان الشیعہ: ج۱۸، ص۴۴۶ (ج۴، ص۹۳)

عندلیبان غدیر

(پانچویں صدی ہجری)

۱۔ ابو نجیب طاہر
۲۔ شریف رضی
۳۔ ابو محمد صوری
۴۔ مہیار دیلمی
۵۔ سید مرتضیٰ
۶۔ ابو علی بصیر
۷۔ ابو العلاء معری
۸۔ مویدفی الدین
۹۔ جبری مصری

ابونجیب طاہر

وفات ۴۰۱ھ

عید فی یوم الغدیر المسلم   وانکر العید علیہ المجرم

''یوم غدیر کا عید ہونا مسلم ہے۔ اس دن کے عید ہونے کا انکار مجرم ہی کر سکتا ہے۔ اے منکران روز غدیر، اور جو کچھ رسول مختارؐ نے اس دن اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا اس کا انکار کرنے والو تمہارا ستیاناس ہو جائے۔

خدائے بزرگ و برتر نے اس دن آیت نازل فرمائی: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ ''آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور آج ہی تم پر اپنی نعمت تمام کر دی، اور بلاشبہ امام کا منصوب ہونا ہی نعمت ہے۔(۱)

شاعر کے حالات:

ابوالنجیب شداد بن ابراہیم بن حسن۔ طاہر جزری لقب تھا، شاعر اہل بیت تھے فنون شعر پر عبور حاصل تھا۔ مختلف پیرائیہ خیال کے حسن ادا کی مہارت تھی شوکت الفاظ جزالت معانی کے ساتھ احساس کی شدت ان کی شعری خصوصیت تھی۔ ان کا ایک شعری دیوان بھی ہے۔ ابن شہر آشوب نے معالم (۲) میں مجاہدین شعراء اہل بیتؑ میں ان کا شمار کیا ہے معجم الادباء (۳) میں ہے کہ عضد الدولہ کہ درباری شاعر

۱۔ (مناقب ابن شہر آشوب؛ ج ۱، ص ۵۲۸)

۲۔ معالم العلماء؛ ص ۱۴۹

۳۔ معجم الادباء؛ ج ۳، ۲۶۱ (ج ۱۱، ص ۲۷۰)

تھے ۔اشعار دقیق اور اسلوب بڑا ہی لطیف تھا۔ابو محمد مہلبی وزیر اور دوسرے ارکان دولت کی شان میں قصیدے کہے۔

دمیۃ القصر ،یتیمۃ الدھر اور تاریخ بن خلکان میں ان کے قصائد و اشعار مذکور ہیں۔(۱)

ابوالنجیب طاہر کے حالات زندگی دائرۃ المعارف بستانی (۲) میں ملتے ہیں۔متذکرہ مصادر سہ گانہ نے متفقہ طور سے ابوالنجیب کنیت اور شداد بن ابراہیم نام اور عرفیت طاہر لکھی ہے ۔صاحب اعیان الشیعہ (۳) نے ان القاب و اسماء کو دو افراد کے اسماء شمار کیا۔(طبع جدید میں دونوں کو ایک جگہ ایک کنیت اور ایک نام کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

یہ تسامح ہے شاعر کا نام شداد لکھا ہے اور ان کی تاریخ وفات ۴۰۰ھ لکھی ہے۔دوسری جگہ ابوالنجیب طاہر جزری اور وفات نامعلوم لکھا ہے۔

ثعالبی نے قصیدہ سیف الدولہ کے تین شعر نقل کئے ہیں۔

وخاجة قيل لي: نبه لها عمرا ونم .فقلت: عليّ قد تنبه لي

حسبي عليان ان ناب الزمان وان جاء المعاد بما في القول والعمل

فلي علي بن عبدالله منتجع ولي علي اميرالمومنين ولي

اور ابن خلکان نے اپنی تاریخ میں دمیۃ القصر کے حوالے سے کچھ اشعار نقل کئے اور بڑی ستائش کی ہے۔

۱۔(دمیۃ القصر (ج۱،ص۱۵۴)یتیمۃ الدھر ج۱،ص۴۶ ۔ج۵،ص۶۰۔۵۹۔وفیات الاعیان ج۲،ص۲۳۶۔ج۵،ص۲۶۶ نمبر۷۳۵)

۲۔دائرۃ المعارف ج۲،ص۳۶۰

۳۔(اعیان الشیعہ ج۷،ص۳۳۳)

شریف رضی

ولادت ۳۵۹ھ

وفات ۴۰۶ھ

نطق اللسان عن الضمیر والبشر عنوان البشیر

''زبان، دل کی ترجمان ہے اور بشارت دینے والے انداز سے مژدہ ظاہر ہے۔ اب دونوں کو وحشت اضطراب سے عافیت وسکون نصیب ہوا۔ اور روشن صبح کے افق سے تاریکیاں چھٹ گئیں''۔

آگے فرماتے ہیں:

''شادمانی ہم سے دغا کر گئی۔ اب تو صرف روز غدیر سے ہی کچھ شادمانی نصیب ہوتی ہے۔ وہ نازش آفریں دن جس دن وصی رسولؐ حلقہ بگوش ہوا اور انھیں امیرالمومنین کے لقب سے سرفراز کیا گیا۔ اس لئے دل کو ٹھنڈا رکھو اور عاریتی عشق کو معشوق کی طرف واپس کر دو۔

غم واندوہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکو، شادمانی وامید کے پودے لگاؤ۔ وہ دوسرے لوگ ہیں جو اندوہ دل کو جرعہ شراب کے ذریعہ مٹاتے ہیں۔ اور جب تم نعمت کے متلاشی ہو تو بیکراں فضل وانعام سے کم پر راضی ہو۔ یہ وہ موقع ہے کہ دست تمنا طول طویل اور امیدیں کم ہیں۔

اپنے دونوں کرم کے ہاتھوں سے جود وبخشش کرو۔ نہ کم بلکہ بہت زیادہ، ایسا نہ ہو کہ الحاح وطلب کا ہاتھ پھیلا رہ جائے جب کہ تم اور تمہارے بخت نعمت سے سرشار ہیں، اور تمہارے شکریہ کے آثار دین میں اور نشان محبت دل میں ظاہر ہے''۔

اور یہ اچھوتا قصیدہ یوں ہے جیسے تازہ باغ آویزاں ۔ یہ نغمہ نگار کی خوش دلی وشادمانی سے ایسا ہوگیا ہے جیسے آب غدیر سے سیراب ہوکر ہر پالیوں کی دھو میں مچا رہا ہو۔(۱)

متذکرہ اشعار غدیر کے دن کہے گئے ہیں۔

شاعر کا تعارف:

شریف رضی ، ذوالحسبین ، ابوالحسن ، محمد بن ابی احمد ، حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم فرزند امام موسیٰ کاظمؑ۔

آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت حسین بن ابی محمد الحسن الاطروش بن علی بن حسن بن علی بن عمر بن علی بن ابی طالب تھا۔

آپ کے والد کا نام عہد عباسی و بویہ میں بزرگ مرتبہ اور مقام کا حامل تھا۔ ابونصر بہاء الدین نے آپ کو طاہر اوحد کے لقب سے سرفراز کیا تھا۔ طالبیوں کی نقابت کے پانچ بار والی ہوئے اور آخری دم تک نقابت ہی کے عہدے پر فائز رہے۔ ان کے عزت و افتخار ہی کی وجہ سے عضد الدولہ نے مجبوراً انہیں قلعہ فارس میں مقید کیا تھا۔ پھر بعد میں اس کے بیٹے شرف الدولہ نے انہیں آزاد کیا اور بغداد تک ان کے ساتھ گیا اور ابواحمد کی ناقابل فراموش دینی خدمتیں ہیں۔ مذہب کی استواری اور پیش رفت کے سلسلے میں وقیع مساعی ہیں ۳۰۴ میں پیدا ہوئے اور ۲۵ جمادی الاول ۴۰۰ھ میں وفات پائی۔(۲)

آپ کی وفات پر مرثیہ کہنے والوں میں آپ کے دونوں فرزند علم الہدیٰ ، شریف رضی کے علاوہ مہیار دیلمی اور ابوالعلاء معری بھی ہیں کتاب سقط الزند میں تمام مرثیے موجود ہیں۔

سید رضیؒ ذریت عترت طاہرہ کی نازش آفریں فرد، علم حدیث وادب کے امام اور دین ودانش

۱۔(دیوان سید رضی ج۱؛ص ۳۲۷ (ج۱؛ص ۴۲۷)

۲۔(صحاح الاخبار؛ص ۶۰ ۔الدرجات الرفیعہ ص؛۴۵۸)

و مذہب کے غازی تھے۔خاندانی شرافت و دانش کے بھرپور وارث ہوئے۔علم سرشار، سرشت تاباں روشن فکری، طبعی استواری، عالی ظرفی، طہارت خاندانی کے ساتھ نبوی نسب علوی شرف مجد فاطمی اور سیادت کاظمی سے بہرہ مند تھے۔ان کے یہاں فضائل و افتخارات کا موجیں مارتا ہوا سمندر ہے۔

ان کی تعریف میں جس طرح اور جس قدر بھی دادِ سخن دی جائے کمالات و محاسن کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔مکارم اخلاق اور معالی امور کے بیان سے زبان عاجز ہے۔آپ کے حالات و بلند سیرت پر مندرجہ ذیل افراد نے خامہ فرسائی کی ہے۔

۱۔فہرست نجاشی ص۲۸۳ (ص۳۹۸ نمبر۱۰۶۵)

۲۔یتیمۃ الدھر ج۳،ص۱۱۶،(ج۳ص۱۵۵)

۳۔دیوان سید رضی ج۱، ص۳۲۷ (ج۱،ص۴۲۷)

۴۔صحاح الاخبار ص۶۰، الدرجات الرفیعہ (ج۳،ص۱۵۵)

۵۔انساب مجدی (ص۱۲۶)

۶۔کامل ابن اثیر ج۹، ص۸۹ (ج۵،ص۶۱۳)

۷۔دمیۃ القصر ص۷۳، (ج۱، ص۲۹۲)

۸۔منتظم ابن جوزی ج۷، ص۲۷۹ (ج۱۵ ص۱۱۵ نمبر۳۰۶۵)

۹۔صحاح الاخبار ص۶۱،

۱۰۔عمدۃ الطالب ص۱۸۳ (۲۰۷)

۱۱۔تاریخ ابن کثیر ج۱۲ ص۳ (ج۱۲، ص۴)

۱۲۔شذرات ج۳، ص۱۸۲، (ج۵،ص۴۳)

۱۳۔غایۃ الاختصار (۷۷-۸۰)

۱۴۔مجالس المومنین ص۲۱۰ (ج۱،ص۵۰۳)

۱۵۔نسمۃ السحر (مجلد ۸ ج ۲ ص ۴۵۹)

۱۶۔ریاض الجنۃ

۱۷۔ملخص المقال

۱۸۔اجازہ شاہیجی

۱۹۔منہج المقال ص، ۲۹۳

۲۰۔سمیر الحاضر

۲۱۔تتمیۃ عاملی ص، ۱۸۰

۲۲۔اعلام زرکلی ج ۳، ص ۸۸۹ (ج ۶، ۳۲۹)

۲۳۔دائرہ وجدی ج ۴، ص ۲۵۱

۲۴۔معجم المطبوعات

۲۵۔تاریخ بغداد ج ۳، ص ۲۴۶

۲۶۔معالم العلماء ص، ۱۳۸ (ص، ۵۱ نمبر ۳۳۶)

۲۷۔تاریخ ابن خلکان ج ۲، ص ۱۰۶ (ج ۴، ص ۴۱۴)

۲۸۔خلاصہ علامہ ص، ۸۱ (ص، ۱۶۴ نمبر ۱۷۶)

۲۹۔انساب ابی نصر

۳۰۔تحفۃ الازہار

۳۱۔مرآۃ الجنان ج ۳، ص ۱۸

۳۲۔شرح ابن ابی الحدید ج ۱، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۳۱)

۳۳۔درجات الرفیعہ (ص ۴۶۶)

۳۴۔جامع الاقوال

۳۵۔لسان المیزان ج ۴، ص ۲۲۳ (ج ۵، ۱۵۹ نمبر ۷۲۵۲)

۳۶۔الروض البہیہ

۳۷۔رجال بن ابی جامع

۳۸۔الاتقان ص۱۲۱

۳۹۔تاسیس الشیعہ ص۱۰۷(۲۱۳)

۴۰۔تنقیح المقال ج۳،ص،۱۰۷

۴۱۔تاریخ آداب اللغتہ ج۲،ص۲۵۷(مجلد۱۴،ص۹۲)

۴۲۔دائرۃ المعارف بستانی ج۱۰،ص۴۵۸

۴۳۔مجلتہ الہدیٰ سال ا شمارہ۳ ص،۱۰۶

آپ کی شخصیت کا تحلیل و تجزیہ مندرجہ ذیل مؤلفین نے کیا ہے۔

۱۔علامہ شیخ عبدالحسین حلی نجفی

۲۔ذکی مبارک (گلزار ادبی)

۳۔علامہ شیخ محمد رضا فرزند استاذی شیخ ہادی کاشف الغطاء

۴۔سید علی اکبر برقعی قمی (کاخ دلآویز)

۵۔ڈاکٹر محفوظ (الشریف رضی)

۶۔فرزند دلبند محمد ہادی امینی

ایسی طرحدار اور گراں بہا شخصیت کے متعلق اب ذرا دوسرا رخ بھی ملاحظہ فرمایئے کہ مصر کے سید محمد گیلانی جیسے کچھ طفل ناخواندہ مسند علم و ادب پر بیٹھے ہوئے ہیں۔انھیں سید رضی جیسی شخصیت کے تحلیل و تجزیہ کا شوق چڑھا اور ایسے مہمل کلمات لکھ مارے جو انتہائی شرمناک ہیں۔اپنی حماقت سے سید رضی کے مجد و شرف پر کیچڑ اچھالنے لگے اور آل رسول سے چھپا ہوا کینہ ظاہر کر دیا۔اس طرح انھوں نے خود اپنی کوتاہ فکری کا ثبوت دیکر خود اپنی قبر کھودی۔ان کے شرمناک اقتباسات کو یہاں درج کر کے جواب دینا اور کم ظرف کو منہ لگانا مناسب نہیں سمجھتا۔

اساتذہ ومشائخ

۱۔ابوسعید حسن بن عبداللہ مرزبانی نحوی، معروف بہ سیرافی ۔آپ نے ان سے دس سال سے کم عمر میں نحو کا درس لیا۔(۱)

۲۔ابوعلی حسن بن احمد فارسی نحوی؛

۳۔ابوعبداللہ محمد بن عمران مرزبانی؛

۴۔ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری؛

۵۔ابوالفتح عثمان بن جنی موصلی؛

۶۔ابویحییٰ عبدالرحیم بن محمد معروف بہ ابن نباتہ

۷۔شیخ بزرگ شیخ مفید ابوعبداللہ بن المعلم محمد بن نعمان ۔آپ سے سید رضی اور علم الہدیٰ نے تعلیم حاصل کی ۔شیخ مفید نے خواب دیکھا کہ فاطمہ زہراؑ مسجد کوفہ میں آپ کے پاس تشریف لائیں ۔اپنے دونوں بچوں (حسنؑ وحسینؑ) کی انگلیاں تھامے ہوئے شیخ مفید کو سلام کر کے فرمایا۔ان دونوں کو فقہ کی تعلیم دیجئے ۔وہ اس خواب پر انتہائی متعجب ہوئے تھے ۔جب کچھ دن چڑھا تو اسی مسجد میں فاطمہ بنت ناصری اپنی کنیزوں کے ساتھ تشریف لائیں اور شیخ مفید سے فرمایا: اے شیخ یہ میرے دونوں بچے علی مرتضیٰؒ اور محمد رضیؒ ہیں، انھیں آپ کی خدمت میں لائی ہوں تا کہ آپ انھیں فقہ کی تعلیم دیں ۔شیخ مفیدؒ رونے لگے اور معظمہ سے سارا خواب بیان کیا۔پھر تو ان دونوں پر بہت زیادہ توجہ دی اور علم ودانش سے یوں بہرہ مند کیا کہ دنیا میں ان کی شہرت کا ڈنکا بج گیا۔(۲)

۸۔ابوالحسن علی بن عیسیٰ ربعی نحوی بغدادی۔(۳)

۹۔قاضی عبدالجبار شافعی معتزلی۔(۴)

۱۔(وفیات الاعیان ج۴؛ص۴۱۶۔مرآۃ الجنان ج۳؛ص۱۹۔الدرجات الرفیعہ ص؛۴۶۸)

۲۔درجات الرفیعہ ص؛۴۵۹۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج ا ص؛۱۳۱(ج۱؛ص۴۱)

۳۔(حقائق التاویل (ص۲۰۷)۔مجازات النبویہ (ص۲۵۰)

۴۔(مجازات النبویہ (ص؛۱۸۰ نمبر ۱۴۰)

۱۰۔ ابو بکر محمد بن موسیٰ خوارزمی ۔ (آپ نے ان سے فقہ پڑھا) (۱)

۱۱۔ ابو حفص عمر بن ابراہیم بن احمد کنانی (۲)

۱۲۔ ابو القاسم عیسی بن علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح ۔ (۳)

۱۳۔ ابو احمد عبد اللہ بن محمد اسدی اکفانی ۔

۱۴۔ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری فقیہ مالکی ۔ (آپ نے عنفوان شباب میں پڑھا) (۴)

آپ کے تلامذہ و رواۃ

علمائے شیعہ و سنی کی اہم ترین شخصیتوں میں سے جن لوگوں نے آپ سے تعلیم حاصل کی یا روایت کی ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی ؛

۲۔ شیخ جعفر بن محمد دوریستی ؛

۳۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی حلوانی ؛

۴۔ قاضی ابو المعالی احمد بن علی بن قدامہ ؛

۵۔ ابو زید سید عبد اللہ بن علی کیا بکی ؛

۶۔ ابو بکر احمد بن حسین بن احمد نیشا پوری ؛

۷۔ ابو منصور محمد بن ابی نصر بن احمد عکبری ؛ (۵)

۸۔ قاضی سید ابو الحسن علی بن بندار محمد ہاشمی ۔

۹۔ شیخ مفید عبد الرحمٰن بن احمد بن یحییٰ نیشا پوری ۔

۱۔ مجازات النبویہ (ص۹۲)

۲۔ (مجازات النبویہ ص۱۵۵، ۲۲۳ نمبر ۱۹۷)

۳۔ (مجازات النبویہ ص۱۵۳۔ ص۲۲۱ نمبر ۱۹۵)

۴۔ (المنتظم ج۱۵: ص۳۸ نمبر ۲۹۷۸) (۵) قصص الانبیاء راوندی (ص۹۶ حدیث ۸۹)

آخری الذکر سے سید رضی اور آپ کے بھائی علم الہدیٰ نے بلا واسطہ روایت کی ہے۔

تالیفات وتصنیفات:

ا۔ نہج البلاغہ:

آپ کی اس تالیف کو ہر عہد میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔اور برکت کے خیال سے قرآن کی طرح حفظ کیا گیا، حافظان نہج البلاغہ میں قاضی جمال الدین محمد بن حسین بن محمد بن کاشانی ۔(۱) خطیب ابوعبداللہ فاروقی ۔(۲) علامہ سید محمد یمانی مکی حائری، مورخ وشاعر علامہ محمد حسین۔(۳)

عہد تالیف سے آج تک اس کی بے شمار شرحیں لکھی گئیں۔

چند کے نام یہ ہیں:

ا۔ سید علی بن ناصر (اعلام نہج البلاغہ)

۲۔ احمد بن محمد وبری؛ پانچویں صدی کی معروف شخصیت۔

۳۔ ضیاء الدین راوندی

۴۔ علی بن ابوالقاسم (صحابی رسول خزیمہ کی نسل سے)(۴)

۵۔ قطب الدین راوندی

۶۔ شیخ محمد بن حسین بیہقی

۷۔ حسن بن علی مہابادی

۸۔ قاضی عبدالجبار (۵)

ا۔ فہرست منتخب الدین (ص ۱۶۷ نمبر ۴۳۷)

۲۔ البدایہ والنہایہ؛ ج ۱۲، ص ۲۶۰ (ج ۱۲، ص ۳۲۳) المنتظم؛ ج ۱۰، ص ۲۲۹ (ج ۱۸، ص ۱۸۶ نمبر ۴۲۸۰)

۳۔ تکملہ امل الامل (ص ۳۷۶، نمبر ۳۶۴) ۴۔ (معجم الادباء؛ ج ۵، ص ۲۰۸۔ ج ۱۳، ص ۲۱۹)

۵۔ (مستدرک الوسائل؛ ج ۳، ص ۴۹۶)

۹۔ فخر رازی۔ محمد بن عمر طبری (۱)

۱۰۔ ابو حامد، عزالدین عبدالحمید، ابن ابی الحدید معتزلی

۱۱۔ سید رضی الدین ابو القاسم علی بن موسیٰ بن طاؤس حسینی

۱۲۔ ابو طالب تاج الدین معروف بہ ابن الساعی (۲)

۱۳۔ کمال الدین شیخ میثم بن علی بحرانی

۱۴۔ شیخ احمد بن حسن ناوندی

۱۵۔ علامہ حلی

۱۶۔ کمال الدین بن عبدالرحمٰن عتائقی

۱۷۔ یحییٰ بن حمزہ علوی یمنی (زیدیہ فرقے کے امام)

۱۸۔ سید فصیح الدین محمد بن حبیب اللہ بن احمد حسینی

۱۹۔ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبداللہ تفتازانی

۲۰۔ قوام الدین یوسف بن حسن معروف بہ قاضی بغدادی

۲۱۔ ابو الحسن علی بن حسن زواری (شاگرد محقق کرکی)

۲۲۔ جلال الدین حسین بن خواجہ شریف الدین عبدالحق اردبیلی (معروف بہ الٰہی)

۲۳۔ فتح اللہ بن شکر اللہ کاشانی

۲۴۔ عزالدین علی بن جعفر شمس الدین آملی

۲۵۔ عماد الدین علی قاری استر آبادی

۲۶۔ شمس بن محمد مراد

۲۷۔ شیخ بہائی آملی

۱۔ (تاریخ الحکماء، ص ۳۹۶، نمبر ۲۸۳)

۲۔ (منتخب المختار، ص ۱۳۸)

۲۸۔ شیخ الرئیس میرزا قاچاری

۲۹۔ شیخ نور محمد بن قاضی عبدالعزیز

۳۰عبدالباقی خطاط صوفی تبریزی

۳۱۔ نظام الدین علی بن حسین جیلانی

۳۲۔ شیخ حسین بن شہاب الدین بن حسین عاملی کرکی

۳۳۔ فخر الدین بن عبداللہ بن المؤید باللہ

۳۴۔ سید ماجد بن محمد بحرانی۔

۳۵۔ شیخ محمد مہدی ابوتراب

۳۶۔ میرزا علاء الدین محمد گلستانہ

۳۷۔ سید حسن بن مطہر بن محمد یمنی جرموزی (۱)

۳۸۔ تاج الدین حسن معروف بہ ملا تاجا

۳۹۔ محمد صالح بن محمد باقر روغنی قزوینی

۴۰۔ سید نعمۃ اللہ جزائری

۴۱۔ سلطان محمود بن غلام علی طبسی

۴۲۔ محمد رفیع بن فرج جیلانی

۴۳۔ شیخ محمد علی بن شیخ ابوطالب زاہدی

۴۴۔ سید عبداللہ بن محمد رضا شبر حسینی کاظمی

۴۵۔ امیر محمد مہدی خاتون آبادی

۴۶۔ سید محمد تقی بن امیر محمد مومن

۴۷۔ میرزا باقر نواب محمد بن محمد بن لاہیجی

۱۔ (البدر الطالع: ج۱، ص۲۱۱)

۴۸۔ نصر اللہ ابن فتح اللہ دزفول

۴۹۔ سید صدر الدین بن محمد باقر موسوی

۵۰۔ مفتی محمد عباس

۵۱۔ احمد بن علی اکبر مراغی

۵۲۔ شیخ بہاء الدین محمد

۵۳۔ استاد محمد حسن نائل مرصفی

۵۴۔ شیخ محمد عبدہ

۵۵۔ میرزا حبیب اللہ موسوی خوئی

۵۶۔ شیخ جواد طارمی

۵۷۔ میرزا ابراہیم خوئی

۵۸۔ جہانگیر خان قشقائی

۵۹۔ سید اولاد حسن بن محمد بن حسن ہندی

۶۰۔ شیخ محمد حسین بن محمد خلیل شیرازی

۶۱۔ سید علی اظہر کھجوی

۶۲۔ استاد محی الدین خیاط

۶۳۔ سید ذاکر حسین اختر دہلوی

۶۴۔ استاد محمد بن عبد الحمید مصری

۶۵۔ سید ظفر مہدی لکھنوی

۶۶۔ سید ہبۃ الدین محمد علی شہرستانی

۶۷۔ شیخ محمد علی بن بشارۃ الخیقانی

۶۸۔ میرزا محمد تقی الماسی

۶۹۔ شیخ عبداللہ بحرانی

۷۰۔ شیخ عبداللہ بن سلیمان بحرانی

۷۱۔ علی العلیاری تبریزی

۷۲۔ شیخ ملا حبیب اللہ کاشانی

۷۳۔ سید عبدالحسین حسینی

۷۴۔ میرزا محمد علی قراجہ داغی

۷۵۔ میرزا محمد علی بن محمد نصیر چہاردھی گیلانی

۷۶۔ استاد محمد محی الدین عبدالحمید مدرس

۷۷۔ میرزا خلیل صمیری کمرہ ای طہرانی

۷۸۔ سید محمود طالقانی

۷۹۔ سید علی نقی فیض الاسلام

۸۰۔ میرزا محمد علی انصاری

۸۱۔ جواد فاضل

نہج البلاغہ کی شرح لکھنے والے تمام بزرگ دانشوروں کو ذرا بھی شبہ نہیں کہ یہ کتاب شریف رضی کی تالیف ہے۔ تذکرہ نگاروں نے بھی زمانہ تالیف سے عصر حاضر تک اس بات کی صراحت کی ہے کہ یقیناً یہ شریف رضی کی ہی تالیف ہے۔(۱)

جن دانشوروں اور محدثین نے اپنے اصحاب کو اس سلسلہ میں اجازت مرحمت فرمائی ہے، ان سے بھی اس مفہوم کی تصریح ہوتی ہے۔ منجملہ ان کے:

۱۔ اجازہ شیخ محمد بن علی بن احمد بن بندار نے شیخ فقیہ ابو عبداللہ حسین کو۔

۲۔ اجازہ شیخ علی بن فضل اللہ حسینی نے علی بن محمد بن حسین معطب کو۔

۱۔ رجال نجاشی (ص ۳۹۸ نمبر ۱۰۶۵)؛ فہرست منتخب الدین (ص ۱۷۶ نمبر ۴۳۷)؛ تنقیح (ج ۳، ص ۱۰۷)؛ روضات الجنات (ج ۶، ص ۱۹۴ نمبر ۵۷۸)

۳۔اجازہ شیخ نجیب الدین یحییٰ بن حلی نے ابن الابرز کو۔

۴۔اجازہ علامہ حلی مہنی زہرہ کو۔

۵۔اجازہ سید محمد ابوالرضا جمال الدین ابوالمعالی کو۔

۶۔اجازہ فخر الدین ابن مظاہر کو۔

۷۔اجازہ شہید اول ابن نجدہ کو۔

۸۔اجازہ شیخ بیاضی شیخ ناصر احسائی کو۔

۹۔اجازہ محقق کرکی، حسین استر آبادی کو۔

۱۰۔اجازہ محقق کرکی، شیخ ابراہیم کو۔

۱۱۔اجازہ محقق کرکی، صفی الدین عیسیٰ کو۔

۱۲۔اجازہ شہید ثانی شیخ عبدالصمد عاملی کو۔

۱۳۔اجازہ شیخ حسن فرزند شہید ثانی کو۔

۱۴۔اجازہ احمد بن خاتون مولی عبداللہ سوستری کو۔

۱۵۔اجازہ محمد بن خاتون ظہیر الدین ہمدانی کو۔

۱۶۔مجلسی اول اپنے شاگرد آقا حسین خوانساری کو۔

۱۷۔شیخ صالح، محمد بن ہادی کو۔

۱۸۔مجلسی دوم، میرزا ابراہیم کو

۱۹۔مجلسی دوم، نعمۃ اللہ جزائری کو

ان کے علاوہ خود سید رضی نے اپنی دوسری کتابوں میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ کتاب خود انھیں کی تالیف ہے، چنانچہ ان کی تفسیر (۱) جلد پنجم، مجازات نبویہ وغیرہ۔ (۲)

۱۔حقائق التاویل (ص ۱۶۷، ۲۸۷)

۲۔مجازات النبویہ: ص ۲۲۳، ص ۴۱، ص ۲۵۲ (ص، ۳۹ نمبر ۲۰، ۶۷ نمبر ۳۹، ۱۹۹ نمبر ۱۵۵، ۲۵۱ نمبر ۲۰۰)۔

اس کے علاوہ ابن ابی الحدید(۱) نے اس موضوع پر مدلل بحث کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ شریف رضی ہی کی تالیف ہے۔

سید رضی کی دوسری تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔خصائص الائمہ

۲۔مجازات آثار نبویہ

۳۔تلخیص البیان عن مجاز القرآن (۲)

۴۔حقائق التاویل (۳)

۵۔معانی القرآن (۴)

۶۔تالیفات اختلاف الفقہاء

۷۔حاشیہ بر ایضاح ابوعلی فارسی

۸۔الحسن من شعر الحسین۔ابن حجاج کا شعری انتخاب

۹۔الزیادات انتخاب اشعار بن حجاج

۱۰۔الزیادات انتخاب اشعار ابوتمام

۱۱۔انتخاب کلام ابواسحاق صابی

۱۲۔خطوط شعری۔ جو ابواسحاق سے شعری مکاتیب ہوئی (۵)

۱۳۔رسائل وانشایے (۶)

۱۔شرح نہج البلاغہ؛ ج۲،ص۵۴۶ (ج۱۰،۱۲۷،خطبہ۱۸۴)

۲۔(مجازات النبویہ؛ص۲،۳،۹،۴۵۔۱۱،۹،۴۲۹نمبر۳۴۶)

۳۔(رجال نجاشی؛ص۳۹۸نمبر۱۰۶۵۔عمدۃ الطالب؛ص۲۰۷)

۴۔(معالم العلماء؛ص۴۴۔ص۵۱نمبر۳۳۶۔المجدی؛ص۱۲۶۔وفیات الاعیان؛ ج۴،ص۴۱۶نمبر۶۶۷)

۵۔(فہرست نجاشی؛ص۳۹۸نمبر۱۰۶۵۔عمدۃ الطالب؛ص۲۰۸)

۶۔(فہرست ابن ندیم؛ص۱۹۴،ص۱۴۹)

۱۴۔اخبار قضاۃ بغداد

۱۵۔شرح حال پدر بزرگوار طاہر(۱)

۱۶۔انشراح الصدر

۱۷۔طیف الخیال

۱۸۔شعری دیوان(۲)

شریف رضی کے اشعار بطور تحفہ ارباب ذوق کے یہاں بھیجے جاتے اور ارباب فن خود اس کی خواہش کرتے، صاحب بن عباد نے بغداد میں قاصد بھیج کر اشعار طلب کئے۔ سیف الدولہ کی بیٹی تقیہ مصر میں قاصد بھیج کر اشعار منگواتی تھیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کلام بہت زیادہ مقبول تھا۔(۳)

شعر و شاعری:

ظاہری بات ہے کہ جو شخص سید شریف کے مرتبہ عظیم سے واقف ہوگا، ان کے علم و فضل، سیادت اور عظمت و شرف کو جانتا ہوگا اس کے سامنے شاعری ان سے پست نظر آئے گی۔ اور بات بھی ایسی ہی تھی۔ انھوں نے دس سال کی عمر سے ہی شاعری شروع کردی تھی۔ وہ کبھی اشعار میں اپنے کو اشعر الشعراء بحتری و مسلم بن ولید سے افضل بتاتے ہیں اور کبھی فرزدق اور جریر کا ہم رتبہ، کبھی زہیر کا پاسنگ اور کبھی تمام لوگوں سے بہتر کلام بتاتے ہیں، لیکن سب کا اتفاق ہے کہ وہ قریش کے سب سے بہتر شاعر تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبداللہ کاتب سے سنا ہے کہ ارباب علم کے درمیان گفتگو تھی کہ رضی قریش کے سب سے بہتر شاعر ہیں۔ ابن محفوظ نے کہا کہ ہاں یہ صحیح ہے۔ قریش میں جو اچھے

۱۔(تاریخ آداب اللغۃ مجلد:۲،ص۲۹۳)

۲۔(کشف الظنون: ج۱، ص۵۱۳۔ ج۱، ص۲۱۸۔ وفیات الاعیان: ج۴، ص۴۱۶ نمبر ۶۶۷)

۳۔جیسا کہ چند صفحے قبل صاحب بن عباد کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

شاعر ہیں انہیں نے کم کہا ہے۔لیکن رضی مکثر بھی ہیں اور مجید بھی۔(۱)

ان کے علمی شعری اوراخلاقی بلندی کے قصیدے نسابہ عمری ،ثعالبی ،ابن جوزی ،ابن ابی الحدید، باخرزی اور رفائی نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔(۲)

عمری اپنی کتاب مجدی میں لکھتے ہیں:

وہ بغداد میں نقباء طالبین کے نقیب تھے ان کی بڑی ہیبت وجلالت تھی۔متورع عفیف اور تارک الدنیا تھے اپنے وقت کے جلیل القدر عالم تھے۔شاعری میں بھی ان کا پایہ بلند تھا۔اشعر قریش کہے جاتے تھے۔

ثعالبی یتیمۃ میں کہتے ہیں:

اپنے وقت کے عظیم اور نجیب اور سادات عراق تھے۔بلند مکارم سے آراستہ ادب وفضل میں لاثانی تھے۔جمیع محاسن سے آراستہ اور اشعر طالبین تھے۔

ابن جوزی منتظم کہتے ہیں:

تیس سال کی عمر میں تھوڑی مدت میں قرآن حفظ کرلیا تھا،فقہ وفرائض کی داناترین فرد تھے۔عالم ،فاضل اور بلیغ شاعر تھے۔عالی ہمت اور متدین ایسے تھے کہ ایک دن ایک عورت سے مخطوطات کے کچھ اجزاء خریدے۔گھر آئے تو اس میں ابن مقلہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جزو وہ بھی تھا۔دلال سے کہا کہ عورت کو بلاؤ۔وہ آئی تو فرمایا کہ میں نے اجزاء میں سے ابن مقلہ کا مخطوطہ بھی پایا ہے۔اگر چاہو تو اسے واپس لے لو ورنہ اس کی یہ پانچ درہم قیمت لے لو۔اس نے قیمت لے لی اور واپس چلی گئی۔وہ بہت زیادہ سخی وجواد بھی تھے۔

ابن ابی الحدید لکھتے ہیں:

تیس سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا تھا بڑے فقیہ،عالم ادیب شاعر مفلق اور شوکت الفاظ کے نظم نگار

۱۔(تاریخ خطیب بغدادی؛ ج۲،ص۲۴۶)

۲۔(المجدی؛ص۱۲۶۔یتیمۃ الدھر؛ج۳،ص۱۵۵،المنتظم؛ج۷،ص۲۷۹۔ج۱۵،ص۱۱۵نمبر۳۰۶۵۔نہج البلاغۃ؛ج۱،ص۳۳۔دمیۃ القصر؛ص۶۹۔ج۱،ص۲۹۲۔صحاح الاخبار؛ص۶۱)

تھے ....اس کے ساتھ ساتھ وہ پاک دامن ،شریف النفس ،عالی ہمت اور شریعت کے بہت پابند تھے۔ انھوں نے کبھی کسی سے انعام نہیں لیا یہاں تک کہ باپ کا انعام بھی واپس کر دیا۔

باخرزی دمیۃ القصر میں لکھتے ہیں:

وہ سید السادات تھے۔تعریف کی حدوں سے باہران کے بلند اخلاق حیرت ناک اور علمی وشعری نفاست محیر العقول تھی۔وہ بغداد کے لئے مایہ ناز تھے۔بلند اخلاق وعالی ہمتی کی وجہ سے وہاں ہریالیوں کا دور دورہ تھا۔

رفائی ،صحاح الاخبار میں کہتے ہیں:

وہ اشعر قریش تھے۔کیوں کہ قریش میں جو اچھے شاعر ہیں انھوں نے بہت کم اشعار کہے ہیں۔ صرف رضی ہیں کہ جنھوں نے بہت زیادہ اشعار کہے ہیں اور بہت اچھے کہے ہیں۔

القاب ومناصب:

بہاء الدولہ نے ۳۸۸ھ میں آپ کو شریف اجل کے لقب سے سرفراز کیا۔پھر ۳۹۲ھ میں ''ذی المنقبتین'' کے لقب سے اور ۳۹۸ھ میں رضی ذی الحسبین اور ۴۰۱ھ میں خطاب وخطوط کا عنوان الشریف ازاجل ہوگیا۔کسی بادشاہ نے پہلی مرتبہ کسی کو اس عظیم لقب سے سرفراز کیا تھا۔

شریف رضی کے عہد میں وزارتوں کو زیادہ چست وذمہ دار بنانے کے لئے بہت سے شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ان میں عہدے بانٹ دیئے گئے تھے۔

سید رضی کی شخصیت وعظمت کا تجزیہ کرنے کے لئے اس عہد کے مناصب کی بھرپور واقفیت ضروری ہے۔وہ ۳۸۰ھ میں جب اکیس سال کی عمر تھی عہد طائع میں نقیب خانوادہ ابوطالب ہوئے اور ان کے ذمے حجاج کی امارت بھی تھی۔عدلیہ کی فوج داری کے شعبے کے بھی انچارج تھے۔

پھر بہاء الدولہ کے زمانہ حکومت میں طالبین کے تمام امور کے انچارج ہو گئے اور انہیں نقیب القضاء کے لقب سے ملقب کیا گیا۔اور یہ منصب امام علی رضا علیہ السلام کے بعد انہیں کو ملا۔ابن ابی

الحدید کے مطابق وہ مکہ و مدینہ کی خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔(۱)

اس سلسلے میں نقابت کے منصب کو سمجھنے کے لیے ماوردی کی احکام سلطانیہ دیکھی جاسکتی ہے۔(۲)

ولادت اور وفات:

مورخین کا اتفاق ہے کہ شریف رضی ۳۵۹ھ میں بغداد میں متولد ہوئے، وہیں پلے بڑھے، اور وہیں بغداد میں بروز یکشنبہ ۶ رمحرم الحرام ۴۰۶ھ میں دار فانی کو الوداع کہا۔(۳)

صاحب شذرات الذہب (۴) نے روز پنجشنبہ کی صبح لکھا ہے۔ یہ نسخے کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے تاریخ ابن خلکان کا حوالہ دیا ہے اور اس میں یکشنبہ کی صبح لکھا ہوا ہے۔

دائرۃ المعارف وجدی (۵) میں سنہ وفات ۴۰۴ مرقوم ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے شرح ابن ابی الحدید سے لیا ہے یا پھر نسخے کی غلطی ہے، کیونکہ آگے خود انہوں نے ۴۰۶ھ لکھا ہے۔(۶)

شریف رضی کا مرثیہ ابوالحسن احمد بن علی بتی نے کہا جن کا سال وفات ۴۰۵ھ ہے اور یہ مرثیہ ان کے دیوان میں موجود ہے۔

شریف رضی کی موت پر ابو غالب، فخر الملک اور تمام وزراء و اعیان، اشراف و قضاۃ پابرہنہ شریک جنازہ تھے، فخر ملک نے نماز جنازہ پڑھائی اور وہیں محلہ کرخ میں مسجد سے متصل گھر میں سپرد خاک کردیا گیا۔

شریف رضی کے بھائی علم الہدیٰ شریک جنازہ نہیں ہوسکے۔ بھائی کے غم میں غیر حال تھا۔ وہ جنازہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ روضہ امام موسیٰ بن جعفرؑ میں پناہ لے لی تھی۔ آخری مراسم کے بعد خود فخر الملک نے

۱۔(شرح نہج البلاغہ: ج۱، ص۳۸)

۲۔(احکام سلطانیہ: ص۸۶، ۸۲ (ج۲، ص۹۷، ۹۶، ص۸۲، ۶۴ ج۲، ص۹۵، ۷۷)

۳۔(رجال نجاشی: ص۳۹۸ نمبر ۱۰۶۵۔ تاریخ بغداد: ج۲ ص۲۴۷ نمبر ۷۱۵۔ عمدۃ الطالب: ص۲۱۰۔ رجال علامہ حلی: ص۱۶۴ نمبر ۱۷۶)

۴۔شذرات الذہب: ج۵، ص۴۶ ۵۔دائرۃ المعارف: ج۴، ص۲۵۳

۶۔(دائرۃ المعارف: ج۹، ص۴۸۷)

جا کر انہیں تعزیت وتسلیت پیش کر کے گھر پہونچایا۔

کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ آپ کا جسد خاکی گھر میں سپرد کردیا گیا پھر کربلائے معلیٰ لے جا کران کے والد ابواحمد حسین بن موسیٰ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ تاریخوں میں یہ بھی ہے کہ قرون وسطیٰ تک آپ کا مزار مشہور خلائق تھا۔ صاحب عمدۃ الطالب لکھتے ہیں کہ آپ کی قبر کربلائے معلیٰ میں واضح اور مشہور ہے۔(۱) علم الہدیٰ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ انہیں ان کے والد اور بھائی کے پہلو میں دفن کیا گیا جو واضح اور مشہور ہے۔

رفاعی کہتے ہیں کہ علم الہدیٰ کو بھی اسی طرح بغداد سے کربلا منتقل کیا گیا جس طرح ان کے باپ اور بھائی کو، اور یہ ظاہر ومشہور ہے۔(۲)

یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے کہ کیوں کہ فرزندان ابراہیم مجاب کی سکونت حائر کربلا میں تھی متذکرہ ابراہیم حائر کے نزدیک بالائے سر دفن ہیں ان کے فرزندوں کا وہاں شخصی مزار تھا۔ انہیں کے اطراف میں سب کے سب دفن ہیں۔ بصرہ و بغداد کے تمام سکونت پذیر افراد اسی خاندانی قبرستان میں دفن ہوتے تھے۔ موسیٰ ابرش بھی بعد مرگ کربلا منتقل کئے گئے۔ اس لئے قطعی ہے کہ شریف رضی بھی بغداد میں منتقل کر کے کربلا میں دفن کئے گئے ہوں۔ (پہلے وہ اپنے گھر میں سپرد کئے گئے۔)(۳)

اسی طرح علم الہدیٰ کی لاش بھی بغداد میں سپردگی کے بعد کربلا منتقل کی گئی کیونکہ یہ خاندان تولیت کربلا سے سرفراز تھا۔ بغیر ان کی اجازت سے کربلا میں کسی کو دفن نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ وزیر ابوالعباس ضبی کے حالات میں واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

اکثر شعراء نے شریف رضی کے مرثیے کہے۔ علم الہدیٰ، مہیار دیلمی کے مرثیے مشہور ہیں۔

علم الہدیٰ کا مرثیہ ہے:

یاللرجال لفجعة جذمت یدی ووددت لو ذهبت علی براسی

۱۔ عمدۃ الطالب؛ ص ۲۱۰، ۲۰۵ ۲۔ صحاح الاخبار؛ ص ۶۲

۳۔ المنتظم؛ ج ۷، ص ۲۴۷ (ج ۱۵، ص ۲۷ نمبر ۳۰۱۷)

مازلت احذر وقعها حتی اتت فحسوتها فی بعض ما انا حاسی

ومطلتها زمنا فلما صممت لم یجدنی مطلی وطول مکاسی

لاتنکروا من فیض دمعی عبرۃ فالدمع غیر مساعد و مواسی

للّٰہ عمرک من قصیر طاہر ولرب عمر طال بالادناس(۱)

علامہ امینی نے شریف رضی کے چار مرثیے نقل کئے ہیں۔ پہلے میں مدح اہل بیتؑ ہے اور اس کے ۵۸ راشعار ہیں۔ دوسرا مرثیہ دالیہ بروز عاشورہ ۳۹۱ھ میں کہا گیا۔ تیسرا مرثیہ حسینؑ بروز عاشورہ ۳۷۷ھ میں کہا گیا۔ چوتھا بروز عاشورہ ۳۸۷ھ میں کہا گیا۔(۲)

۱۔(دیوان سید مرتضی: ج۱،ص ۵۷۷)

۲۔(دیوان رضی: ج۱،ص ۱۱۳، ۳۶۰، ۴۸۷۔ ج۲،ص ۱۸۷)

ابو محمد صوری

ولادت/۳۳۹ھ

وفات/۴۱۹ھ

''آپ کی ولایت بہترین راز دل اور نفیس ترین دل کی مستحکم پونجی ہے، آپ کے عشق کی آگ نے میرا تار و پود جلا دیا ہے۔ اب آتش دوزخ میرے لئے بے وقعت ہے۔

اے ابوالحسن! قوم کی عہد خدا سے غداری اس وقت ظاہر ہوئی جب عہد غدیر لیا گیا۔ حالانکہ رسول خداؐ نے ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر علیؑ کے امیر المومنین ہونے کی نشاندہی کی تھی اس بارے میں تمام مفہوم کی طرف اشارہ کیا جو کچھ بات بنانے والے اس سلسلے میں کہہ سکتے تھے اکثر ان میں ایسے جو موجود تھے لیکن اس کی گواہی دینے کے معاملے میں دل سے مخالف تھے۔

غدیر کے دن کچھ لوگوں کے تمام کینے اس کی اشاعت کے ساتھ ہی ظاہر ہو گئے۔ اس دن پر افسوس کہ جس دن قوم منحوس اور سیاہ دن دیکھنے پر مجبور کی گئی۔ کچھ لوگوں نے اپنے نفسوں کو دھوکہ دیا اور فریب کار دنیا نے انہیں دھوکہ دیدیا۔ اور یہ ولایت کی بات ان کثیر گناہوں میں نہیں ہے (جن سے خدا درگذر فرمائے گا) تم مطمئن ہو جاؤ کہ خداوند عالم بہت سے گناہوں کو معاف کر دیگا''۔(۱)

دوسرا قصیدہ پچیس اشعار پر مشتمل ہے جس میں موضوع ولایت سے متعلق سولہ اشعار کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے:

۱۔(دیوان صوری: ج۱، ص۱۸۶ نمبر۱۰۷)

''کیا موت نے اس کو چھوڑ دیا ہے جس سے تم نے امید لگائی خواہ وہ اولین میں ہو یا آخرین میں؟ سوائے ہدایت یافتہ محبت آل نبی ﷺ کے کیونکہ ان کی محبت بہترین امید ہے۔ وہ موت کے بعد میرا توشہ، میری نجات اور کامرانی ہیں۔

وہ حوض کوثر پر وارد ہونے والوں کے ساقی ہیں، خدا کی مضبوط رسی ہیں۔ وہ نیکی کے طلب گاروں کے مددگار ہیں۔ ان کی محبت کے ذریعے مدد طلب کی جاتی ہے۔ وہ زمین پر حجت خدا ہیں چاہے منکرین حق کتنا ہی انکار کریں۔

وہ ناطق ہیں، وہ صادق ہیں، تم انہیں جھٹلا رہے ہو اس لئے جھوٹے ہو، وہ علوم نبی کے وارث ہیں، جو وارث بن گئے ان کا خیال ہے؟

تم نے ان سے اچھی طرح عناد کیا حالانکہ انھوں نے تلوار سے راہ اسلام دکھائی۔ تم نے یوم غدیر ان کے مولا ہونے کو مان کر بھی انکار کیا۔ تم نے رسول خدا ﷺ کی زبان مبارک سے ان کے فضائل سن کر انہیں اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ تم نے کہا تھا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس پر ہم راضی ہیں لیکن تمہارے دلوں نے کہا ہم نہیں مانیں گے۔

تم نے کہا کہ آپ سے زیادہ سرداری کے لیے سزاوار تر کون ہے۔ اور پاکیزہ تر لوگوں سے زیادہ استوار تر؟ اور تم میں کون بعد رسول ان کا وصی اور امین ہے؟ تم میں کون فرش نبی ﷺ پر سویا جب کہ تم ان کے خون کے پیاسے تھے۔ اور کون پاک نفس مرغ بریاں کے کھانے میں شریک تھا۔ تم تو وہاں موجود تھے۔

اے آل رسولؐ! وہ قوم دھتکاری جائے گی جس نے تمہارے ہاتھ پر ہدایت دیکھ کر بھی صریحی گمراہی کا راستہ اختیار کیا''۔(۱)

تیسرا قصیدہ ۱۹ اشعروں پر مشتمل ہے۔ ۱۰ اشعروں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

''اور میں نے جامہ زہد و پارسائی اختیار کیا، معلوم نہیں خود پہنا یا عاریۃً۔ اور شیطان میرے سامنے

۱۔(دیوان صوری: ج۲، ص ۶۷ نمبر ۴۸۳)

آ گیا تا کہ مجھے ہدایت سے بہکا کر فریب دے۔ تو پھر میں نے جامہ پارسائی اتار پھینکا اور قباء عیاری وخونریزی پہن لی۔ جو کچھ بھی ہو تو اگر توبہ کرے خدا سے استغفار کرے تو خدا کو معاف کرنے والا پائے گا، جب تک تو ان لوگوں کی پارسائی میں نہ ہو جنہوں نے بروز غدیر موجود ہوتے ہوئے بھی غداری کی اور ان سے علیحدہ ہو کر انہوں نے ایک الگ سے اپنا امیر بنالیا۔

ہر کینہ توز کے دل میں آتش بھری ہوئی تھی۔ وہ حکومت واقتدار کے چکر میں تھے، تخت وسریر کے منتظر تھے۔ انھوں نے ایسی میراث بنائی تھی کہ کسی کو بالشت برابر بھی حصہ نہ مل سکے۔ یہ سلسلہ باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ قائم آل محمدؑ انتقام لینے کے لئے ظہور فرمائیں۔

سبھی اسلام قبول کرلیں گے اور گمراہی وسیاہی پر نور ندامت کی پوشش چڑھادیں گے''۔(۱)

چوتھا قصیدہ ۱۸/اشعار پر مشتمل ہے، یہاں ۹ شعروں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

یابنی الزہراء ماذا اکتسبت

''اے فرزندان زہراؑ! ہر زمانے کے چہرے سے بدنامی کا داغ کبھی دھویا نہ جاسکے گا۔ اے مطاف جو طوفان بلا سے دوچار رہا۔ اے حطیم جو نوک نیزہ پر سپر بنایا گیا۔ اب کس عہد کے تحفظ کی امید لگائی جاسکتی ہے جب کہ تمہارے بارے میں عہد خدا اور ذمہ داری کو رسوائی کے ساتھ ٹھکرایا گیا۔

مجھے کبھی تسلی نہ ہوگی کہ بنی امیہ نے تمہارے انوار کو ظلم وستم سے ڈھانپ لیا۔ وہ دریائے گمراہی میں غوطہ زن ہوگئے۔ حالانکہ وہ زبانی اسلام کا اقرار کرتے تھے۔ پھر انھوں نے ایسی منحوس روش جاری کردی جس میں جس سے جو بن پڑا اس نے ظلم کیا۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ لوگوں نے تم سے اس حق کا مفہوم سمجھا اور تمہارے ہی بارے میں حق کو رواج نہیں دیا گیا۔ اور صرف تمہاری ولایت ہی عبدالمحسن صوری کے قول کے مطابق دوستوں میں رائج ہے۔

تمہارے والد کی قسم! اور اس کی وصیت کی قسم جو تمہارے باپ کے متعلق تمہارے جد نے غدیر میں کی۔ بلاشبہ تمام امت نے تمہاری فرمان روائی کو تسلیم کرلیا۔ رسول کی حجت نے اس قوم پر حجت اتمام کردی''۔(۲)

۱۔(دیوان صوری؛ ج۱، ص۲۱۹ نمبر ۱۴۶)

۲۔(دیوان صوری؛ ج۱، ص۲۱۵ نمبر ۳۷۴)

شاعر کے حالات:

ابو محمد۔ عبد المحسن بن محمد بن احمد بن غالب بن غلبون صوری۔ چوتھی صدی کے بہترین شاعر اور نابغہ روزگار تھے جن کی مدت زندگی پانچویں صدی کے اوائل تک بکھری ہے۔

ان کے اشعار میں جزالت الفاظ و بلندی معانی کی فراوانی ہے۔ ترنم تغزل بھی ہے اور جدلیات شدت بھی۔ اپنے حریف پر مضبوط دلیل کے ساتھ ٹوٹ پڑتے ہیں لیکن توصیف پر آتے ہیں تو شریفانہ صورت کا چربہ اتار دیتے ہیں۔ ان کا شعری دیوان لگ بھگ پانچ ہزار نرم و حقیقت ریز اشعار پر مشتمل ہے۔ اشعار محبت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت بھی ہے چنانچہ ابن شہر آشوب (۱) نے غازیان شعراء اہل بیتؑ میں ان کا شمار کیا ہے۔

میں نے ان کی جن شعری کاوشوں کا انتخاب کیا ہے اس سے ان کی روحانی بلندی، آل رسولؐ کی طرف سے محاذ آرائی اور ان کے حقوق کی حمایت کا پتہ چلتا ہے۔ دیوان شعری میں اشارات لطیفہ اور عقیدہ باطنی کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔

منجملہ ان کے بچپن کا یہ قطعہ بنام عمر ہے۔

نادمنی من وجهه روضة　　مشرقة يمرح فيه النظر

فانظر معی تنظر الی معجز　　سيف علی بين جفنی عمر

ابن شبانہ نے ان کے حالات لکھتے ہوئے شیعہ اہل بیتؑ کا عنوان دیا ہے اس کے علاوہ جن کتابوں میں ان کے حالات ہیں ان میں یتیمۃ الدھر، ابن خلکان وغیرہ میں ثنا و ستائش ہے۔ (۲)

ابن خلکان کہتے ہیں کہ ۴۱۹ھ بروز یکشنبہ ۹ رشوال ۸۰ سال کی عمر میں یا اس سے زیادہ کی عمر میں انتقال کیا۔ یہی بات تاریخ ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵ (ج ۱۲، ص ۳۲) میں بھی ہے۔

۱۔ معالم العلماء (ص ۱۵۱)

۲۔ (یتیمۃ الدھر؛ ج ۱، ص ۲۵۷۔ ج ۱، ۳۶۳۔ تتمیم تیمیۃ الدھر؛ ج ۱، ص ۳۵۔ ج ۵، ۴۶۔ وفیات الاعیان؛ ج ۱، ص ۳۳۴۔ ج ۳، ص ۲۳۲ نمبر ۴۰۶)

مدح اہل بیت میں یہ پانچ اشعار:

''ظالموں کی پارٹی خدا سے جنگ پر آمادہ ہوگئی، وہ جب گمراہ ہوئی تو اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ان کے دل عہد جاہلیت سے مانوس تھے اور حق وصداقت سے ان کا خدا واسطے کا بیر تھا۔

اے آل احمدؑ! وہ احمد مجتبیٰؐ سے جواب میں کیا بہانہ تراشیں گے جب کہ وہ جواب طلب کریں گے ۔حالانکہ انہیں کی روایت کی ہوئی مشہورترین حدیث رسولؐ ہے کہ میں تم میں قرآن اور اپنی عترت چھوڑے جارہا ہوں ۔لیکن بات یہ ہوئی کہ دنیا ان کے سامنے بن سنور کے آگئی اور وہ ادھر لپک گئے اس وجہ سے انہیں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف دیکھ رہے ہو''۔(۱)

شیخ مفید کا مرثیہ کہا ہے:

پائندہ باد کہ جس کی ذات کا فیض تمام لوگوں پر عام رہا۔اور موت کو مخلوقات کے درمیان عدل کے ساتھ تقسیم کیا۔علوم محمد کا مستقل وجود گذر گیا۔افسوس۔اب زمانہ ان کا مثل لانے سے قاصر ہے۔(۲)

ریاحی کا بیان ہے کہ جب صوری دمشق آئے تو مجدی شاعر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم دونوں آدمیوں کو ان سے ملنے کے لئے چلنا چاہئے۔ہم ان کی زیارت کے لئے چلے، صوری ہر وقت گندم فروشوں کی دوکان پر رہتے وہیں لوگ نظر آتے جاتے رہتے۔اسی کے مقابل کپڑے کی دوکان تھی جس میں ایک بوڑھا اندھا تھا۔اس سے ایک بڑھیا بات میں مصروف تھی۔بڈھا بڑی توجہ سے اس کی بات سن رہا تھا۔مجدی نے مصرع پڑھا:

منصنة تسمع مایقول

''پیر فرتوت سراپا گوش ہے کہ کیا کہہ رہی ہے''۔

صوری نے فوراً مصرع برابر کر دیا:

۱۔(دیوان صوری: ج۱، ص۳۷۔ج۱، ص۳۷ نمبر۲۲)

۲۔(دیوان صوری: ج۱، ص۲۱۴ نمبر۳۷۳)

کالخلد لماقابلته الغول

''جیسے موش صحرائی غول کی صدا سن رہا ہو''۔

مجدی پھڑک اٹھے۔ احسنت! آپ نے دو تشبیہیں بیک وقت استعمال کیں۔ خدا بچائے آپ کو۔(۱)

۱۔(تاریخ ابن عساکر؛ ج۳، ص۲۸۱)(ج۱۰، ص۳۶۷ نمبر ۹۴۲)

مہیار دیلمی

وفات/ ۴۲۸ھ

۴۹ شعروں پر مشتمل قصیدے کے پچیس بند کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

هذی قضایا رسول الله مهملة

''یہ فرمان رسولؐ ہے جسے غداری کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اور خانوادہ رسول بکھر کے رہ گیا ہے۔ اور لوگ اس عہد کے تحفظ کے سلسلے میں ایک رائے نہ ہو سکے نہ ایک دوسرے کے قریب آئے لیکن خیانت کے سلسلے میں سبھی ایک ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور آل رسولؐ جو آل اللہ ہیں وہی دین کے نگہبان ہیں جو رعیت کے ہاتھوں ظلم وستم کا شکار ہیں۔

عہد رسول کو پیروں سے روند ڈالا۔ انصار رسول بھی انہیں کے ہم خیال بن گئے۔ آل رسول کے متعلق بیعت غدیر کو تباہی کے گھاٹ لگا دیا گیا حالانکہ یہودی انصاری سے کئے گئے عہد و پیان کا پاس ولحاظ کیا جاتا ہے۔

قسم کھا کھا کر بیعت لی گئی اور تلواروں کے زور پر لوگوں کو فرماں بردار بنایا گیا۔ اس نے ایک فرمان لکھ مارا کہ جس نے بجائے سنتوں کے بدعتوں کو جنم دیا۔ دوسرے مکاری نے جال بن دئے اور اس کی فریب کا دنیا نصیب آخرت سے محروم ہوگئی۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ نص کے مطابق علیؑ وارث ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا انہیں وہ وراثت دی گئی یا انہیں وراثت سے روک دیا گیا؟

میں نے کہا وہ دل میں چھپی بات ہے جس کا تذکرہ مناسب نہیں۔ خداوند عالم اس قوم کو ان کے

کرتوت کا بدلہ دے گا۔ اگر میں ان کا نام لوں تو سبھی پہچان لیں گے۔ ان کے چہروں سے دل کا کینہ آشکار ہے جس وقت یہ نزاع میں مصروف تھے بازار دینداری بے رونق تھا اور جب پرچم حق لہرا دیا گیا یہ بچھے ہوئے دسترخوان پر جھگڑنے لگے۔ ان کے اول نے دوسرے سے غداری سیکھی اور تیسرا انہیں کی اتباع و پیروی میں جم گیا ذرا ٹھہرو بھی۔ حق کے معاملے میں منصفانہ غور کریں، عقل فیصلہ کرتی ہے اور کٹھ حجتی معاملے طے نہیں ہونے دیتی۔

کس حکم کی بنا پر فرزندان رسول تمہاری پیروی کریں۔ کیا تمہارا فخر یہ ہے کہ تم صحابی رسولؐ اور ان کے تابع تھے؟ قبر رسول کس طرح ان کے خاندان والوں کے لیے تنگ کر دی گئی اور ایرے غیرے کس طرح قبر رسولؐ پر چھاپہ مارے ہوئے سوئے ہوئے ہیں۔ آخر تم کس بنیاد پر اجماع کو حجت سمجھتے ہو۔ جب کہ نہ اجماع تھا، نہ رضا و رغبت تھی۔

جس امر اجماع میں علیؑ مشورہ سے دور ہوں، زبردستی ان سے بیعت لینے کی کوشش کی جائے اور رسولؐ کے چچا عباس صریحی مخالف ہوں۔ قریش رشتہ داری کے دعویدار ہوں اور انصار کو نہ تو الگ کیا جاتا ہے نہ شامل کیا جاتا ہے، اگر تم نے روایات کو جوڑ توڑ اور جعلی اسناد میں نہ چھپایا ہوتا تو اسلام میں تمہارے اختلاف سے بڑا اختلاف کب رونما ہوا؟

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ غدیر کے دن جب کہ علیؑ کی ولایت کا عہد لیا گیا تھا، کیوں خیانت کی گئی اور کیوں بیعت توڑ دی گئی، قول صحیح تھا لیکن تینوں میں کھوٹ تھا۔ وہ تلوار کبھی مفید و کارآمد نہیں ہو سکتی جس میں زنگ لگا ہوا ہو۔

اے امیر المومنینؑ آپ کی سرداری کا اعتراف کرنے کے بعد انکار کرنا شرمناک جامہ زیب تن کرنا تھا۔ آپ کے حق میں جس نقض عہد کو روا رکھا گیا یہ ایسی بدعت تھی جسے شریعت کا رنگ دیکر جائز کر لیا گیا۔ آپ اپنے حق سے دستبردار ہو گئے اگر آپ حق کا مطالبہ کرتے تو ان کے خلاف ایسا محاذ بنتا کہ ناکوں چنے چبانے پڑتے۔ آپ نے صبر کیا تا کہ امر خداوندی کا تحفظ کیا جا سکے۔ وہ دین کے معاملے میں سوئے ہوئے تھے اور آپ بیدار تھے''۔

شعری تتبع:

استاد احمد نسیم مصری مہیار دیلمی کے اس شعر "تضاغ بیعتہ یوم الغدیر لھم" پر حاشیہ لگاتے ہیں کہ غدیر وہی مکہ و مدینہ کے مابین جگہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ رسولخدا ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ فرمایا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ"۔(۱)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ کاش مجھے معلوم ہوسکتا کہ استاذ مصری پر متواتر روایات کی حقیقت کیوں پوشیدہ رہ گئی۔ جس حدیث کے راوی سو سے زیادہ اصحاب رسول ﷺ ہیں۔ یا تو یہ مذہبی میلان ہے جس نے حقیقت پر پردہ ڈال دیا ہے اور واقفیت کو امانت کے دامن میں جگہ نہ مل سکی۔ ایسی واضح حقیقت کو لفظ "قیل" (کہا جاتا ہے) سے کمزور اور بے بنیاد بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (ان سے کہہ دو کہ وہ بڑی خبر ہے جس سے تم مجھ کو پھرا رہے ہو، اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بال بچوں کو۔)

دوسرا قصیدہ

مہیار کے دیوان میں مدح آل محمدؐ کا ایک دوسرا قصیدہ بھی ہے جس میں ۳۵ راشعار ہیں۔(۲) مدح کے صرف دس شعر کا ترجمہ کیا جا رہا ہے:

مجھ پر بڑھاپے نے اپنا پورا اثر دکھایا ہے مجھے اب صرف آل رسولؐ کے غم میں رونے دھونے سے کام رہ گیا ہے۔ وہ گروہ رشد و ہدایت تھے لیکن حماقت و گمراہی کے ہاتھوں نے ان پر دست ستم دراز کردیا۔ وہ داعیان حق تھے۔ سب نے ان کے حکم پر لبیک کہا پھر وہ بدل گئے اور مخالفت کی ہوا چلادی۔

سقیفہ کے دن خیانت کا بوجھ ان کے کاندھوں پر لاد دیا، جس بوجھ کو پہاڑ بھی اٹھانے سے قاصر تھا پھر بعد میں اس پر آمادہ ہوئے کہ اس بوجھ کو اتار پھینکیں، لیکن افسوس غلطی کا ازالہ ممکن نہ تھا ان کے حال

۱۔(دیوان مہیار؛ ج۲، ص۱۸۲)

۲۔ دیوان مہیار؛ ج۳، ص۱۵

پر افسوس ہے جب کہ احمد مصطفیٰ ان کے درمیان کھڑے ہوئے، ان سے سوال کیا اور انھوں نے جواب دیا۔غم واندوہ نے میرے اوپر بسیرا کرلیا ہے حالانکہ زمانہ غم کے ساتھ پائیدار نہیں۔اس قوم پر افسوس ہے کہ جنہوں نے علیؑ کو قتل کیا حالانکہ وہ ان کی نحوستوں کو قتل کرنیوالے تھے۔

انہوں نے علیؑ سے کینہ توزی کی حالانکہ حشر میں انہیں کی محبت کے متعلق باز پرس ہوگی گذرے لوگوں سے روایت ہوتی آئی ہے اور خدا ہی جانتا ہے کہ یوم غدیر کیا حالات رونما ہوئے تھے''۔

تیسرا قصیدہ

مہیار کا تیسرا قصیدہ ۶۳ شعروں پر مشتمل ہے۔(۱) علامہ نے یہاں ۲۳ شعر درج کیے ہیں:

فارحم عدوک

''اے دوست تمہارا دشمن جب تک تمہارا بظاہر خیر خواہ ہے نرمی کا برتاؤ کرو اگرچہ وہ اپنے دل کا علاج تمہارے کینہ وعناد سے کر رہا ہے۔میں نے مانا کہ انہوں نے بغاوت کرتے ہوئے قول رسولؐ کا انکار کیا تو ان سے کہو کہ دوسروں کی مساعی بھی شمار کریں۔بدر واحد میں اور جنگ حنین کے موقع پر اپنے قدم پوری طرح جمادئے تھے۔اور شام کے راستے میں صماء کے پتھر کو کھودا اور اس کے نیچے سے پانی نکالا۔اور علیؑ کے سوا لوگوں کا کوئی دوسرا ساقی بھی نہیں تھا۔

خیبر کے یہودیوں کی جنگ کے متعلق بھی غور کرو۔مرحب ہی کی بات مان لو وہ دشمن ہی فیصلہ کردے گا۔کیا مضبوط قلعہ علیؑ کے سوا دوسرے کے ہاتھ سے منہدم ہوا؟ کیا باب خیبر دوسرے نے اکھاڑا؟ اور ذرا عمرو بن عبدود کے معاملے میں اولاً غور کرو پھر دوسری بار عمرو بن عاص کے معاملے میں غور کرو۔یہ دونوں شیر علیؑ کی شمشیر کا شکار ہوئے حالانکہ یہ دونوں کسی بہادر سے دبتے نہیں تھے۔

بنی ضبہ کے بہادروں کے متعلق بھی سوچو ہودج کے گرد پروانہ وار چکر لگا رہے تھے بصرہ کے دن انہیں علیؑ ہی نے فنا کے گھاٹ اتارا اور اس سے قبل کتنے ہی اژدر لقمہ اجل بن گئے۔البتہ جنگ صفین تمام

۱۔ دیوان مہیار: ج ۴، ص ۱۹۸

جنگوں میں پیچیدہ تر تھی۔اگر اس سلسلے میں صحیح اور یقینی خبر سننا چاہتے ہو تو معاویہ سے پوچھ لو"۔(۱)

شعری تتبع:

وھب الغدیر ابو اعلیه قبوله نهیا فقل: عدو اسواه مساعیا

(اس شعر میں خطی دیوان کا لفظ بغیاً ہے لیکن مطبوعہ میں نھیاً کر دیا گیا ہے۔ میں نے بغیاً ہی کا ترجمہ کیا ہے۔) (مترجم)

استاد نسیم مصری اس شعر کے مطابق لکھتے ہیں کہ نھی (بکسر نون) غدیر کے مانند چیزوں کو کہتے ہیں اور حضرت علیؑ کی ایک جنگ ہے جسے غدیر خم کہتے ہیں شاعر نے اسی جنگ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ استاد مصری جنہوں نے شرح میں بغی کے لفظ کو بدل کر نھی کر دیا ہے اور لفظ بغی خطی دیوان میں موجود بھی ہے وہ بتا سکتے ہیں کہ یہاں حال واقع ہوا ہے یا مفعول جسے نصب دیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ یہ شعری تناسب سے میل بھی نہیں کھاتا مہیار دیلمی جیسے عظیم فنکار شاعر سے قطعی بعید ہے کہ انھوں نے نھیاً استعمال کیا ہو۔ گویا استاد مصری، ابراہیم ملحم اسود کے نقش قدم پر چلے ہیں جو کہتے ہیں کہ روز غدیر مشہور جنگ کا نام ہے۔ لیکن انہوں نے کبھی اس مشہور جنگ کے راز سے پردہ نہیں اٹھایا کہ کس تاریخ میں اس جنگ کا واقعہ ہے۔ (ان کا ارادہ ہے کہ کلام خدا کو بدل دیں۔ ان کے دل شک وشبہ کا شکار ہیں وہ اسی میں جھولتے رہیں گے۔)

شاعر کے حالات:

ابوالحسن یا ابوالحسین۔ مہیار بن مرزویہ دیلمی بغداد کے محلہ کرخ میں کوچہ ریاح میں سکونت پذیر تھے۔ عربی ادب کا بلند ترین پرچم تھے۔ جن کا مشرق سے مغرب تک ڈنکا بج رہا تھا۔ نفیس ترین گنجینہ سرشار تھے۔ اساس سخن رکھنے والے اور قصر ادب کو آسمان تک پہونچانے والے عرب نغمہ نگاروں کے

۱۔(دیوان مہیار؛ ج۴،ص۱۹۸)

پیشاپیش تھے۔انھوں نے لغت عرب پر عظیم احسان کیا اس لئے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔شعروادب کی ثنا میں رطب اللسان ہے فضل وحسب ان کی ثنا گستر عرب نسل ان سے ناتہ جوڑکران کی بے کراں فضیلت کی قرضدار ہوگئی۔اس کی گواہی خودان کا شعری دیوان دے گا جو بڑے اوراق پر پھیلا ہوا چار اجزاء میں ہے۔اوراس میں فنون متنوعہ اور ہیئت مختلفہ کے جوہر دکھائے گئے ہیں۔انہوں نے تصویر خیالی اور معانی کی بھرپور روش کو اپنایا یہاں تک کہ تصویر تخئیل قاری کے سامنے مجسم ہوکر آگئی۔ان کا اسلوب استوار، ادب توانا اور رنگارنگ ہے۔ان کے عہد میں تنظیم فنکاروں کی کمی نہیں تھی لیکن وہ سب پر بازی لے گئے۔ بروز جمعہ جامع مسجد منصوری میں تشریف فرما ہوتے اوراپنے اشعار سناتے۔(۱)

صاحب دمیۃ القصر (۲) نے قطعی مبالغہ نہیں کیا ہے۔وہ کہتے ہیں :وہ صاحب فضل وادب شاعر تھے جن کا ڈنکا بج رہا تھا۔نفیس ترین ادیب تھے جنھوں نے دوشیزہ خیال کو ملاحت عطا کی۔ان کے قصائد میں اعتراض کی ذرا بھی گنجائش نہ ہوتی ،شاعری دل میں اتر جاتی ،گویا ناسازگار زمانہ اس خوش نوا آہنگ سے غموں سے بھرپور ماضی کو فراموش کر جاتا تھا۔

البتہ ان کی مذہبی شاعری قوی ترین استدلال واحتجاج سے آراستہ ہوتی تھی۔ان کی مدحیہ شاعری مخلصانہ اور ظالموں کے کرتوت واشگاف کرتی ہوئی ہوتی ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ کینہ توز تذکرہ نگاروں نے ان کی فنی وشعری خوبی کو پردہ خفا میں رکھنے کی کوشش کی ،ان کے حالات زندگی کو کماحقہ منظر عام پر آنے نہیں دیا۔ان کا جو بھی تذکرہ ملتا ہے وہ بس واجبی لیکن ان کی شاعری میں حسن تغزل کو دیکھ کر ہر شخص ان کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔حق کی قسم یہ بجائے خود ایک معجزہ ہے کہ ایک پارسی نژاد عربی شاعری میں خود عربوں سے بازی لے جائے جب کہ کسی عجمی شاعر کو عربوں کی برابری کا یارا بھی کمتر ہوتا ہے۔ مہیار کی تو خود عرب شاعروں نے اقتدا کی ہے ،مہیار کو یہ مرتبہ اس لئے نصیب ہوا کہ وہ خاندان رسولؐ کے ماہر اساتذہ ادب سید مرتضی اور سید رضی کے شاگرد تھے۔ان دونوں کے استاد شیخ مفید کے سامنے بھی زانوئے ادب تہہ کیا تھا۔وہ اسی بیکراں سمندر سے سیراب ہوا تھا۔

۱۔(تاریخ خطیب بغدادی؛ ج ۱۳،ص ۲۷۶)

۲۔دمیۃ القصر ؛ص ۷۶ (ج۱،ص ۳۰۲)

کچھ دشمنان آل محمدؐ نے طفلانہ طریقے سے اس پر تیر چلانے کی سعی کی اور ناروا تہمت لگا کر اس کی شخصیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔(۱)

مثلاً یہ کہ وہ غلو وافراط کے شکار تھے۔ ایسا ہرگز نہیں تھا، یہ مہیار جیسے بلند قامت کی شان میں گستاخی ہے، مہیار کا بارور ادب، فضل نامور، سیرت پاک، نور واضح اور علوی مذہب کے ساتھ خسروانہ نغمگی تھی جس کی وجہ سے تذکرہ نگاروں نے ان کی تعریف کے پل باندھے ہیں۔ اس بات میں کوئی زیان نہیں کہ کل دین مجوس پر تھے اور آج دین اسلام اور مذہب علوی کے ساتھ ادب عربی کی نشو ونما میں مصروف ہیں۔ ان کی نغمگی ان کی باطنی طہارت کا پتہ دیتی ہے۔ ان کے شعروں نے ان کی روحانیت بلند کر کے انہیں زندہ جاوید بنا دیا۔

انہوں نے ہر شرف وعظمت سے اپنی ذات کو آراستہ کیا۔ ان کے گزشتہ مذہب کو مورد طعن بنایا جائے تو لازم ہے کہ تمام صحابہ کو بھی مورد طعن بنایا جائے۔ اسلام گزشتہ باتوں کو محو کر دیتا ہے اسی لئے مہیار دیلمی اپنے معزز خاندان کو شرف اسلام اور حسن ادب سے وابستہ کر کے افتخارانہ نغمہ سرائی کرتے ہیں:(۲)

اعجبت بی بین نادی قومها ام سعد فمضت تسئال بی

سرها ما علمت من خلقی فارادت علمها ما حسبی

لاتخالی نسبا یخفضنی انا من یرضیک عند النسب

قومی استولوا علی الدهر فتی ومشوا فوق الرووس الحقب

عمموا بالشمس هاماتهم وبنوا ابیاتهم بالشهب

وابی کسری علی ایوانه این فی الناس اب مثل ابی؟!

''ام سعد میرے خاندان کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی ہے وہ میری سیرت سے خوش تھی اس لئے خاندان کی بھی جویائی ہوئی۔ یہ نہ سمجھو کہ میرا خاندان پست ہے۔ میں اپنے نسب پر خوشنود ہوں

۱۔ المنتظم: (ج۱۵، ص۲۶۰، نمبر ۳۲۰۸) ۲۔ دیوان مہیار دیلمی (ج۱، ص۶۴)

میرے خاندان نے بہادرانہ طریقے سے پوری دنیا پر حکومت کی۔ سالہا سال تک لوگوں کو اپنا مطیع بنایا انہوں نے سورج سے اپنے سر پر عمامہ باندھا۔ شہاب ثاقب پر اپنا گھر بنایا۔ میرے باپ کسریٰ کی طرح کون ہوسکتا ہے۔ صاحب صولت سلاطین ہوں، پھر یہ کہ اسلام بھی میرے نصیب میں آگیا۔ میں نے شرافت کو بہترین باب سے اور دین کو اشرف الانبیاء سے حاصل کیا۔ فخر ومباہات کو چہار طرف سے حاصل کیا۔ عجم کی سرداری اور دین عرب"۔

مہیار نے ۳۹۴ھ میں شریف رضی کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ انہیں سے شعر و ادب حاصل کیا۔ وہ شب یکشنبہ ۵/ جمادی الثانیہ ۴۲۸ھ میں دنیا سے گذر گئے۔ ان کی تاریخ وفات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

مصادر حالات:

۱۔ تاریخ بغداد؛ ج ۱۳؛ ص ۲۷۶

۲۔ منتظم۔ ج ۸؛ ص ۹۴ (ج ۱۵: ۲۶۰ نمبر ۳۲۰۸)

۳۔ تاریخ ابن خلکان۔ ج ۲؛ ص ۲۷۷

۴۔ مرآۃ یافعی ج ۳؛ ص ۴۷

۵۔ دمیۃ القصر ص ۷۰، ۷ (ج ۱؛ ص ۳۰۳)

۶۔ تاریخ ابن کثیر ج ۱۲: ۴۱ (ج ۱۲: ۵۴)

۷۔ کامل ابن اثیر ج ۹؛ ص ۱۵۹ (ج ۶؛ ص ۸۵)

۸۔ تاریخ ابی الفداء۔ ج ۲؛ ص ۱۶۸

۹۔ امل الآمل حر عاملی۔ ج ۲؛ ص ۳۳۹ نمبر ۱۰۲۱

۱۰۔ روض المناظر (ج ۲؛ ص ۴۹)

۱۱۔ الاعلام زرکلی ج ۳؛ ص ۱۰۷۹ (ج ۷؛ ص ۳۱۷)

۱۲۔شذرات ۔ج ۳: ص ۲۴۷ (ج ۵: ۱۴۴)

۱۳۔تاریخ آداب اللغۃ ج ۲: ۲۵۹ (مجلد ۱۴: ص ۹۴)

۱۴۔نسمۃ السحر (مجلد ۹۔ ج ۲: ۵۴۸)

۱۵۔فرید وجدی کی دائرۃ المعارف ۔ج ۹: ۴۸۴

۱۶۔سفینۃ البحار ۔ج ۲: ص ۵۶۳ (ج ۸: ص ۱۵۴

۱۷۔مجلۃ المرشد ۔ج ۲: ص ۸۵

مدح اہل بیتؑ میں ان کا ایک قصیدہ ۴۹ شعروں پر مشتمل ہے۔اس کے پانچ شعروں کا ترجمہ پیش ہے:

''اے کاش موت میرے خون سے سیراب ہو جاتی اور آپ کا خون زمیں پر نہ بہتا۔اے کربلا کے سونے والے! کاش میں بھی آپ کے ساتھ خاک وخون میں غلطیدہ ہوتا۔قریب ہے کہ زمانہ اس دل پر درد کو دشمنوں کے ہاتھ شفا بخش دے۔قریب ہے کہ شوکت حق باطل پر غالب آئے، یہ تمام آرزوئیں خدا کے ہاتھوں پوری ہوں گی۔لیکن ابھی تو میرا جگر پھٹ رہا ہے''۔

امیر المومنینؑ اور امام حسینؑ کا مرثیہ ۴۷ شعروں پر مشتمل ہے۔آپ نے یہ مرثیہ ۳۹۲ھ میں نعمت اسلام سے نہال ہونے کے بعد نذر کیا۔(دیوان میں ۳۹۲ھ ہی درج ہے۔مگر صحیح یہ ہے کہ ۳۹۴ھ میں اسلام لائے)۔(۱)

''اے ابوالحسنؑ! ان لوگوں نے اگر آپ کے حق کا جہالت میں انکار کیا تو خدا کی قسم یہ غلط ہے بلکہ انہوں نے جان بوجھ کر آپ کے حق کا انکار کیا۔ورنہ پھر کیا آپ یکہ تاز میدان شہادت نہ تھے اور کیا آپ خاصف النعل کی حیثیت سے نظیر رسولؐ نہ تھے، کیا آپ ابن عم رسولؐ اور ولی، داماد اور شریک ہدایت نہ تھے۔آپ کے حریف تو آپ کے برابر ہرگز نہ تھے۔آپ کے حریفوں کو آپ کی فضیلتوں سے اس لئے مخصوص کیا کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کے خصوصیات وفضائل کے حصول سے قطعی عاجز ہیں۔بہت

۱۔(دیوان مہیار: ج ۲، ص ۲۵۹)

سے لوگوں نے رنگ بدلے اور بعد رسولؐ خیانت کی۔ فریب وخیانت میں ایک دوسرے سے بازی لے گیا''۔

حسین کے سامنے ایک مرثیہ پڑھا گیا جو فنی لحاظ سے کمزور تھا آپ سے فنی پختگی کے ساتھ اسی بحر میں کہنے کی گذارش کی گئی۔ آپ نے برجستہ ۳۶؍شعر کہہ کے سنا دیئے۔ مطلع ہے

مشیــن لـنــا بیــن میــل وهیف　　فـقـتـل فی قنـلـة وقـل فی نـزیف

مدح اہل بیتؑ میں ایک قصیدہ ۸۷؍شعروں پر مشتمل ہے:

سـلامـن سـلا: مـن بن استـبـدلا؟!　　وكيف مـحــا الآخـر الاولا؟!

مناقب امیر المومنینؑ پر مشتمل ایک قصیدہ ہے جس میں ۱۱۴ شعر ہیں۔

اپنے استاد شیخ مفید کا بھی مرثیہ بڑا والہانہ اور اثر انگیز کہا ہے جس میں ۹۱ شعر ہیں۔

سید شریف مرتضیٰ

ولادت/۳۵۵ھ

وفات/۴۳۶ھ

۴۸ ر شعروں کا یہ غدیریہ صوری و معنوی لحاظ سے عظیم الشان ہے یہاں موضوع غدیر سے متعلق

۵ ر شعروں کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

اما الرسول ...

''رسول خداؐ نے آپ کی ولایت کا برملا اعلان فرمایا۔ اگر سرگشتہ و حیران لوگوں کو آپ کا ڈرانا مفید ہوتا تو آپ نے تو اپنی بات پوری وضاحت سے کہی تھی کوئی کنایہ یا اشارہ نہیں تھا واضح طریقے سے نام لے کر اعلان فرمایا عذر و معذرت کا کوئی شبہ نہ تھا۔

لوگوں کی آنکھوں کے سامنے انہیں بلند کر کے جادہ رستگاری پر رہنما مقرر کیا بروز غدیر مومنوں کے دل کو شفا بخشی دلوں پر آب خنک چھڑکا اور اکثر لوگوں کو گرداب بلا میں جھونک دیا اسی لئے لوگوں کے دلوں میں کینہ و عناد نے جوش مارا ایک نے تو اپنی فریاد سینے میں چھپا لی کہ رسوا نہ ہو اور دوسرے نے ناامید ہو کر اناللہ پڑھ لیا''۔

شاعر کے حالات

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ذوالمجدین ابوالقاسم علی بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم بن امام موسیٰ کاظمؑ۔

اگر شریف مرتضی کے مجد و عظمت کی احاطہ بندی نہ کر سکے تو قلم کو مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا ان کے بلند مرتبہ شخصیت کی کماحقہ تعریف سے زبان کو لکنت ہے کیوں کہ ان کے فضل وشرف کا کوئی ایک میدان نہیں انہیں فضیلت کے جس رخ سے بھی دیکھا جائے وسیع خصوصیات کی جولانی نظر آئے گی، امام فقہ مؤسس اصول، استاد کلام، معلم حدیث، نابغہ شعر، قائد لغت، مفسر قرآن، غرض انہوں نے تمام عربی علوم میں نقوش ثبت فرمائے ہیں علاوہ برایں ان کا نسب تابناک حسب واضح و روشن ہے مزید یہ کہ انہوں نے وقیع ترین دینی خدمات انجام دی ہیں۔ شیعیت کی خدمات ممتاز ترین ہیں اسی لئے ان کا نام ہمیشہ باقی رہے گا ان کی وقیع تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ الشافی
۲۔ امامت کی بحث
۳۔ ملخص اصول میں
۴۔ ذخیرہ اصول میں
۵۔ جمل العلم والعمل
۶۔ غرر و دُرر
۷۔ تکملہ غرر
۸۔ المقنع
۹۔ الخلاف فقہ میں
۱۰۔ الناصریہ فقہ میں
۱۱۔ الحلبیہ اول
۱۲۔ الحلبیہ اخیرہ
۱۳۔ مسائل جرجانی
۱۴۔ مسائل طوسیہ
۱۵۔ مسائل صباونیہ
۱۶۔ مسائل تبانیات
۱۷۔ مسائل سلاریہ
۱۸۔ مسائل کچھ آیات کے بارے میں
۱۹۔ مسائل رازیہ
۲۰۔ مسائل کلامیہ
۲۱۔ مسائل صیداویہ
۲۲۔ دیلمیہ فقہ میں
۲۳۔ کتاب البرق
۲۴۔ طیف الخیال
۲۵۔ شیب والشباب
۲۶۔ مقمصہ
۲۷۔ مصباح فقہ میں
۲۸۔ نصر الروایہ

۲۹۔ ذریعہ فی اصول فقہ
۳۰۔ شرح بائیہ حمیری
۳۱۔ تنزیہ الانبیاء
۳۲۔ ابطال القول بالعدد
۳۳۔ المحکم و متشابہ
۳۴۔ النجوم و المنجون
۳۵۔ متولی غسل الامام
۳۶۔ اصول اعتقادیہ
۳۷۔ احکام اہل آخرت
۳۸۔ معنی عصمت
۳۹۔ الوجیزہ
۴۰۔ تقریب الاصول
۴۱۔ طیبہ المسلمین
۴۲۔ رسالہ فی علم اللہ
۴۳۔ رسالہ فی الارادۃ حصہ اول و دوم
۴۴۔ رسالہ فی التوبہ
۴۵۔ رسالہ فی التاکید
۴۶۔ رسالہ فی المتعہ
۴۷۔ دلیل الخطاب
۴۸۔ طرق الاستدلال
۴۹۔ کتاب الوعید
۵۰۔ شرح قصیدہ
۵۱۔ الحدود و الحقائق
۵۲۔ مفردات
۵۳۔ الموصلیہ اول و ثانی و ثالث
۵۴۔ مسائل طرابلسیہ دو جلد
۵۵۔ مسائل میافارقین
۵۶۔ مسائل رازیہ
۵۷۔ مسائل محمدیات
۵۸۔ مسائل بادرات
۵۹۔ مسائل مصریہ اول و دوم
۶۰۔ مسائل رملیات
۶۱۔ مختلف النوع مسائل
۶۲۔ مسائل رسیہ اول و دوم
۶۳۔ انتصار
۶۴۔ تفصیل انبیاء بر ملائکہ
۶۵۔ تردید بن جنی
۶۶۔ شعری دیوان
۶۷۔ الصرفہ فی بیان اعجاز القرآن
۶۸۔ الرسالہ الباہرہ فی عترت الطاہرہ
۶۹۔ تردید مقالہ ابن عدی
۷۰ جواب ملاحدہ

۷۱۔یتیمۃ الاعراض
۷۲۔عقد ام کلثوم عمر سے
۷۳۔انقاذ البشر من القضا والقدر
۷۴۔الرد علی اصحاب العدد
۷۵۔تفسیر الحمد وسورہ بقرہ
۷۶۔تردید ابن عدی حدوث اجسام کے بارے میں
۷۷۔تفسیر آیت قل لقالوا اتل ما حرم ربکم
۷۸۔تفسیر ولقد کرمنا بنی آدم
۷۹۔تفسیر آیت لیس علی الذین آمنوا و عملوا الصالحات جناح
۸۰۔تتبع ابیات متنبی

کلمات ستائش

نجاشی فرماتے ہیں: ابوالقاسم مرتضیٰ اپنے وقت کے عظیم وممتاز عالم تھے بہت زیادہ حدیثیں سنیں وہ متکلم، شاعر، ادیب تھے اور دینی ودنیاوی علوم پر بھرپور قدرت تھی۔(۱)

مجدی فرماتے ہیں: وہ نقیب نقباء، صاحب نظر، فقیہ، مصنف، دانشوروں کی یادگار اور یگانۂ عصر تھے، میں نے ان سے ملاقات کی، خوش بیان اور پرجوش ذہانت کے حامل تھے۔(۲)

شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں: وہ یگانۂ عصر اور مختلف النوع علوم پر حاوی تھے، فضیلتوں کے جامع کلام، فقہ، اصول، ادب، نحو، شعر ومعانی اور لغت وغیرہ جیسے علوم میں سب کے قائد تھے۔(۳)

ثعالبی کہتے ہیں: آج مجد وشرف اور علم وادب کی ریاست وزعامت علم الہدیٰؒ ہی کے ہاتھوں میں ہے، وہ بڑے نفیس اشعار کہتے ہیں۔(۴)

ابن خلدون کہتے ہیں: وہ کلام، ادب، اور شعر کے امام تھے شیعیت پر ان کی گرانقدر تصانیف ہیں۔

۱۔فہرست نجاشی ۱۹۲
۲۔(المجدی) ۱۲۵
۳۔فہرست شیخ ص ۹۹ (ص ۴۲۱)؛ خلاصہ علامہ ص ۴۶ (ص ۹۵ نمبر ۲۲)
۴۔تتمہ تیمیہ الدھر (ج ۶۹۵ نمبر ۳۹)

ابن بسام نے ان کا تذکرہ یوں کیا ہے: مسلم ہے کہ آج عراق کی امامت علم الہدیٰؒ کے پاس ہے، وہ علماء عظماء ان کے خوشہ چین، قدیم علوم کے استاد، نکتہ سنج، صاحب سخن، تمام دنیا میں ان کا ڈنکا بج رہا ہے، ان کے اشعار شاخ تازہ تر کی طرح ہوتے ہیں خاصہ خاصان خدا ہیں، علاوہ ازایں ان کی گرانقدر تالیفات بھی ہیں۔(۱)

خطیب تبریزی بیان کرتے ہیں کہ ادیب ابوالحسن علی بن احمد فالی کے پاس جمہرہ ابن درید کا نہایت نفیس نسخہ تھا انہیں اسے بیچنے کی ضرورت محسوس ہوئی علم الہدیٰ نے ساٹھ دینار میں اسے خرید لیا، جب اس کے اوراق پلٹے تو فروخت کرنے والے کے ان اشعار پر نظر پڑے:

''میں اس کتاب سے بیس سال تک مانوس رہا، اب بڑے اندوہ کے ساتھ بیچ رہا ہوں، میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ ہمیشہ کے لئے اس کو جدا کردوں گا۔ آخرکار فقر و فاقہ کی وجہ سے بیچنا پڑا۔ میرے آنسو رواں ہیں دل داغ دار ہے۔''

علم الہدیٰ نے ان اشعار کو پڑھ کر نسخہ انہیں واپس کر دیا اور ساٹھ دینار بھی بخش دیئے۔

ابن زہرہ کہتے ہیں کہ علم الہدیٰ فقیہ، صاحب نظر، شیعہ قائد، فقیہ اہل بیتؑ، دانشمند متکلم فنکار شاعر تھے اور صدقات بہت زیادہ کرتے۔ ان کی خیرات کا ان کے مرنے کے بعد پتہ چلا۔(۲)

اپنے بھائی رضیؒ سے بڑے تھے، ان دونوں جیسا شرف و کمال و اتحاد دیکھنے میں نہیں آیا۔ سید رضیؒ کی موت پر علم الہدیٰؒ جنازہ میں حاضر نہ ہو سکے کیونکہ جنازہ کا منظر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ سید رضیؒ نے پچاس ہزار دینار طلا سے زیادہ دولت چھوڑی۔

شیخ احمد بن مقبل کہتے ہیں کہ اگر کوئی قسم کھا کر کہے کہ علم الہدیٰؒ عربی علم کے سب سے بڑے عالم ہیں تو صحیح قسم ہوگی، ایک استاد مصر نے کہا کہ بخدا میں نے ''غرر و درر'' سے ایسے مطالب حاصل کئے جو سیبویہ اور دوسرے نحویوں کے یہاں بھی نہ مل سکے۔ خواجہ طوسی علم الہدیٰؒ کا نام لے کر صلوات اللہ کہتے پھر کہتے کہ ان پر ضرور صلوات پڑھنی چاہیئے۔

۱۔ وفیات الاعیان (ج ۳۔ ۳۱۳ نمبر ۴۴۳)

۲۔ غایۃ الاختصار (ص ۷۶)

عمدۃ الطالب، دمیۃ القصر اور لسان المیزان میں بھی ان کے فقہ وکلام وحدیث ولغت کی مہارت کا تذکرہ ہے۔(۱)

ابھی بیس سال کی عمر بھی نہ ہوئی تھی کہ سرداری مل گئی، دنیوی ریاست کو علم وعمل سے ہم آہنگ کیا ہمیشہ تلاوت قرآن، نماز شب اور تدریس میں مصروف رہے۔ کسی مرتبہ کو بھی علم سے بہتر نہیں کہتے تھے۔ ان کے علاوہ درجات رفیعہ، شذرات الذہب، تاریخ بغداد، المنتظم، رجال ابوداؤد، لسان المیزان، کشکول، مجالس المومنین، صحاح الاخبار وغیرہ جیسی پچاس سے زیادہ کتابوں میں ان کی مدح سرائی مرقوم ہے۔(۲)

اساتذہ ومشائخ حدیث:

۱۔ شیخ مفیدؒ
۲۔ ابومحمد عکبری
۳۔ حسین بن علی بن بابویہ
۴۔ سعید کوفی
۵۔ مرزبانی
۶۔ شیخ صدوقؒ
۷۔ ابن نباتہ
۸۔ علی بن محمد کاتب
۹۔ عبیداللہ بن یحیٰی
۱۰۔ احمد بن سہل دیباجی

تلامذہ ورواۃ:

۱۔ شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسیؒ
۲۔ سلار دیلمیؒ

۱۔ عمدۃ الطالب: ص۱۸۱ (۲۰۵) دمیۃ القصر ص۷۵ (ج۱ ص۲۹۹) لسان المیزان ج۴ ص۲۲۳ (ج۴ ص۲۵۷ نمبر۵۷۹۷)

۲۔ درجات الرفیعہ (۴۵۹)۔ شذرات الذہب ج۳ ص۲۵۶ (ج۵ ص۱۶۸)؛ تاریخ بغداد ج۱۱ ص۴۰۲؛ المنتظم ج۸ ص۱۲۰؛ رجال ابن داؤد (ص۱۳۶ نمبر۱۰۳۶)؛ کشکول بہائی (ج۲ ص۶۵)؛ لسان المیزان ج۵ ص۱۴۱ (ج۴ ص۲۵۶ نمبر۵۷۹۷)؛ مجالس المومنین ص۲۰۹ (ج۱ ص۵۰۰)؛ صحاح الاخبار ص۶۱؛ البدایہ والنہایہ ج۱۲ ص۵۳ (ج۱۲ ص۶۷ حوادث ۴۳۶)

۳۔ ابوالصلاح ۴۔ قاضی عبدالعزیز طرابلسی
۵۔ شریف محمد بن حسن جعفری ۶۔ ابوصصام مروزی
۷۔ حسن بن محمد موسوی ۸۔ سید تقی بن ابی طاہر الہادی
۹۔ شیخ کراجکی ۱۰۔ شیخ سلیمان صہرشتی
۱۱۔ شیخ دوریستی ۱۲۔ ثابت بنائی
۱۳۔ شیخ احمد بن حسن خزاعی ۱۴ شیخ مفید ثانی
۱۵۔ عبدالرحمٰن بن احمد رازی ۱۶۔ شیخ محمد بن علی حلوانی
۱۷۔ ابوزید کیا بکی جرجانی ۱۸۔ شیخ ابوغانم عاصمی
۱۹۔ فقیہ داعی حسینی ۲۰۔ سید حسین جرجانی
۲۱۔ ابوالفرج بیہقی ۲۲۔ محمد بصری

علم الہدیٰ اور ابوالعلاء معری:

ابوالحسن عمری مجدی میں لکھتے ہیں کہ ۴۲۵ھ میں بغداد میں علم الہدیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ بڑے خوش بیان اور جذباتی تھے۔(۱)

ایک دن ابوالعلاء معری آیا۔ درمیان میں متنبی کا ذکر چھڑ گیا۔ علم الہدیٰؒ نے اس کے اشعار پر تنقید کی، ابوالعلاء نے کہا: جی ہاں! اگر اس نے یہ قصیدہ نہ کہا ہوتا (لک یامنازل فی القلوب منازل) تو اس کی قافیہ سنجی کے لئے کافی تھا۔ علم الہدیٰؒ نے غصہ میں فرمایا کہ گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے نکال دو حاضرین مجلس کو علم الہدیٰؒ کے اس اقدام پر حیرت ہوئی۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو اس اندھے کا عقیدہ کیا تھا۔ وہ اس شعر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا:

واذا اتتک مذمتی من ناقص فھی الشھادۃ لی بانی کامل

۱۔ المجدی (ص،۱۲۵)

''اگر کوئی ناقص شخص مجھ پر اعتراض کرے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میں کامل ہوں''۔(۱)

یہی دہریہ ابوالعلاء ایک بار علم الہدیٰؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: جناب آپ کل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جواب دیا: تمہارا عقیدہ جزء کے بارے میں کیا ہے۔ پوچھا: آپ شعری کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: تم تحیز اور ناعوز کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ پوچھا: آپ سات کے بارے میں کیا فرماتے ہیں: فرمایا سات سے تجاوز کرنے کے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہے؟ پوچھا آپ چوتھائی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ پوچھا: مؤثر کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: مؤثرات کے متعلق کیا کہتے ہو؟ پوچھا: نحسین (دونحس) کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: سعدین (دوسعد) کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

ابوالعلاء مبہوت ہو گیا۔ علم الہدیٰؒ نے فرمایا: ہر ملحد بے وقعت ہے۔ ابوالعلاء یہ کہتے ہوئے اٹھ گیا کہ میں نے قرآن میں پڑھا ہے کہ اے بیٹا! خدا کا شریک نہ قرار دو، یہ بلاشبہ ظلم عظیم ہے۔ علم الہدیٰؒ نے فرمایا کہ یہ شخص دور ہو گیا اب کبھی میری نظروں کے سامنے نہ آئے گا۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ رمز و اشارات کیا تھے؟ فرمایا: اس نے مجھ سے پوچھا کہ کل جو قدیم ہے اسے خالق کی احتیاج کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ جزء کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کیوں کہ ان کے نزدیک جزء حادث ہے اور وہ عالم کبیر ہی سے پیدا ہوتا ہے، یہ جزء ان کے نزدیک عالم صغیر ہے اور عالم کبیر کا جزء ہے کیوں کہ وہ یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اجزاء عالم حادث ہیں اور اس کا مجموعہ قدیم، اس لئے اس نے ستارہ شعری کے متعلق پوچھا، اس کا مطلب تھا کہ یہ کواکب سیارہ ہی سے نہیں ہے کیوں کہ قدیم ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تمہارا تدویر کے متعلق کیا خیال ہے مطلب یہ تھا کہ بطور کلی دوران فلک ہی جس میں شعری بھی ہے اس کے تحویل و تحول کا گواہ ہے اس لئے قدیم نہیں ہو سکتا۔

پھر اس نے عدم انتہا کے متعلق پوچھا کہ یہ عالم لانہایت ہے کیوں کہ قدیم ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جب ہمیں اس کا تحیز و تدویر معلوم ہو گیا تو اس کے عدم انتہا کی حقیقت بھی معلوم ہو گی، اس کا سبع (سات) سے مطلب ارباب نجوم کے سات سیاروں سے تھا۔ میں نے کہا کہ ان کے علاوہ زہرہ، مشتری،

۱۔ الدرجات الرفیعہ (۴۶۰)

مریخ، عطارد، خورشید، ماہ وزحل بھی ہیں کہ جس سے نجومی فیصلے کرتے ہیں۔

مربع سے اس کا مطلب طبائع سے تھا میں نے اس سے طبع واحد اور طبع دوم کے متعلق پوچھا کہ آتش طبیعت واحد ہے جس سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جب انھیں آگ میں ڈال دو گے تو زہومات جل جائیں لیکن کھال سالم رہ جائیگی کیوں کہ خدا نے حیوان کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آگ آگ کو نہیں جلا سکتی اسی طرح برف بھی طبیعت واحد ہے اس سے حشرات پیدا ہوتے ہیں اور دریا کا پانی دو طبیعتیں رکھتا ہے۔ اس میں میڈھک مچھلی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں حالانکہ دہریوں کا کہنا ہے کہ جب تک طبائع نہیں ملیں کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی مؤثر سے اس کی مراد زحل تھا میں نے اس سے کہا مؤثرات کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے یعنی تمام موثرات اسی کی ردیف ہیں ان متعدد مؤثرات کے باوجود مؤثر قدیم کیسے ہوگا دو نحس سے مراد نجوم وسیارہ تھے جب وہ دونوں جمع ہوتے ہیں تو سعدین کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ جب یہ ملتے ہیں تو نحس پیدا ہوتا ہے یہ حکم خدا نے اس لئے باطل کیا ہے کہ معلوم ہو جائے کہ احکام کا تعلق مسخرات سے نہیں ہے کیوں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ شہد اور شکر مل کر حنظل پیدا نہیں کرتے یہ ان کے بطلان عقیدہ کی دلیل ہے میں نے جو کہا کہ ہر ملحد ملحد ہے تو اس سے اس کا شریک مراد لیا تھا کیوں کہ لعنت میں **الحد الرجل عن الدین** کا مطلب ہے وہ دین سے پھر گیا اور الحد کا مطلب ہے ظلم، ابوالعلاء اس کو سمجھ گیا اور اس نے آیت پڑھی: (۱)

﴿یا بنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم﴾

کہتے ہیں کہ ابوالعلاء جب عراق سے جانے لگا تو اس سے علم الہدیٰؒ کے متعلق پوچھا گیا اس نے دو شعر پڑھے مجھ سے علم الہدیٰؒ کے بارے میں پوچھنے والے سن لے کہ وہ ہر عیب و عار سے بری ہیں اگر تم ان کی خدمت میں چلے جاؤ تو دیکھو گے کہ بشریت ان کی ذات میں مجسم ہے اور زمانہ ان کے لحوں میں سمٹا ہے اور پوری زمین ایک گھر میں سمائی ہوئی ہے۔ (۲)

۱۔ الاحتجاج (ج ۲ ص ۶۱۲ نمبر ۳۶۲)

۲۔ بحار الانوار ج ۴ ص ۵۸۷ (ج ۱۰ ص ۴۰۶ باب ۲۶)

علم الہدیٰؒ اور ابن مطرز:

شریف مرتضیٰؒ اپنے دولت کدہ میں تشریف فرما تھے کہ ابن مطرز راستے سے گزرا، جوتیاں پھٹی ہوئی غبار میں اٹا ہوا۔ علم الہدیٰؒ نے فرمایا: تمہارے رکائب کا اشارہ جدھر تھا یہی ہے، آپ نے اس کے اس شعر کی طرف اشارہ کیا تھا:

اذا لم تبلغني اليک رکائبي فلا وردت ماءً ولا رعت العشبا

اس نے کہا کہ جب آپ اس طرح عطا و بخشش کرتے ہیں کہ لینے والا نہیں ملتا پھر بھی میری یہ حالت ہے! یہ سن کر آپ نے اسے انعام اور خلعت عطا کرنے کا حکم دیا۔ (۱)

علم الہدیٰؒ اور زعامت

علم الہدیٰؒ میں دینی و دنیوی ریاست کئی جہتوں سے جمع تھی۔

۱۔ ان میں علمی سرشاری تھی کہ آپ کے سامنے بڑے بڑے علماء آپ کی ہیبت سے بت بنے رہتے افادات سے فیضیاب ہو کر نابغہ عصر اور دانشوران عہد دنیا میں بکھر گئے آپ نے اپنے شاگردوں کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا شیخ الطائفہ طوسیؒ ۱۲ دینار طلا اور قاضی ابوالبراج ۸ دینار اسی طرح تمام تلامذہ وظیفہ پاتے ایک دیہات صرف اس لئے وقف کر دیا تھا کہ اس کی آمدنی سے دانشوروں کے لئے لکھنے پڑھنے کا سامان فراہم کیا جائے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سال قحط آیا ایک یہودی آپ سے تحصیل علم اور روزی کے انتظام کی غرض سے حاضر ہوا آپ نے اس کے لئے وظیفہ مقرر کر کے علم نجوم کی تعلیم دی آخر میں وہ مسلمان ہو گیا۔ (۲)

۲۔ شرافت حسب جو مقام نبوت کا لازمہ ہے آپ سید رضیؒ کے بعد طالبین کے نقیب النقباء مقرر ہوئے یہ منصب بڑا اہم تھا کیوں کہ تمام دنیا میں علویین کی حکومت تھی ان کے معاملات کا تصفیہ، تعلیم، تادیب اور فوجداری کے فیصلے چکانا اسی منصب سے متعلق تھا۔

۱۔ درجات الرفیعہ (۴۶۱)

۲۔ الدرجات الرفیعہ (۴۶۰)

۳۔ پدری و مادری جہت سے خاندانی عظمت یہ ہے کہ دونوں طرف علماء وزعماء کی قطار لگی ہے ،لیاقت وفرمانروائی کا دور دورہ اور دوراندیشی کی وجہ سے امیر الحاج مقرر ہوئے۔

۴۔ عوام کی نظر میں آپ کا جلال و جمال یہ تھا کہ خود آپ کی ذات نے تیس سال تک نقیب نقباء کا منصب بحسن وخوبی انجام دیا۔(۱)

قادر باللہ کی طرف سے فرمان نقیب النقباء میں ان کی خاندانی وجاہت وعلمی عظمت کا اقرار کیا گیا۔ پھر آپ کو علم الہدیٰ کا لقب اس لئے دیا گیا کہ ۴۲۰ھ میں وزیر ابوسعید بیمار ہوا اس نے خواب میں امیرالمومنین حضرت علیؑ کو دیکھا فرمارہے ہیں کہ علم الہدیٰ سے تعویذ مانگ کر باندھ لو اچھے ہو جاؤ گے۔ پوچھا علم الہدیٰ کون ہے فرمایا علی بن حسین موسوی، اس دن سے ابوسعید آپ کو علم الہدیٰ کے نام سے پکارنے لگا۔

آپ کا ایک لقب ثمانین بھی تھا۔ آپ کے کتب خانہ میں اسی ہزار کتابیں تھیں۔ آپ کی زمینداری میں ۸۰ آبادیاں تھیں۔(۲)

اکثر معلقات زندگی میں عدد اسی کا عمل دخیل ہے۔ آپ کی عمر بھی اسی سال ہوئی۔ آپ کی ایک کتاب بھی بنام ثمانون ہے۔

ولادت وفات:

علم الہدیٰ رجب ۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور بروز یکشنبہ ۲۵ ربیع الاول ۴۳۶ھ میں وفات پائی تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے، کچھ تذکرہ نگاروں نے اختلاف بھی کیا ہے۔(۳)

۱۔(صحاح الاخبار ص:۶۱، مستدرک الوسائل ج۳: ص۵۱۶)

۲۔(محقق ثانی کا رسالہ خراجیہ ص۸۵)

۳۔(عمدۃ الطالب ص۲۰۵ اور صحاح الاخبار میں ۱۵ ربیع الاول، تاریخ کامل ج۶ ص۱۲۶ میں آخر ربیع الاول، المجدی (ص۱۲۶) میں ۴۳۶ھ کے آخری ایام، اور شہید اول نے ۲۶ ربیع الاول تحریر کیا ہے۔)

ابوالحسن نجاشی اور سلار دیلمی نے مل کر غسل دیا اور آپ کے فرزند نے نماز جنازہ پڑھائی۔(۱)
اسی دن وقت غروب سپرد لحد کر دیئے گئے اس کے بعد حائر حسینیؑ میں منتقل کیے گئے اپنے بھائی کے پہلو میں آپ کا مرقد مشہور ہے۔(۲)

سید مرتضیؒ کے بارے میں کچھ مہمل باتیں بھی کہی گئی ہیں مثلاً ان کا میلان معتزلیوں کی طرف تھا یا یہ کہ نہج البلاغہ آپ ہی کی اختراع ہے ابن حزم، ابن خلکان، ابن کثیر اور ذہبی کے بعد آنے والوں نے بھی یہی گہار مچائی ہے(۳)

خود تالیفات علم الہدیٰؒ ان کی تردید کرسکتی ہیں نیز یہ کہ میں نے سید رضیؒ کے حالات میں تالیف نہج البلاغہ پر مفصل بحث کی ہے ابن کثیر نے بدایہ(۴) میں ابن خلکان پر دشنام طرازی کی ہے کیوں کہ اس نے علم الہدیٰؒ کی مدح وثنا کی اور شیعوں کے علماء کو اچھے لفظوں کے ذریعہ یاد کیا ہے برتن سے وہی باہر آتا ہے جو اس میں ہوتا ہے اس کی یاوہ گوئیوں کو نظر انداز کرنا ہی مناسب ہے ﴿واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً﴾

شعری انتخاب

علم الہدیٰؒ کے افتخارانہ اشعار جن میں اپنے دشمنوں اور حاسدوں کی مذمت کی ہے اکثر اشعار ہیں مطلع یہ ہے۔(۵)

اما الشباب فقد مضت ایامه   واستل من کفی الغداة زمامه

۱۔رجال نجاشی ص ۱۹۳(ص ۲۷۱ نمبر ۷۰۸)

۲۔عمدۃ الطالب فی المناقب آل ابی طالب (ص ۲۰۵) صحاح الاخبار، الدرجات الرفیعہ (ص ۴۶۳)۔

۳۔(جرجی زیدان کی آداب اللغۃ ج ۱ ص ۲۸۸) مولفات جرجی الذیدان ج ۱۴ ص ۱۳۸ زرکلی کی الاعلام ص ۶۶۷ ج ۴ ص ۲۷۸۔

۴۔البدایہ والنھایہ ج ۱۲ ص ۵۳ (ج ۱۲ ص ۶۷)

۵۔دیوان مرتضیؒ ج ۲ ص ۳۹۳)

ایک امام حسینؑ کا مرثیہ ہے جس میں ۴۸ اشعار ہیں۔(۱)

انتم علی اللہ نزول و ان خال اناس انکم فی الثری

قد جعل اللّہ الیکم کما علمتم المبعث والمحشرا

فان یکن ذنب فقولوا لمن شفعکم فی العفو ان یغفر

اپنی تعریف میں ان کا قصیدہ ۶۹ شعروں پر مشتمل ہے اور دوسرے افتخار میں ۵۹ شعر ہیں ایک امام حسینؑ کا مرثیہ ۵۲ اشعار پر مشتمل ہے۔

یا دار دار الصوم القوم کیف خلا افقک من انجم؟!(۲)

دوسرا مرثیہ جس میں ۵۶ اشعار ہیں:

هل انت راث لصب القلب معمود دوی الفواد بغير الخرد الخود(۳)

تیسرا مرثیہ امام حسین ۲۵ اشعار کا ہے۔

یا یوم ای شجی بمثلک ذاقه عصب الرسول و صفوه الرحمان(۴)

چوتھا مرثیہ یہ ہے۔

اسقی نمیر الماء ثم یلذلی و دور کم ال الرسول خلاء؟!(۵)

پانچواں مرثیہ:

لک اللیل بعد الذاهبین طویلا و وفد هموم لم یردن رحیلاً(۶)

ایک موعظہ ہے جس میں ۴۵ اشعار ہیں۔

۱۔(دیوان مرتضیٰ ج ۱ ۴۸۷)

۲۔دیوان مرتضیٰ ج ۲ ص ۴۸۲۔

۳۔دیوان مرتضیٰ ج ۱ ص ۴۳۶۔

۴۔دیوان مرتضیٰ ج ۲ ص ۵۶۰۔

۵۔دیوان مرتضیٰ ج ۱ ص ۱۵۹۔

۶۔دیوان مرتضیٰ ج ۲ ص ۳۱۱۔

لا تــقــربــن عــضيهة ان الــعــضــاية مــخــزيــات(۱)

اپنے استاد شیخ مفیدؒ کا مرثیہ جس میں ۱۳۹ اشعار ہیں۔

من عــلــى هـذه الـديار اقاما؟! او ضفا ملبس عليه و داما؟!(۲)

۱۔ دیوان مرتضیٰؒ ج۱ص۱۷۱۔

۲۔ دیوان مرتضیٰؒ ج۲ص۲۲۸۔

ابو علی بصیر

وفات ۴۲۲ھ

''پاک ہے وہ ذات جس کا آسمان وزمین میں کوئی مثل ونظیر نہیں
اپنے اقتدار وقدرت کو تمام عالموں پر محیط کر رکھا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔
اور خاتم المرسلینؐ ہمارے نبی ہیں، آسمان کے پروردگار نے ان کا نام احمدؐ رکھا ہے۔
ان کی بعثت کے دن زمین جگمگا اٹھی اور حق تمام کائنات میں واضح ہوگیا
غدیر کے دن حیدر کو آپ نے اپنا بھائی بنایا اور آپ خود ان کے بھائی ہوگئے۔
اور آپ نے مشرکین سے مباہلہ کیا فاطمہؑ، ان کے شوہر اور ان کے دونوں بچوں کو ساتھ لے کر۔ یہ پانچ تن ہیں جن کی بدولت دنیا والوں پر خداوند عالم رحم کرتا ہے، ان کے وسیلہ سے دعا قبول کرتا ہے اور انہیں سے لو لگائی جاتی ہے''۔

شاعر کا تعارف

ابو علی بصیر.... نابینا تھے، حسن بن مظفر نام تھا، نیشاپور کے رہنے والے تھے، اصل وطن خوارزم تھا۔ ابن شہر آشوب نے انہیں تقویٰ شعار شعرائے اہل بیتؑ میں شمار کیا ہے۔(۱) ابن ارسلان نے اپنی تاریخ

۱۔ سماوی کی الطلیعۃ فی شعراء الشیعۃ، جزء اول، معجم الادباء (ج۹ص۱۹۲)

میں ان کی بڑی مدح وثنا کرتے ہوئے کہا ہے: وہ خوارزمیوں کی ادب پروری کرتے، ادب آموز اور ادب وفن کے محاسن کی بھرپور واقفیت رکھتے تھے۔(۱)

ان کی کتابوں کے نام یہ ہیں:

۱۔تہذیب دیوان ادب ۔۔۔ ۲۔اصلاح منطق

۳۔ذیل تتمہ تیمیہ ۔۔۔ ۴۔شعری دیوان دوجلدیں

۵۔دیوان رسائل ۔۔۔ ۶۔محاسن من اسمہ الحسن

۷۔زیادات اخبار خوارزم

نمونۂ کلام

اھلابعیش کان جد موات ۔۔۔ احیا من اللذات کل موات

ایام سرب الانس غیر منفر ۔۔۔ اوالشمل غیر مروع بشتات(۲)

مدحیہ شاعری کا نمونہ

جبینک الشمس فی الاضواء و القمر ۔۔۔ یمینک البحر فی الارواء المطر

و ظلک الحرم المحفوظ ساکنہ ۔۔۔ و بابک الرکن للقصاد الحجر

و سیبک الرزق مضمون لکل فم ۔۔۔ و سیفک الاجل الجاری بہ القدر

انت الھمام بل البدر التمام بل الس ۔۔۔ یف الحسام بل الصارم الذکر

و انت غیث الانام المستغاث بہ ۔۔۔ اذا أغارت علی ابنائھا الغیر

۱۔معالم العلماء(۱۵۲)

۲۔معجم الادباءج۹ص۱۹۲

تغزل کے اشعار یہ ہیں:

اریاشمال؟! ام نسیم من الصبا اتانا طروقا؟! ام خیال لزینبا

ام الطالع المسعود طالع ارضنا فاطلع فیھا للسعادۃ کوکبا؟!

ابوعلی کا بیان ہے کہ میں نے شاعر ہودار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: تم دار فنا سے ابدی گھر میں پہونچ گئے، کیا وہاں سکون ہے؟ جواب دیا: نہیں! یہاں ابدی عذاب سے دوچار ہوں، اندھیرا گھر ہے، جہاں کافروں فاجروں کو رکھا گیا ہے، اپنے اہل وعیال سے کہہ دو کہ مسلمان مرو، کیوں کہ خدا کے یہاں کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

ابوعلی کے فرزند، ابوحفص عمر بھی فقیہ، فاضل اور ادیب تھے، ان کا انتقال شعبان ۴۳۲ھ میں ہوا۔(۱)

۱۔ معجم الادباء ج ۹ ص ۱۹۸، ۱۹۱

ابوالعلا المعری

ولادت ۳۶۳ھ

وفات ۴۴۹ھ

گیارہ اشعار میں سے آخری دو شعروں کا ترجمہ جو غدیر اور تشیع سے متعلق ہیں:

لعمرک ما اسر بیوم فطر ولا اضحی و لا بغدیر خم

''تیری جان کی قسم! نہ تو میں عید فطر میں مسرور ہوتا ہوں، نہ عید الضحی میں، نہ عید غدیر میں

اکثر دیکھتا ہوں کہ سرگشتۂ راہ تشیع گمراہی کا شکار ہیں کیوں کہ وہ اپنے کو شہر قم کی طرف منسوب کرتے ہیں''۔

شعر اور شاعر پر تحقیقی نظر

یہ اشعار ابو العلاء معری کے قصیدے کے ہیں جسے ''لزوم مالا یلزم'' میں نقل کیا گیا ہے، مصری شارح نے غدیر خم کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مکہ و مدینہ کے درمیان تین میل کے فاصلے پر جحفہ کا مقام ہے، ابو العلاء نے اس مصرع میں ''ولا اضحیٰ ولا بغدیر خم'' مذہب تشیع کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی غدیر خم میں رسول خداؐ نے آخری حج سے واپس ہوتے ہوئے علیؑ کے بارے میں فرمایا تھا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں، خدایا! جو اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھ جو اسے دشمن رکھے تو اسے دشمن رکھ، شیعہ وہاں کی زیارت کو جاتے ہیں۔ بنابرایں شیعوں کا شاعر کہتا ہے:

ویوما بالغدیر غدیر خم　　ابان لہ الولایہ لو اطیعا (۱)

مناسب ہے کہ ان شعروں کی شرح میں الغدیر جلد اول کا مطالعہ کیا جائے، جس میں طبقات راویان حدیث اور اس شارح مصری کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

شاعر

اکثر لوگوں نے ابوالعلاء معری کے حالات لکھے ہیں، جو لوگوں میں کافی مشہور ہیں، اس کا شعری دیوان اس کے نابغہ عصر ہونے پر گواہ ہے، عمر بن احمد حلی نے اس کے حالات پر بہترین کتاب ''الانصاف والتحری فی دفع الظلم والتجری عن ابی العلاء معری'' لکھی ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ تاریخ حلب جلد چہارم میں کیا گیا ہے۔ (۲)

اس کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

نسب	خاندانی حالات
خانوادہ	ولادت وتربیت
علمی اشتغال ومشائخ رواۃ وقراء کتاب	تالیفات لگ بھگ ۶۵ رسائل
سفر بغداد اور معری واپسی ذکاوت وذہانت	خلفاء وامراء کے یہاں عظمت
دولت کی کمی کے باوجود سخاوت عفت	ایک فصل کتاب فصول وغایات سے
ابوالعلاء سلاطین کی نظر میں	بدعقیدہ کہنے والوں پر ایک نظر
خوش عقیدہ کہنے والے	وفات ومراثی
حسن عقیدہ پر آخری بات	

۱۔ یہ شعر کمیت کا ہے، پہلا مصرع صحیح یہ ہے: ویوم الدوح دوح غدیر خم

۲۔ اعلام النبلا بتاریخ حلب الشہباز ج۴ ص۱۸۰، ۷۷ (ج۴ ص۷۲، ۱۸۰، ۷۷، نمبر ۶۳)

المویدفی الدین

وفات ۴۷۰ھ

۶۷/شعروں کے قصیدے میں علامہ امینیؒ نے یہاں ۳۶/شعر درج کیۓ ہیں، موضوع ولایت سے متعلق ۷اشعروں کا ترجمہ پیش ہے (شعر۲۰ تا آخر):

''جمہور کے افراد جو تعداد میں زیادہ ہیں، کہتے ہیں کہ کوثر و سلسبیل ہمارے لیۓ ہے۔ اس دنیا کے بعد اس دنیا میں پاکیزہ اور اچھا کھانا پانی ملے گا، ان کی تمام باتیں بازاری اور پروپگنڈہ ہیں۔ عقل کی روشنی میں ناقابل قبول۔ جس امت نے امام کا حق امامت ضائع کیا۔

وہی سیاہ کار و ظلوم و جہول ہے۔ بدگوہر، انسان لیکن شیطان صفت، فریب کار و ذلیل ہے، گمراہ، رشتہ دین میں سرگشتہ، ان پرواۓ ہوانہوں نے میدان کربلا میں اساس دین کو الٹ دیا، اس اجمال میں بڑی تفصیل پوشیدہ ہے۔

انہوں نے دین کی مہار عورتوں اور ہجڑوں کے حوالے کردی، ایسے کمزوروں کے ہاتھوں میں کہ جن میں رہبری کی صلاحیت نہ تھی''۔

آگے فرماتے ہیں:

اگر وہ چوپاۓ حقیقت ہوتے تو اس بات کی پیروی کرتے کہ جب رسولؐ نے قیام فرمایا تھا، اس سلسلے میں آیت بلغ نازل ہوئی تھی، غدیرخم میں، جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوۓ تھے، وہی مرتضی علی، صاحب حق ولایت، آیات قرآنی اس پر گواہ ہیں۔

دنیا والوں پر حجت خدا، دشمنوں کے سر پر اٹھی ہوئی تلوار

انہوں نے عناد و انکار میں صاحب فرمان کو نظر انداز کیا حالانکہ وہ تمام دنیا والوں سے بہتر تھے، اہل بیتؑ وہ ہیں کہ جن کے متعلق حلال و حرام بنانے والے قرآن میں آیات نازل ہوئیں، وہ اندھے پن اور جہالت سے امان ہیں وہ صراط مستقیم ہیں اور وسیع سایۂ الٰہی ہیں''۔

دوسرا قصیدہ

۵۱ر اشعار پر مشتمل ہے۔ پانچ اشعار کا ترجمہ پیش ہے:

''یہ درخشاں قبہ، قبہ حیدر ہے جو وصی رسولؐ اور خدا کی طرف سے ہادی بنائے گئے تھے۔

رسول مصطفیؐ کے وصی اور ان کے ابن عم تھے، جنہیں رسول نے غدیر خم میں مولا بنایا۔

جن کے لئے ایک قوم تو مناسب بات کہتی ہے اور ایک قوم مسیح کی طرح حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔

بڑا مزہ آتا ہے اس کے روضہ کی ضریح کے گرد طواف کرنے، نماز پڑھنے اور خشوع برتنے میں''۔

تیسرا قصیدہ

۶۰ر اشعار میں سے چھ شعروں کا ترجمہ پیش ہے

ہائے آل رسولؐ کے شیعوں کو قتل کیا گیا ظلم و ستم سے اور ان کی ہتک حرمت کی گئی، افسوس ہائے افسوس کہ ان کا خون بہایا گیا، ان کے سر تن سے جدا کئے گئے۔

ان کا جرم صرف یہ تھا کہ وہ وصی رسول کو اپنا امیر تسلیم کرتے تھے۔

جس طرح ان لوگوں نے دشمنی قریش کا بہانہ کیا اور غدیر کے فرمان ولایت کو چھوڑ دیا۔

اے بدترین قوم! تم نے شقاوت و عناد میں راہ ہدایت کو مسدود کر دیا، آفتاب ہدایت کے چہرہ کو تیرہ و تاریک کر دیا۔

قیامت میں شافع محشر تمہارے حریف ہوں گے، خدا کی طرف سے جہنم میں تمہارا ویل و ثبور ٹھکانا ہے۔

شعری تحقیق

یہ قصیدہ موید نے فتنہ بغداد کے سلسلے میں کہا تھا جو ۴۴۳ھ میں واقع ہوا، شیعوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے کیوں کہ وہ روضہ امام موسیٰ کاظم کے جواری تھے اور وہاں پناہ گزین تھے۔

کامل بن اثیر میں اس فتنہ کا سبب یوں مندرج ہے کہ اہل کرخ نے دروازہ سماکین بنانا شروع کیا اور قلائین بقیہ باب مسعود بنانے لگے، کرخ والوں نے مکمل کر کے اس کے میناروں پر سنہرے حروف سے "**محمد علی خیر البشر**" لکھ دیا، اہل سنت نے منع کیا وہ کہتے تھے کہ "**محمد و علی خیر البشر فمن رضی فقد شکر و من ابی فقد کفر**" لکھا گیا ہے۔ کرخ والوں نے کہا کہ ہم نے وہی لکھا ہے جو پہلے سے یہاں لکھا ہوا تھا، ہماری مسجدوں میں یہی لکھا رہتا ہے، خلیفہ قائم بامر اللہ نے عباسیوں کے نقیب اور علویوں کے نقیب فرزند سید رضی کو تحقیقات پر مامور کیا، ان دونوں نے خلیفہ کو رپورٹ دی کہ کرخ والوں کی بات صحیح ہے، انہوں نے اپنے رواج سے زیادہ نہیں لکھا ہے، خلیفہ نے حکم دیا کہ الملک الرحیم کے کارندوں سے جنگ نہ کریں لیکن اہلسنت نے حکم نہیں مانا۔

اسی درمیان ابن مذہب قاضی اور زہیری وغیرہ جو حنبلی اور عبد الصمد کے ساتھی تھے، شیعوں کو جنگ پر ابھارنے لگے، الملک الرحیم کے کارندوں نے بھی رئیس الرؤساء کے عناد میں اس فتنہ کو ہوا دی اور خاموش تماشائی بنے رہے۔

دوسری طرف اہل سنت نے شیعوں پر آب دجلہ روک دیا حالانکہ نہر عیسیٰ باندھ کے طور پر تھی، شیعوں کے لئے پریشانی بڑھ گئی، کچھ لوگ ہمت کر کے دجلہ سے مشکوں میں پانی بھر لائے اور پھر عرق گلاب چھڑک کے آواز دی۔ پانی سب کے لئے ہے۔ سنیوں کو اس پر بڑا غصہ آیا رئیس الرؤسا شیعوں پر سختی کرنے لگا، شیعوں نے مجبوراً خیر البشر کو کاٹ کر علیہما السلام لکھ دیا پھر بھی سنی نہ مانے، وہ کہتے تھے کہ ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک محمد و علی کے نام کو نہ مٹا دیا جائے اور اذان میں حی علی خیر العمل نہ ختم کر دیا جائے، شیعہ کبھی ماننے پر آمادہ نہ تھے، اس طرح ہنگامہ ۳ ربیع الاول تک چلتا رہا، اسی درمیان ایک مرد ہاشمی سنی قتل کر دیا گیا، وہ لوگ اس کی لاش کو حربیہ کوچہ دروازہ بصرہ وغیرہ میں گھمانے

لگے بہت سے لوگ جمع ہو گئے، جب اس کی لاش کو مقبرہ احمد بن حنبل میں دفن کیا گیا تو اچھا خاصا مجمع ہو گیا وہاں سے نکل کر یہ لوگ تبن کی طرف مشہد کی راہ میں چلے، دربان نے دروازہ بند کر لیا وہ نقب زنی پر آمادہ ہو گئے اور ڈرانے دھمکانے لگے، دربان نے ڈر سے دروازہ کھول دیا، وہاں سنیوں نے گھس کر خوب لوٹ مار مچائی، سونے چاندی کے آلات، قندیل وغیرہ اور حرم کو تباہ کر دیا، آدھی رات کو غارت گری سے باز آئے۔

دوسرے دن صبح کو پھر روضہ میں گھس گئے، تمام قبرستان میں آگ لگا دی، ضریح موسی بن جعفر اور ضریح محمد بن علی کو مع دیوار قبہ جلا ڈالا، بنی بویہ کے تمام بادشاہوں کی قبریں جلا ڈالیں، وزیروں، رئیسوں وغیرہ کی قبریں بھی نذر آتش کر دیں۔

دوسرے دن پانچ ربیع الاول تھی، اس دن بھی روضہ مبارک کو لوٹا تربت موسی بن جعفر اور محمد بن علی کو کھودنا چاہا تا کہ جسد اطہر کو نکال لیں اور مقبرہ احمد بن حنبل میں دفن کریں اس قدر لوٹ مار مچائی کہ نشان قبر تک مٹ گیا، غبار سے وہ جگہ اٹ گئی۔

اسی درمیان عباسیوں کا نقیب اور تمام ہاشمی اور اہل سنت حالات سے مطلع ہوئے اور لوٹ مار کو روکا۔
ادھر شیعوں نے خانقاہ حنفی پر ہجوم کیا اور اسے لوٹ لیا، وہاں کے مدرس ابو سعد سرخی کو قتل کر ڈالا، مدرسے کے تمام کمرے جلا ڈالے۔

ہنگامہ جانب غربی سے مشرقی جانب پھیل گیا، دروازہ طاق، بازار بخ بھی ہنگامے کی لپیٹ میں آ گئے، امام موسی کاظمؑ کے روضے کی آتشزنی کی خبر نور الدولہ کو ہوئی، اسے بہت غصہ آیا، کیوں کہ وہ اور علاقۂ نیل کے تمام باشندے شیعہ تھے، اس لئے خطبہ جمعہ میں جو قائم بامر اللہ کا نام لیا جاتا تھا، سب نے بیک زبان اعتراض کر کے اسے روک دیا، اس سلسلے میں امام کو سرزنش کی گئی تو اس نے کہا کہ میں لوگوں کی مخالفت کی تاب نہیں لا سکتا تھا، سب نے بیک زبان کہا تھا، اس لئے میں نے خطبہ میں نام ترک کر دیا، خلیفہ میں اس شورش کو دبانے کی تاب نہیں تھی، لیکن کچھ دن بعد پھر نام بحال ہو گیا۔
ابن جوزی نے منتظم میں کچھ اضافہ کیا ہے:

عیار طقطقی جو اہل درزی جان سے تھا اس نے خروج کیا، جب اسے جیل بھیجا گیا تو اس نے توبہ کر لی تمام لوگ بغاوت پر آمادہ تھے، دیوار قبہ موسی توڑ ڈالا، مقبرے میں جو کچھ تھا لوٹ لیا بہت سے لوگوں کو قبر سے نکال کر ان کا جسد جلا ڈالا، جیسے عونی، ناشی جذوعی کچھ لوگوں کا جسد دوسرے قبرستان میں منتقل کر دیا، نئی پرانی قبروں کو جلا ڈالا، روضہ مبارک پورا جل گیا، دو ضریحوں کو کھودنے لگے کہ مقبرہ احمد حنبل میں منتقل کر دیں نقیب اور دوسرے لوگ اس سلسلے میں مانع ہوئے۔ (۱)

مزید معلومات کے لئے شذرات الذہب اور تاریخ ابن کثیر دیکھیں۔ (۲)

شاعر کے حالات

ہبۃ اللہ بن موسی بن داؤد، شیرازی، المؤید فی الدین، داعی الدعاۃ، منفرد عالم اور ممتاز شخصیت کے حامل تھے، دانش و ادب کے مشاہیر میں ان کا نام آتا ہے، عربی علوم پر مہارت تھی۔ اگر چہ انہوں نے فارس کی سرزمین پر آنکھ کھولی لیکن ادب عربی سے بہرہ وافی پایا، شعر و شاعری میں بھی کمال حاصل کیا، ایام جوانی ہی سے فاطمین کے مبلغ رہے، بڑی وسیع تبلیغی خدمات ہیں، خود انہوں نے مستنصر باللہ کے سامنے یہ اشعار پڑھے، جن کا مفہوم ہے کہ میں مبلغین کا استاد اور اس فن میں لاثانی ہوں۔

انہوں نے اپنے عقیدے کے لئے بڑے شدائد برداشت کئے، حادثات کا سامنا کیا لیکن تبلیغ کی راہ میں ہر مصیبت ہیچ نظر آتی تھی، ان کے اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ ۴۲۹ھ میں اہواز کا سفر کیا، کیونکہ ان کے اور سلطان ابو کالیجار کے مابین کدورت و عناد ہو گیا، حالانکہ انہوں نے اس کی مدح میں ۵۴ اشعار کا قصیدہ کہا تھا لیکن اس کی خوشنودی خاطر جلب نہ کر سکے، ناچار گھبراہٹ میں بھاگ گئے، اہواز میں بھی سلطان سے امان کی سبیل نظر آئی، وہاں سے حلہ علاقہ خوزستان میں پناہ لی، وہاں سات مہینے رہے پھر وہاں سے حمایت کی امید لیکر ابو منیع "والی موصل" کے یہاں گئے، وہاں بھی پناہ نہ ملی تو مصر چلے گئے،

۱۔ المنتظم ج ۸ ص ۱۵۰ (ج ۱۵ ص ۳۳۰ حوادث ۴۴۳)

۲۔ شذرات الذہب ج ۳ ص ۲۷۰ (ج ۵ ص ۱۹۱ حوادث ۴۴۳ھ)؛ البدایۃ والنہایہ ج ۱۲ ص ۶۲ (ج ۱۲ ص ۷۹ حوادث ۴۴۳ھ)

وہاں کچھ دن رہ کے شام گئے، وہاں سے پھر مصر چلے آئے اور وہیں بقیہ زندگی گذاری ۴۷۰ھ میں انتقال کیا۔

آپ کی علمی حالت کا پتہ تالیفات سے چلتا ہے، کلام و مناظرہ پر اور ابوالعلاء کے مسئلہ گوشت خوری پر رسالہ لکھا ہے، اچھے مناظر بھی تھے، علماء شیراز اور اہل خراسان سے مناظرے کئے، تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

مجالس مویدیہ	مجالس مستصریہ
دیوان موید	سیرۂ مویٔد
شرح عماد	ایضاح وتبصیر در فضیلت روز غدیر
ابتداء وانتہاء	جامع الحقائق
قصیدہ اسکندریہ	نہج العبارۃ
سوال وجواب	اساس التاویل

ابن جبر مصری

ایک سوچھ شعروں کا قصیدہ ہے(۱)،جس کا مطلع یہ ہے:

یــا دار غــاد لــی جدید بلاک　　　رث الجدید فهل رثیت لذاک؟!

موضوع غدیر سے متعلق:

یـــا امة ضــلــت سبیـل لـذاک

''اے امت سرگشتہ گمراہ، تمہارے خام پیر صاحب نے تمہیں گمراہی کی راہ پر ڈال دیا۔ وہ خائن تھے جنہیں امین سمجھتے ہو، حق امانت ضائع کیا''۔

آگے کہتے ہیں:

و غــدرت بــالــعهــد المو کد عقده　　　یــوم'' الــغــدیر'' له فماعذراک

''اور یوم غدیر خم جو تم سے تاکیدی عہد لیا گیا تھا، اس کے ساتھ غداری کی، تو تم بدعہدی کی معذرت میں کیا کہو گے؟

حق سے منھ پھیر لیا، باطل کی طرف دوڑ پڑے بہت جلد اپنا انجام دیکھو گے، خدا کے لئے بتاؤ کہ تم نے ایسے وصی رسول سے روگردانی کی کہ ان کی جوتیوں کا پاسنگ بھی دوسرے لوگ نہیں۔

قسم خدا کی! محبت حیدرؑ وہی نعیم ہے جس کے متعلق قیامت میں باز پرس ہوگی لیکن اس خاندان سے عناد نے تمہیں دھتکار دیا۔ جو تمام علوم کا دانا اور تمام مشکل مسائل کا حل کرنے والا تھا۔ تم اس کا تقابل

۱۔ اعیان الشیعہ ج۱۵ص ۲۶۳ (ج۴ص ۶۳)

ایسے شخص سے کرتے ہو جس پر شیطان سوار رہتا ہے، خود اس کی گواہی اس بارے میں ہے جو کافی ہے۔ جس نے بروز جنگ ہر ایک کی گردن اڑائی اور کمر سے دو ٹکڑے کئے، جبریل نے اس کی صولت و سطوت دیکھ کر آواز دی۔ ذوالفقار کی طرح کوئی تلوار نہیں اور علیؑ کی طرح کوئی جوان نہیں۔ ایسے کا تقابل ایسے بزدل سے کرتے ہو جو جنگ کی ہول سے میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا تھا۔

شاعر کا تعارف

ابن جبر مصری.... فاطمین کے خلیفہ ''مستنصر باللہ'' کے وقت کے شاعر ہیں، ان کی پیدائش ۴۲۰ھ میں ہوئی اور وفات ۴۸۷ھ میں۔

مقریزی نے اس کا تذکرہ خطیط میں مراسم افتتاح خلیج کے موقع پر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک شاعر ابن جبر کے نام سے معروف تھے قصیدہ کہا، جس کے دو شعر یہ ہیں:

فتح الخليج فسال منه ماء وعلت عليه الراية البيضاء

فصفت موارده لنا فكانه كف الامام فعرفها الاعطاء

لوگوں نے اعتراض کیا کہ خلیج سے تو صرف پانی ہی نکلتا ہے، یہ کس قسم کا شعر ہے، شاعر نے بقیہ قصیدہ نہیں پڑھا۔

پانچویں صدی کے شعراء کے دوسرے قصائد بھی ہیں، مثلاً ابن طوطی واسطی، خطیب منبجی، علی بن احمد مغربی۔ ان قصائد کو مناقب بن شہر آشوب، تفسیر ابوالفتوح رازی، صراط مستقیم بیاضی درالنظم ابن حاتم وغیرہ میں دیکھا جا سکتا ہے، لیکن ان سے اس لئے نقل کرنے سے اعراض کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے۔ اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ یہ شعراء عندلیبان غدیر میں ہیں، حدیث غدیر کو ان شعراء نے نظم کیا ہے اور لفظ مولی کو مفہوم امامت ہی میں نظم کیا ہے یعنی زعامت کبری دینی، اولویت امور دین و دنیا۔

عندلیبان غدیر

(چھٹی صدی ہجری)

۱۔ ابوالحسن فنجکردی
۲۔ ابن منیر طرابلسی
۳۔ قاضی ابن قادوس
۴۔ ملک صالح
۵۔ ابن عودی نیلی
۶۔ قاضی جلیس
۷۔ ابن مکی نیلی
۸۔ خطیب خوارزمی
۹۔ فقیہ عمارہ

ابوالحسن فنجکردی

لاتـــنکـرن غـدیـر خـم انـه   کـــا لشمس فی اشراقھا بل اظھر

''ہرگز غدیرخم کا انکار نہ کرنا کیونکہ وہ دوپہر کے سورج کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے ، جو حدیث محکم سند کے ساتھ اشراف کائنات احمد مصطفیٰؐ سے ملے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اس حدیث غدیر میں حیدرؑ کی امامت، ان کا جلال اور کمال قیامت تک کے لئے مذکور ہے۔

اس کی روشنی میں جو شخص ولایت مرتضیٰؑ کا اقرار کرلے اس کے لئے لازم ہے کہ انہیں سے احکام خداوندی کو حاصل کرے اور انہیں کے آثار کی پیروی کرے''۔

شعری تتبع

فنجکردی کے معاصر شیخ فتال نے روضۃ الواعظین میں، ابن شہر آشوب نے مناقب میں، قاضی نے مجالس میں اور قطب الدین اشکوری نے محبوب القلوب میں، ان کے علاوہ صاحب ریاض العلماء نے ان اشعار کو نقل کیا ہے۔(۱) مناقب ابن شہر آشوب اور مجالس المومنین و ریاض العلماء میں یہ اشعار بھی ہیں: (۲)

۱۔ روضۃ الواعظین ص ۹۰ (۱۰۳)؛ مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۵۴۰ (ج ۳ ص ۵۵)؛ مجالس المومنین ۲۳۴ (ج ۱ ص ۵۶۳)؛ ریاض العلماء (ج ۳ ص ۳۵۴)؛ محبوب القلوب (ج ۲ ص ۳۲۳)

۲۔ مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۵۴۰ (ج ۳ ص ۵۵)؛ مجالس المومنین ۲۳۴ (ج ۱ ص ۵۶۳)؛ ریاض العلماء (ج ۳ ص ۳۵۴)

یوم الغدیر سوی العیدین لی عید

''میرے لئے عید الفطر اور عید الضحیٰ کے علاوہ ایک اور عید بھی ہے، جس کا نام ''عید غدیر'' ہے جس میں سادات مسرور اور سلاطین شاداں ہوتے ہیں۔

اس دن مرتضیٰؑ نے امامت پائی اور اس میں ان کے لئے شرافت و مجد و بزرگی ہے۔

اس دن احمد مجتبیٰؐ نے دن چڑھے تمام کالے گورے مجمع میں آپ کی امامت کا اعلان فرمایا۔

پس خدا ہی کی حمد ہے جو کبھی منقطع نہ ہو کہ اس نے احسانات و الطاف و کرم سے بہرہ مند فرمایا''۔

بلاشبہ فنجکردی جیسا کہ حالات زندگی سے معلوم ہوگا کہ ائمہ لغت میں سے تھے، انہیں الفاظ کے حقائق معانی اور اس کے محل استعمال کی بھرپور واقفیت تھی، وہ گفتگو کے تصریحات اور لہجے نیز تعبیراتی مفہوم پر عبور رکھتے تھے، انہوں نے اپنے ان اشعار میں لفظ مولا کا مفہوم امامت اور احکام دین میں مرجعیت ہی سمجھا ہے، ان کے موتیوں جیسے یہ اشعار ہمارے استدلال کا بہترین ثبوت ہیں، کیونکہ ہم لفظ مولا کو امامت ہی کے معنی میں سمجھتے ہیں۔

شاعر کے حالات

استاد ''ابوالحسن علی بن احمد'' نیشاپور کے دیہات فنجکرد کے رہنے والے تھے (۱)، مرد میدان ادب اور لغت کے حاذق امام سمجھے جاتے تھے، اسی کے ساتھ وہ فقہاء و محدثین میں بھی شمار کئے جاتے تھے۔

سمعانی انساب میں کہتے ہیں: علی بن احمد فنجکردی ادیب توانا اور سلیس نظم و نثر کے ماہر تھے تمام عمر بلکہ بڑھاپے میں بھی احساس ذوق ادب سے سرشار رہے، لغت کے اصول یعقوب بن احمد سے حاصل کئے، پاکدامن، بے تکلف، خوش بیان، حق شناس اور خوش کردار تھے، بڑھاپے میں گٹھیا کا مرض لاحق ہوگیا تھا، اس لئے خانہ نشین ہوگئے، احباب علماء سے ملاقات کرنے سے معذور ہوگئے تھے، اس لئے نیابت میں دوسروں کو بھیج کر تحقیقی کام انجام دیتے، قاضی ناصحی سے علم حدیث حاصل کیا اور مجھے تمام

مسموع حدیثوں کی روایت کا اجازہ مرحمت فرمایا۔ شب جمعہ ۱۳؍ماہ رمضان ۵۱۳ھ وفات پائی، جامع قدیم میں نماز جنازہ ہوئی اور مقبرہ نوح واقع درحیرہ میں دفن ہوئے۔

معجم الادباء میں ہے: وہ ادیب و فاضل تھے، میدانی نے ان کی بڑی ستائش کی ہے، ۵۱۲ھ میں انتقال کیا(۲) بیہقی نے وشاح میں لکھا ہے کہ امام علی بن احمد فنجکردی شیخ الافاضل کے لقب سے نوازے گئے، اپنے وقت کی محیر العقول شخصیت تھی۔ استاذ فن، سرآمد روزگار، نکتہ پرداز و شیریں سخن تھے۔

عبدالغفار فارسی کہتے ہیں:

علی بن احمد ادیب توانا، سلیس نثر و نظم کے ماہر تھے، لغت کو یعقوب بن احمد ادیب سے حاصل کیا پھر خود استاد ہو گئے، آخر عمر میں گٹھیا کا مرض لاحق ہو گیا اور نیشاپوری ۵۱۳ھ ۱۳؍رمضان کو انتقال کیا۔

فنجکردی کے معاصر انشائیہ نگار اسعد بن مسعود عتبی کہتے ہیں:

یا اوحد البلغاء و الادباء   یا سید الفضلاء و العلماء

یا من کان عطار دأ فی قلبہ   یملی علیہ حقائق الاشیاء (۳)

سیوطی وحموی نے بھی بڑی ستائش کی ہے اور وفات کا سال ۵۱۳ھ بعمر اسی ۸۰ سال لکھا ہے، (۴)

استاد فتال نیشاپوری روضۃ الواعظین میں کبھی شیخ الامام اور کبھی شیخ الادیب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔(۵)

مجالس المومنین، ریاض العلماء، روضات الجنات اور شیعہ و فنون الاسلام میں ان کی بڑی ستائش کی گئی ہے۔(۶)

ابن شہر آشوب نے ان کی تالیفات میں تاج الاشعار و سلوۃ الشیعہ کی نشاندہی کی ہے۔(۷) جس

۱۔ الانساب (ج ۴ ص ۴۰۲)

۲۔ معجم الادباء ج ۵ ص ۱۰۳ (ج ۱۲ ص ۲۷۰)

۳۔ معجم الادباء ج ۲ ص ۲۴۲ (ج ۶ ص ۹۷)

۴۔ بغیۃ الوعاۃ ص ۳۲۹ (ج ۲ ص ۱۴۸ نمبر/۱۶۷)

۵۔ روضۃ الواعظین (۱۰۳ نمبر/۲۳۶)

۶۔ مجالس المومنین ص ۲۳۴ (ج ۱ ص ۵۶۲)؛ ریاض العلماء (ج ۳ ص ۳۵۲)؛ روضات الجنات ص ۴۸۵ (۵ ص ۲۴۹ نمبر/۵۰۳)

الشیعہ وفنون الاسلام ص ۱۳۶ (۱۷۴)

۷۔ معالم العلماء (ص ۷۱ نمبر/۴۸۱)

میں امیر المومنین کے اشعار ہیں۔ مناقب میں اس کے حوالے سے اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں، (۱) اسی طرح استاد قطب الدین خدری نے اس حوالے سے انوار العقول من اشعار وصی الرسول میں حضرت علیؑ کے اشعار نقل کئے ہیں اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ تاج الاشعار میں دو سو سے زیادہ حضرت علیؑ کے اشعار جمع کئے گئے ہیں۔

صاحب ریاض الجنۃ نے روضۂ چہارم میں فنجکردی کے یہ دو اشعار بھی نقل کئے ہیں:

و اذا ذکرت الغر من هاشم   تنافرت عنک الکلاب الشارده

فقل لمن لامک فی حبه   خانتک فی مولودک الوالده

جب تم بنی ہاشم کے روشن چہرے والوں کا تذکرہ کرو تو بھونکنے والے کتے تم سے نفرت کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں، ان سے کہہ دو کہ تم ان کی محبت میں مجھے ملامت کرتے ہو؟ تمہاری پیدائش کے سلسلے میں تمہاری ماں نے خیانت کی ہے۔

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ فنجکردی نے ان دو شعروں میں اس حدیث رسولؐ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس میں رسولؐ نے فرمایا کہ علیؑ سے وہی نفرت رکھے گا جو حرامی ہوگا۔

۱۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم گروہ انصار اپنے بچوں کو حب علیؑ سے آزماتے تھے، اگر ہمارے بچوں میں محبت علیؑ نہیں ہوتی تھی تو ہم سمجھ جاتے تھے کہ ہماری بوند سے نہیں ہے۔ (۲)

جزری اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہ مطلب قدیم زمانے سے آج تک مشہور ہے کہ دشمن علیؑ حرامی ہوتا ہے۔

۲۔ حافظ بن مردویہ نے احمد بن محمد نیشاپوری سے حدیث اخراج کی ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ امام شافعی فرماتے تھے کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ ہم لوگوں کو باپ کے علاوہ بغض علیؑ سے بھی پہچانتے تھے (یعنی جس طرح بغیر باپ والا

۱۔ مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۹۹، ۱۳۹، ۱۷۶ (ج ۲ ص ۶۷، ۱۲۳، ۲۱۳)

۲۔ اسنی المطالب جزری ص ۸ (ص ۵۸)؛ شرح ابن ابی الحدید ج ۱ ص ۳۷۳ (ج ۴ ص ۱۱۰ خطبہ ۵۶)

حرامی ہوتا ہے اسی طرح دشمن علی بھی حرامی ہوتا ہے)

۵۔ ابن مردویہ انس سے روایت کرتے ہیں: جنگ خیبر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے بچے کو کاندھے پر لئے برسر راہ بیٹھا ہے، جب حضرت علیؑ نمودار ہوئے تو بولا: اے بیٹا! انہیں دوست رکھتے ہو۔ اگر اس نے کہا: ہاں تو اس پر بوسوں کی بارش کرنے لگا اور اگر اس نے کہا نہیں تو زمین پر دے پٹکا اور بولا تو اپنی ماں کا بیٹا ہے۔

۶۔ حافظ طبری نے کتاب الولایۃ میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: مجھے تین قسم کے لوگ دوست نہیں رکھتے، زنازادے، منافق اور فرزند حیضی۔

۷۔ دارقطنی اور حموینی انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو میرے لئے منبر نصب ہوگا، ایک منادی بطن عرش سے پکارے گا: محمد کہاں ہیں؟ میں جواب دوں گا، وہ کہے گا: اس منبر پر تشریف لے جائیے، پھر پکارے گا کہ علیؑ کہاں ہیں؟ وہ میرے منبر کے ایک زینہ نیچے بیٹھیں گے۔ میں اور علیؑ تشریف فرما ہوں گے تمام لوگ سمجھ لیں گے کہ میں سید المرسلین ہوں اور علی سید المومنین ہیں۔(۱) (حموینی کی روایت میں سید الوصیین ہے)

انس کا بیان ہے کہ اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا: یارسول اللہؐ! اس کے بعد اب علیؑ سے کون نفرت کرے گا، پھر تو وہ حرامی ہے۔ اگر انصار میں سے کوئی علیؑ سے نفرت کرتا ہے تو وہ یہودی ہے، اگر عرب دشمن رکھتا ہے تو اپنے باپ کا نہیں اور دوسرے لوگ علیؑ سے نفرت کرتے ہیں تو وہ شقی اور بدبخت ہیں۔

اس حدیث کو سیوطی نے اس لئے ضعیف کہا ہے کہ اس میں ایک راوی اسماعیل فزاری ہے (۲) حالانکہ اسے ابن حبان نے معتبر کہا ہے۔ (۳) مطین، صدوق اور نسائی اس سے حدیث روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اس موسیٰ کو جن لوگوں نے معتبر کہا ہے ان میں ابوداؤد، امام بخاری، ترمذی، ابن

۱۔ فرائد السمطین (ج ۱ ص ۱۳۴ حدیث ۹۷ باب ۲۲)

۲۔ اللآلی المصنوعۃ (ج ۱ ص ۳۷۷)　　۳۔ الثقات (ج ۸ ص ۱۰۴)

ماجہ، ابن خزیمہ، ساجی اور ابویعلی جیسے محدثین ہیں۔(۱) ان لوگوں نے اس پر ذرا بھی انگلی نہیں اٹھائی ہے، ہاں! اس کا صرف اور صرف ایک گناہ ہے کہ وہ شیعہ ہے اور علوی مذہب ہے۔

ابوبکر صدیق سے مروی ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ وہ ایک خیمے میں ستون سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

اس میں حضرت علی، فاطمہ اور حسن وحسین (علیہم السلام) ہیں، آپ نے فرمایا: اے گروہ مسلمین! میں ان لوگوں سے صلح کرتا ہوں جو اس خیمے والوں سے صلح کریں، میں ان سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کریں، ان کا دوست ہوں جو ان کے دوست اور جو ان کے دشمن ہیں میں ان کا دشمن ہوں ان سے وہی محبت رکھے گا جو نیک طبیعت اور پاک ولادت والا ہوگا اور ان سے وہی نفرت رکھے گا جو شقی طبیعت کا اور ناپاک نطفے کا ہوگا۔(۲)

۹۔ابومریم کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: مجھ سے کافر اور حرامی محبت نہیں کرے گا۔(۳)

۱۰۔ابن عدی، بیہقی، ابوالشیخ اور دیلمی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص میری عترت اور انصار اور عرب کو نہ پہچانے وہ تین میں سے ایک ہے، یا منافق ہے یا زنازادہ ہے یا پھر اس کی ماں نے اسے حالت حیض میں جنم دیا ہے۔(۴)

۱۱۔مسعودی مروج الذہب میں اخبار نوفلی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب حضرت رسولؐ کی خدمت میں تھے اتنے میں علیؑ آئے، رسولؐ نے انہیں دیکھتے ہی مسرت کا اظہار فرمایا: ان کا چہرہ کھل اٹھا، میں نے پوچھا: خدا کے رسولؐ! آپ اس جوان کو دیکھ کر کھل اٹھتے ہیں؟ فرمایا: اے چچا! خدا کی قسم! مجھے اس سے والہانہ محبت ہے جو نبی بھی مبعوث ہوا اس کی نسل دنیا میں باقی رہی اور میری

۱۔تہذیب التہذیب (ج۱ص۲۹۲نمبر۶۰۶)

۲۔الریاض النضرہ ج۲ص۱۸۹ (ج۳ص۱۳۶)

۳۔شرح ابن ابی الحدید ج۱ص۳۷۳ (ج۴ص۱۱۰خطبہ/۵۶)

۴۔الکامل فی الضعفا (ج۳ص۲۰۳نمبر۷۰۰)؛ شعب الایمان (ج۲ص۲۳۲حدیث۱۶۱۴)؛ فردوس الاخبار (ج۳ص۶۲۶حدیث/۵۹۵۵)؛ صواعق محرقہ ص۱۰۳، ۱۳۹ (ص۱۷۳، ۲۳۳)؛ الفصول ص۱۱ (۲۶)؛ الشرف المؤبد ص۱۰۳ (ص۲۱۷)

نسل اسی جوان کی نسل سے چلے گی، جب قیامت برپا ہوگی تو سب کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا لیکن یہ جوان اور اس کے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا کیوں کہ یہ پاک نسب ہیں۔(۱)

۱۲۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا: میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ ایسے شخص کو لعنت کر رہے ہیں جس کی صورت ہاتھی کی سی ہے۔ میں نے عرض کی: خدا کے رسول! یہ کون ہے؟ فرمایا: یہ شیطان رجیم ہے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: اے دشمن خدا! خدا کی قسم ابھی تجھے قتل کر دوں گا اور امت کو تیری مکاریوں سے نجات دے دوں گا۔ اس نے کہا: بخدا! میری پاداش اس کے علاوہ ہے، میں نے پوچھا: کیسی پاداش اے دشمن خدا۔ اس نے کہا: جو بھی تمہیں دشمن رکھتا ہے، میں اس کے باپ کے ساتھ ماں کے رحم میں شریک ہوتا ہوں۔(۲)

حموینی فراید (۳) میں ابوالحسن واحدی کی سند سے اور زرندی نظم (۴)، ربیع بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی سے کہا گیا کہ کچھ لوگوں کو فضائل علیؑ سننا ناقابل برداشت ہوتا ہے، اگر کوئی علیؑ کا نام لیتا ہے تو کہتے ہیں، یہ رافضی ہے۔

یہ سن کر شافعی نے یہ چھ اشعار نظم کر کے سنائے:

اذا فی المجلس ذکروا علیا

''جب کسی بزم میں علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے دونوں فرزندوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی ذکر کرو تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ بدکار عورت کی اولادیں ہیں۔ جب ان کے سامنے علیؑ اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہوتا ہے تو وہ دوسرے مہمل کاموں میں لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چھوڑو بھی یہ

۱۔ مروج الذہب ج۲ ص۵۱ (ج۳ ص۷)

۲۔ تاریخ بغداد ج۳ ص۲۹۰؛ کفایۃ الطالب ص۲۱ (ص۷۰ باب ۳)

۳۔ فرائد السمطین (ج۱ ص۱۳۵ حدیث ۹۸)

۴۔ نظم درر السمطین (ص۱۱۱)

رافضیوں کی باتیں ہیں۔ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو لوگ حب فاطمہؑ کو رفض سمجھتے ہیں، اہل بیتؑ پر خدا کی صلوات اور اس جاہلانہ تصور پر خدا کی پھٹکار"۔

اس خیال کو بہت سے شعراء نے نظم کیا ہے، صاحب بن عباد کے بھی اشعار ہیں۔(۱)

۱۔دیوان صاحب بن عباد (ص ۹۵)

ابن منیر طرابلسی

ولادت/ ۴۷۳ھ

وفات/ ۵۴۸ھ

''میری آنکھوں کی نینداڑ گئی، میرا دل اندیشوں سے بھر گیا۔

تمہاری جدائی کے تصور سے محبت کا دل تیرہ وتار ہو گیا۔

میرے ناتواں جسم کو خستہ کر دیا، میری پلکوں پر بیداری کا سرمہ لگا دیا۔

اس عاشق پر جفا کی جس کی محبت تمہارے حسین چہرے کے لئے بے قرار ہے۔

اے دل! کب تک دھوکے کھائے گا، کب تک دھوکے دیئے جائیں گے؟

کب تک آہو وشوں کی فکر میں رہو گے کہ یہ خوش نوا ہے اور وہ سیم تن۔

اگر شریف موسوی (علم الہدی) بن شریف خاندان مضر کی فرد سے انکار ظاہر ہو جائے تو میں اپنے زر خرید غلام ''تتر'' کو واپس نہ لوں، ان سے منہ پھرا کر عمر سے ناتہ جوڑ لیا ہے۔

راویان حدیث غدیر کو جھوٹا سمجھتا ہوں اور جو ظہور قائم کے ماننے والے ہیں ان پر طعن کرتا ہوں۔

اگر حدیث غدیر کی روایت کی جاتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ حدیث صحیح نہیں۔

غدیر کے دن پرانا کپڑا پہنتا ہوں، غمزدوں کی طرح گوشہ نشیں رہتا ہوں۔

اور جب صحابہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو کہتا ہوں کہ تیمی بڈھا سب سے افضل تھا اس کے بعد ان کا جانشین عمر بن خطاب افضل ہے، اس نے آل رسولؐ پر عناد کی تلوار ہرگز نہیں چلائی اور انہوں نے کبھی

فاطمہ زہراؑ کو میراث سے محروم نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں کہ یزید نے ہرگز شراب نہیں پی، نہ وہ فاسق و فاجر تھا، اس نے کہا تھا کہ فرزندان فاطمہؑ کو آزاد کردو، شمر نے حسینؑ کو قتل نہیں کیا۔ نہ ابن سعد نے غداری کی، عاشورہ کے دن بالوں میں کنگھی کرتا ہوں، مانگ نکالتا ہوں، اس دن روزہ رکھتا ہوں اور دوسرے ایام میں روزے رکھتا ہوں۔

اس دن کچھ شکرانے کی نمازیں بھی پڑھتا ہوں، نئے کپڑے پہنتا ہوں، عید کے لباس صندوق سے نکالتا ہوں، رات بھر جاگتا ہوں، اچھے اچھے کھانے پکواتا ہوں۔

وضو میں الٹی کہنیاں دھوتا ہوں، سفر میں موزوں پر مسح کرتا ہوں۔

نماز میں زور سے آمین کہتا ہوں، دوسروں کو بھی زور سے آمین کہنے کی تاکید کرتا ہوں، کوہان جیسی قبر بنانا سنت سمجھتا ہوں۔

قیامت کے دن میری آنکھیں کھل جائیں گی، نامۂ اعمال منتشر ہوگا، آتش دوزخ بھڑکے گی۔

میں کہوں گا: خدایا! مجھے شریف مرتضی نے شیعیت سے نکال باہر کیا تھا۔

میں کہوں گا: شریف مرتضی کا ہاتھ پکڑ لے، انہیں جہنم ایسی آگ میں پہونچادے، جہاں نہ کھال ختم ہو نہ ہڈیاں ہی باقی رہ جائیں۔

اور خدا گنہگاروں کو بخشنے والا ہے جب کہ وہ توبہ و معذرت کی زبان کھولیں۔

لیکن اسے معاف کرنے والا نہیں جو وصی رسولؐ کے حق کو نہ پہچانے اور ان کی ولایت کا دم نہ بھرے، ایسی بدکرداری پر کہنا چاہیئے: بچو، اچھی طرح بچو"۔(۱)

تحقیقی نظر

فنی محاسن سے بھرپور یہ قصیدہ تتریہ جس کے میں نے یہاں ۳۹ رشعر نقل کیے ہیں، پورا قصیدہ ۱۰۶ ر شعروں پر مشتمل ہے جسے، ابن حجہ حموی نے ثمرات الاوراق میں نقل کیا ہے (۲)، خزانۃ الادب میں

۱۔ دیوان ابن منیر طرابلسی (ص ۱۹۰)

۲۔ ثمرات الاوراق ج ۲ ص ۴۸، ۴۴ (ص ۳۲۷)

۱۶۸ اشعار ہیں۔(۱)

پورا قصیدہ، تذکرہ بنی عراق، مجالس المومنین، انوار الربیع، کشکول بحرانی، نامۂ دانشوراں، تزئین الاسواق، نسمۃ السحر اور امل الآمل میں مرقوم ہے۔(۲)

ابن منیر شاعر نے ایک ہدیہ شریف موسوی کی خدمت میں سیاہ فام غلام کے ذریعے بھیجا، شریف نے انہیں خط لکھا کہ: امابعد! اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ عدد میں ایک سے کم بھی کوئی عدد ہے یا سیاہی سے بھی زیادہ بدتر کوئی رنگ ہے تو آپ اسی کو میرے پاس ہدیہ بھیجتے۔

ابن منیر نے قسم کھائی کہ اب جب بھی ہدیہ بھیجیں گے تو سفید فام غلام کے ذریعہ بھیجیں گے، چنانچہ انہوں نے ایک گراں بہا تحفہ مہیا کرکے اپنے محبوب ترین تاتاری غلام کے ہاتھ تحفہ روانہ کیا، شریف مرتضی نے تحفہ اور غلام دیکھا تو سمجھے کہ غلام بھی تحفہ کا جزو ہے۔ غلام کو روک لیا، غلام کے بغیر ابن منیر کو چین نہیں تھا، ابن منیر کو اس صورتحال سے بڑی اذیت تھی، غلام کو بلانے کی کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آرہی تھی، انہوں نے یہ قصیدہ کہہ کے خدمت شریف میں روانہ کیا، جب شریف نے وہ قصیدہ دیکھا، بہت ہنسے اور فرمایا کہ واقعی غلام کو بھیجنے میں تاخیر ہوئی، پھر غلام کو بہتر تحائف کے ساتھ بھیج دیا۔ ابن منیر نے مزید دو شعروں میں شریف کی مدح کی:

الی المرتضی حث المطی نانہ امام علی کل البریہ قد سماء

تری الناس ارضافی الفضائل عندہ و نجل الزکی الهاشمی هو السماء

متذکرہ قصیدے کی تخمیس علامہ شیخ ابراہیم یحیی عاملی نے کی ہے، جسے مجموع الرائق (ص ۲۷۷) پر دیکھا جاسکتا ہے۔

پہلی بیت ہے:

۱۔ خزانۃ الادب (ج۱ص۳۲۴)

۲۔ مجالس المومنین ص۴۵۷ (ج۲ص۵۳۷)؛ انوار الربیع ص۳۵۹ (ج۳ص۲۲۴)؛ کشکول بحرانی (ج۱ص۳۴۰)؛ نامہ دانشوران ج۱ص۳۸۵ (ج۲ص۲۳۶)؛ تزئین الاسواق ص۱۷۴ (ص۳۴)؛ نسمۃ السحر (مجلد۶ ج۱ص۴۰)؛ امل الآمل (ج۱ ص۳۵ نمبر۲۸)

افدی حبیبا کالقمر ناديته لما سفر
یا صاحب الوجه الاغر عذبت طرفی بالسهر
واذبت قلبی بالفکر

اس قصیدے کی طرح پر اکثر علماء نے قصیدے کہے ہیں۔

شاعر کا تعارف

ابوالحسین، مہذب الدین، احمد بن منیر بن احمد بن مفلح، طرابلسی شامی، محلہ خابوری میں باب جامع پر سکونت پذیر تھے، عین الزماں کے لقب اور رفاء کے نام سے معروف تھے، امام ادب اور عرب قافیہ پردازوں میں ممتاز تھے، بہت اشعار کہے اور بہت اچھے کہے۔ مدح اہل بیتؑ میں ان کے وقیع قصائد مشہور ہیں، وہ لغت ادب اور تمام متداولہ علوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے، ان کی ذات سے علمی ماحول شاداب وسرشار تھا۔

انہوں نے اپنی تیز طراز زبان سے دشمنان اہلبیتؑ کے کلیجے چھلنی کئے، ان کی بے باکی کی وجہ سے شامیوں نے انہیں خبیث اللسان بھی کہا، دشنام طرازی بھی کرتے تھے، غلط سلط الزامات لگاتے تھے لیکن یہ باز نہ آئے، کوئی انہیں دشمن صحابہ کہتا، کوئی رافضی کہتا۔ لیکن انکی برتری سے کسی کو انکار نہ تھا، سبھی نے ان کی علمی شخصیت اور شعری اور فنی عظمت کا اقرار کیا ہے، ظرافت ونمکینی، سلاست وروانی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، مزید یہ کہ وہ حافظ قرآن بھی تھے جیسا کہ ابن عساکر، ابن خلکان اور صاحب شذرات نے ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا، لغت وادب میں مہارت حاصل کی اور بڑے اچھے شعر کہنے لگے، پھر دمشق میں سکونت پذیر ہوگئے، وہ خبیث ترین رافضی تھے، امامیہ مذہب رکھتے، بہت زیادہ ہجویہ شاعری کی، عامیانہ الفاظ استعمال کرتے، جس کی وجہ سے امیر ترین دمشق بوری بن طغتکین نے عرصے تک انہیں قید رکھا، وہ ان کی زبان بھی قطع کرنا چاہتا تھا، اس کے حاجب یوسف بن

فیروز نے سفارش کی جسے امیر نے قبول کرلیا لیکن شہر بدر کر دیا، جب اس کا بیٹا اسماعیل بن بوری حکمراں ہوا تو دمشق واپس آ گئے، پھر اسماعیل بھی عرصے تک ان سے خفا رہا، وہ انہیں پھانسی دینے کے در پے تھا، ابن منیر بھاگ گئے، کچھ دن مسجد میں روپوش رہے پھر دمشق سے شمالی شہروں حماۃ سے شیزر وہاں سے حلب اور پھر رکاب عادل چلے گئے جب دوسری بار دمشق کا محاصرہ کیا گیا تو صلح کے بعد دمشق میں وارد ہوئے پھر سپاہیوں کے ساتھ حلب واپس گئے اور وہاں ان کا انتقال ہو گیا۔(۱)

وہ آگے لکھتے ہیں:

میں نے ان کو کئی بار دیکھا ہے لیکن سماع حدیث کا شرف حاصل نہ کر سکا انہوں نے آپ بیتی پر مشتمل ۱۷ شعر کہے ہیں جس میں اپنے بدخواہوں کو گنایا ہے ۔(۲) انہوں نے ابن منیر پر افترا پردازیاں کیں اور انہیں مصائب برداشت کرنا پڑے، اسی وجہ سے انہوں نے ہجویات بھی کہیں، حالات ہی کی وجہ سے ان کی مذہبی شاعری کی زبان بھی تلخ وتند ہے، ان کے وقیع اشعار کو ابن عساکر، ابن خلکان اور نویری نے نقل کیا ہے۔(۳)

ابن منیر اور ابن قیسرانی شاعر کے مابین ادبی نوک جھونک برابر رہتی تھی، اتفاقاً اتابک عمادالدین زنگی امیر شام جب کہ قلعہ جعبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، قلعہ کے اوپر سے ایک مغنی سے منیر کے اشعار سنے:

ویلی من المعرض الغضبان اذ　　نقل الواشی الیہ حدیثا کلہ زور

زنگی کو اشعار بہت پسند آئے، پوچھا: اشعار کس کے ہیں؟؟ کہا گیا: ابن منیر کے اشعار ہیں جو حلب میں ہیں، اس نے فوراً حلب کے حکمراں کو لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو ابن منیر کو میرے پاس بھیج دیجئے، ابن منیر جب زنگی سے ملنے آئے تو وہ قتل کیا جا چکا تھا، ابن منیر فوج کے ساتھ پھر حلب چلے گئے، جب

۱۔ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۹۷ (ج ۶ ص ۳۳ نمبر ۲۷۴)؛ مختصر ابن عساکر ج ۳ ص ۳۰۶)

۲۔ دیوان ابن منیر (۱۰۲)

۳۔ تاریخ ابن عساکر (ج ۶ ص ۳۴ نمبر ۲۷۴)؛ وفیات الاعیان (ج ۱ ص ۱۵۷ نمبر ۶۴) نہایۃ الادب ج ۲ ص ۲۳ (ج ۲ ص ۲۳۹) تاریخ حلب ج ۴ ص ۲۳۴ (ج ۴ ص ۲۲۳)

حلب وارد ہوئے تو ابن منیر نے کہا کہ آپ کی یہ ساری پریشانیاں اس لئے جھیلنی پڑ رہی ہیں کہ آپ میری ہجو کرتے ہیں۔

ابن منیر قلعہ شیزر میں امراء بنی منقذ کے ساتھ نہایت احترام سے رہتے تھے، دمشق میں ایک ابو الوحش نامی تھا جو ظرافت و بذلہ گوئی میں معروف تھا، اس کا ابوالحکم عبید اللہ سے یارانہ تھا، ابوالوحش نے چاہا کہ بنی منقذ کی مدح کر کے کچھ کمائے، عبید اللہ سے ابن منیر کے نام خط لیا اور وہاں جا کر ان کی مدح کی۔

ابن منیر ۴۷۳ھ طرابلس میں پیدا ہوئے اور جمادی الآخر ۵۴۸ھ میں حلب میں انتقال کیا، کوہ جوشن پر دفن کئے گئے، ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے ان کی قبر دیکھی ہے، دو شعر لکھے ہوئے ہیں:

من زار قبری فلیکن موقنا ان الذی القاہ یلقاہ

فیرحم اللہ امرء زارنی وقال لی یرحمک اللہ

ابن خلکان کہتے ہیں کہ میں نے دیوان ابوالحکم میں دیکھا ہے کہ ابن منیر دمشق میں ۵۴۷ھ میں مرے اور ان کا ہزلیہ انداز میں مرثیہ بھی مرقوم ہے اس بنیاد پر دونوں اقوال کو جمع کرنے کی صورت میں ممکن ہے کہ انہوں نے دمشق میں انتقال کیا ہو اور حلب میں دفن کئے گئے ہوں۔

ابن منیر کے والد بھی اپنے دادا مفلح کی طرح شاعر تھے مفلح طرابلس کے بازاروں میں عونی کے اشعار پڑھا کرتے۔ ظاہر ہے کہ عونی صرف مدح اہلبیتؑ ہی میں اشعار کہتے چونکہ بازار طرابلس میں مختلف قوموں کا اجتماع ہوتا اس لئے نشر فضائل اہل بیتؑ کے خیال سے عونی کے اشعار پڑھتے تھے، ابن عساکر اور ابن خلکان نے تحقیر کے بطور لکھا کہ مفلح طرابلس کے بازاروں میں عونی کے اشعار گنگنایا کرتے تھے، اصل میں اہل بیتؑ کے ساتھ عناد نے ان سے یہ سب کچھ لکھوایا، اصل میں جس طرح مجالس میں قصیدہ خوانی ہوتی ہے اسی طرح مفلح ایک عظیم شاعر کے کلام پڑھتے تھے نہ کہ وہ گویا تھے۔

ابن منیر کے حالات مندرجہ کتب میں ملتے ہیں:

۱۔ ابن خلکان مجالس المومنین

۳۔ انساب سمعانی ۴۔ تاریخ ابن عساکر

۵۔ مرآۃ الجنان ۶۔ تاریخ ابن کثیر

۷۔ امل الآمل ۸۔ شذرات الذھب

۹۔ نسمۃ السحر ۱۰۔ روضات الجنات

۱۱۔ اعلام زرکلی ۱۲۔ تاریخ آداب اللغۃ

۱۳۔ دائرۃ بستانی ۱۴۔ تاریخ حلب۔ (۱)

۱۔ وفیات الاعیان ج۱ص۵۱ (ج۱ص۱۵۶ نمبر/۶۴)؛ الانساب (ج۱ص۱۸۳)؛ تاریخ ابن عساکر ج۲ص۹۷ (ج۶ص نمبر ۲۷۴، مختصر ابن عساکر ج۳ص۳۰۶)؛ مرآۃ الجنان ج۳ص۲۸۷؛ البدایہ والنہایہ ج۱۲ص۲۳۱ (ج۱۲ص۲۸۸)؛ مجالس المومنین ص۴۵۶ (ج۲ص۵۳۷)؛ امل الآمل (ج۱ص۳۵)؛ شذرات الذہب ج۴ص۱۴۶ (ج۶ص۲۴۱)؛ نسمۃ السحر (مجلد ۶ص۱ص۴۰)؛ روضات الجنات ص۷۲ (ج۱ص۲۶۱ نمبر۸۲)؛ الاعلام ج۱ص۸۱ (ج۱ص۲۶۰)؛ تاریخ آداب اللغۃ ج۳ص ۲۰ (مجلد۱۴ص۲۲۸)؛ دائرۃ المعارف ج۱ص۷۰۹؛ تاریخ حلب ج۴ص۲۳۱ (ج۴ص۲۰)

قاضی ابن قادوس

وفات ۵۵۱ھ

''اے حاضر و مسافر تمام خلفاء کے سردار! اگر حاجیوں کے ساقی کا اکرام و احترام کیا جاتا ہے تو آپ تو ساقی کوثر ہیں، آپ ہی ہمارے پسندیدہ امام اور محشر میں ہماری شفاعت کرنے والے ہیں اور افضل انبیاء احمد مصطفیٰؐ کے ولی ہیں، حسنؑ و حسینؑ کے والد ماجد ہیں، آپ ہی بروز غدیر سب پر بازی لے جانے والے ہیں اور یہ واضح بات ہے۔

جنگ بدر، جنگ خندق اور جنگ خیبر کے غوغا کا تیا پانچہ کرنے والے ہیں''۔(۱)

شاعر کے حالات

قاضی جلال الدین، ابوالفتح محمود بن قاضی اسماعیل بن حمید، معروف بہ ابن قادوس دمیاطی، مصری، ممتاز ترین ادب پرور اور مفہوم کو ہر اسلوب سے بیان کرنے اور شکوہ الفاظ کے ساتھ ادا کرنے پر مہارت رکھتے تھے، علوی عہد کے مصر میں عظیم انشائیہ نگار تھے، قاضی کے ساتھ فضیلت علم و ادب سے بھی بہرہ یاب تھے، ان کا شمار ادبی سخنوروں میں ہوتا تھا، جنہوں نے رسالہ خلافیہ اور آداب دیوانیہ کو بہترین ڈھنگ سے نبھایا، امام بلاغت قاضی فاضل کو ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے، انہیں ذوالبلاغتین (نثر و نظم میں یکساں مہارت والا) کہا جاتا تھا، شعری دیوان دو جلدوں میں ہے، ۵۵۱ھ میں مصر میں انتقال کیا۔(۲)

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب (ج ۲ ص ۸۳)؛ اعیان الشیعہ (ج ۱۰ ص ۱۰۲

۲۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۳۵ (ج ۱۲ ص ۲۹۳)؛ الاعلام ج ۳ ص ۱۰۱۱ (ج ۷ ص ۱۶۶)

ابن خلکان، حموی اور ابن کثیر نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔(۱)

امام زین العابدینؑ کے متعلق ان کے چار اشعار ہیں:

انت الامام الآمر العدل الذی

آپ ہی دادگستر امام جن کے جد کی جبریل نے مہار براق تھامی، نسب کے ہر سمت سے آپ کو سرداری حاصل ہے، آپ امام طاہر اور پاک نہاد ہیں۔ آپ حضرات ہی غامض علوم الٰہی کے خزینے ہیں، آپ ہی حلال وحرام بیان کرنے والے ہیں، ملائکہ کے ذمے ہے کہ وہ وحی الٰہی کو پہونچائیں اور آپ حضرات اس کی تاویل وتشریح کرنے والے ہیں۔(۲)

۱۔وفیات الاعیان (ج۱ص۱۶۳)؛ البدایۃ والنہایہ (ج۱۲ص۲۹۳)؛ معجم الادباء ج۴ص۶۰

۲۔مناقب آل ابی طالب (ج۴ص۵۴)

ملک صالح

ولادت/۴۹۵

وفات/۵۵۶

''اے مرکب جہالت پر سوار! گمراہی چھوڑ بھی دے، یہ دیکھ ہدایت کا مشہد تاباں کوفے میں ہے۔ جن کے لئے ڈوبنے کے بعد سورج پلٹا تاکہ فضیلت نماز حاصل کرلے اور ملائکہ گواہ ہوں اور خم کے دن رسول خداؐ نے ان کے متعلق ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے فرمایا۔

جس کا بھی میں مولا ہوں اس کے یہ مولا ہیں، میرے پاس اس بارے میں تاکیدی حکم آیا ہے، جو اسے چھوڑ دے، خدا اسے چھوڑ دے گا اور جو اس کی کمک کرے گا خدا اس کی کمک کرے گا''۔

دوسرا قصیدہ

۵۷/اشعار پر مشتمل ہے۔ دو شعر آخر کے یہ ہیں:

''اگر حاسدوں نے ان کا مرتبہ نہ پہچانا تو دوستوں نے ان کے حق کا اعتراف کیا، بروز غدیر ان کی نامور ترین فضیلت ہے جسے رسول خداؐ نے تمام لوگوں کے سامنے بلند کر کے ظاہر فرمایا''۔

تیسرا قصیدہ

۴۴/شعروں پر مشتمل ہے:(۱)

۱۔ ۳۹/بیت پر مشتمل یہ قصیدہ ٹکڑوں میں درج ذیل کتابوں میں موجود ہے، مناقب ابن شہر آشوب (ج۳ ص۴۰): صراط مستقیم (ج۱ ص۳۱۱) اور علامہ سید احمد عطار کی الرائق من اشعار الخلائق

''غدیر کے دن رسول خداؐ نے ان کے متعلق سفارش کی، دوسرے کے لئے نہیں، سبھی اس کے گواہ ہیں، فرمایا کہ یہ میرا وصی ہے، میرا خلیفہ ہے اور فرائض و سنن کا واقف کار ہے، سب نے کہا کہ ہم نے مانا اور جب رسولؐ کی وفات ہوئی تو ابھی جنازہ بھی نہ اٹھا تھا کہ لوگوں نے غداری کردی''۔

چوتھا قصیدہ

جس میں ۲۷؍شعر ہیں:

''میں پیرو علیؑ ہوں، ان کے دوستوں کا دوست، ان کے دشمنوں کا دشمن۔ بخدا وہی تھے کہ شب ہجرت اکیلے انہوں نے ہی رسولؐ پر اپنی جان نثار کی، اپنی جان کی قسم! رسولؐ نے بروز غدیر ان کے علاوہ کسی کو اپنی جانشینی کے لائق نہیں سمجھا''۔

پانچواں قصیدہ

اس میں ۴۱ شعر ہیں:

''برادر رسولؐ! امت کے درمیان رسولؐ کے ودائع کا امین، رسولؐ نے ان کی ولایت کے متعلق لوگوں سے وصیت فرمائی تھی (لوگوں نے ان کی یوں مخالفت کی) جیسے رسولؐ نے علیؑ کی مخالفت اور ان سے جنگ کی وصیت کی تھی''۔

ہم نے ان قصائد کو کتاب الرائق، سید احمد عطار سے منتخب کیا ہے۔

شاعر کے حالات

ابوالغارات، ملک صالح، فارس المسلمین، نصیرالدین القاب تھے۔

طلائع بن رزّیک بن صالح ارمنی نام تھا، اعلام زرکلی کے مطابق اصل میں وہ عراقی شیعہ تھے۔(۱)

۱۔اعلام (ج۳ص ۲۲۸)

یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے لئے خدا نے دین و دنیا آراستہ کی، دونوں جہان کا افتخار نصیب میں رہا، مفید علم اور عادل حکومت سے سرفراز تھے، فقیہ بھی تھے اور ادیب بھی، قاہرہ کو ان کی عادلانہ وزارت پر ناز ہے۔

فاطمی حکومت ان کے حسن تدبیر، سیاست، رعیت اور دوامی امن اور استحکام حکومت سے بہرہ یاب تھی، زرکلی کہتے ہیں کہ وہ وزیر تھے لیکن بادشاہوں میں شمار ہوتا ہے، ملک صالح کے لقب سے مشہور ہوئے اور یہ لقب ان کے مناسب حال بھی تھا۔(۱) تاریخ و سیرت میں ان کا علم و ادب، داد گستری، بخشش و عطا اور پسندیدہ سیاست کے تذکرے ہیں، قصہ مختصر یہ کہ وہ تمام فضائل و آداب دینی و دنیوی سے آراستہ تھے، مزید یہ کہ وہ اہل بیتؑ کی محبت سے سرشار بھی تھے، انہوں نے حریم مودت کا نثر و نظم کے ذریعے دفاع کیا، فقہا کو اپنی خدمت میں بلاکر ان سے مناظرہ کیا، وہ ملت شیعہ کے شعلہ جوالہ تھے۔(۲) ان کی ایک کتاب ''الاعتماد فی الرد علی اهل العناد'' بڑی وقیع ہے جس میں امامت امیرالمومنینؑ پر مناظرانہ اور محدثانہ نظر ڈالی ہے، دو جلدوں میں ان کا دیوان بھی ہے جس میں تمام فنون شعری کو برتا گیا ہے، سعد بن مبارک نحوی نے اس کی شرح کی ہے۔

ادیبوں کی انجمن ان کے وزارت خانہ میں روزانہ حاضر ہوکر ان کے اشعار لکھتی تھی، دانشوروں کی ٹولی چاروں طرف سے حاضر ہوکر گوہر مراد سے شاد ہوتی، ہر سال بہت زیادہ دولت مشاہد مقدسہ بھیجتے تھے تاکہ وہاں علویین میں تقسیم کی جائے، اسی طرح مکہ میں اشرف مدینہ و مکہ کے لباس اور دوسری ضروریات کے لئے رقم بھیجتے، بچوں کے لکھنے پڑھنے کے لئے بھی رقم روانہ کرتے، مقس کی آبادی اس لئے وقف کی تھی کہ اس کا (۳/۲) حصہ سادات حسنؑ و حسینؑ میں اور نو قیراط اشراف مدینہ اور ایک قیراط مسجد امین الدولہ میں صرف کیا جائے۔ بلقیس اور قلیوبیہ کی آبادی بھی امور خیر کے لئے وقف تھیں، قرافہ کی مسجد جامع، زویلہ کی نئی جامع مسجد تعمیر کی جسے جامع مسجد صالح کہا جاتا ہے۔

۱۔ الاعلام (ج ۳ ص ۲۲۸)

۲۔ الخطط (ج ۲ ص ۲۹۴)؛ شذرات الذہب (ج ۶ ص ۲۹۶)

تمام عمر انگریزوں سے بری و بحری فوجوں کے ذریعے لڑتے رہے، ہر سال فوجیں مزید کمک کے لئے بھیجتے رہے۔(۱) انہیں حکومت وزارت بھی حاصل تھی اور پھر شہادت کی کامرانی سے بھی ہمکنار ہوئے اور دوشنبہ ۱۹/رمضان المبارک ۵۵۶ھ اپنے محل کی ڈیوڑھی پر ایک ہجوم کے ذریعے شہادت پائی اور وزارتخانہ کے محل میں دفن کئے گئے۔ بعد میں ان کے فرزند ملک عادل نے نعش کو قرافہ کبری میں منتقل کیا۔

ملک صالح کی تفصیلات حیات

ابن اثیر کامل میں لکھتے ہیں کہ ۵۵۶ھ میں ماہ مبارک رمضان میں ملک صالح وزیر عاضد علوی قتل ہوئے، قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ قاہرہ حکومت کرتے تھے، امر و نہی اور مالی خرچ و آمد میں خودسری کرتے کیوں کہ بادشاہ عاضد کمسن تھا اور اسے ملک عادل ہی نے بادشاہ بنایا تھا، اس خیال سے اس نے افسروں کی ایک ٹولی کو شہر بدر کر دیا تھا تا کہ ملک میں امن وامان رہے۔(۲)

عاضد سے اپنی بیٹی کا نکاح بھی کر دیا تھا، جس کی وجہ سے بادشاہ کے اہل حرم اس سے عناد رکھتے تھے، عاضد کے چچا نے بہت سی دولت مصر کے افسروں کو بھیجی تھی کہ وہ ملک صالح کے قتل میں مددگار ہوں، ان میں سب سے زیادہ شدت پسند ابن الداعی تھا، اس نے قصر کی دہلیز پر گھات لگا کر لوگوں کو کھڑا کیا تا کہ ملک صالح کے نکلتے ہی قتل کر دیں، پروگرام کے مطابق ملک صالح نکلے تو سب نے چاقوؤں اور چھریوں سے حملہ کر کے سخت مجروح کر دیا، مددگاروں نے انہیں زخمی حالت میں محل پہونچا دیا، یا ملک صالح نے عاضد کو سرزنش کے ساتھ پیغام بھجوایا کہ اس نے قتل کی اجازت دی ہے، عاضد نے قسم کھائی کہ میرا ہاتھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر تمہیں میرے قتل کی اطلاع نہ تھی تو اپنے چچا کو میرے حوالے کرو تا کہ انتقام لوں، عاضد نے حکم دے دیا کہ اس کے چچا کو ملک صالح کے حوالے کر دیا جائے۔ ملک

۱۔ الخطط ج۴ ص ۸۱، ۳۲۴ (ج ۲ ص ۲۹۴، ۴۴۷)؛ تحفۃ الاحباب سخاوی ص ۱۷۶ (ص ۱۵۵، ۱۵۹)

۲۔ تاریخ کامل ص ۱۰۳ (ج ۷ ص ۱۵۷)

صالح نے اس کو قتل کرادیا اور وصیت کردی کہ وزارت میرے فرزند رزیک کو دے دی جائے اور اسے لقب عادل سے نوازا جائے، اسی لئے وزارت کا عہدہ انکے بیٹے کو سونپ دیا گیا۔

ملک صالح بڑے اچھے اشعار کہتے تھے، مرد کریم ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخی بھی تھے، شعراء کی مالی امداد بھی کرتے رہتے تھے، ان کا مذہب شیعہ تھا، مصر کے علویوں کے مسلک پر نہیں تھے، جب عاضد تخت نشیں ہوا تو لوگوں نے بڑا شور وغوغا کیا، ملک صالح نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہا گیا: لوگ خوشیاں منا رہے ہیں۔ فرمایا: گویا یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلا نہیں مرا کہ دوسرا حکمراں ہوگیا۔ انہیں خبر نہیں کہ میں انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکاؤں گا۔

عمارہ کہتے ہیں کہ ان کی شہادت کے تین دن قبل ان سے ملنے گیا تو انہوں نے یہ شعر مجھے سنائے:

نحن فی غفلة و نوم و للمو   ت عیون یقظانة لا تنام

قد رحلنا الی الحمام سنینا   لیت شعری متی تکون الحمام؟!

مقریزی خطط میں لکھتے ہیں کہ

ملک صالح نے روضۂ امام علی رضاؑ کی زیارت ایک فقراء کی جماعت کے ساتھ کی، اس زمانے میں روضہ کی تولیت ابن معصوم کے حوالے تھی، ابن معصوم نے خواب دیکھا کہ امام ان سے فرمارہے ہیں کہ اس رات چالیس فقیر زیارت کے لئے آئے ہوئے ہیں، ان میں ایک شخص طلائع بن رزیک نامی ہے، وہ میرا بہت بڑا دوستدار ہے، اس سے کہہ دو کہ جاؤ میں نے تمہیں مصر کا حکمراں بنادیا ہے۔

صبح کے وقت منادی نے پکارا کہ زائروں میں طلائع بن رزیک نامی کون ہے، چل کر معصوم سے ملاقات کرے، طلائع سید کی خدمت میں پہونچے، سید نے تمام خواب اور حکم امام ان سے بیان کیا۔

یہ سنتے ہی طلائع مصر روانہ ہوگئے اور انہیں ترقی ملتی گئی۔

جب نصر بن وباس نے خلیفہ فاطمی اسماعیل ظافر کو قتل کیا، اس کے اہل حرم نے بال بکھرائے اور انتقام کے لئے افسروں کو خطوط لکھے، طلائع نے لوگوں کو جمع کرکے قاتل وزیر سے انتقام کی غرض سے قاہرہ کا رخ کیا، طلائع کو قاہرہ آتے دیکھ کر وزیر نے فرار اختیار کی اور طلائع پورے اطمینان کے ساتھ شہر

میں وارد ہوا اس لئے اسے ملک صالح فارس مسلمین اور نصیر الدین کے القاب عطا کئے گئے۔

واقعۂ شہادت لکھنے کے بعد مقریزی لکھتے ہیں کہ وہ مرد شجاع، کریم، سخی، فاضل، ادب دوست اور ادیب پرور تھے، بڑے اچھے اشعار کہتے، مختصر یہ کہ وہ فضلیت و عقل و دانش و سیاست میں یکتائے روزگار تھے، جلال و جمال اور دولت کی فراوانی سے نوازے گئے، نماز پنجگانہ اور نماز شب کے پابند تھے، تشیع کے معاملے میں سخت متعصب تھے، ان کی ایک کتاب بنام "الاعتماد" ہے جسے لکھنے کے بعد فقہا کو بلایا اور ان سے مناظرہ کیا دو جلدوں میں ان کا دیوان بھی ہے، اپنے اعتقاد کے بارے میں چار شعر کہے ہیں:

یـا امة سـلـكـت ضـلالا بينـا	حتـى استوى اقـرارهـا و جـحـودهـا
قـلـتـم: الاان الـمـعاصى لم تكن	الابـتـقـديـر الالــه وجـودهــا
لـوصـح ذاكــان الالــه بزعمكم	مـنـع الشـريـعة ان تـقـام حـدودهـا
حــاشـا و كــلا ان يـكـون الهنـا	ينهـى عـن الـفـحشـاء ثم يريدهـا

انہوں نے قدریوں کی رد میں ایک قصیدہ بھی کہا، جس کا نام "الجوہریہ فی الرد علی القدریہ" رکھا آگے لکھتے ہیں کہ بیان کیا جاتا ہے جس صبح میں قتل کئے گئے اس رات فرمایا کہ آج حضرت علی کو ضربت لگائی گئی، آپ نے واقعۂ شہادت پڑھنے کا حکم دیا، غسل کر کے ایک سو بیس رکعت نماز پڑھی رات بھر جاگتے رہے۔

صبح سوار ہونے کے لئے نکلے تو پھسل گئے آپ کا عمامہ گر گیا، آپ لڑکھڑانے لگے اور چوکھٹ پر بیٹھ گئے، ابن صیف جو وزراء کے عمامے باندھنے کا تنخواہ دار ملازم تھا وہ حاضر ہوا اور عمامہ درست کیا، ایک شخص نے کہا کہ شگون اچھا نہیں، مت جایئے، فرمایا: بدشگونی القائے شیطانی ہے، جانے کے سوا چارہ نہیں، سوار ہوئے اور پھر جو ہونا تھا ہوا۔

خطط میں ہے کہ ابن عبد الظاہر کہتا ہے کہ مصر میں مشہد امام حسینؑ ہے، ملک صالح نے ارادہ کیا کہ عسقلان سے سر امام حسینؑ لا کر یہاں مصر میں دفن کیا جائے، چوں کہ عسقلان میں فرنگیوں کی اکثریت تھی اس کے لئے باب زویلہ پر مخصوص عمارت بنوائی تا کہ وہاں سر مبارک دفن کیا جائے لیکن محلّہ قصر والے اس

مطالبے میں کامیاب ہوگئے کہ سر مبارک انہیں کے یہاں دفن کیا جائے۔ یہ ۵۴۹ھ کا واقعہ ہے، فائز کے دوران خلافت میں ملک صالح کے ہاتھوں یہ خدمت انجام پائی۔(۱)

وفات اور ولادت

ملک صالح ۴۹۵ھ میں پیدا ہوا، فقیہ عمارہ نے ان کی بہت زیادہ مدح سرائی کی ہے۔(۲) علامہ امینیؒ نے بہت سے قصیدے یہاں نقل کئے ہیں۔اور ملک صالح روز دوشنبہ ۱۹ ر ماہ رمضان ۵۵۶ھ میں شہید ہوئے ،فقیہ عمارہ نے ان کے فرزند عادل نے ۵۵۷ھ نہم صفر کو تابوت وہاں سے منتقل کر کے قرافۂ مصر میں سپرد لحد کیا۔عمارہ نے اس موقع پر بھی مرثیہ کہا ہے،ابن شہر آشوب نے ملک صالح کے اکثر قصائد نقل کئے ہیں۔چنانچہ پانچ اشعار یہ ہیں:

محمد خاتم الرسلِ الذی سبقت — بہ بشارۃ قس و ابن ذی یزن

و انذر النطقاء الصادقون بما — یکون من امرہ الطھر لم یکن

الکامل الوصف فی حلم و کرم — والطھر الاصل من ذم و من درن

ظل الالہ او مفتاح النجاۃ وین — بوع الحیلۃ و غیث العارض الھتن

فاجعلہ ذخرک فی الدارین معتصما — بہ و باالمرتضی الھادی ابی الحسن (۳)

دو شعر یہ ہیں:

ولایتی لامیر المومنین علیؑ — بھا بلغت الذی ارجوہ من املی

ان کان قد انکرالحساد رتبتہ — فی جودہ فتمسک یا اخی بھل (۴)

ایک سات شعر کا قصیدہ میمیہ ہے:

ایک چھوٹی بحر میں چھ شعر ہیں

۱۔الخطط والآثار ج۲ ص۲۸۴ (ج۱ ص۴۲۷)

۲۔النکت العصریہ (ص۳۵)

۳۔مناقب آل ابی طالب (ج۱ ص۴۴)

۴۔مناقب آل ابی طالب (ج۳ ص۴۲۷)

یا عـــروة الدین المتـین   و بحر علم العارفینا

یا قبلةً للاولیاء   و کعبةً للطائفینا

من اهل بیتٍ لم یزالو   فی البریة محسنینا

التائبین العابدین   الصائمین القائمینا

العالمین الحافظین   الراکعین الساجدینا

یامن اذا نام الوری   باتوا قیاماً ساهرینا (۱)

سورہ هل اتیٰ کی شان نزول پر ان کے کئی قصیدے ہیں:

آل رسولٍ الاله قوم   مقدار هم فی العلی خطیر (۲)

اسی مفہوم میں یہ بھی شعر ہے:

ان الابرار یشربون بکأس   کان حقاً مزاجها کافورا (۳)

پھر چار شعر یہ ہیں:

والله اثنی علیهم   لما وفوا بالنذور

و خصهم و حباهم   بجنة و حریر

لا یعرفون بشمس   فیها و لا زمهریر

یسقون کاسا رحیقا   مزیجة الکافور (۴)

ایک قصیدہ یہ بھی ہے:

فی هل اتی ان کنت تقرأ هل اتی   ستصیب سعیهم بها مشکورا (۵)

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج۴ص۲۳۱)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج۳ص۴۲۷)

۳۔ مناقب آل ابی طالب (ج۳ص۴۲۷)

۴و۵۔ مناقب آل ابی طالب (ج۳ص۴۲۸)

ایک اور قصیدہ اسی مفہوم میں یہ ہے:

هل اتى فيهم تنزل فيها　　نصلهم محكما و فى السورات (۱)

ملک صالح نے قصیدہ دعبل "مدارس آیات خلت من تلاوۃ" کی بحر اور ردیف میں شاندار قصیدہ کہا ہے جو اس طرح ہے:

الائم دع يوصى على صبواتى　　فما مات ميموه الذى هوات

مصادر حالات ملک صالح

۱۔ وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۵۹ (ج ۲ ص ۵۲۶ نمبر/۳۱۱)

۲۔ کامل ابن اثیر ج ۱۱ ص ۱۰۳ (ج ۷ ص ۱۵۷)

۳۔ خطط مقریزی ج ۴ ص ۸۱ (ج ۲ ص ۱۹۳)

۴۔ تاریخ ابن کثیر ج ۱۲ ص ۲۴۳ (ج ۱۲ ص ۳۰۳)

۵۔ روض المناظر (ج ۲ ص ۱۲۸)

۶۔ تاریخ ابوالفداء ج ۳ ص ۴۰

۷۔ مرآۃ الجنان ج ۳ ص ۳۱۰

۸۔ انوار الربیع ص ۳۱۲ (ج ۳ ص ۱۱۲)

۹۔ تحفۃ الاحباب ص ۱۷۶

۱۰۔ شذرات الذھب ج ۴ ص ۱۷۷ (ج ۶ ص ۲۹۶)

۱۱۔ نسمۃ السحر (مجلد ۸ ج ۲ ص ۳۰۹)

۱۲۔ خواص العصر ص ۲۳۴

۱۳۔ دائرۃ المعارف وجدی ج ۵ ص ۱۷۷

۱۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۴۲۹)

۱۴۔اعلام زرکلی ج۲ص۳۴۹ (ج۳ص۲۲۸)

۱۵۔تاریخ مصر جرجی زیدان ج۱ص۲۹۸ (مجلد۹ص۳۰۷)

۱۶۔شہداء الفضلیۃ ص۵۷

ابن عودی نیلی

ولادت/۴۷۸ھ

وفات/۵۵۸ھ

۱۴۹ رشعروں پر مشتمل عظیم الشان قصیدہ کا مطلع یہ ہے:

متی یشتفی من لاعج القلب مغرم و قدلج فی الھجران من لیس یرحم

و قد نصھا یوم "الغدیر" محمدٌ ....

''اور واضح طریقے سے رسول خدا محمد مصطفیؐ نے بروز غدیر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، اے لوگو! سمجھ لو بلا شبہ میرے پاس اس وضاحت کے بارے میں حکم آیا ہے کہ میرا پیغام پہونچا دو اور دیکھو یہ میں اپنی تقریر کے ذریعے وہ پیغام پہونچا رہا ہوں۔ علیؑ! میرا وصی ہے، لہذا اس کی پیروی کرو کیوں کہ وہ میرے بعد تمہارا امام ہے جب میں تم لوگوں کے درمیان نہ رہوں۔

سب نے کہا کہ ہم آپ کے اس حکم پر راضی ہیں اور انہیں اپنا امام و ہادی تسلیم کرتے ہیں اور انہیں مولا مانتے ہیں وہی ہمارے سرور و مطاع ہیں، اس دن ان لوگوں نے ہدایت کو پہچان لیا لیکن دوسرا دن آیا تو وہ ہدایت سے قطعی اندھے ہو گئے۔

جب رسول خداؐ کی وفات ہو گئی تو ان میں سے ایک نے کہا: کیا یہ میرے سردار و مولی ہوں گے؟ تمہیں لات وعزی کی قسم ہم ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔

سبھی علیؑ سے نزاع کرنے لگے، جو نہ اسلامی سبقت رکھتے تھے نہ صلاحیت سرداری رکھتے تھے، انہوں نے خلافت پر ڈیرے ڈال دیئے کہ جو کچھ ہو جلد تر ہاتھ آجائے''۔

دوسرا قصیدہ

جس میں ۵۷ /اشعار ہیں:

''اے فرزندان احمد رسول مختارؐ! تمہارے باپ علی علیہ السلام بھی خاندان نبوت سے تھے، احمد مجتبیٰؐ نے تمام لوگوں میں صرف انہیں کو اپنا بھائی بنایا اور خلافت سے انہیں کو مخصوص فرمایا، کاش ان پر ظلم نہ کیا جاتا۔

انہیں کے لئے غدیر کے دن اپنے بعد ولایت وخلافت کی نص فرمائی اور ہادی اعظم نے ان کے لئے دعا فرمائی، پروردگارا میں نے تبلیغ کردی تو دیکھ لے اور گواہ رہنا لیکن جب رسولؐ کی وفات ہوگئی تو وہ ایسے ہوگئے جیسے مکھیاں کھانے پر بھنبھناتی ہیں۔

انہوں نے بیعت توڑدی کیوں کہ ان کے دل زبان سے ہم آہنگ نہیں تھے۔

پھر وہ جام خلافت کو اپنے میں گھمانے لگے، جیسے پیاسوں کے گرد جام شراب گھمایا جاتا ہے''۔

شاعر کا تعارف

ربیب، ابوالمعالی، سالم بن علی بن سلمان بن علی معروف (ابن عودی) متخلص بہ عودی۔ نیلی ہے تغلبی نیل فرات سے منسوب جہاں ۴۷۸ھ میں پیدا ہوئے ان کے تفصیلی حالات رسالہ غری نجف میں بقلم مصطفیٰ جواد بغدادی شائع ہوئے اسی کا خلاصہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

ابوالمعالی مشہور شاعر ہیں لیکن ان کے حالات پردۂ خفا میں ہیں، ادب کے ستارۂ درخشاں ہیں لیکن اس کی روشنی ہمارے لئے مبہم ہے، ان کے ہم عصر عماد الدین اصفہانی نے کچھ ان کے حالات جمع کئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ وہ ایسے جوان تھے جنکی ذکاوت شعلہ جوالہ تھی، ان کے نغمے شراب ناب کی طرح تھے یا آب حیات کی طرح شعر کہتے ہیں تو فصاحت و بلاغت کے دریا بہاتے ہیں جسے سن کر تمام پیاسے مدہوش ہوجاتے ہیں۔

میں ۵۵۰ھ میں واسط پہونچا تو معلوم ہوا کہ ابوالمعالی یہاں موجود ہیں، ایک دن خلیفہ کے نگہبان

''فاتنا'' کی دعوت پر ان سے قصیدہ سننے کا اہتمام ہوا لیکن بزم میں ان سے پہلے ایک شخص کرسی پر جا کر قصیدہ سنانے لگا اور انہوں نے قصیدہ سنانے سے انکار کر دیا۔ جائزہ و انعام سے بھی محروم رہ گئے۔ پھر میں نے ۵۵۴ھ میں ہمامیہ میں ملاقات کی، عماد کاتب انہیں نادر ترین جواں سال شاعر سمجھتے تھے، فاتنا کو سنانے کے لئے آمادہ ہوئے لیکن اک ذرا خلاف مزاج ہوا اور قصیدہ لپیٹ کر چلے گئے۔ ان کی غزلیہ شاعری کا نمونہ دیکھیں:

ابی القلب الا ام فضل و ان غدت تعدمن النصف الاخیر لذاتها

لقد زاد ها عندی المشیب ملاحة وان زعم الواشی و ساء عداتها

ان کی شاعری خالص عربی لیکن اس کے تار و پود دیباشی رومی سے آراستہ ہیں۔ صفدی نے ان کے بعض اشعار کو نقل کر کے کہا ہے کہ ان کی شاعری حد اوسط کی ہوتی تھی۔(۱)

لیکن ان کے اس تبصرے سے ان کا کینہ و عناد ظاہر ہوتا ہے کیوں کہ ان کی شاعری بلند مضامین اور شکوہ الفاظ کی حامل ہوتی تھی۔ تبصرہ نگار کو عربی ادب کے مزاج سے واقفیت نہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ ابن عودی کے اشعار ظرافت معانی کے لحاظ سے حد وسط میں ہو سکتے ہیں لیکن حسن تالیف کے اعتبار سے بہت بلند ہوتے ہیں۔

ابن عودی نے حمیری، ابن حماد، عونی، ناشی صغیر، ابن علویہ وغیرہ کی طرح مدح اہل بیتؑ میں کافی سرمایہ چھوڑا ہے، ابن شہر آشوب چھٹی صدی کے وسط میں عراق گئے تو انہوں نے بچے بچے کی زبان سے ابن عودی کے اشعار سنے، اسی لئے مناقب میں ان کے اکثر جگہوں پر اشعار درج کئے ہیں۔(۲) جب ابن شہر آشوب عراق سے شام گئے تو عراق میں حنبلیوں نے شیعہ دشمنی میں ہنگامے شروع کر دئے، کتاب خانے، شیعہ شاعروں کے دیوان اور شیعی آثار جو پایا جلا ڈالا، ابن عودی کے دیوان کو بھی نذر آتش کر دیا۔ ابن نجار کہتا ہے کہ ابن عودی خبیث رافضی تھے وہ صحابہ رسول کو گالیاں دیتے تھے۔

۱۔ الوافی بالوفیات (ج ۱۵ ص ۱۱۶)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۱ ص ۳۱۱، ۳۳۰؛ ج ۲ ص ۴۷؛ ج ۳ ص ۲۲۳، ۳۵۰؛ ج ۴ ص ۳۶۰)

ابن عودی کی تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی، البتہ سال ولادت ۴۷۸ھ ہے، عماد الدین اصفہانی نے ۵۵۴ھ میں حمامیہ میں ان سے ملاقات کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عودی ۵۵۴ھ سے زیادہ زندہ نہ رہ سکے، ممکن ہے ان کا سال وفات ۵۵۸ھ ہو کیوں کہ اس طرح ان کی عمر اسی سال ہو جاتی ہے، جہاں ابن عودی زندگی بسر کرتے تھے، وہاں کی اوسط عمر یہی تھی۔

قاضی جلیس

وفات/٥٦١ھ

لوی غدرہ یوم "الغدیر" بحقہ   و اعقبہ یوم "البعیر" و اتبعا

''غدیر کے دن لوگوں نے غداری کا تہیہ کرلیا اور اس کا نتیجہ جنگ جمل کے موقع پر ظاہر ہوا۔
ان سے قرآن برسرپیکار ہے کہ انہوں نے اس کی رعایت نہ کی اور اسلام ان کی سرزنش و ملامت
کرتا ہے کہ انہوں نے توجہ نہ دی''۔

یہ بھی ایک مرثیہ ہے جس میں ٣٦ شعر ہیں:

''پیمان ولایت کے منکر ہوئے، ان کی سرکشی اپنی آخری حدوں پر تھی۔
حسد میں علیؑ کے ساتھ غداری کی حالانکہ نص ولایت کے سلسلے میں واقعۂ غدیر پر گواہ ہے''۔

٢٩ شعروں کا ایک قصیدہ یہ ہے:

بعل البتول ....؟........   ....

''اے فاطمہؑ کے شوہر! اگر فاطمہ زہراؑ نہ ہوتیں تو ہم کہاں سے ائمہؑ برحق کے ذریعہ ہدایت پاتے۔
رسولؐ نے آپ کے لئے بروز غدیر نص فرمائی، صرف منافق اور بے دین ہی ان کے حق کے منکر ہوئے''۔

شاعر کے حالات

ابوالمعالی، عبدالعزیز بن حسین بن حباب، اغلبی، سعدی، صقلی، معروف بہ قاضی جلیس مصر کے ممتاز

شاعر اور انشائیہ نگار تھے، ملک صالح کے مصاحب ندیم خاص تھے، ممکن ہے کہ ملک صالح کی صحبت میں زیادہ بیٹھنے کی وجہ سے جلیس مشہور ہوئے ہوں۔

قاضی جلیس اہل بیتؑ کے پکے دوستدار اور شاعر تھے، فقیہ عمارہ یمنی نے بھی ان کی ولایت کا قصیدہ پڑھا ہے، ان کی تعزیت میں خریدۃ القصر، تاریخ ابن کثیر، فوات الوفیات ابن کثیر نے خامہ فرسائی کی ہے۔(۱) اور لکھا ہے کہ موفق بن خلال کے ساتھ فائز باللہ کے کلرک تھے، قاضی جلیس نے ملک صالح کی خدمت میں حسن بن علی مصری کی مدح کی تاکہ مقرب بارگاہ ہو جائیں۔ لیکن جب قاضی کا انتقال ہوا تو وہ مخالف ہو گیا، طعن و تشنیع کرنے لگا، جنازہ میں خوشی کے لباس پہن کر شریک ہوا اسی اہانت کی وجہ سے وہ لوگوں کی نظروں سے گر گیا۔ اتفاق کی بات یہ کہ وہ قاضی کے ایک ماہ بعد ہی مر گیا۔(۲)

قاضی برجستہ اشعار کہنے میں ماہر تھے، وہ تمام اصناف سخن پر اچھے اشعار کہتے تھے۔

فوات الوفیات میں ہے کہ قاضی جلیس نے ۵۶۱ھ میں لگ بھگ ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

مرثیہ اہل بیتؑ کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

ازأیت جرلة طیف هذا زائر ... ماهاب عادیه الغیور الزائر

وافی وشملته الظلام و لم یکن ... لیزورا لافی ظلام ساتر

فکانه انسان عین لم یلح ... مذقط الافی سواد الناظر

ماحکم اجفانی کحکم جفونها ... شتان بین سواهر وسواحر

۱۔ البدایۃ والنھایہ ج۲ ص۲۵۱ (ج ۱۲ ص ۳۱۳)؛ فوات الوفیات ج ۱ ص ۲۷۸ (ج ۲ ص ۳۳۲ نمبر ۲۸۵)

۲۔ معجم الادباء ج ۳ ص ۱۵۷ (ج ۹ ص ۴۸)

ابن مکی نیلی

"کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا محمد مصطفیؐ نے حیدرؑ کو اپنا وصی بنایا، اس سے پہلے کہ ان کی روح آسمان کی طرف پرواز کرے۔

غدیر خم میں جب کہ سبھی حاضر و گواہ تھے، خطبہ پڑھا، آوازیں خاموش اور جرس گم سم تھے، علیؑ میری قمیص کا تکملہ ہے، وہ میرا مددگار ہے اور اسے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی"۔ (۱)

شاعر کے حالات

سعید بن احمد مکی نیلی، مودب، ممتاز، شیعہ اور خوش نوا شاعر تھے۔ عترت اطہارؑ کے فدائی، انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر فضائل اہل بیتؑ بیان کئے، ان کے حاسد اور طرفداران سقیفہ غلو کا الزام لگاتے تھے، حالانکہ یہ عظیم شاعر معتدل محب اہلبیتؑ تھے، ابن شہر آشوب نے انہیں پرہیز گار شعراء میں شمار کیا ہے۔ (۲)

یاقوت حموی کہتے ہیں کہ مودب شیعہ مذہب اور نحوی دانشور تھے، ادب و لغت پر مہارت تھی، شیعیت کے متعلق ان کے اشعار مبالغہ کی حد تک ہیں، بڑے اچھے شعر کہتے، زیادہ تر مدح اہلبیتؑ ہی میں کہا، ان کا تغزل لطیف اور شاداب تھا، سو سال کی عمر پائی اور ۵۶۵ھ میں وفات کر گئے۔ (۳)

۱۔ مناقب ابن شہر آشوب ج ۱ ص ۵۲۴ (ج ۳ ص ۲۴، ج ۲ ص ۳۰۵)

۲۔ معالم العلماء (ص ۱۵۳)

۳۔ معجم الادباء ج ۴ ص ۲۳۰ (ج ۱۱ ص ۱۹۰)

عماد کاتب لکھتے ہیں: تشیع میں راہ افراط پر گامزن تھے، لیکن بڑے تقویٰ شعار ادیب وادیب پرور تھے، مذہبی تعصب بہت زیادہ تھا، بوڑھے ہوگئے تھے، کمر جھک گئی تھی، بینائی سے محروم تھے، ۹۰ سال کی عمر پائی۔ ان کا وجود، عدم برابر تھا، میری ان سے آخری ملاقات بغداد کے محلہ صالح میں ۵۶۲ھ میں ہوئی۔

صفدی و ابن شاکر نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (۱) کہتے ہیں کہ وہ بڑے اچھے شعر کہتے زیادہ تر مدح اہل بیتؑ ہی میں کہتے، ان کے اشعار کا نمونہ دیکھیں:

فان یکن آدم من قبل الوری　　بنبی و فی جنة عدن داره؟!

فان مولای علیا ذا العلیٰ　　من قبله ساطعة انواره (۲)

اگر آدم تخلیق کائنات سے قبل نبی اور جنت میں مقیم تھے تو ان سے بھی پہلے میرے بلند مرتبہ مولا علیؑ کا نور ساطع تھا۔

اسی طرح نوح، یونس، یوشع، موسیٰ اور عیسیٰ سے تقابل کر کے تیرہواں شعر کہا ہے:

من حملته امه ماسجدت　　للات بل شغلها استغفاره؟!

آپ وہ ہیں کہ اپنی ماں کو لات وعزیٰ کے سجدے سے بطن مادر ہی میں باز رکھا اور انہیں استغفار میں مشغول رکھا۔

اس آخری شعر میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جسے سیرۃ حلبیہ میں، سیرۃ زینی دحلان اور صفوری نے نزہۃ المجالس نیز شبلنجی نے نور الابصار میں لکھا ہے کہ امیر المومنین اپنی والدہ کو اصنام کا سجدہ کرنے سے بطن مادر ہی میں باز رکھتے تھے۔ (۳)

یوسف واسطی نے دشمنی علیؑ میں دو شعر کہے تھے، اس کا جواب ابن مکی نیلی نے دیا:

۱۔ نکت الھمیان (ص ۱۵۷)؛ فوات الوفیات ج ۱ ص ۱۶۹ (ج ۲ ص ۵۰ نمبر ۱۶۷)

۲۔ مناقب آل ابی طالب (ج ۳ ص ۳۰۷)

۳۔ السیرۃ الحلبیہ ج ۱ ص ۲۸۵ (ج ۱ ص ۲۶۸)؛ السیرۃ النبویہ (ج ۱ ص ۹۱)؛ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۱۰؛ نور الابصار (ص ۱۵۶)

الاقل لمن قال فی کفره و ربی علی قوله شاهد

[اذا اجتمع الناس فی واحد و خالفهم فی الرضا واحد]

[فقد دل اجماعهم کلهم علی انه عقله فاسد]

''اس کمینے سے کہہ دو جو کفر بکتا ہے اور میرا رب اس کا گواہ ہے۔

وہ کہتا ہے کہ جب لوگ خلافت کے بارے میں متفق ہو جائیں اور ان میں ایک مخالف ہو تو سب کا متفق ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس اکیلے شخص کی عقل فاسد ہے''۔

کذبت وقولک غیر الصحی

''تم قطعی جھوٹ بولتے ہو تمہارا یہ نقطہ نظر ارباب تنقید کے یہاں مہمل ہے، کیوں کہ قوم موسیٰ کے سبھی لوگ گوسالہ پرستی پر متفق الرائے تھے، اکیلے ان کے مخالف وصی موسیٰ جناب ہارون تھے۔ اکثریت خطا کار رہی جو گائے کو پوجتے تھے اور جو اکیلا اور منفرد تھا اس کی رائے صحیح تھی''۔(۱)

علامہ امینیؒ نے اعیان الشیعہ میں ابوسعید نیلی کے حالات کی فصل قائم کر کے حیرت ناک تسامح فرمایا ہے، فرماتے ہیں کہ ان کا مصرع (دع یا سعید هواک استمسک بحق) یہاں یا سعید ہے، اس لحاظ سے ان کا نام سعد یا سعید ہے۔

۱۔ مجالس المومنین (ج۲ ص۵۷۱)

۲۔ اعیان الشیعہ ج۶ ص۲۰۷ (ج۲ ص۳۵۷)؛ ج۱۴ ص۲۰۷ (ج۲ ص۳۵۷)

خطیب خوارزمی

ولادت ۴۸۴ھ

وفات ۵۶۸ھ

الاھل من فتی کابی تراب　　امام طاھر فوق التراب؟!

”کیا کوئی جوان ابوترابؑ کے مانند ہے، وہ زمین پر پاک وطاہر امام تھے۔

اگر میری آنکھیں آشوب کر جائیں تو علیؑ کی جوتیوں کی خاک کا سرمہ بناؤں۔

محمدؐ رسول خدا علم کے شہر ہیں اور امیر المومنینؑ ان کے دروازے کے مانند۔

وہ محراب میں بہت زیادہ رونے والے اور میدان جنگ میں بہت زیادہ ہنسنے والے تھے۔

علیؑ، عمرو بن عبدود کے قاتل اور ضرب شمشیر سے اسے خاک چٹانے والے ہیں۔

حدیث براۃ اور غدیر خم کی بات اور پرچم خیبر کی بات بہترین فیصلہ کر سکتی ہے“۔(۱)

شاعر کے حالات

حافظ، ابوالموید، ابومحمد موفق بن احمد بن ابی سعید اسحاق بن الموید، مکی حنفی معروف اخطب خوارزم۔ فقیہ و دانشور تھے، معروف حافظ اور محدث تھے، مایہ ناز خطیب تھے، سیرت و تاریخ سے آگاہ، شاعر و ادیب اور برجستہ خطبہ میں مہارت تھی، ان کی شاعری کتابوں میں جا بجا ملتی ہے۔

۱۔ ۴۶ بیت پر مشتمل یہ قصیدہ مناقب خوارزمی (ص ۳۹۹) کے آخر میں طبع ہوا ہے، ان میں بعض کو خوارزمی نے اپنی مقتل (ج ۲ ص ۱۶۱) میں نقل کیا ہے اور ان میں سے بعض ابیات کو ابن شہر آشوب نے اپنی مناقب (ج ۲ ص ۱۵۴، ۱۵۹) میں نقل کیا ہے۔

حموی، صفدی، تقی فارسی، قفطی اور سیوطی نے بہت زیادہ ستائش کی ہے۔(۱) ان کے علاوہ محمد بن عبدالحی، سید خوانساری، جرجی زیدان، عبدالقادر مصری نے بھی بہت زیادہ سراہا ہے۔

مشائخ واساتذۂ روایت

۱۔ حافظ نسفی
۲۔ جاراللہ زمخشری
۳۔ ابوالفتح کردخی
۴۔ ابوالحسن غزنوی
۵۔ شیخ جوینی
۶۔ ابوبکر زاغوانی
۷۔ ابوالفتوح طائی
۸۔ شہردار بن شیرویہ دیلمی
۹۔ محمد بن عطار ہمدانی
۱۰۔ ابوالمظفر ہمدانی
۱۱۔ مروزی
۱۲۔ محمد بن احمد مکی
۱۳۔ ابوطاہر خطیب مرو
۱۴۔ ابوسہل زورقی
۱۵۔ عبدالواحد باقرحی
۱۶۔ ابوعفان خوارزمی
۱۷۔ ابومنصور بغدادی
۱۸۔ محمد خیام ہمدانی
۱۹۔ حسن بن نجار
۲۰۔ ابومحمد غضاوی طوسی
۲۱۔ ابوذر بن بندار
۲۲۔ محمد بن سمان بن یوسف ہمدانی
۲۳۔ ابوالفضل بن عبدالرحمٰن حضر بندی
۲۴۔ سعید بن محمد فقیہی
۲۵۔ ابوعلی حداد، سیف الدین جمجی
۲۶۔ ابوالحسین بن بشران
۲۷۔ مبارک بن محمد شعطی
۲۸۔ عبدالحمید بن میکائیل
۲۹۔ منصور بن نوح شہرستانی
۳۰۔ عبدالرحمٰن بن محمد کرمانی

۱۔ معجم الادباء (ج۸ص۳۹)؛ العقد الثمین (ج۷ص۳۱۰)؛ انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ (ج۳ص۲۳۳ نمبر۷۷۹)؛ بغیۃ الوعاۃ (ج۲ص۳۰۸ نمبر۲۰۴۶)

۳۱۔ ابو داؤد ہمدانی
۳۲۔ محمد بن منصور مقری
۳۳۔ ابوالحسن کرباسی
۳۴۔ امام مسعود بن احمد دہستانی (۱)

تلامذہ اور راویان حدیث

۱۔ ابوالمکارم خوارزمی؛ (۲)
۲۔ مسلم بن علی اخت؛ (۳)
۳۔ طاہر بن عبدالسید خوارزمی؛ (۴)
۴۔ ابومحمد حسینی؛ (۵)
۵۔ ابن شہرآشوب مازندرانی؛ (۶)
۶۔ ابن معین؛ (۷)
۷۔ ناصر بن احمد بن بکر نحوی؛ (۸)

تالیفات

انہیں فقہ، حدیث، تاریخ و ادب پر بھرپور دستگاہ تھی اور دنیا بھر میں مشہور ہوئے، ان کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مناقب ابو حنیفہ، ۱۳۲۱ھ میں حیدرآباد میں دو جلدوں میں شائع ہوئی۔

۱۔ الفوائد البھیہ ص۳۹؛ روضات الجنات ص۲۱ (ج۸ ص۱۲۴) تاریخ آداب اللغۃ ج۳ ص۶۰ (مجلد۱۴ ص۳۱۱)؛ الجواھر المضیۃ (ج۳ ص۵۲۳ نمبر۱۷۱۸)
۲۔ بغیۃ الوعاۃ ص۴۰۲ (ج۲ ص۳۱۱ نمبر۲۰۵۴)
۳۔ بحار الانوار (ج۱۰۷ ص۱۵۲)
۴۔ بحار الانوار ج۱۰۷ ص۱۵۲
۵۔ بحار الانوار (ج۱۰۷ ص۱۵۲)
۶۔ مناقب آل ابی طالب (ج۱ ص۳۱)
۷۔ فرائد السمطین (ج۲ ص۶۶ حدیث۳۹۰)
۸۔ بغیۃ الوعاۃ ص۴۰۲ (ج۲ ص۳۱۱ نمبر۲۰۵۳)

۲۔ردشمس برائے امیر المومنینؑ؛(۱)

۳۔کتاب اربعین؛(۲)

۴۔قضایا امیر المومنین؛(۳)

۵۔مقتل امام حسین، جس میں پندرہ مفید ابواب ہیں۔

۶۔شعری دیوان؛(۴)

مناقب امیر المومنینؑ جس میں سے عصر موجود تک کے تمام مقتدر علماء احادیث نقل کرتے آئے ہیں۔(۵)

وفات

۵۶۷ھ میں ہوئی جن لوگوں نے ۵۹۶ھ لکھا ہے وہ غلط ہے، کیوں کہ بغیۃ الوعاۃ، فوائد البہیہ، تاریخ ذہبی، کشف الظنون، روضات الجنات میں ۵۶۷ھ ہی درج ہے۔(۶)

۱۔مناقب آل ابی طالبؑ ج۲ص۳۹۰

۲۔مناقب آل ابی طالبؑ ج۱ص۳۱

۳۔مناقب آل ابی طالبؑ ج۱ص۴۸۴

۴۔کشف الظنون ج۱ص۵۲۴

۵۔کشف الظنون ج۲،ص۵۳۲(ج۲ص۱۸۴۴)

۶۔بغیۃ الوعاۃ(ج۲ص۳۰۸نمبر۲۰۴۶)الفوائد البہیہ(ص۴۱)؛العقد الثمین(ج۷ص۳۱۰)؛کشف الظنون(ج۱ص۸۱۵)؛ روضات الجنات(ج۸ص۱۲۴)

فقیہ عمارہ

ولادت/ ۵۱۳ھ

قتل/ ۵۶۹ھ

''آپ کی ولایت تمام مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اور آپ کی محبت بڑی پونجی اور بہترین مال غنیمت ہے اگر آدمی آپ کی محبت سے دل نہ نوازے تو کل خدا کے نزدیک بے وقعت رہے گا۔

آپ عیسی بن حیدر (خلیفہ فائز بن ظافر خطاب ہے) کی نص کی بنا پر وارث ہدایت ہوئے نہ کہ عیسی بن مریم کی نص کی بنا پر۔

اور فرمایا: میرے ابن عم کی اطاعت کرو کیوں کہ وہ میرے پوشیدہ اسرار الٰہی کا امین ہے۔

اسی طرح وہ وصی مصطفیؐ اور ان کے ابن عم ہو گئے، بروز غدیر اس کا اہتمام وانصرام کیا گیا تھا۔

اہل قصر کا مرثیہ کہا ہے اس کا ایک شعر یہ ہے:

اور بساط زمین بروز عید غدیر یوں رقصاں ہوتی ہے جیسے کہ نیزہ بازوں کے ہاتھوں میں نیزے تھرکتے ہیں''۔

شاعر کے حالات

فقیہ، نجم الدین، ابومحمد، عمارہ بن ابوالحسن علی بن زیدان بن احمد، حکمی یمنی۔ شیعوں کے بلند مرتبہ فقیہ صاحب تالیفات اور بہترین استاذ تھے، شیعیت کی راہ میں سر سے گذر گئے۔

علم کامل اور فضل شامل کے ساتھ بہترین شاعر بھی تھے، شعر کہتے تھے یا موتی پروتے تھے، ان کے شعروں میں روانی، سنجیدگی اور شادابی ہوتی تھی، سب سے بلند تر یہ بات کہ وہ ولائے آل محمدؐ سے سرشار تھے، ایسا والہانہ پن تھا کہ راہ شیعیت میں شہید ہوئے۔

ان کی جاوداں تالیفات میں ''نکت عصریہ، اخبار وزراء مصر، تاریخ یمن، فرائض ومواریث، شعری دیوان، ایک قصیدہ بنام شکایۃ المتظلم ونکایۃ المتألم'' کہہ کے صلاح الدین ایوبی کے پاس بھیجا تھا۔

نکت عصریہ (ص ۷) میں اپنے حالات لکھے ہیں: انہوں نے شاعری اپنے چچا علی بن زیدان سے سیکھی ۵۲۹ھ میں حد بلوغ کو پہونچے اور ۳۱ سال کی عمر میں باپ کے حکم سے وزیر مسلم کے ہمراہ زبید گئے وہاں چار سال قیام کیا، سوائے نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلتے، پانچویں سال والدین سے ملاقات کرنے آتے اور پلٹ جاتے، تین سال تک طلبہ کو شافی فقہ پڑھائی، جب وہ ۳۹ سال کے ہوئے تو والدین ان سے ملنے زبید آئے ان کے ساتھ عمارہ کے پانچوں بھائی بھی تھے، انہوں نے والد کو کچھ اشعار سنائے، انہوں نے ستائش کی اور فرمایا: تم جانتے ہو کہ ادب وشعر نعمت الٰہی ہے، لوگوں کی مذمت کر کے کفران نعمت نہ کرنا، عمارہ کو قسم دی کہ ایک شعر میں بھی کسی مسلمان کی ہجو نہ کرنا۔

ایک بار ملکہ آزادہ کے ساتھ حج کے لئے گئے، دوسری بار مکہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، ۵۵۰ھ میں مصر آئے، خلیفہ مصر امام فائز تھے اور ان کے وزیر ملک صالح، خلیفہ کی بارگاہ میں قصیدہ پیش کیا۔ سبھی نے خاص طور سے ملک صالح نے بڑی ستائش کی بار بار اشعار پڑھوائے، خلعت وانعام سے نوازا گیا۔ سب سے زیادہ ملک صالح نے ۵۰۰ دینار دئے پھر خلیفہ کی بیٹی نے ۵۰۰ دینار عطا کئے۔

پھر ان کا وظیفہ مقرر ہو گیا، ان سے پہلے اتنا وظیفہ کسی کا مقرر نہیں ہوا تھا، انہیں خاص طور سے ملک صالح سے تعلق خاطر تھا۔

فقیہ عمارہ ایک قصیدہ کی بناء پر کچھ لوگوں کے ہمراہ فراز دار سے نوازے گئے۔

اس کا مطلع یہ ہے:

رميت يادهر كف المجد بالشلل وجيده بعد حسن الحلى بالعطل

کہا گیا ہے کہ ایک گروہ انگریزوں سے خط وکتابت کر رہی تھی کہ صلاح الدین ایوبی کو ہٹا کر فرزند عاضد کو بٹھادیں، اس گروہ میں ایک سپاہی بھی جو مصری باشندہ نہیں تھا، اس نے صلاح الدین سے جا کر شکایت کردی صلاح الدین نے سب کو حاضر ہونے کا حکم دیا، سب نے اعتراف کرلیا اس نے حکم دیا کہ سب کو پھانسی دے دی جائے۔

روز شنبہ ماہ رمضان ۵۹۹ھ قاہرہ میں سب کو پھانسی دے دی گئی۔

فقیہ عمارہ کے ساتھ قاضی القضاۃ ابوالقاسم ہبۃ اللہ، ابن عبدالقوی داعی الدعاۃ عویرس ناظر دفتر، شبریا، عبدالصمد منشی، نجاح حمامی منجم نصرانی بھی تھے، آخرالذکر نے سب کو آمادہ کیا تھا۔

صفدی لکھتے ہیں کہ بعید نہیں کہ قاضی فاضل نے عمارہ کے قتل میں چغلی کی ہو کیوں کہ صلاح الدین نے ان کے بارے میں اس سے مشورہ کیا تھا، قاضی نے کہا کہ شہر بدر کردیا جائے۔ صلاح الدین نے کہا: ممکن ہے پھر چھپ کر واپس آجائے، قاضی نے کہا: تنبیہ وسرزنش کی جائے۔ صلاح الدین نے کہا: کتے ابھی چپ رہیں گے پھر موقع دیکھ کر بھونکیں گے۔

قاضی نے کہا: اسے پھانسی دے دیجئے۔ صلاح الدین نے کہا: بادشاہ جب ارادہ کر لیتے ہیں تو عمل بھی کر ڈالتے ہیں۔(۱)

صلاح الدین تیزی سے اٹھا اور قاضی عویرس کو پھانسی کا حکم دے دیا، جب انہیں دار پر لٹکانے لے جایا گیا تو انہوں نے خواہش کی کہ قاضی کے گھر کی طرف سے لے جایا جائے، خیال تھا کہ شاید قتل سے نجات دلائے قاضی نے دیکھا تو اندر گھس کر دروازہ بند کرلیا، عمارہ نے یہ شعر پڑھا:

عبدالعزيز قد احتجب ان الخلاص من العجب

عبدالعزیز گھر میں گھس گیا، اب نجات تعجب خیز ہے۔(ممکن نہیں)

۱۔ الغیث المسجم (ج ۲ ص ۷۰

غدیر

قرآن ، حدیث اور ادب میں

پانچویں جلد

مؤلف

حضرت علامہ عبدالحسین الامینی النجفی

ترجمہ و تلخیص:

ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری

قال ابو عبد الله :

هـذا يـوم عـظـيـم عظم الله حرمته على المومنين و اكمل لهم فيه الدين و تمم عليهم النعمة و جددلهم ما اخذ عليهم من العهد الميثاق

فہرست مطالب

بقیہ عندلیبان غدیر (چھٹی صدی ہجری)

عندلیبان غدیر (ساتویں صدی ہجری)

بقیہ عندلیبان غدیر

(چھٹی صدی ہجری)

۱۔ سید محمد اقساسی ۲۔ قطب الدین راوندی

۳۔ سبط ابن تعاویذی

سید محمد اقساسی

وفات/۵۷۵ھ

و حق علی خیر من وطأ الثری　　و افخر من بعد النبی قد افتخر

''اور خلافت علیؑ کا حق ہے، جو بعد رسولؐ تمام انسانوں میں بہتر اور شائستہ مباحات ہیں، وہ واقعی جانشین رسولؐ اور وارث علم رسولؐ ہیں، انھیں کی وجہ سے عدنان و مضر کے خاندان نے شرافت و افتخار پایا۔

وہی ہیں جنھیں بروز غدیر رسول خداؐ نے بازو تھام کر بلند فرمایا، حضرت عمر سے پوچھ لو! انھوں نے بتوں کو توڑا اور لوگوں کی سرزنش سے گھبرائے نہیں حالاں کہ وہ لوگ مدت سے ان بتوں کی پرستش کر رہے تھے۔

وہ داماد رسولؐ اور ان کی بیٹی کے شوہر ہیں۔ ان کے بارے میں آیات و سورے نازل ہوئے، مغفرت اسی کا حصہ ہے جو بروز قیامت محبت اہل بیتؑ ذخیرہ کر کے لے جائے''۔

بعض سنیوں نے اقساسی کی طرف مدح ابوبکر میں یہ دو شعر بھی منسوب کر دیئے ہیں:

حق ابی بکر الذی هو خیر من　　علی الارض بعد المصطفی سید البشر

لقد احدث التودیع عند وداعنا　　لواعجه بین الجوانح تستعر

''خلافت حق ابوبکر ہے جو بعد رسولؐ تمام لوگوں میں سب سے بہتر اور بوقت نزع ان کے اشتیاق کی آگ دل میں بھڑکتی ہے''۔

شاعر کی شخصیت

نام محمد بن علی بن فخر الدین ابو الحسین حمزہ بن کمال الشرف ابو الحسن محمد بن ابو القاسم حسن ادیب بن ابو جعفر محمد بن علی زاہد بن محمد اصغر اقساسی بن یحییٰ بن حسین ذی العبرۃ بن زید شہید ابن امام چہارم علی بن حسین علیہ السلام۔

خانوادۂ اقساسی بزرگ ترین علوی خاندان ہے جس میں بلند مرتبہ فنکار پیدا ہوئے ہیں۔ یہ کوفے کے ایک دیہات سے منسوب ہیں جس کا نام اقساس مالک ہے۔

اس خاندان میں متبحر عالم، موثق محدث، عظیم لغوی اور خوشنوا شاعر ہوئے ہیں۔ کامیاب حکمراں اور فاضل نقیب بھی گذرے ہیں۔ سب سے پہلے اقساسی لقب سید محمد اصغر بن یحییٰ بن زید نے اختیار کیا۔ انھیں سے بنی جوذاب، بنی موضح، بنی قرۃ العین اور بنی صعوہ کی شاخیں نکلیں۔ طاہر بن احمد، بنی صعوہ سے ہیں جن کے بارے میں سمعان نے لکھا ہے کہ طاہر بن محمد بن علی اقساس کا لقب صعوہ تھا۔ وہ متدین اور معتبر آدمی تھے۔ انھوں نے عدوی، انھوں نے حراش اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔

خانوادہ اقساسی

ابن عساکر(۱) ان کے جد اعلیٰ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ محرم ۳۴۷ھ میں دمشق آئے پھر مکہ و مدینہ چلے گئے۔ ادیب و شاعر کے ساتھ رعب و جلال کے حامل تھے، چہرہ پُر رونق تھا، لغت و شعر پر عبور تھا، زندگی کے لحاظ سے خاندان ابو طالبؑ کی بہترین فرد تھے، خوش اخلاق و ملنسار تھے۔ ابن فوطی کا بیان ہے کہ تحصیل علم کے لئے بہت سفر کیا، ادب سے بہرہ ور ہوئے، خط بڑا اچھا تھا، بڑے یار باش تھے۔

ایک دوسرا اقساسی خاندان:

کمال الدین شرف ابو الحسن محمد بن ابو القاسم حسن ایک بہترین شاعر تھے۔ سید مرتضیٰ نے کئی باران

۱۔ تاریخ ابن عساکر ج۴، ص ۲۴۷ (ج ۱۳ ص ۳۸۲ نمبر ۱۴۴۹)

کوکوفہ کا امیر الحاج بنایا، ۴۱۵ھ میں وفات پائی، (۱) سید مرتضیٰ نے مرثیہ کہا (۲۴ شعر)۔ (۲)

کامل ابن اثیر میں ہے کہ ۴۱۲ھ میں ابوالحسن اقساسی نے لوگوں کے ساتھ حج کیا جب فید پہونچے تو عرب بدؤں نے گھیر لیا۔ ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے ناصحی (ابومحمد قاضی القضاۃ) نے پانچ لاکھ دینار دینا چاہا لیکن عربوں نے گھیراؤ ختم نہیں کیا۔ وہ تمام حاجیوں کو لوٹنے کے درپے تھے۔ ان کا سردار حمار بن عدی تھا جسے سمرقند کے ایک حاجی نے تاک کر تیر مارا اور وہ ڈھیر ہو گیا، اس طرح سبھی بسلامت نکل آئے۔ (۳) جب حجاج مکے سے شام ہوتے ہوئے عراق آئے تو طاہر علوی نے ان حاجیوں کو بہت دولت دی اور خلعت سے نوازا۔ ان حاجیوں کی قیادت ابوالحسن اقساسی کر رہے تھے۔ (۴)

اقساسی کے دادا فخر الدین حمزہ بن محمد کے متعلق مجدی (۵) میں ہے کہ وہ نقیب کوفہ، مخلص، صاحب فضل و حلم اور ریاست و مواسات والے آدمی تھے۔ انھیں فخر الدین کے بھائی ابومحمد نامی تھے۔ انساب سمعانی میں ہے کہ وہ ثقہ و دانشمند تھے۔ (۶)

سید محمد اقساس کے متعلق کامل ابن اثیر میں ہے کہ ۵۷۵ھ میں محمد بن علی بن حمزہ اقساسی کا انتقال ہوا جو نقیب کوفہ اور مفکر و مجید شاعر تھے۔ (۷) مجالس المومنین (۸) کے مطابق ان سے علی بن علی بن نما نے روایت کی ہے۔ ان کے بزرگ مشائخ میں تھے۔

مجالس المومنین (۹) میں نقل ہے کہ عزالدین بن اقساسی اشراف کوفہ میں تھے، فاضل و ادیب تھے بڑے اچھے اور برجستہ اشعار کہتے تھے۔ روایت ہے کہ خلیفہ مستنصر عباسی نے سلمان فارسی کے روضے کی

۱۔ المنتظم ابن جوزی ج۸ ص۱۹ (ج۱۵ ص۱۶۸ نمبر۳۱۳۲) تاریخ کامل ج۹، ص۱۲۷ (ج۶، ص۱۳) البدایۃ والنہایۃ ج۲ ص۱۸ (ج۱۲ ص۲۳) مجالس المومنین ص۲۱۱ (ج۱ ص۵۰۶)

۲۔ دیوان سید مرتضیٰ (ج۲، ص۱۴۷) المنتظم ج۸ ص۲۰ (ج۱۵ ص۱۶۸ نمبر۳۱۳۲)

۳۔ تاریخ کامل ج۹، ص۱۲۱ (ج۵، ص۶۵۵)

۴۔ تاریخ کامل، ج۹، ص۱۲۷ (ج۶ ص۱۳)

۵۔ المجدی (۱۸۰)

۶۔ الانساب (ج۱ ص۲۰۰)

۷۔ تاریخ کامل ج۱۱ ص۴۷۱ (ج۷ ص۲۸۱)

۸۔ مجالس المومنین ص۲۱۱ (ج۱، ص۵۰۷)

۹۔ مجالس المومنین، ص۲۱۲ (ج۱، ص۵۰۷)

زیارت کا ارادہ کیا۔ اس کے ساتھ سید مذکور بھی تھے۔ راستے میں خلیفہ نے کہا: غالی شیعوں کا ایک یہ بھی جھوٹ ہے کہ علی بن ابی طالبؑ مدینے سے مدائن طی الارض کر کے تشریف لائے تا کہ سلمان فارسی کا دفن وکفن کریں۔ اسی رات پھر حضرت علیؑ مدینہ واپس چلے گئے۔ یہ سن کر ابن اقساسی نے چھ شعر کہہ ڈالے:

''انکار کیا جاتا ہے کہ وصی رسولؐ ایک رات ہی مدائن تشریف لائے اور پاک وپاکیزہ سلمان کو غسل وکفن دے کر پھر مدینہ واپس چلے گئے حالانکہ ابھی صبح نہیں ہوئی تھی۔ تم کہتے ہو کہ یہ غالی شیعوں کا مولیٰ ہے۔ اگر غالی شیعہ غلط بیانی نہ کریں تو ان کا قصور کیا ہے؟

آصف بن برخیا پلک جھپکتے سبا سے تخت بلقیس کو لے آئے یہ عجوبہ بات نہیں۔ اور تم آصف کے متعلق غالی نہیں کہے جاتے لیکن اگر حیدرؑ کے متعلق میں کہوں تو غالی ہوں، اگر احمدؐ خیر المرسلین ہیں تو یہ خیر الوصیین ہیں''۔

ان اشعار کو علامہ ساوی نے طلیعہ میں نقل کر کے سید محمد اقساسی کی طرف منسوب کیا ہے۔ علامہ کو اقساسی اور مستنصر کے تاریخ وفات کا صحیح اندازہ نہ ہو سکا اس لئے یہ تسامح ہوا۔ ہم نے سابق میں لکھا کہ اقساسی نے ۵۷۵ھ میں وفات پائی اور مستنصر ۵۸۹ھ میں پیدا ہوا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے چودہ سال بعد پیدا ہوا اور ۶۲۴ھ میں خلافت پائی۔

علامہ محسن امین عاملی (۱) نے حسن بن حمزہ اقساسی کے حالات میں ان اشعار کو لکھا ہے حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ اشعار ابن نقلہ سے مربوط ہیں اور وہ حسن بن حمزہ کے بھتیجے ہیں۔ محمد اقساسی سے کئی سال پہلے گذرے ہیں۔ اور سید محمد اقساسی بھی مستنصر سے مقدم تر ہیں۔

تھوڑے سے فرق کے ساتھ علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب (۲) میں ان اشعار کو نقل کر کے ابو الفضل تمیمی کی طرف منسوب کیا ہے (اس میں سات شعر ہیں)۔ ابن شہر آشوب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم قطب الدین اقساسی کی نہیں ہے۔ ابن شہر آشوب نے ۵۸۸ھ میں وفات پائی، ولادت

۱۔ اعیان الشیعہ، ج۲۱، ص۲۳۳ (ج۵ ص۵۹)

۲۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج۱، ص۴۴۹ (ج۲ ص۳۳۸)

مستنصر سے چند سال قبل اور سید قطب کی وفات کے ۵۷ رسال قبل۔ ممکن ہے کہ خانوادہ اقساسی کے کسی مقدم نسل میں شاعر نے اسے کہا ہو اور قطب الدین نے اسے مستنصر کے سامنے پڑھ دیا ہو۔

توجہ طلب:

میرے کانوں میں عناد سے بھر پور یہ آواز بھی پہونچی ہے کہ حضرت علیؑ کی یہ واضح کرامت جسے ارباب سیرت وتاریخ نے نقل کیا ہے، لوگ جھٹلاتے ہیں۔ اسے غلو کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں یہ قطعی محال ہے کہ اتنی لمبی مسافت اس قدر کم وقت میں طے کی جائے۔

ان بے چاروں کے سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر بالفرض محال بھی ہو تو یہ محال عادی ہے، محال عقلی نہیں ہے۔ ورنہ مسئلہ معراج، جو قطعا جسمانی ہے اور ضروریات دین میں سے ہے یا آصف بن برخیا کا واقعہ جسے قرآن میں بیان کیا گیا ہے، صحیح نہ رہ جائے گا۔ ایک عفریت تخت بلقیس کو اس قدر کم مدت میں کہ سلیمان اپنی جگہ سے حرکت کریں حاضر نہیں کرسکتا۔ نہ تو اسے سلیمان نے جھٹلایا نہ قرآن نے تردید کی۔

گویا وہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خدا کی ہمہ جانبہ قدرت بھی سست نہیں ہے۔ اس کے لئے تمام امور چاہے وہ آسان ہوں یا دشوار یکساں ہیں۔ بنابریں اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ خداوند عالم اپنے خاص اور مقرب بندے پر سخت کاموں کی انجام دہی کے سلسلے میں خاص زحمت فرمائے جسے دوسرے انجام دینے سے قاصر ہوں۔

دوسرے نقطۂ نظر سے بھی دیکھئے کہ خدا نے لوگوں کو گونا گون اور مختلف پیدا کیا ہے اس لئے ان کی توانائیاں بھی مختلف ہیں۔ ایک کام کے لئے ایک شخص توانا ہے اور دوسرا عاجز۔ اور قدرت خدا کی بھی کوئی حد نہیں، اسی لئے موجودات کے امور عادی بھی باہم متفاوت ہیں۔ جو مسافت ایک شخص سواری سے محدود وقت میں طے کرسکتا ہے اسی کو دوسرا شخص پا پیادہ طے کرسکتا ہے۔ گاڑیاں ان سے زیادہ مسافت طے کرسکتی ہیں۔ اگر انھیں راستوں کو ہوائی جہاز سے طے کیا جائے تو ان سے بھی زیادہ سرعت سے وہ مسافت طے ہوسکتی ہے، ہوائی جہاز سے جو راہ پانچ گھنٹے میں طے ہوسکتی ہے دوسری گاڑیوں سے وہ پانچ مہینے میں طے ہوگی۔

یہ طیارہ ۱۹ جو پیرس سے ۲۴/ اپریل ۱۹۲۴ء کو صبح کے وقت چلا۔ شام تک وہ ۱۲۵۰/میل کا سفر طے کر کے بخارست پہونچا۔ اسی کے دوسرے دن ۷۷۰/میل مزید چلا، پانچ روز بھی پورے نہ ہوئے تھے کہ ۳۰۷۳ میل طے کر کے ہندوستان پہونچ گیا۔ اس سے بھی زیادہ تیز رفتار ہوائی جہاز ہیں جو فی گھنٹہ ۱۵۰ میل کا سفر طے کرتے ہیں، ان کی اڑان ۲۲۰۰۰ قدم ہوتی ہے۔ (بسائط الطیران) یہ بھی ممکن ہے کہ آئندہ سائنسی ترقی اس سے زیادہ تیز رفتار طیارے بنائے (آج تو آواز سے زیادہ تیز رفتار طیارے ایجاد ہو چکے ہیں۔ اپولو فی گھنٹہ چالیس ہزار کیلومیٹر راستہ طے کرتا ہے)۔

اس بنا پر کیا مانع ہے کہ خدا اپنے مخصوص بندے کو جب وہ چاہے سرعت رفتار عطا کر دے۔ خدا کے لئے تو یہ مشکل نہیں۔ اس کے علاوہ ہم مولا علیؑ اور ائمہ معصومینؑ کو جعلی خاصان خدا کے برابر نہیں سمجھتے۔ ان جعلی اولیاء کی کرامتوں کے لوگ قائل ہیں بلکہ ان کی کرامتوں کو تسلیم کرنا ضروریات دین میں سمجھتے ہیں۔

طی الارض کے متعلق اہل سنت کے قصے:

حیرت ہوتی ہے کہ جن کے زنگ آلود قلب حضرت علیؑ کی کرامت کو تسلیم نہیں کرتے اسی قسم کا واقعہ ان سے پست ترین لوگوں کے متعلق بیان کیا جائے تو مان لیتے ہیں۔ چند واقعات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

۱۔ تاریخ ابن عساکر میں سری بن یحییٰ سے منقول ہے کہ حبیب بن محمد عجمی بصری روز ترویہ بصرہ میں تھے اور بروز عرفہ عرفات میں دیکھے گئے۔ (۱)

۲۔ حافظ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبد اللہ یونینی (متوفی ۶۱۷) ہوا کے ذریعے مکہ گئے اور حج بجا لائے۔ اسی قسم کے واقعات اکثر زاہدوں کے لئے منقول ہیں۔ (۲)

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۳۴ (ج ۱۲، ص ۵۶ نمبر ۱۱۹۳)، مختصر تاریخ ابن عساکر، ج ۶، ص ۱۸۸)

۲۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۹۴ (ج ۱۳، ص ۱۱۰)

۳۔ابوبکر غسانی صیداوی کی عادت تھی کہ بعد نماز عصر، مغرب کے قبل تک سوتے تھے۔اتفاقاً ایک دن ایک شخص ان سے ملاقات کرنے آگیا۔وہ بے خیالی میں اس سے اتنی دیر تک باتیں کرتے رہے کہ بعد عصر سو نہیں سکے۔وہ شخص چلا گیا تو خادم نے پوچھا: وہ کون صاحب تھے؟ غسانی نے جواب دیا: وہ ابدال تھے، سال میں ایک بار مجھ سے ملاقات کرنے آتے ہیں۔خادم کہتا ہے کہ میں ان کی آمد کے وقت کا منتظر تھا جب وہ اس وقت آئے تو میں انتظار کرتا رہا کہ شیخ سے گفتگو ختم ہو۔اتنے میں ابوبکر نے پوچھا: اب کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: ابومحمد ضریر سے فلاں غار میں ملاقات کروں گا۔خادم نے کہا: میں بھی آپ کے ساتھ چلنا چاہتا ہوں۔انھوں نے کہا: بسم اللہ چلو۔میں ان کے ساتھ چلنے لگا۔پل تک پہونچا تو موذن نے مغرب کی اذان کہی۔انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: بسم اللہ۔ابھی دس قدم بھی نہ چلے تھے کہ اس غار تک پہونچ گئے۔اگر عادت کے مطابق راستہ طے کرتے تو دوسرے روز ظہر تک وہاں پہونچتے۔ غار میں جو صاحب تھے انھیں سلام کیا، وہیں نماز پڑھی، مختلف قسم کی بات کی۔جب تہائی رات گذری تو مجھ سے کہا: یہاں رہو گے یا گھر جاؤ گے؟ کہا: گھر جاؤں گا۔انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: بسم اللہ۔ ابھی دس قدم راستہ چلے تھے کہ اپنے کو صیدا میں پایا۔پھر انھوں نے زبان سے کچھ کہا کہ دروازہ کھل گیا اور شہر میں داخل ہو کر ہم گھر چلے آئے۔(۱)

۴۔بغداد کا ایک تاجر کہتا ہے کہ میں جمعہ کی نماز پڑھ کے چلا تو بشر حافی کو دیکھا کہ تیزی سے مسجد سے نکلے۔میں نے دل میں کہا یہ شخص زاہد مشہور ہے۔ذرا دیر مسجد میں ٹھہر نہیں سکتا تھا۔میں نے تعاقب کیا۔دیکھا کہ نانوائی سے ایک درہم کی روٹی خریدی۔میں نے کہا: اس زاہد کو دیکھو کہ روٹی خرید رہا ہے۔ پھر ایک درہم کا کباب خریدا۔میرا غصہ بڑھ گیا۔پھر وہ حلوہ فروش کے یہاں گئے، فالودہ خریدا۔میں سمجھا اب کھائیں گے لیکن انھوں نے بیابان کی راہ لی۔میں نے سوچا وہ سبزہ زار میں کھانا چاہتے ہیں۔میں تعاقب کرتا رہا۔بالآخر وہ ایک دیہات میں پہونچے، وہاں مسجد میں مریض تھا، اس کے سرہانے بیٹھ کر لقمہ لقمہ کھانا کھلانے لگے۔اس درمیان میں وہاں ٹہلتا رہا۔دیکھا کہ بشر نہیں ہیں۔مریض سے پوچھا تو

۱۔تاریخ ابن عساکر، ج۱، ص۴۴۳ (ج۵، ص۱۸۶) نمبر ۹۷، مختصر تاریخ ابن عساکر، ج۳، ص۲۲۲)

کہا: وہ بغداد گئے ۔ میں نے کہا: چالیس فرسخ راہ فوراً طے کرلی؟ اب تو کرایہ بھی نہیں کہ خود کو بغداد پہونچاؤں، پیدل چلنے کی بھی طاقت نہیں۔ اس نے کہا: یہیں رہو کہ وہ آجائیں۔ دوسرے جمعہ تک رہا، وہ اسی وقت آئے اور مریض کو کچھ چیزیں دیں، خود بھی کھائیں مریض کو بھی کھلائیں پھر مریض نے ان سے کہا کہ یہ شخص گذشتہ جمعہ سے آج تک یہیں ہے اسے اپنے گھر واپس کردیجئے۔ انھوں نے غصہ سے مجھے دیکھا، فرمایا: میرے ساتھ کیوں آئے؟ کہا: مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔ فرمایا: اٹھو، میرے ساتھ چلو۔ مجھے بغداد تک چھوڑ دیا۔

۵۔ شیخ بزرگوار ابوالحسن علی فرماتے ہیں: ایک دن میں شیخ احمد رفاعی (متوفی ۵۸۷) کے مراقبہ کے کمرے میں تھا، میرے سوا کوئی نہ تھا، ایک مدھم آواز سنی، ایک اجنبی کو دیکھا جس سے طویل مدت تک بات چیت ہوئی پھر وہ اس کمرے کے روشندان سے باہر نکل گیا۔ میں نے پوچھا: یہ کون تھا جو برق رفتاری کے ساتھ باہر نکل گیا؟ پوچھا: تم نے اسے دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: خدا اس کے ذریعے بحر اقیانوس کا تحفظ کرتا ہے، وہ چار خواص میں ایک ہے۔ تین دن سے بارگاہ خدا سے نکال دیا گیا ہے۔ پوچھا: کیوں؟ کہا: اقیانوس میں تین دن بارش ہوئی، اس نے کہا کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو بہتر ہوتا۔ پھر خیال آیا تو استغفار کیا۔ لیکن اسی اعتراض کی وجہ سے دھتکار دیا گیا۔ میں نے پوچھا: آپ نے اسے اطلاع دیدی ہے؟ کہا: نہیں ۔ میں نے کہا: میں اطلاع دیدوں۔ کہا: ہاں ۔ فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ آنکھیں کھولیں تو بحر محیط میں پایا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ وہاں چلنے لگا۔ وہاں اس شخص کو پایا، سلام کرکے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا: تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جیسا کہوں ویسا کرنا۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ کہا: میری پگڑی لو اور میری گردن میں پھندا ڈالو اور زمین پر مجھے کھینچو اور کہو: یہ اس کی سزا ہے جو خدا پر اعتراض کرے۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق کیا۔ ناگہاں ہاتف کی آواز آئی۔ اے علی! بس کرو آسمان کے فرشتے رو رہے ہیں، خدا اس سے راضی ہوگیا۔ میں کچھ دیر بیہوش رہا، ہوش میں آیا تو خلوت کے کمرے میں اپنے کو موجود پایا۔ بخدا! میں نہیں جانتا کہ کیسے گیا اور کیسے آیا؟(۱)

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۳، ص ۲۳۶ (ج ۱۰ ص ۲۰۵ نمبر ۸۸۱، تاریخ ابن عساکر، ج ۵، ص ۱۹۹) ۲۔ مراۃ الجنان، ج ۳، ص ۳۱۱.

۶۔ شیخ صالح غانم بن یعلیٰ تکریتی کہتے ہیں کہ ایک بار میں نے نمکین دریا میں سفر کیا۔ طوفان آ گیا۔ ٹوٹی کشتی پر ایک جزیرے میں پہونچا، ایک مسجد میں چار آدمیوں کو دیکھا اور ان سے ماجرا بیان کیا۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو دیکھا کہ شیخ حرانی آئے، سب نے احترام کیا اور ان کی امامت میں نماز جماعت پڑھی۔ رات بھر دعا و مناجات میں مشغول رہے۔ پھر وہ مسجد سے نکلے اور کہتے جاتے تھے: محبّ کی محبوب کی طرف سیر جلد ہونی چاہئے۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ انھیں کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ میں پیچھے لگ لیا گویا زمین خشکی دریا یا کوہ و دشت سمٹ گئے تھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ حران آ گیا حالانکہ ہم زیادہ نہیں چلے تھے۔ میں نے حران میں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ (۱)

۷۔ سیوطی کا خادم محمد بن علی حباک بیان کرتا ہے کہ ایک دن قرافہ مصر میں بیٹھے ہوئے تھے، شیخ مجھ سے بولے: کیا تم نماز عصر مکہ میں پڑھنا چاہتے ہو؟ لیکن شرط یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی سے یہ واقعہ بیان نہ کرنا۔ میں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: آنکھیں بند کرو۔ ہم ۲۷ قدم چلے تھے کہ فرمایا آنکھیں کھولو۔ دیکھا کہ میں باب المعلاۃ میں ہوں۔ پھر داخل حرم ہو کر طواف کیا۔ آب زمزم پیا۔ نماز عصر تک مقام ابراہیمؑ پر ٹھہرے رہے پھر طواف کر کے آب زمزم پیا۔ پھر مجھ سے فرمایا: طی الارض میرے لئے حیرتناک نہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہاں حرم کے مصری مجاور بھی مجھے پہچان نہیں رہے ہیں۔ پھر فرمایا: چاہو تو میرے ساتھ گھر چلو ورنہ یہیں رہو۔ میں نے کہا: میں آپ کے ساتھ آؤں گا۔ فرمایا: آنکھیں بند کرو۔ سات قدم آگے بڑھے تو کہا: آنکھیں کھولو۔ میں نے اپنے کو جیوشی میں پایا اور عمر بن فارض کی خدمت میں پہونچ گیا۔ (۲)

۸۔ طبقات سخاوری میں ہے کہ شیخ معالی نے شیخ سلطان بن محمود بعلبکی سے پوچھا: میرے آقا! آپ کتنی مرتبہ ایک رات میں مکہ تشریف لے گئے ہیں؟ فرمایا: تیرہ بار۔ شیخ یونینی فرماتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو مکے میں ہی نماز پڑھا کریں۔ (۳)

۱۔ مراۃ الجنان، ج ۳، ص ۴۲۱ ۲۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۵۰ (ج ۱۰، ص ۷۷)

۳۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۲۱۱ (ج ۷، ص ۳۶۵)

۹۔ حافظ ابن جوزی اپنی کتاب صفۃ الصفوۃ میں سہل بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن قاسم جبلی نامی شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں زعفران لگا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: تم نے ابھی زعفران کھایا ہے؟ بولا: استغفر اللہ! میں نے ایک ہفتہ سے کچھ نہیں کھایا۔ لیکن میں نے اپنی والدہ کو کھانا دیا اور چونکہ نماز صبح یہیں پڑھنی تھی اس لئے تیزی سے یہاں آیا ہوں، مجھے ہاتھ دھونے کی فرصت نہ ملی کہ متذکرہ جگہ سے یہاں کا فاصلہ ۷۰۰ فرسخ کا تھا (اٹھائیس ہزار کیلو میٹر)۔ کیا تم میری بات مانو گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: خدا کا شکر! جس نے مجھے یقین کرنے والے مومن کی صورت دکھائی۔ (۱)

۱۰۔ ابن جوزی اسی کتاب میں ہی موسیٰ بن ہارون سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار حسن بن خلیل کو میں نے عرفات میں دیکھا اور ان کی صحبت میں رہا۔ دوسری بار کعبہ کے طواف کی حالت میں دیکھا۔ ان سے کہا کہ دعا کرو، میرا حج قبول ہو جائے۔ انہوں نے روتے ہوئے میرے لئے دعا کی۔ جب میں مصر واپس آیا تو جو بھی مجھ سے ملنے آیا اس سے کہا کہ اس سال حسن میرے ساتھ مکہ میں تھے۔ انھوں نے کہا کہ انھوں نے اس سال حج نہیں کیا۔ میں نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہر رات مکہ پہونچ جاتے ہیں۔ کسی نے بھی میری بات کی تصدیق نہیں کی۔ کچھ دن بعد انھوں نے مجھے دیکھ کر افشاء راز پر میری سرزنش کی کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ تم منھے اس طرح مشہور کرو۔ اب میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کسی سے نہ کہنا۔ (۲)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں:

کوئی محقق اس قسم کے واقعات پر مبسوط کتاب تالیف کر سکتا ہے۔ میں نے اختصار کے خیال سے اتنے ہی پر اکتفا کیا۔ ان واقعات سے نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ولی خدا (یعنی جسے خدا نے طی الارض کی نعمت عطا کی ہے) اگر چاہے تو کسی کو بھی اس کی خواہش کے مطابق طی الارض کرا سکتا ہے۔ اسکے لئے زمین سمٹ سکتی ہے۔

یہ نمونے امیر المومنینؑ اور ائمہ معصومینؑ کے نہیں ہیں بلکہ اہل سنت حضرات کے بیان کردہ ہیں اور

۱۔ صفۃ الصفوۃ ج ۴، ص ۲۲۸ (ج ۴ ص ۲۵۴ نمبر ۷۸۸)

۲۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۴، ص ۲۹۳ (ج ۴، ص ۳۲۲ نمبر ۸۴۰)

انھیں کے نقلی اولیاء اللہ کے قصے ہیں۔ اگر یہ لوگ طی الارض پر قادر ہیں تو امیر المومنینؑ مدینے سے سلمان کو غسل وکفن دینے کیلئے مدائن کیوں نہیں پہونچ سکتے؟ آخر اس بات پر انکار وجدال کا عمل کیوں ہوتا ہے؟

جُگ جُگ جیو!!!

حضرت امیر المومنینؑ اور ائمہ معصومینؑ کے فضائل کے سلسلے میں اہل سنت قلم کار انکار وتعصب کی فضا قائم کیے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ ان کی فطرت میں انکار وعناد کی آمیزش ہے۔ کبھی وہ طعن وتمسخر کرتے ہیں، کبھی جعلی ہونے کی ہانک لگاتے ہیں، کبھی اسناد پر بحث کرنے لگتے ہیں۔ جب کچھ نہیں ملتا تو عقل سے بعید ہونے کی گہار مچانے لگتے ہیں۔ ہر نئے دن ایک نئی آواز سننے کو ملتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا تیر مار رہے ہیں حالانکہ یہی لوگ اسی قسم کے فضائل و واقعات اہل بیتؑ کے علاوہ دوسرے افراد میں ثابت بھی کرتے ہیں اور بیان بھی کرتے ہیں۔ نہ اس کی تردید کرتے ہیں نہ دل میں نفرت وعناد کا جوش بھڑکتا ہے، نہ غلو کی طرف نسبت دیتے ہیں۔ یہ دیکھئے بعض مسائل کا آپ بھی تجزیہ کیجئے:

۱۔ حدیث ردشمس:

حضرت علی علیہ السلام کے لئے دعائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سورج پلٹنے کی سندیں اور شواہد صحت نیز کلمات علماء، ہم تیسری جلد میں پیش کر چکے ہیں۔ اسے پڑھ کر مجال انکار نہیں ہوسکتا، اسی قسم کے واقعات شبلی، یافعی، ابن حجر وغیرہ نے اسماعیل بن محمد حضرمی (متوفی ۶۷۶) کے لئے نقل کئے ہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرتا ہے۔

سبکی طبقات الشافعین میں لکھتے ہیں کہ حضرمی کے منجملہ کرامات جسے اکثر نے نقل کیا ہے یہ کہ وہ ایک دن سفر میں اپنے خادم سے بولے: سورج سے کہو کہ جب تک ہم گھر نہ پہونچیں ٹھہرا رہے۔ حالانکہ ان کا گھر دور تھا اور سورج ڈوبنے ہی والا تھا۔

خادم نے سورج سے کہا: فقیہ اسماعیل حکم دیتے ہیں کہ تو اپنی جگہ پر ٹھہر جا۔ اور سورج اپنی جگہ پر ٹھہرا

رہا۔ جب گھر پہونچ گئے تو بولے: اس قیدی کو رہا کیوں نہیں کر دیتے؟ خادم نے سورج کو حکم دیا کہ ڈوب جائے۔ وہ فوراً ڈوب گیا اور رات کا گھپ اندھیرا ہو گیا۔ (۱)

یافعی مرأۃ الجنان میں کہتے ہیں کہ کرامات اسماعیل میں ایک سورج کا ٹھہرا رہنا بھی ہے۔ ایک دن اسے ڈوبنے سے روک دیا۔ یہ کرامت یمن والوں کے یہاں مشہور ہے۔

ان کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ انھوں نے سدرۃ المنتہٰی کے درخت کو حکم دیا کہ انھیں اور انکے دوستوں کو میوہ کھلائے اور اس نے اطاعت کی۔ میں نے دو شعروں میں اس کو نظم بھی کیا ہے:

''حضرمی وہی ہیں محمد ولی کی ذریت اور امام مجدد۔ ان کی عظمت یہ ہے کہ سورج کو اشارہ کیا تو جب تک گھر نہیں پہونچ گئے وہ غروب نہیں ہوا''۔

ایک اور شعر میں اسی مفہوم کو ادا کیا ہے:

هو الحضرمي المشهور من وقفت له بقول ففي شمس لا بلغ منزلي (۲)

ابن عماد نے شذرات الذہب میں حضرمی کی کرامات کے متعلق مطری کا بیان نقل کیا ہے کہ یہ سورج کا رکا رہنا متواتر ہے۔ ایک کرامت یہ ہے کہ وہ زبید پہونچنا چاہتے تھے۔ دیکھا کہ سورج ڈوب رہا ہے۔ اس سے کہا: جب تک شہر میں داخل نہ ہو جاؤں مت ڈوبنا! وہ کئی گھنٹے تک ٹھہرا رہا۔ جب وہ شہر میں داخل ہو گئے تو غروب ہونے کا حکم دیا۔ اچانک وہ ڈوب گیا اندھیرا چھا گیا اور ستارے نکل آئے۔ (۳)

ابن حجر فتاوی حدیثیہ میں کہتے ہیں کہ حضرمی کی ایک کرامت یہ ہے کہ وہ زبید داخل ہونا چاہتے تھے اور سورج ڈوبنے والا تھا۔ اس سے کہا: جب تک شہر میں داخل نہ ہو جاؤں مت ڈوبنا۔ بس وہ کئی گھنٹے تک توقف کئے رہا۔ جب شہر میں داخل ہو گئے تو ڈوبنے کا اشارہ کیا۔ (۴)

علامہ ساوی عجب اللودی میں کہتے ہیں: **واعجبا من فرقة قد غلت** ''مجھے اس گروہ پر حیرت

۱۔ طبقات الشافعین، ج۵، ص۵۱ (ج۸، ص۱۳۰ نمبر ۱۱۱۷)

۲۔ مرأۃ الجنان ج۴، ص۱۷۸۔

۳۔ شذرات الذہب، ج۵، ص۳۶۲ (ج۷، ص۶۳۰)

۴۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، ص۲۳۲ (ص۳۱۶)۔

ہے جو کینہ وعناد کی زبان کھولتے ہوئے حضرت علیؑ کے لئے سورج کے پلٹنے کا انکار کرتا ہے جب کہ اس کا حکم رسولؐ نے دیا تھا، اور وہ اس بات کا دعویدار ہے کہ اسماعیل حضرمی نے خادم کو حکم دیا تو سورج پلٹ آیا''۔

اب ہر محقق نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حضرمی افضل ہیں یا رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ؟ ان میں کس کا مرتبہ خدا کے نزدیک بلند ہے۔ کیونکہ علیؑ کے سورج پلٹنے کی بات دعائے رسولؐ کی وجہ سے ہوئی اور یہاں اسماعیل حضرمی نے اپنے خادم سے کہا کہ حکم دیدو کہ ٹھہرا رہے پھر ڈوبنے کا حکم دیدو۔ پھر خادم کو حکم دیا کہ اس قیدی کو آزاد کردو۔

یہ عظمت وامتیاز اسی وقت مانا جاسکتا ہے جب خواب کو صحیح مانا جائے۔ لیکن ارباب عقل اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ افسانہ کب گڑھا گیا، کہاں گڑھا گیا اور کس لئے گڑھا گیا؟؟

﴿یریدون ان یطفئوا نور الله بافواهم ویابی الله الا ان یتم نوره ولو کره الکافرون﴾ (توبة/ ۳۲)

۲۔ ہزار رکعت نماز

اکثر سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ امیر المومنینؑ، امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ ہر شبانہ روز ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔(۱)

یہ بات تمام لوگوں میں مسلم اور تمام علماء تسلیم کرتے ہیں لیکن ابن تیمیہ نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے کہا کہ یہ عمل مکروہ ہے۔ پھر یہ کہ نماز ہزار رکعت کی کوئی وقعت نہیں۔ جو اسے اہم سمجھے وہ نادان ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں تیرہ رکعت اور دن میں معینہ نماز سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ انھوں نے کبھی ایسا نہ کیا کہ تمام رات نماز پڑھتے رہیں اور تمام دن روزے رکھتے رہیں۔

۱۔ العقد الفرید، ج۲، ص۳۰۹، ج۳، ص۳۰ (ج۴ ص۱۷۱) وفیات الاعیان، ج۱، ص۳۵۰ (ج۳، ص۲۷۴ نمبر ۴۲۵) صفة الصفوہ، ج۲، ص۵۶ (ج۲، ۱۰۰ نمبر ۱۶۵) طبقات الذہبی، ج۱، ص۷۱ (ج۱، ص۷۵ نمبر ۱۷) تہذیب التہذیب، ج۷، ص۳۰۶ (ج۷، ص۳۶۹) طبقات شعرانی، ج۱، ص۳۷ (ج۱، ص۳۲ نمبر ۳۷) یافعی کی روض الریاحین ص۵۵ (ص۱۱۶ نمبر ۱۷) مشارق الانوار، ص۹۴ (ج۱ ص۲۰۱) اسعاف الراغبین، مطبوع برحاشیہ المشارق، ص۱۹۶ (ص۲۱۸)

پھر اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہتمام رات بیداری نہ صرف یہ کہ مستحب نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ روزہ رکھنا بھی سنت نبوی نہیں ہے۔

کبھی وہ کہتے ہیں کہ یہ کام انسانی طاقت سے باہر ہے۔ اگر یہ کام ممکن بھی ہوتو حضرت علیؑ سنت نبوی کے زیادہ واقف کار تھے، انھیں سیرت نبویؐ کی پیروی کا زیادہ حق تھا۔ حالانکہ چوبیس گھنٹے میں ہزار رکعت نماز پڑھنا اور دوسرے کام بھی انجام دینا طاقت سے باہر بات ہے۔ کیونکہ آدمی کھانے اور سونے کا بھی محتاج ہے۔

کبھی وہ کہتے ہیں کہ فطری حیثیت سے یہ عمل اسی وقت ممکن ہے جب سرعت اور تیزی دکھائی جائے۔ اور تیزی کرنا خضوع وخشوع میں رکاوٹ ڈالے گا جیسے کوا زمین پر چونچ مارے۔ ایسے عمل سے فائدہ کیا۔

پھر وہی حضرت آگے کہتے ہیں کہ حضرت عثمان کے لئے ثابت ہے کہ آپ تمام رات جاگتے تھے، ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرتے۔ اس طرح ان کے یہاں شب بیداری اور تلاوت قرآن دوسروں کے یہاں سے زیادہ واضح ہے۔(۱)

ابن تیمیہ کے جوابات:

ابن تیمیہ کا یہ خیال کہ ہزار رکعت نماز پڑھنا مکروہ اور سنت نبویؐ کے مخالف ہے اور کوئی فضیلت کی بات نہیں، ان کی نادانی اور مزاج عبادت سے ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ انھیں اہل سنت کی فقہ کا پتہ ہی نہیں۔ کیونکہ رسولؐ کی تیرہ رکعتوں کا بیان جو کتب سیر میں آیا ہے وہ نماز شب، شفع، وتر اور نافلہ صبح اور نوافل یومیہ کے متعلق ہے ان کے علاوہ ایسی نمازیں جو ذاتی طور سے مستحب ہیں ان کا احادیث میں الگ تذکرہ ہے۔

۱۔ منہاج السنۃ، ج ۲، ص ۱۱۹۔

احادیث رسولؐ ملاحظہ فرمایئے:

۱۔الصلوۃ خیر موضوع استکثر او استقل "نماز بہترین چیز ہے زیادہ پڑھی جائے یا کم"۔(۱)

۲۔نماز بہترین چیز ہے جسے زیادہ پڑھنے کی طاقت ہو وہ کوتاہی نہ کرے۔(۲)

۳۔اے انس! روزانہ زیادہ نمازیں پڑھو، وہ تمہاری حفاظت کرے گی۔(۳)

۴۔اے انس! اگر ہو سکے تو زیادہ نمازیں پڑھو کیونکہ جب نمازی نماز پڑھتا ہے فرشتے اس پر صلوات پڑھتے ہیں۔(۴)

۵۔جو رات میں نمازیں زیادہ پڑھے گا دن میں اس کا چہرہ روشن رہے گا۔(۵)

۶۔بخاری (۶) و مسلم کی روایت ہے کہ رسول خداؐ شب میں اس قدر نماز کے لئے کھڑے ہوتے کہ آپ کے پائے مبارک سے خون جاری ہو جاتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ اس قدر نماز پڑھتے کہ پیروں میں وَرم آجاتا۔ ایک روایت عائشہ سے ہے کہ قدموں سے خون جاری ہو جاتا۔ ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ قدم لرزنے لگتے اور خون جاری ہو جاتا۔

مواہب اللدنیۃ میں ہے کہ رسول خداؐ بڑھاپے میں بعض اوراد کو بیٹھ کر پڑھتے اس کے باوجود اتنی نمازیں پڑھتے کہ قدم لرزتے اور خون جاری ہو جاتا۔(۷)

۱۔حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۱۶۶.

۲۔اوسط طبرانی (ج۱ص۱۸۳ حدیث ۲۴۵) الترغیب والترہیب، ج۱، ص۱۰۹ (ج۱، ص۲۵۰ حدیث ۹) کشف الخفاء ج۲، ص۳۰ (حدیث ۱۶۱۶)

۳۔تاریخ ابن عساکر، ج۳، ص۱۴۲ (ج۹ص۳۴۴ نمبر ۸۲۹، تاریخ ابن عساکر ج۵، ص۶۷)

۴۔تاریخ ابن عساکر ج۳، ص۱۴۲ (ج۹ص۳۴۳ نمبر ۸۲۹، مختصر تاریخ ابن عساکر، ج۵، ص۶۷)

۵۔سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۴۰۰ (ج۱، ص۴۲۲ حدیث ۱۳۳۳)

۶۔صحیح بخاری (ج۱، ص۳۸۰ حدیث ۱۰۷۸)

۷۔المواہب اللدنیۃ، ج۴، ص۱۸۱.

عبادات کی بجا آوری کے سلسلے میں عمل کرنے والوں کا معمول نماز، روزہ، حج اور تلاوت قرآن میں یہ رہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تقرب خداوندی کے لئے بجالایا جائے۔ اس میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ لوگوں کی توانائی اس بارے میں مختلف ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿فاتقوا الله ما استطعتم و لا یکلف الله نفسا الا وسعها﴾ اپنی قوت بھر تقویٰ اختیار کرو۔ خدا طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اس طرح آپ دیکھئے کہ کچھ لوگ ہیں (۱) جو روزانہ سو رکعت نماز پڑھتے تھے کچھ دو سو رکعت نماز پڑھتے۔ مثلاً: قاضی فقیہ ابو یوسف کوفی متوفی ۱۸۲ھ (۲)، قاضی ابن سماعہ بغدادی (۳) متوفی ۲۳۳ھ، بشر بن ولید کندی متوفی ۲۳۸ھ (۴)۔

جن لوگوں نے روزانہ تین سو رکعتیں نمازیں پڑھیں: احمد بن حنبل (۵)، جنید قواریری (۶)، حافظ مقدسی۔ (۷)

جن لوگوں نے روزانہ تین سو رکعتیں نماز پڑھیں: بشر بن مفضل رقاشی (۸)، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (۹)، ابوقلابہ (۱۰)، ضیغم بن مالک (۱۱)، ام طلق (۱۲)، احمد بن مہلہل (۱۳)۔

۱۔ دول اسلام ج۱، ص۹۴ (ص ۱۰۸) تاریخ بغداد ج۴، ص۶ (نمبر ۲۴۴۷) البدایۃ والنہایۃ ج۱۰ ص۲۱۴ (ج۱۰ ص۲۳۳ حوادث ۱۹۳ھ)

۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱ ص۲۷۰ (ج۱ ص۲۹۲ نمبر ۲۷۳) شذرات الذہب، ج۱، ص۲۹۸ (ج۲ ص۳۶۷)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۳۴۳ (نمبر ۲۸۵۹) شذرات الذہب، ج۳، ص۷۸ (ج۳، ص۱۵۴)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۸۲ (نمبر ۳۵۱۸) میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۵۲ (ج۱ ص۳۲۶ نمبر ۱۲۲۹)

۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۳، ص۳۹ (ج۱۳ ص۴۷) تاریخ ابن عساکر ج۲، ص۳۶ (ج۵، ص۳۰۰ نمبر ۱۳۶) شعرانی کی طبقات الکبریٰ، ج۱، ص۴۷ (ج۱، ص۵۵ نمبر ۹۴)

۶۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱، ص۱۱۴ (ج۱۱ ص۱۲۸) المنتظم، ج۶، ص۱۰۶ (ج۱۳ ص۱۱۸ نمبر ۲۰۵۴)

۷۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۳، ص۳۹ (ج۱۳، ص۴۷)

۸۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۸۵ (ج۱، ص۳۱۰ نمبر ۲۸۶)

۹۔ خوارزمی کی مناقب ابی حنیفہ، ج۱، ص۲۴۷.

۱۰۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱ ص۵۷ (ج۱۱، ص۶۷)

۱۱۔ صفۃ الصفوۃ، ج۳، ص۲۷۰ (ج۳، ص۳۵۷ نمبر ۵۵۱)

۱۲۔ صفۃ الصفوۃ ج۴، ص۲۴ (ج۴، ص۳۷ نمبر ۵۹۷)

۱۳۔ شذرات الذہب، ج۴، ص۱۷۰ (ج۶ ص۲۸۴)

جولوگ پانچ سو رکعتیں پڑھتے تھے: بشر بن منصور بصری(۱)، سمنون بن حمزہ۔(۲)
جو چھ سو رکعتیں پڑھتے تھے: حارث بن یزید حضرمی (۳)، حسین بن فضل (۴)، علی بن علی بن نجاد بصری(۵)، ام صہبا عدویہ۔(۶)

جولوگ سات سو رکعتیں پڑھتے تھے: اسود بن یزید(۷)، عبدالرحمٰن بن اسود۔(۸)

اکثر اہل سنت تذکرہ نگاروں نے ایسے لوگوں کے فضائل لکھے ہیں جو ایک ہزار رکعتیں دن یا رات میں پڑھتے تھے۔ ان میں مرہ بن شراحیل ہمدانی (۹)، عبدالرحمٰن بن ابان (۱۰)، عمیر بن ہانی (۱۱)، علی بن عبداللہ عباس (۱۲)، میمون بن مہران (۱۳)، بلال بن سعد اشعری (۱۴)، عامر بن عبداللہ اسدی (۱۵)، مصعب بن ثابت بن عبداللہ (۱۶)، ابو السائب مخزومی (۱۷)، سلیمان اوّل و دوم (۱۸)، کہمس بن الحسن، محمد بن حفیف شیرازی۔

امام ابوحنیفہ:

روزانہ تین سو رکعتیں نماز پڑھتے۔ ایک دن راستے سے گذر رہے تھے کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا: یہ شخص روازنہ پانچ سو رکعتیں نماز پڑھتا ہے۔ وہ روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھنے لگے۔

۱۔تہذیب التہذیب، ج۱، ص۴۶۰ (ج۱ص۴۰۳)
۲۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۲۳۶
۳۔تہذیب التہذیب (ج۲، ص۱۴۲)
۴۔مرآۃ الجنان، ج۲، ص۱۹۵۔
۵۔خلاصۃ التہذیب، ص۲۳۴ (ج۲، ص۲۵۴ نمبر ۵۰۲۴)
۶۔صفۃ الصفوۃ، ج۴، ص۱۴ (ج۴، ص۲۲ نمبر ۵۸۴)
۷۔شذرات الذہب، ج۱ص۸۵ (ج۱ص۳۱۳)
۸۔انساب بلاذری، ج۵، ص۱۲۰،
۹۔اقامۃ الحجۃ، ص۷ (ص۶۴)
۱۰۔کامل مبرد، ج۲، ص۱۵۷۔
۱۱۔طبقات الحفاظ، ج۱، ص۹۳ (ج۱، ص۹۸ نمبر ۹۱)
۱۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج۹، ص۳۴۸ (ج۹ص۳۸۰)
۱۳۔حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۷۸،
۱۴۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۷۲۔
۱۵۔الاغانی، ج۱، ص۲۶۹ (ج۱، ص۲۶۹)
۱۶۔حلیۃ الاولیاء، ج۶، ص۱۹۵
۱۷۔صفۃ الصفوۃ، ج۳، ص۲۳۴ (ج۳، ص۳۱۴ نمبر ۵۳۵)
۱۸۔مفتاح السعادۃ، ج۲، ص۱۷۷ (ج۲ص۲۸۷)

ایک دن راستے سے گذر رہے تھے کہ بچوں نے باہم بات کی کہ یہ شخص روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھتا ہے۔ یہ سن کر وہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے لگے۔(۱) رابعہ عدویہ بھی دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتی تھیں۔(۲)

آج بھی ہم ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو دن میں یا رات میں کم سے کم سات گھنٹوں میں ہزار رکعت نماز پڑھتے ہیں لیکن روزانہ کے کام کاج میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی یہ بات سنت نبویؐ کے مخالف ہوتی ہے بلکہ عین سنت ہوتی ہے۔ اس کی تائید میں عمل علماء و اولیاء بھی ہے لہٰذا جو بھی چاہے نماز کم یا زیادہ پڑھے۔

چنانچہ اگر تمام رات بیداری مستحب نہ ہو جیسا کہ ابن تیمیہ کا خیال ہے بلکہ مکروہ اور مخالف سنت ہو تو کتابوں میں بزرگوں کے فضائل کے سلسلے میں کیوں مرقوم ہے؟ تمام رات بیدار رہنے والوں کے نام یہ ہیں:

سعید بن مسیب تابعی پچاس سال تک اول شب سے باوضو بیدار رہ کر نماز صبح اسی وضو سے پڑھتے رہے۔(۳) ابوحنیفہ، ابن مبارک کے بقول ۴۵ رسال تک شب بیدار رہے اور عشا کے وضو سے نماز صبح پڑھی۔(۴)

فقیہ ابوبکر نیشاپوری باوضوعشاء کے بعد اسی سے نماز صبح پڑھتے۔(۵)

ابوجعفر عبد الرحمٰن ابن اسود، نماز صبح باوضوعشاء پڑھتے۔(۶) محمد بن عبد الرحمٰن تمام رات نماز پڑھتے۔(۷)

ہاشم یا ہشیم بیس سال نماز صبح باوضوعشاء پڑھتے۔(۸)

۱۔ اقامۃ الحجۃ، ص ۹ (ص ۸۰)

۲۔ روض الاخیار المنتخب من ربیع الابرار، ج ۱، ص ۵۔

۳۔ صفۃ الصفوۃ ج ۲، ص ۴۴ (ج ۲، ص ۸۰ نمبر ۱۵۹)

۴۔ مناقب خوارزمی، ج ۱، ص ۲۳۶، ۲۴۰۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۲۲۔

۶۔ صفۃ الصفوۃ ج ۳، ص ۵۳ (ج ۳، ص ۹۵ نمبر ۳۱۵)

۷۔ صفۃ الصفوۃ ج ۲، ص ۹۸ (ج ۲، ص ۱۷۵ نمبر ۱۸۷)

۸۔ دول اسلام، ج ۱، ص ۹۱ (۱۰۵)

ابوغیاث ایک رکعت نماز بغیر رکوع وسجدہ کے بجالاتے اور اسی میں تمام رات جاگتے۔(۱)
ابوالحسن اشعری، بیس سال تک نماز صبح وضوعشاء سے بجالائے (۲)۔ابوالحسین بن بکار۔(۳)
ابوخالد یزید بن ہارون ۴۵ رسال (۴) اور عبدالواحد بن زید چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز صبح ادا کرتے رہے۔(۵)

دوسرا اعتراض:

ابن تیمیہ کا دوسرا اعتراض کہ اہل سنت کے نزدیک سنت کا تحقق صرف عمل رسولؐ ہی سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ افراد مسلمین کے عمل سے بھی ثابت ہوتا ہے۔اس حساب سے آخر کیا قباحت ہے کہ امیرالمومنینؑ نے اپنے اوپر ہزار رکعت نماز پڑھنا سنت قرار دے دیا ہو۔

جیسا کہ سیوطی، سکتواری اور دوسروں نے صراحت کی ہے کہ سب سے پہلے تراویح کو ایجاد کرنے والے اور سنت قرار دینے والے حضرت عمر ہیں۔انھوں نے یہ کام چودھویں ہجری میں انجام دیا۔(۶) وہ پہلے آدمی ہیں کہ لوگوں کو تراویح کے لئے جمع کیا۔نوافل کو ماہ صیام میں باجماعت ادا کرنے کی بدعت بھی انھیں کی ہے۔(۷) نیز پہلے وہ آدمی ہیں کہ شرابی کو اسی کوڑے مارے۔(۸) ان تمام بدعتوں کو بعد میں مستحسن سمجھا گیا اور اس کی پیروی کی گئی۔

۱۔صفۃ الصفوۃ ج ۳، ص ۶۳ (ج ۳ ص ۱۱۳ نمبر ۴۲۷)
۲۔طبقات الاخیار ج ۲، ص ۱۷۲ (ج ۲، ص ۱۹۰ نمبر ۸۷)
۳۔صفۃ الصفوۃ ج ۴، ص ۲۴۰ (ج ۴ ص ۲۶۶ ۲ نمبر ۷۹۵).
۴۔طبقات الحفاظ ج ۱، ص ۲۹۲.
۵۔صفۃ الصفوۃ ج ۳، ص ۴۳ (ج ۳، ص ۳۲۴ نمبر ۵۳۷).
۶۔محاضرات الاوائل، ص ۱۴۹ (مطبوعہ ۱۳۱۱) ص ۹۸ (طبع ۱۳۰۰) زرقانی کی شرح المواہب، ج ۷، ص ۱۴۹،
۷۔طرح التثریب، ج ۳، ص ۹۲.
۸۔محاضرات الاوائل، ص ۱۱۱ ص (۱۶۹)

حافظ ابونعیم وخازن نے ایک اور ثبوت فراہم کیا ہے کہ انحصار سنت فقط فعل رسولؐ نہیں ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے ایسا مسلمان جو صبراً مقتول ہوا ہو اس کی نماز حبیب بن عدی نے قرار دی۔(۱) مورخوں نے وراثت اور دیت کے معاملے میں معاویہ کی بدعتوں کی بھی صراحت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ امور معاویہ، خلاف عمل رسولؐ وشیخین ہیں۔(۲)

مزید یہ کہ عمر بن عبدالعزیز نے عید کے دن تہنیت کی رسم ایجاد کی جو عمل رسولؐ کے خلاف ہے(۳) اور اس بات کا ثبوت ہے کہ سنت، عمل رسولؐ میں منحصر نہیں۔ مگر رسول اکرمؐ سے جو حدیث مروی ہے کہ تمہارے اوپر لازم ہے کہ میری اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔(۴) ان لوگوں کی سنت لائق ستائش اور علیؑ کی سنت لائق مذمت، کیوں؟؟

ابن تیمیہ اور ان کے قصے کو ہضم کرنے والوں کے خلاف محمد عبدالحئی نے رسالہ لکھا ہے: **اقــامة الـحجة عـلـى ان الاكثار فى التعبد**۔ اس میں اکثر ان صحابہ وتابعین کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے تمام عمر عبادت خدا میں گذاری۔ یہ وقیع رسالہ ۱۳۱۱ھ میں ہندوستان میں شائع ہوا ہے۔ آخر میں وہ لکھتے ہیں کہ تمام رات میں مشغول رہنا علماء کا معمول رہا ہے، ہزار رکعت نماز بھی پڑھتے تھے۔ یہ نہ تو بدعت ہے نہ شریعت نے منع کیا ہے بلکہ یہ عمل نیک اور مطلوب شارع ہے۔(۵) جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ کام قدرت وطاقت سے باہر ہے اس کا منشاء کاہلی ہے، ان کی روح عبادت کمزور ہے۔ جو لوگ تمام شب عبادت میں روح کی شادابی دیکھتے ہیں وہ عبادت کرتے ہیں۔ جو لوگ اس سے بے بہرہ ہیں ان کے نزدیک طاقت سے باہر ہے۔

مشکل اوراد وختمات:

حقیقت کے متلاشی کو طاقت سے زیادہ عبادت کرنے والے افراد بھی ملتے ہیں۔ معمولی افراد بھی

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج۱ص۱۱۳ تفسیر خازن، ج۱، ص۱۴۱ (ج۱ص۱۳۷) ۲۔ البدایۃ والنھایۃ، ج۹، ص۲۳۲، ج۸، ص۱۳۹ (ج۹، ص۲۵۹، ج۸ص۱۴۸) ۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج۲، ص۳۶۵ (ج۷، ص۳۶۷ نمبر ۵۸۱) ۴۔ مستدرک علی الصحیحین، ج۱، ص۹۶ (ج۱، ص۱۷۵ حدیث ۳۲۹) ۵۔ اقامۃ الحجۃ، ص۱۸

ہزار رکعت سے زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔ کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے صرف ابن تیمیہ ہی منکروں کی صف میں نظر آتے ہیں۔ نہ کسی نے ان روایات کو مورد طعن بنایا ہے۔ اس کا فلسفہ انتہائی واضح ہے۔ ظاہر ہے کہ طعن و تشنیع کے پس پردہ صرف دشمنی اہل بیتؑ ہی ہے۔ اور فضائل ائمہؑ کا انکار۔ یہ چند لوگوں کے نام ہیں جن کے اوراد میں کثرت تھی۔

۱۔ عویمر بن زید ابو درداء صحابی: روزانہ ایک لاکھ تسبیح پڑھتے۔(۱)

۲۔ ابو ہریرہ: ہر رات سونے سے قبل بارہ ہزار تسبیح پڑھتے اور روزانہ بارہ ہزار استغفار۔(۲)

۳۔ خالد بن معدان: تلاوت قرآن کے علاوہ چالیس ہزار تسبیح پڑھتے۔(۳)

۴۔ عمیر بن ہانی: روزانہ ایک لاکھ تسبیح پڑھتے۔(۴)

۵۔ امام ابو حنیفہ: نماز جمعہ جانے سے قبل بیس رکعت نماز اور ختم قرآن۔(۵)

۶۔ یعقوب بن یوسف: سورۂ توحید اکیس ہزار بار پڑھتے۔(۶)

۷۔ جنید قواریری: تین سو رکعت نماز، تیس ہزار تسبیح۔(۷)

۸۔ فقیہ حرم امام محمد: روزانہ چھ ہزار مرتبہ سورۂ توحید پڑھتے۔(۸)

۹۔ شیخ احمد زواوی: بیس ہزار تسبیح، چالیس ہزار صلوات پڑھتے۔(۹)

۱۰۔ محمد بن سلیمان: روزانہ چودہ ہزار مرتبہ بسم اللہ پڑھتے۔(۱۰)

۱۱۔ عبد العزیز مقدسی کہتے ہیں کہ بالغ ہونے کے بعد میں نے حساب کیا کہ بالغ ہونے کے بعد ۲۶ ہزار غلطیاں کی ہیں۔ اس لئے ہر غلطی پر ایک ہزار مرتبہ استغفار پڑھا اور ہزار رکعت نماز پڑھی اور ہر

۱۔ شذرات الذہب، ج۱، ص۱۷۳ (ج۲ ص۱۱۸)

۲۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۸، ص۱۱۰، ۱۱۲ (ج۸ ص۱۲۰)

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج۵، ص۲۱۰

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۰۵

۵۔ مناقب ابو حنیفہ، ج۱، ص۲۴۰

۶۔ تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۲۸۹

۷۔ المنتظم، ج۶، ص۱۰۶

۸۔ طبقات الاخیار، ج۲، ص۱۰۷ (ج۲، ص۸۷)

۹۔ شذرات الذہب، (۱۰ ص۱۵۲)

۱۰۔ نیل الابتہاج، ص۳۱۷

رکعت میں ایک ختم قرآن کیا۔(۱)

آپ جانتے ہیں کہ ہزار رکعت نماز، ۸۳ ہزار کلمہ ہے۔ کیونکہ رکعت اول میں تکبیرۃ الاحرام کے بعد دونوں سجدوں تک ۶۹ کلمات ہیں۔ اور جب اسی رکعت میں ایک ہزار مرتبہ پڑھا جائے تو ۶۹ ہزار کلمہ ہو جاتا ہے۔ رکعت دوم میں تکبیرۃ الاحرام سے دونوں سجدوں تک چونکہ تکبیرۃ الاحرام نہیں ہے اس لئے ہزار کلمہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس طرح مجموع کلمات ۶۸ ہزار کلمہ ہوتا ہے اور جب کلمات تشہد کو شیعوں کے مطابق اور سلام کو بڑھا لیا جائے تو پندرہ ہزار کلمہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح متذکرہ اعمال کو ہزار رکعت نماز کے ساتھ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کس قدر زیادہ ہے، صاحب اوراد نے اجازت دی ہے کہ اسے ممکن سمجھا جائے لیکن جن کے دل میں اہل بیتؑ سے عناد ہے وہ اسے غیر ممکن سمجھیں گے۔

آخر میں خود ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ عثمان تمام قرآن کو ایک رکعت میں تمام کر دیتے یہ مطلب میرے موضوع سے خارج ہے۔ بحث صرف اس قدر ہے کہ ابن تیمیہ نے اس کو اس لئے بیان کیا ہے کہ عثمان کا اہل بیتؑ سے مقابلہ کیا جا سکے۔ وہ یہ بات بھول گئے کہ جو اعتراض انھوں نے حضرت علیؑ اور ائمہؑ پر کیا ہے وہی عثمان پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ یہ عمل ان کے قول کے مطابق مخالف سنت ہے کیونکہ یہ ثابت نہیں ہے کہ رسولؐ نے ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کیا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ عمل امکان سے باہر ہے۔ کیونکہ کلمات قرآن کی تعداد ۷۷۹۳۴ ہے اور بقول عطا ۷۷۴۳۹ ہے۔(۲) دونوں صورتوں میں یہ ایک رکعتیا مغرب وعشاء کے درمیان واقع ہو یا مابین عشا و صبح، کسی حال میں بھی ایک رکعت میں ختم قرآن غیر ممکن ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف بخاری و مسلم نے رسولؐ کی حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے عبداللہ بن عمر سے فرمایا کہ قرآن سات دن میں ختم کیا کرو زیادہ نہیں۔ نیز بطریق صحیح آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ جو تین روز سے کم میں ختم قرآن کرے وہ سمجھ نہ سکے گا۔ اس کے علاوہ عثمان ان لوگوں کی صف میں شمار

۱۔ صفۃ الصفوۃ، ج۴، ص۳۱۹ (ج۴، ص۴۴۵ نمبر ۷۷۳)

۲۔ تفسیر قرطبی، ج۱، ص۵۷ (ج۱، ص۴۷) الاتقان، ج۱، ص۱۲۰ (ج۱، ص۱۹۷)

کئے جاتے ہیں جو سات دن میں ایک ختم قرآن کرتے تھے۔(۱)

ختم قرآن کا مسئلہ اہل سنت کے یہاں اس قدر پیچیدہ ہے کہ سراسر ابہام ہی ابہام ہے۔ وہ انھیں کتابوں میں لکھتے ہیں کہ بعض حضرات ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔ ظہرین یا مغربین کے درمیان۔ ان میں چند نام یہ ہیں جو ایک رکعت میں قرآن ختم کر دیتے تھے:

عثمان بن عفان (۲) تمیم ابن اوس (۳)، سعید بن جبیر (۴)، منصور بن زاذان (۵)، ابوالحجاج مجاہد (۶)، امام ابوحنیفہ (۷)، یحییٰ بن سعید قطان (۸)، حافظ ابواحمد (۹) محمد بن خفیف (۱۰) جعفر بن حسن (۱۱)

مندرجہ ذیل حضرات ایک دن میں پورا قرآن ختم کیا کرتے تھے:

سعد ابن ابراہیم (۱۲) ابوبکر بن عیاش (۱۳) ابوالعباس محمد بن شاذل (۱۴) ابوجعفر کتانی (۱۵) ابوالعباس آدمی (۱۶) امام احمد بن حنبل (۱۷) امام شافعی (۱۸) امام بخاری (۱۹) محمد بن یوسف (۲۰) محمد بن علی کرخی (۲۱) ابوبکر بن حداد (۲۲) حافظ ابن عساکر (۲۳) خطیب بغدادی (۲۴) احمد بن احمد

۱۔ التذکار، ص ۷۶، احیاء العلوم، ج ۱، ص ۲۶۱ (ج ۱ ص ۳۴۶)

۲۔ حلیہ الاولیاء، ج ۱، ص ۵۷.

۳۔ صفۃ الصفوۃ ج ۱، ص ۳۱۰ (ج ۱، ص ۳۸۷ نمبر ۱۱۵)

۴۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۴، ص ۲۷۳.

۵۔ دول اسلام، ج ۱، ص ۷

۶۔ الفتاویٰ الحدیثیہ، ص ۵۳ و ۴۳ (۵۸)

۷۔ قاری کی مناقب ابی حنیفہ ص ۴۹۴.

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۱۴۱.

۹۔ طبقات الحفاظ، ج ۲، ص ۹۷ (ج ۱ ص ۱۴۱ نمبر ۱۳۴)

۱۰۔ مفتاح السعادۃ، ج ۲، ص ۱۷۷ (ج ۲، ص ۲۸۷)

۱۱۔ شذرات الذہب، ج ۴، ص ۱۶ (ج ۶ ص ۲۶)

۱۲۔ خلاصۃ التہذیب، ص ۱۱۳،

۱۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۳۶ (ج ۱۲، ص ۳۰)

۱۴۔ شذرات الذہب ج ۲ ص ۲۶۳

۱۵۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱۰ ص ۳۴۳

۱۶۔ المنتظم ج ۶ ص ۱۶۰

۱۷۔ ابن جوزی کی مناقب احمد، ص ۲۸۷ (ص ۲۸۴)

۱۸۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۳۵ (ج ۲، ص ۲۵۵ نمبر ۲۲۰)

۱۹۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۲

۲۰۔ المنتظم، ج ۶، ص ۲۴ (ج ۱۲ ص ۳۱۰ نمبر ۱۹۳۷)

۲۱۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۲۲۸ (ج ۱۱، ص ۲۵۹)

۲۲۔ دول اسلام، ج ۱، ص ۱۶۷.

۲۳۔ شذرات الذہب، ج ۴، ص ۲۳۹ (ج ۶ ص ۳۹۶)

۲۴۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۳۱۰ (ج ۵، ص ۳۶ نمبر ۱۶)

ابوعبداللہ قصری (۱)، شیخ احمد بخاری (۲)۔

مندرجہ ذیل حضرات، ہر شب ایک قرآن ختم کرتے:

علی بن عبداللہ ازدی تابعی (۳)، وکیع بن جراح (۴)، امام بخاری (۵)، عطا بن سائب (۶)، علی بن عیسیٰ حمیری (۷)، ابو نصر عبد الملک بن احمد (۸)، حافظ قرطبی (۹)، امام شافعی (۱۰)، حسین بن صالح (۱۱)، زبید بن حارث (۱۲)، ابوبکر بن عیاش (۱۳)، ابوالخطاب بصری (۱۴)۔

مندرجہ ذیل افراد شب و روز میں ایک قرآن ختم کرتے:

سعد بن ابراہیم (۱۵)، ثابت بن اسلم (۱۶)، جعفر بن مغیرہ (۱۷)، عمر بن حسین جمحی (۱۸)، ابو محمد لخمی (۱۹)، ابو الفرج بن جوزی (۲۰)، ابو علی مصری (۲۱)، ابو الحسن مرتضیٰ (۲۲)، محمود بن عثمان حنبلی (۲۳)، ام حبان سلمیہ (۲۴)۔

۱۔ تاریخ بغداد ج ۴، ص ۴۔

۲۔ طبقات الاخیار، ج ۴، ص ۱۷۰۔

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ص ۳۵۸ (ج ۷، ص ۳۱۳)

۴۔ دول اسلام، ج ۱، ص ۹۶۔

۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۲۶ (ج ۱۱ ص ۳۲)

۶۔ خلاصہ التہذیب، ص ۱۲۲۵ (ج ۲ ص ۲۳۹ نمبر ۴۸۵۳)

۷۔ طبقات القراء، ج ۱ ص ۵۶۰۔

۸۔ المنتظم، ج ۸، ص ۳۲۴ (ج ۱۶، ص ۲۰۷ نمبر ۳۵۰۰)

۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۸۵ (ج ۲، ص ۶۳۱ نمبر ۶۵۶)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۲ ص ۶۳۔

۱۱۔ طبقات الاخیار، ج ۱، ص ۵۰ (ج ۱، ص ۵۸ نمبر ۹۷)

۱۲۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۵، ص ۱۸

۱۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۴۰۷

۱۴۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۳، ص ص ۱۸۲ (ج ۳، ص ۲۵۹ نمبر ۵۱۳)

۱۵۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۸۲ (ج ۲، ص ۱۳۶ نمبر ۱۸۱)

۱۶۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۲ ص ۳۲۱۔

۱۷۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۷۹۔

۱۸۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۸۲)

۱۹۔ تہذیب التہذیب، ج ۷، س ۴۴۳ (ج ۷، ص ۳۸۰ نمبر ۷۱۰)

۲۰۔ شذرات الذہب، ج ۴، ص ۲۸۹ (ج ۶، ص ۴۷۴)

۲۱۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳ ص ۹ (ج ۱۳ ص ۱۳)

۲۲۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳ ص ۲۴ (ج ۱۳ ص ۳۱)

۲۳۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۱۶۸ (ج ۷، ص ۲۹۵)

۲۴۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۲۹ (ج ۵، ص ۴۲)

مندرجہ ذیل افراد شب و روز میں دو قرآن ختم کرتے تھے:

سعید بن جبیر (۱)، منصور بن زاذان (۲)، امام ابو حنیفہ (۳)، امام شافعی (۴)، حافظ عراقی (۵)، ابو عبد اللہ قرطبی (۶)، سید محمد منیر (۷)، شیخ عبد الحلیم منزلاوی (۸)۔

مندرجہ ذیل افراد، ایک رات میں دو قرآن ختم کرتے تھے:

تقی الدین بلاطنسی (۹)، احمد بن رضوان بن جالینوس (۱۰)۔

مندرجہ ذیل افراد دو شب و روز میں تین قرآن ختم کرتے تھے:

کرز بن وبرہ کوفی (۱۱)، زہیر بن محمد بن قمیر حافظ (۱۲)، ابو العباس بن عطاء (۱۳)، سلیم بن عتر تجیبی (۱۴)، عبد الرحمٰن بن ہبۃ اللہ (۱۵)۔

مندرجہ ذیل افراد دن بھر میں چار قرآن ختم کرتے تھے:

۱۔ ابو قبیصہ محمد عبد الرحمٰن ضبی فرماتے ہیں: میں نے آج چار بار قرآن ختم کیا، پانچویں بار سورۂ براۃ پڑھنے لگا کہ موذن نے عصر کی اذان کہہ دی۔ (۱۶)

۲۔ علی بن ازہر لاحی۔ (۱۷)

بعض افراد مغرب و عشا کے درمیان پانچ قرآن ختم کرتے:

۱۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۹، ص ۹۸ (ج ۹، ص ۱۱۶)

۲۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۳، ص ۴ (ج ۳، ص ۱۱ نمبر ۳۷۳)

۳۔ الاذکار، ص ۴۷.

۴۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۴۵ (ج ۲، ص ۲۵۵)

۵۔ شرح المواہب زرقانی، ج ۷، ص ۴۲۱.

۶۔ الدیباج المذہب، ص ۳۴۵ (ج ۲، ص ۱۸۹)

۷۔ طبقات الاخیار، ج ۲، ص ۱۱۸ (ج ۲، ص ۱۳۱ نمبر ۱۵)

۸۔ طبقات الاخیار، ج ۲، ص ۱۲۱ (ج ۲، ص ۱۳۴ نمبر ۱۸)

۹۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۲۱۳ (ج ۱۰، ص ۲۹۸)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۲۶۱.

۱۱۔ اصابۃ، ج ۳، ص ۳۲۱.

۱۲۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۸۵.

۱۳۔ المنتظم ج ۶، ص ۱۶۰.

۱۴۔ عمدۃ القاری، ج ۹، ص ۲۴۹ (ج ۲۰، ص ۶۰ حدیث ۷۵)

۱۵۔ شذرات الذہب، ج ۷، ص ۱۵۱ (ج ۹، ص ۴۲۱)

۱۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۱۵.

۱۷۔ طبقات القراء، ج ۱، ص ۵۲۶.

شعراوی کہتے ہیں: ایک دن آقا ابو العباس حریثی، مغرب و عشاء کے درمیان میرے سامنے ہی بیٹھے تھے۔ میں گواہ ہوں کہ پانچ بار قرآن ختم کیا۔ میں نے دوسرے آقا علی مرصفی سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا: فرزند! میں جب حالت سلوک میں تھا تو تین سو رکعت نماز اور ساٹھ قرآن ختم کیا، ایک شبانہ روز میں ہر درجہ ایک ختم پر مشتمل تھا۔ (۱)

بعض افراد ایک شبانہ روز میں آٹھ قرآن یا اس سے زیادہ ختم کرتے تھے:

۱۔ سید ابن کاتب: نووی کہتے ہیں کہ بعض مسلمان رات دن میں آٹھ قرآن ختم کرتے ہیں اور ان میں سید بن کاتب بھی ہیں۔ (۲) صاحب خزینۃ الاسرار نے بھی سید کاتب کو اسی گروہ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دن و رات میں چار چار ختم قرآن فرماتے۔ گویا یہ کام طیّ لسان اور طیّ زبان کے طور پر ہوتا تھا۔ صاحب توضیح فرماتے ہیں: میں اکثر ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو آٹھ قرآن ختم کرتے ہیں۔ کہتے ہیں شیخ عثمان مغربی سے سنا ہے کہ ابن کاتب رات دن میں آٹھ قرآن ختم کرتے۔

۲۔ شیخ عبد الحی حنفی، اقامۃ الحجۃ میں فرماتے ہیں کہ بعض شارحین صحیح بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ روزانہ آٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔ (۳)

۳۔ بکر بن سہیل دمیاطی کہتے ہیں: جمعہ کے دن صبح کو اُٹھ کر اسی دن عصر تک آٹھ قرآن ختم کیا۔ (۴)

قسطلانی کہتے ہیں کہ ابو طاہر مقدسی روزانہ دس قرآن ختم کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اس سے بالاتر یہ کہ شیخ الاسلام برہان بن ابی شریف (خدا ان کے علم سے لوگوں کو بہرہ مند کرے) انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ روزانہ پندرہ قرآن ختم کرتے ہیں اور یہ حقیقت میں فیض الٰہی سے ہی ممکن ہے۔ وہی کہتے ہیں: کتاب ارشاد میں پڑھا ہے کہ شیخ نجم الدین اصفہانی نے حالت طواف میں ایک مرد کو دیکھا کہ تمام قرآن ایک دور یا سات دور میں ختم کر دیا۔ یہ بات توفیق الٰہی اور مدد ربانی سے ممکن ہے۔ (۵)

۱۔ شذرات الذہب، ج۸، ص۵۷ (ج۱۰ص۴۴۳)

۲۔ ارشاد الساری، ج۷، ص۱۹۹، ج۸، ص۳۶۹ (ج۷، ص۳۱۴، ج۱۰ص۳۱۲)

۳۔ اقامۃ الحجۃ، ص۷ (ص۶۴)   ۴۔ سیر اعلام النبلاء (ج۱۳، ص۴۲۵ نمبر ۲۱۰)

۵۔ ارشاد الساری، ج۷، ص۱۹۹، ج۸، ص۳۶۹ (ج۷، ص۳۱۴، ج۱۰ص۳۱۲)

غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ کرز بن وبرہ مکہ میں مقیم تھے، روزانہ سات بار خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور اس میں دو قرآن ختم کرتے۔

حساب کیجئے تو معلوم ہوگا کہ ۷۰ بار طواف کا دس فرسخ ہوتا ہے اور ہر طواف میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ مجموعی طور سے ہر شبانہ روز میں ۲۸۰ رکعت نماز، دو ختم قرآن اور دس فرسخ کی مسافت۔(۱)

نازلی خزینۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ:

شیخ موسیٰ سدرانی جو شیخ مغربی کے صحابی تھے ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ روزانہ ستر بار قرآن ختم کرتے۔ وہ حجر الاسود کو بوسہ دینے کے بعد قرآن شروع کرتے پھر اسی کے محاذی آنے کے بعد ختم کردیتے۔ اس طرح پڑھتے کہ لوگ حرف بحرف سن لیتے تھے۔(۲) آگے صفحہ ۱۸۰ پر کہتے ہیں کہ شیخ ابو مدین مغربی روزانہ ستر ہزار مرتبہ قرآن ختم کرتے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ قرآن حضرت داؤد پر ہلکا ہوگیا تھا۔ وہ جب اپنی سواری پر زین کستے اور تیاری کا حکم دیتے تو زین پر سوار ہونے سے قبل قرآن ختم کردیتے۔(۳)

قسطلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ کبھی قلیل میں کثیر برکت ہے، اس کے نتیجے میں زیادہ عمل واقع ہوتا ہے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خداوند عالم جس شخص کے لئے مناسب سمجھتا ہے زمان و مکان سمیٹ دیتا ہے۔(۴)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں:

یہ تمام باتیں قصہ پارینہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ اگلوں کی مہمل نگاری نے اوہام کو قلمبند کردیا ہے۔ اس کے باوجود ابن تیمیہ کا جرگہ ذرا بھی آواز بلند نہیں کرتا کہ یہ مہمل ہے۔ نہ اعتراض ہے کہ انھیں افسانوی کتابوں میں نقل ہونا چاہئے علمی و اسلامی کتابوں میں نہیں۔ ان کتابوں پر افسوس جن میں یہ

۱۔ احیاء العلوم، ج۱، ص۳۱۹ (ج۱، ص۳۰۸)

۲۔ خزینۃ الاسرار، ص۷۸ (۶۵) مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، (ج۴، ص۷۰۲ حدیث ۲۲۰۱)

۳۔ صحیح بخاری، ج۱، ص۱۰۱ (ج۳، ص۱۲۵۶)　　۴۔ ارشاد الساری، ج۸، ص۳۹۶ (ج۱۰، ص۴۱۲)

خرافات ہیں۔ان لوگوں پر افسوس جوان واقعات کو احترام سے پڑھتے ہیں۔کیا ابن تیمیہ کی نظر سے یہ شرمناک باتیں نہیں گذریں؟اس کی بولتی کیوں بند ہے؟صرف ائمہ معصومینؑ ہی کے خلاف زبان درازی کا حوصلہ ہے دوسروں کے خلاف نہیں؟

﴿ولو انهم قالوا سمعنا و اطعنا و اسمع و انظرنا لكا ن خير الهم و اقوم﴾(۱)

۳۔اسلام میں محدَّث

تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ سابقہ امتوں کی طرح کچھ افراد اس امت میں بھی ہوتے ہیں جنھیں محدث کہا جاتا ہے۔صحاح و مسانید کے مطابق رسول اکرمؐ نے اس کی خبر دی ہے۔

محدث وہ شخص ہوتا ہے جس سے فرشتہ باتیں کرتا ہے لیکن اس کو دیکھتا نہیں۔حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتا یا پھر اسے مبداء اعلیٰ کی طرف سے علم الہام ہوتا ہے یا دل میں حقائق کا القاء کر دیا جاتا ہے یا دوسرے طریقوں سے معانی اس کو سمجھا دئے جاتے ہیں۔

بہر حال اس قسم کے افراد کا امت میں ہونا مسلم ہے۔اختلاف صرف پہچان کے سلسلے میں ہے کہ اس کی تشخیص و شناخت کس طرح کی جائے۔شیعوں کے یہاں ائمہؑ ہی محدث ہیں اور اہل سنت عمر بن خطاب کو محدث کہتے ہیں۔

اب دونوں کے نمونے ملاحظہ فرمایئے:

نصوص اہل سنت:

صحیح بخاری میں مناقب عمر کے ذیل میں ابو ہریرہ سے حدیث رسولؐ مروی ہے:بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ہوتے تھے جو نبی نہیں ہوتے تھے لیکن ان سے بات کی جاتی تھی۔میری امت میں اس قسم کی فرد عمر بن خطاب ہیں۔ابن عباس کی روایت میں(من نبی و لا محدث ہے)۔(۲)

۱۔(نساء/۴۶)

۲۔صحیح بخاری،ج۲،ص۱۹۴(ج۳،ص۱۳۴۹)

اس کی شرح میں قسطلانی کہتے ہیں کہ ارشاد رسولؐ ہے کہ میری امت میں کوئی ہوتا۔ یہ کلام شرط تردید کے بطور نہیں ہے بلکہ تاکید کے طور پر ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اگر میرا کوئی دوست ہے تو وہ فلاں شخص ہے۔ اس میں مقصد یہ نہیں کہ اس کا کوئی دوست نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ دوستی کا کمال خصوصیت ظاہر کرنا چاہتا ہے جب یہ ثابت ہوگیا کہ یہ حقیقت غیر امت اسلام میں تھی تو اس امت میں بھی لازمی طور سے ہونا چاہئے۔

قسطلانی ابن عباس کے قول (من نبی و لا محدث) کے ذیل میں کہتے ہیں کہ یہ ارشاد صرف ابوذر کے لئے ثابت ہے دوسروں کے لئے (و لا محدث) ثابت نہیں۔ اس کلمہ کو سفیان بن عینیہ نے آخر جامع میں نقل کیا ہے۔ اور عبد بن حمید نے کہا ہے کہ ابن عباس اس طرح قرأت کرتے ہیں ﴿و ما ارسلنا من قبلک من رسول و لا نبی و لا محدث﴾ (۱)

صحیح بخاری میں حدیث غار کے بعد ابوہریرہ سے مروی یہ حدیث ہے: تم سے پہلے تمام امم سابقہ میں ایسے افراد تھے جو محدث تھے اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ (۲)

اس کی شرح میں قسطلانی کہتے ہیں کہ محدث وہ جسکی زبان سے بغیر منصب نبوت کے حقائق جاری ہوتے ہیں۔ اس کے دل میں ایسی بات ڈال دی جاتی ہے کہ جیسے اس کو خبر دی گئی ہو، اس حال میں اس کا گمان بھی حق ہوتا ہے، جو سوچتا ہے صحیح ہوتا ہے، یہ وقیع منزل اولیاء کی ہے۔ اس جملہ کی شرح میں کہ اگر میری امت میں... کہتے ہیں کہ یہ ارشاد رسولؐ توقع کی بناء پر ہے۔ اسے آگاہی نہیں ہوتی کہ یہ چیز واقع ہوگی لیکن واقع ہو جاتی ہے۔ (ظاہر ہے کہ قسطلانی کی اس شرح اور سابقہ شرح میں تضاد صاف جھلک رہا ہے) حضرت عمر کا واقعہ یا ساریۃ الجبل اس کا واضح ثبوت ہے۔ (۳)

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: تم سے قبل کی امت میں محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔ (ابن وہب کہتے ہیں کہ محدث وہ ہے جسے الہام

۱۔ ارشاد الساری، شرح البخاری، (ج ۶ ص ۹۹)

۲۔ صحیح بخاری ج ۲، ص ۱۷۱ (ج ۳ ص ۱۲۷۹)　　۳۔ ارشاد الساری، ج ۵، ص ۴۳۱ (ج ۷ ص ۴۸۲)

ہوتا ہے)۔(۱) ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں اس روایت کو نقل کر کے کہا ہے کہ یہ روایت متفقہ ہے۔(۲)

طحاوی مشکل الآثار میں محدث کے یہی معنی لکھتے ہیں کہ محدث جسے الہام ہوتا ہو، پھر اضافہ کیا ہے کہ عمر کو بھی الہام ہوتا تھا چنانچہ انس کی روایت ہے کہ عمر نے فرمایا: تین موقعوں پر خدا نے میری موافقت کی:

۱۔ میں نے رسولؐ سے کہا: کاش! ہم مقام ابراہیمؑ کو مصلیٰ قرار دیتے، آیت اتری ﴿واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ﴾۔

۲۔ میں نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ کے گھر میں اچھے برے سبھی لوگ آتے ہیں، آپ ازواج کو حکم دیجئے کہ اپنے کو چھپائے رہیں۔ اس پر آیہ حجاب نازل ہوئی۔

۳۔ آنحضرتؐ کی ازواج سرکشی پر آمادہ تھیں، میں نے کہا: ہوسکتا ہے کہ خدا تم سے اچھی عورتیں رسولؐ کو عطا کر دے اور تمہیں طلاق دیدے۔ اس پر آیت اتری ﴿عسی ربکم...﴾ (۳)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں:

اگر اس قسم کے باتیں الہام ہیں تو اسلام کو فاتحہ پڑھ دینا چاہئے۔ یہ لوگ مناقب گڑھنے میں اس بات کو بھی نہیں سمجھ پائے کہ اس سے پیغمبر اسلام کی توہین ہوتی ہے۔

نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں کہ محدث کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہیں جنھیں الہام کیا جائے۔ ایک قول ہے کہ جب وہ کچھ سوچیں تو ٹھیک سوچیں گویا وہ پہلے سے خبردار ہیں۔ ایک قول ہے کہ فرشتے ان سے کلام کرتے ہیں یا ان سے بات کی جاتی ہے۔ بخاری کے نزدیک محدث وہ ہیں کہ جن کی زبان سے حقائق جاری ہوں۔ کرامات اولیاء کا سرچشمہ یہی ہے۔(۴) محب الدین طبری کہتے ہیں کہ محدث وہ ہے کہ جنھیں حقیقت بطور الہام بتادی گئی ہو، ممکن ہے اس ظاہر کلام کا مطلب یہ ہو کہ جن سے فرشتے بات کرتے ہوں۔ لیکن وحی کے طور پر بات نہ کرتے ہوں۔ بلکہ بات چیت کے عنوان سے اور یہ بڑی فضیلت ہے۔(۵)

۱۔ صحیح مسلم، (ج۵، ص۱۶ کتاب فضائل الصحابۃ)
۲۔ صفۃ الصفوۃ ج۱، ص۱۰۴ (اص ۲۷۷ نمبر ۳)
۳۔ مشکل الآثار، ج۲، ص۲۵۷۔
۴۔ شرح صحیح مسلم، (ج۱۵، ص۱۶۶)
۵۔ ریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۹۹ (ج۲، ص۲۴۵)

تفسیر قرطبی میں ابن عطیہ، مسلم بن قاسم بن عبداللہ، عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ ابن عباس کی قرأت یوں تھی:

﴿وما ارسلنامن قبلک من رسول ولانبی ولامحدث﴾

مسلمہ کہتے تھے کہ محدث ہم پایۂ نبی ہے۔ کیونکہ وہ بلند ترین امور غیبی کی خبر دیتے ہیں اور حکمت باطنی سے بات کرتے ہیں اور ان کی گفتار مطابق واقع ہوتی ہے، وہ غلطیوں سے معصوم ہوتے ہیں جس طرح عمر بن خطاب نے ساریہ سے بلند ترین تکلم فرمایا۔(۱)

ابوزرعہ طرح التقریب میں یہ حدیث لکھتے ہیں کہ قطعی طور سے بنی اسرائیل کی طرح اس امت میں بھی محدث ہوں گے اور وہ عمر ہیں۔(۲)

مناوی (۳) نے شرح کی ہے کہ جن پر الہام ہوا ہو یا ان کا گمان درست ہو، محدث اسے کہتے ہیں کہ جسے بطریق الہام و مکاشفہ مبداء اعلیٰ سے حقیقت القاء کی گئی ہو، بغیر توجہ اس کی زبان سے جاری ہو جائے یا فرشتے اس سے بات کریں۔ بغیر اس کے کہ وہ پیغمبر ہو یا جب وہ کوئی رائے دے تو مطابق واقع ہو گویا اسے غیب کی خبر ہو۔ یہ کرامات اللہ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اور یہ اولیاء کا مقام ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ عمر کے محدث ہونے کی بات کا مطلب یہ ہے کہ وہ بے نظیر ہیں گویا کہ نبی نہیں کیونکہ یہاں حرف شرط تردید کے طور پر آیا ہے۔

قاضی کہتے ہیں کہ یہاں تاکید و اختصاص مراد ہے۔ پس اگر کوئی کہے کہ میرا دوست اگر کوئی ہے تو وہ زید ہے۔ تو کہنے والے کی اس سے مراد تردید نہیں بلکہ مبالغہ ہے کہ دوستی صرف اسی سے مخصوص ہے۔

قرطبی نے اس حدیث عمر کی شرح میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس قسم کے افراد بہت کم ہیں جس کا گمان صائب ہو محدث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اکثر عوام و علماء کا گمان صائب ہے۔ اس میں حضرت عمر

۱۔ تفسیر قرطبی، ج ۱۲ ص ۷۹ (ج ۱۲، ص ۵۳)

۲۔ التشریب فی شرح التقریب، ج ۱، ص ۸۸، المصابیح، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۴، ص ۱۵۳ حدیث ۴۷۲) جامع الصغیر، (ج ۲، ص ۲۵۱ حدیث ۶۰۹۷)

۳۔ شرح الجامع الصغیر، ج ۴، ص ۵۰۷۔

کی خصوصیت ہی کیا رہی۔ اگر چہ رسولؐ نے عمر کو قطعی طور سے محدث نہیں کہا ہے لیکن قرائن اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور ساریہ کی داستان یا حدیث رسول کہ خدا عمر کی زبان سے بولتا ہے، ان کے محدث ہونے کا ثبوت ہے۔

ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ بعد رسولؐ بہت محدث ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ بنی اسرائیل میں انبیاء مبعوث ہوئے لیکن چونکہ خاتم النبیینؐ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوتا اور اسلام کو برتری حاصل ہے اس لئے نبی کی جگہ امت میں محدث قرار دئے گئے ہیں۔(۱)

لائق توجہ نکتہ:

امام غزالی کہتے ہیں کہ بعض عرفاء کا بیان ہے کہ بعض ابدال سے ان کے مقامات نفس کے متعلق سوال کیا گیا، انھوں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا پھر اپنے سینے کی طرف توجہ کی اور پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ پھر اس کے بعد سوال کا جواب دیا۔ ان سے پوچھا گیا: آپ نے دائیں بائیں کیوں دیکھا؟ جواب دیا کہ تمہارے سوال کا جواب معلوم نہیں تھا اس لئے دائیں بائیں فرشتوں سے پوچھا۔ انھیں بھی معلوم نہ تھا پھر میں نے اپنے دل سے پوچھا، اس نے جو مجھے بتایا وہ تمہیں جواب دیدیا۔ اس بناء پر یہ دونوں فرشتوں سے زیادہ عالم تھے۔ غزالی کہتے ہیں کہ محدث ہونے کا یہی مطلب ہے۔(۲)

ایک محقق بعض تذکرہ میں ایسے لوگوں کے حالات دیکھتا ہے جنھوں نے فرشتوں سے باتیں کیں۔ ان میں عمران بن حصین خزاعی (متوفی ۵۲) بھی ہیں ان کے متعلق لکھتا ہے کہ انھوں نے محافظ فرشتوں کو دیکھا اور ان سے باتیں کیں۔(۳)

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ فرشتے انھیں سلام کرتے تھے جب داغ لگ گیا تو سلام کرنا بند کر دیا۔ پھر آخر ایام میں سلام کرنے لگے۔(۴) شذرات میں ہے کہ فرشتے انھیں سلام کرتے جب جلنے کا داغ ہوا تو

۱۔ فتح الباری، (ج ۷، ص ۴۰)　　۲۔ احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۸۔

۳۔ استیعاب، ج ۲، ص ۴۵۵ (نمبر ۱۹۶۹) الاصابۃ، ج ۳، ص ۲۶۔

۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۸، ص ۶۰ (ج ۸، ص ۶۶)

سلام کرنا بند کر دیا۔ پھر خدا نے مکرم فرمایا اور فرشتے سلام کرنے لگے۔(۱) حافظ عراقی، ابوالحجاج مزی، ابن جوزی، ابن حجر، سبھی نے ان کے تسلیم ملائکہ کو لکھا ہے۔(۲)

ابوالمعالی صالح بھی محدث تھے۔ ابن جوزی، ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ماہ صیام میں شدید فقر کا شکار ہوئے، وہ ایک شخص سے قرض مانگنے چلے تو فرشتے نے منع کیا کہ کل میں خود اسے تمہارے پاس لے آؤں گا۔(۳)

ابوسلیمان خطابی کہتے ہیں کہ رسولؐ کا ارشاد ہے کہ اس امت کے محدث عمر ہیں اور میرا قول ہے کہ اس زمانے کے محدث ابوعثمان مغربی ہیں۔(۴) اسی طرح حورا نے ابویحییٰ سے کلام کیا جب وہ چار ہزار قرآن ختم کر چکے تو حورا نے کہا: تم نے مجھے خرید لیا۔(۵)

نصوص شیعہ:

ثقۃ الاسلام کلینیؒ نے اصول کافی (۶) میں بعنوان فرق میان رسول، نبی اور محدث چار حدیثیں نقل کی ہیں:

۱۔ بریدہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے آیت ﴿وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث﴾ کے بارے میں پوچھا کہ آیت میں لفظ محدث نہیں ہے

۱۔ شذرات الذہب، ج۱ص۵۸ (ج۱، ص۲۴۹)

۲۔ طرح التثریب، ج۱، ص۹۰، تلخیص تہذیب الکمال، ص۲۵۰ (ج۲ص۳۰۰نمبر۵۴۲۴)

۳۔ الطبقات الکبریٰ، (ج۷ص۱۱صفۃ الصفوۃ، ج۱، ص۲۸۳ (ج۱، ص۶۸۲ نمبر۹۴) تہذیب التہذیب، ج۸، ص۱۲۶ (ج۸ص۱۱۲صفۃ الصفوۃ، ج۲، ص۲۸۰ (ج۲، ص۴۰۶ نمبر۳۳۱) المنتظم، ج۹، ص۱۳۶ (ج۱۷، ص۸۲نمبر۳۷۳۴) البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۱۶۳ (ج۱۲ص۲۰۰).

۴۔ تاریخ بغداد، ج۹، ص۱۱۳

۵۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۳۶۲ (نمبر۴۵۷۷) المنتظم، ج۶ص۸ (ج۱۲، ص۳۸۶ نمبر۱۹۲۰) صفۃ الصفوۃ، ج۲، ص۲۳۳ (ج۲، ص۴۱۴نمبر۲۹۳) ابن جوزی کی مناقب احمد ص۵۱۰ (ص۶۷۹)

۶۔ اصول کافی، ص۸۴، ص (ج۱ص۱۷۷)

اگر ہے تو محدث کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: رسول وہ ہے جو فرشتوں کو دیکھے اور کلام کرے، نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھے۔ کبھی کبھی نبوت و رسالت ایک شخص میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور محدث وہ ہے جو آواز سنتا ہے لیکن فرشتے کو دیکھتا نہیں ہے۔ برید نے پوچھا: جسکو خواب میں دیکھا ہے کیسے سمجھیں کہ وہ فرشتہ ہی ہے؟ فرمایا: خدا اس کو توفیق کرامت فرما دیتا ہے، خدا نے رسولؐ خدا پر نبوت ختم کر دی ہے اور قرآن آخری کتاب ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اور محدث کا فرق بیان ہوا ہے۔ تیسری حدیث میں ذرا تفصیل ہے: زرارہ کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے وکان رسولاً نبیاً کے متعلق پوچھا کہ رسول اور نبی کا فرق کیا ہے؟ فرمایا: نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھے۔ میں نے پوچھا؟ امام کی منزلت کیا ہے؟ فرمایا: آواز سنتا ہے لیکن خواب نہیں دیکھتا اور فرشتہ کو مشاہدہ نہیں کرتا۔ پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وما ارسلنا من قبلک ....﴾

چوتھی حدیث اسماعیل بن مرار سے ہے کہ حسن بن عباس نے امام رضاؑ کی خدمت میں خط لکھا:: قربان جاؤں! مجھے رسول، نبی اور امام کا فرق بتائیے۔ امام نے جواب دیا: رسول وہ ہے جس پر جبرئیل نازل ہوں، انھیں دیکھے، ان کا کلام سنے، اس پر وحی نازل ہو، اکثر وہ خواب بھی دیکھے جیسے حضرت ابراہیمؑ کا خواب۔ نبی وہ ہے کہ کبھی کلام سنے، کبھی کلام کرنے والے کو دیکھے لیکن کلام نہ سنے۔ امام وہ ہے جو کلام سنے لیکن دیکھے نہیں۔

کافی میں ایک عنوان "باب انّ الائمۃ محدثون مفھمون" (۱) کا ہے، اس میں پانچ احادیث ہیں:

حمران بن اعین کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علیؑ محدث تھے۔ میں حیرت میں نکلا اور دوستوں سے کہا کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے عجب حدیث سنی ہے کہ علیؑ محدث تھے۔ انھوں نے کہا: تم نے کیا کیا، یہ کیوں نہ پوچھا کہ ان سے کون کلام کرتا تھا؟ میں نے پوچھا تو مجھ سے امام نے فرمایا: ان سے

۱۔ اصول کافی، (ج ۱ص ۱۷۱، ۲۷۶،۱۷۶۔

ملک (فرشتہ) کلام کرتا ہے۔ میں نے کہا: یعنی آپ فرمانا چاہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں؟ امام نے ہاتھوں سے نفی کا اشارہ کیا اور فرمایا: وہ سلیمانؑ کے صحابی یا صاحب موسیٰ یا ذوالقرنین کی طرح ہیں۔ کیا تمہیں حدیث رسولؐ نہیں معلوم ہے کہ فرمایا: تمہارے درمیان انھیں کے مانند ہیں۔

دوسری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ اپنے قاتل کو پہچانتے تھے اور لوگوں کے اہم امور سے واقف تھے اس آیت کے وسیلے سے: ﴿وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث﴾۔(۱)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اوصیاء محمدؐ محدث ہیں۔ دوسری میں ہے ائمہؑ سچے علماء مفہم اور محدث ہیں۔(۲) پانچویں حدیث محدث کے معنی میں ہے کہ وہ آواز سنتا ہے لیکن آدمی کو دیکھتا نہیں۔ کتاب کافی میں اس بارے میں اتنی ہی حدیثیں ہیں۔

امالی طوسی میں ہے کہ صادق آل محمدؐ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ محدث تھے اور سلمان بھی محدث تھے۔ پوچھا گیا: محدث کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا: اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور ایسا ویسا بتادیتا ہے۔ انھیں امام کا ارشاد ہے: ہم میں سے بعض کو دل میں القاء کردیا جاتا ہے اور بعض کو مورد خطاب قرار دیا جاتا ہے۔

حرث نصری سے روایت ہے کہ میں نے امام ششم سے پوچھا کہ امام سے ایسی بات پوچھی جائے جو اس کے پاس نہ ہو تو اس کو کیسے علم ہوتا ہے؟ فرمایا: اس کے دل میں نکتہ یا کان میں آواز پڑجاتی ہے۔ جب امام سے پوچھا جاتا ہے تو کیسے جواب دیتا ہے؟ فرمایا: الہام یا سماع سے اور کبھی دونوں طریقوں سے۔(۳)

صفار نے بصائر میں حمران سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: کیا آپ نے مجھ سے نہیں فرمایا تھا کہ علیؑ محدث تھے؟ فرمایا: ہاں۔ پوچھا: ان سے کلام کون کرتا تھا؟ فرمایا: فرشتہ۔ میں نے پوچھا: وہ نبی تھے یا رسول؟ فرمایا: نہیں بلکہ مثیل صاحب سلیمانؑ و موسیٰ اور مثیل ذوالقرنین۔ کیا تمہیں یہ حدیث معلوم نہیں کہ حضرت علیؑ سے ذوالقرنین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ نبی نہیں تھے بلکہ وہ خدا کے محبوب اور خدا کے خیر خواہ تھے۔

۱۔ اصول کافی، (ج۱، ص۲۷۰)　۲۔ اصول کافی، (ج۱، ص۲۷۰)

۳۔ امالی طوسی، ص۲۶۰ (ص۴۰۸-۴۰۷ حدیث نمبر ۹۱۶-۹۱۴)

حمران نے امام پنجم سے پوچھا: علماء کا مرتبہ کیا ہے؟

فرمایا: وہ ذوالقرنین، صحابی سلیمانؑ و داؤدؑ کی طرح ہیں۔ برید نے امام پنجم سے پوچھا: آپ کا مرتبہ کیا ہے، گذشتہ لوگوں میں کس کی نظیر ہیں؟ فرمایا: صاحب موسیٰ یا ذوالقرنین کی طرح، وہ دونوں عالم تھے لیکن نبی (پیغمبر) نہیں تھے۔(۱)

یہ تمام روایات شیعہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خاندان عصمت وطہارت ہی کے افراد محدث ہیں۔(۲) ان روایات کا مفاد، عمومی طور سے تمام شیعوں کا اعتقاد ہے جس طرح گذشتہ امتوں میں محدث ہوتے تھے اسی طرح اس امت میں امیر المومنینؑ اور ان کی معصوم اولاد جو امام ہیں وہی محدث ہیں، یہ سبھی امام محدث ہوتے ہیں وہ پیغمبر نہیں ہیں۔ محدث ہونے کی فضیلت صرف اماموں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ حضرت فاطمہ زہراؑ اور سلمان فارسی بھی محدث ہیں۔ جی ہاں، ہر امام محدث ہے لیکن ہر محدث امام نہیں۔ میں نے گذشتہ صفحات میں بیان کیا کہ محدث وہ ہے جو حقائق کو متذکرہ طریقوں سے معلوم کرے، مفہوم محدث کے سلسلے میں شیعہ وسنی میں کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن فرق صرف یہ ہے کہ شیعہ عمر کو محدث نہیں مانتے۔ یہ ہماری خصوصی روش ہے جسکے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ اب ذرا اس میں معقولیت کی کوئی رمق نظر آئی ہے کہ ایک گروہ اس محدث کے معاملے میں اپنے گروہ کو تو فضیلت سے نوازتا ہے اور دوسرے کو گمراہ سمجھتا ہے۔

حجاز کا منحوس جھوٹا عبداللہ قصیمی کہتا ہے کہ ائمہ اہل بیتؑ شیعوں کی نظر میں انبیاء ہیں، ان کو وحی ہوتی ہے، فرشتے ان کے لئے وحی لے کر آتے ہیں۔ شیعہ حضرات حضرت فاطمہ زہراؑ اور ائمہؑ کے لئے ان تمام صفات کے قائل ہیں جو انبیاء میں پائی جاتی ہیں۔ اپنی اس افترا پردازی کے ثبوت میں حسن بن عباس کے مکاتبہ کو پیش کیا ہے جو انھوں نے امام رضاؑ کو حدیث میں لکھا تھا۔

اس نادان کے سمجھ میں آتا ہی نہیں کہ قرآن میں محدث کی صراحت آئی ہے اور جناب فاطمہؑ اور

۱۔ بصائر الدرجات (ص۳۶۶۔۳۶۵)

۲۔ بحار الانوار (ج۲۶، ص۶۶، ج۴۰ (۱۴۰، ۱۴۲)

ائمہؑ کے محدث ہونے پر تمام شیعہ سنی کا اتفاق ہے۔

جس طرح اہل سنت حضرات حضرت عمر کے محدث ہونے کے قائل ہیں کیا کوئی شیعہ اس بات کا قائل ہے کہ عمر کو اہل سنت نبی مانتے ہیں اور اہل سنت کے عقیدے کے مطابق فرشتے ان پر نازل ہوتے ہیں؟ اور وحی پہونچاتے ہیں؟

کبھی کوئی شیعہ جذبات میں افترا پردازی نہیں کرتا۔ کبھی کسی شیعہ کو نہیں دیکھا گیا ہوگا کہ وہ بزرگوں کو متہم کرے۔ کیا اس شخص کے پیش نظر یہ بات نہیں ہے کہ شیعوں کے یہاں نص ہے کہ ائمہ معصومینؑ علماء ہیں، انبیاء نہیں ہیں، صحابی موسیٰؑ یا مثیل ذوالقرنین ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی نص نہیں سنی کہ قرآن آخری کتاب ہے اور رسولؐ خدا خاتم النبیین ہیں۔ ان تمام نصوص سے واقف ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی پستی طبع سے وہی شرمناک جذبات ظاہر کرتا ہے جو اس کی اوقات ہے۔ اموی سرشت سے ایسی ہی دشنام طرازی کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔ اس کے پرکھوں کی رسم ہے کہ ائمہؑ اور ان کے شیعوں پر طعن و تشنیع کرتے رہے۔

وہ کتاب ''صراع''(۱) میں لکھتا ہے کہ شیعوں کی نظر میں ائمہ اہل بیتؑ پر وحی ہوتی ہے۔ کافی (۲) میں ہے کہ حسن بن عباس نے امام رضاؑ کو خط لکھا کہ رسول، نبی اور امام میں فرق کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول وہ ہے جس پر جبرئیل نازل ہوں اور وہ انھیں دیکھے اور ان کا کلام سنے، اس پر وحی نازل ہو۔ اور نبی جو کبھی اس شخص کو دیکھتا ہے اور اس کی بات نہیں سنتا اور امام وہ ہے جو کبھی اس شخص کی بات سنتا ہے لیکن اسے دیکھتا نہیں۔ ائمہؑ جو بھی کام کرتے ہیں وہ پیمان خدا کے مطابق ہوتا ہے وہ اس سے ذرا بھی تجاوز نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ بھی شیعوں کے یہاں کافی نصوص ہیں کہ ائمہؑ پیغمبر ہیں اور ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ وہ رسول بھی ہوتے ہیں کیونکہ انھیں رسالت کی بھی وحی ہوتی ہے۔

پچھلے صفحات میں ان کا قول (۳) نقل کیا کہ ائمہؑ جو بھی کام کرتے ہیں یا جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی

۱۔ صراع ج۱، ص۱. ۲۔ اصول کافی، (۱ص۱۷۶)

۳۔ صراع ج۲، ص۳۵.

ہوتی ہے۔ شیعوں کی نظر میں محمدؐ اور ائمہؑ کے درمیان فرق یہ ہے کہ محمدؐ وحی لانے والے فرشتے کو دیکھتے ہیں لیکن ائمہؑ وحی اور صدائے فرشتہ سنتے ہیں، اسے دیکھتے نہیں ہیں۔ ان کے یہاں نبی اور امام کا فرق یہی ہے۔ ظاہر ہے کہ حقیقت میں یہ کوئی فرق نہیں۔ اس طرح شیعہ جو بھی بات بنائیں لیکن وہ ائمہؑ کو رسول اور نبی ہی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نبی و رسول وہی ہوتا ہے جسے خدا وحی کرے اور اس کو ذمہ داری سونپے کہ وہ تبلیغ کرے خواہ فرشتہ کو دیکھے یا نہ دیکھے بلکہ وحی سنے اور درک بھی کرے تو وہ نبی و رسول ہے اور متفقہ حیثیت سے فرشتہ کا دیکھنا درحقیقت رسول و نبی کے معنی میں دخالت نہیں رکھتا۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ رسول وہ انسان ہے جس پر وحی ہو اور وہ خدا کی طرف سے تبلیغ پر مامور ہو۔ اس حیثیت سے فرشتے کو دیکھنا معنی نبی و رسول میں کوئی دخالت نہیں رکھتا۔ شیعہ جو کچھ انبیا کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں وہی ائمہؑ اور فاطمہؑ کے بارے میں عقیدے رکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ائمہؑ معصوم ہیں، ان پر وحی ہوتی ہے، فرشتے ان پر فرمان الٰہی لے کر نازل ہوتے ہیں، ان کو معجزات عطا کئے جاتے ہیں اور کمترین معجزہ یہ دیا گیا ہے کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے ہیں۔ ان کی بہترین کتاب اصول کافی میں اس کی تصریح موجود ہے۔

﴿انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایات الله و اولئک هم الکاذبون﴾(۱)

۴۔ ائمہؑ کے علم غیب کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

شیعوں سے کینہ و عناد رکھنے والوں میں علم ائمہؑ کے متعلق بڑی چہ می گوئیاں ہیں ۔ عجیب و غریب باتیں مشہور کر دی گئی ہیں۔ بصیرت سے عاری اور جہالت سے بھرپور ان کینہ توزوں نے ایسی باتیں مشہور کر دی ہیں کہ جیسے علم غیب کے متعلق عقیدے میں شیعہ دوسرے اسلامی فرقوں سے منفرد ہیں، شیعوں کے علاوہ کسی نے اس عقیدے کو ظاہر نہیں کیا ہے، اس لئے وہی طعن و تشنیع کے مستحق ہیں۔

قصیمی اپنی کتاب الصراع میں لکھتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک ائمہؑ ہر چیز کا علم رکھتے ہیں اور جب وہ چاہتے ہیں کہ کسی بات کو معلوم کریں تو خدا انھیں اس کی تعلیم دیتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کب موت واقع ہوگی، موت ان کے اختیار میں ہے۔ وہ "علم ما کان و ما یکون" رکھتے ہیں، ان پر کوئی چیز بھی

۱۔ (نحل/۱۰۵)

پوشیدہ نہیں۔ آگے لکھتا ہے کہ اصول کافی میں اس بارے میں نصوص موجود ہیں۔

پھر لکھتا ہے کہ ائمہؑ علم خدا میں شریک ہیں، انھیں علم غیب ہے، گذشتہ و آئندہ کی باتوں کا پتہ ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ انبیاء مرسلین بھی اس صفت میں خدا کے شریک ہیں اور قرآن وحدیث اور ائمہ کے نصوص اس سلسلے میں موجود ہیں کہ علم غیب صرف خدا کو ہے۔ اس متواتر عقیدے کی تفصیل کا احاطہ دشوار ہے۔

جواب: علم غیب یعنی آنکھوں اور حواس ظاہری سے بیرونی چیزوں کا علم، خواہ وہ موجودہ باتیں ہوں یا آئندہ ظاہر ہوں۔ اس کا علم تمام انسانوں کے لئے ممکن ہے۔

جب بھی کوئی شخص موجودہ یا آئندہ باتوں کی خبر دے خواہ وہ اپنے علم کی بنیاد پر خبر دے خواہ عقل بروئے کار لاکر خبر دے ایسے علم کو بھی علم غیب کہتے ہیں۔ انسانوں کو ایسی واقفیت کے حصول میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ مثلاً تمام مومنین کا خدا، فرشتوں، آسمانی کتب اور پیغمبروں نیز قیامت، جنت وجہنم، بعد موت خدا سے ملاقات، حشر ونشر، حور وقصور پر ایمان ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ بھی علم غیب ہی کا حصہ ہے۔ قرآن میں ان باتوں کو علم غیب ہی کہا گیا ہے: ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾(۱) ﴿الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ﴾(۲) ﴿إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ﴾(۳) ﴿إِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَانَ بِالْغَيْبِ﴾(۴) ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَانَ بِالْغَيْبِ﴾(۵) ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ﴾(۶) ﴿جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ اللهُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ﴾(۷)

منصب نبوت بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ مختلف جہات سے علم غیب سے واقف ہوں۔ جو کچھ

۱۔ سورۂ بقرہ، آیت ۳۔ ۲۔ سورۂ انبیاء، آیت ۴۹۔

۳۔ سورۂ فاطر، آیت ۱۸۔ ۴۔ سورۂ یٰس، آیت ۱۱۔

۵۔ سورۂ ق، آیت ۳۳۔ ۶۔ سورۂ ملک، آیت ۱۲۔

۷۔ سورۂ مریم، آیت ۶۱۔

مومنین جانتے ہیں اس سے زیادہ انھیں علم ہو۔آیات ذیل اس بات کا اشارہ کرتی ہیں:

﴿وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ..... ﴾(۱)

''اسی لئے خدا نے اپنے رسول کو انبیاء کے قصے سنائے''۔

قصہ مریم میں فرمایا: ﴿ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ الیک﴾(۲)

قصہ نوح کے بعد فرمایا: ﴿تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ﴾(۳)

یہ علم غیب ہے رسولوں کے لئے، دوسروں کو اس سے بہرہ نہیں دیا گیا۔قرآن کا ارشاد ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۞ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾ ''ہاں انھیں اس علم غیب کا احاطہ بس اتنا ہی ہوسکتا ہے جتنا اللہ چاہے اور تمہیں علم کا قلیل حصہ ہی عنایت کیا گیا ہے۔

اس طرح قرآن کی روشنی میں تمام اولیاء، مومنین اور انبیاء علم غیب رکھتے ہیں لیکن ہر ایک کے علم غیب کی حدیں متعین ہیں۔علاوہ اس کے ان میں سے سب کو کیت وکیفیت کے اعتبار سے محدود علم عطا کیا گیا ہے۔ان کا علم عارضی ہے ذاتی نہیں۔ازلی نہیں ہے بلکہ نہیں تھا اور ہوا۔اس کی ابتداء وانتہا ہے سرمدی نہیں ہے اور یہ سب کا سب خدا سے ماخوذ ہے جس کا ارشاد ہے: ''اسی کے پاس تمام غیب کی کنجیاں ہیں، علم غیب اس کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

پیغمبر اسلامؐ اور ان کے وارث علم حضرت علیؑ اپنے علم غیب کے مطابق بلاؤں، اموات اور حوادث کے موقعوں پر عمل کرنے میں حکم خداوندی کی اجازت کے محتاج ہیں۔علم وعمل اور لوگوں کی اس کی خبر دینے کے تین مراحل ہیں۔ان میں سے کوئی مرحلہ دوسرے مرحلے کا محتاج نہیں اور اس میں ہر جہت کی مراعات اور تقاضوں کا لحاظ ضروری ہے۔اس بنیاد پر ہر وہ چیز جس کی واقفیت ہو وہ واجب العمل اور لائق بیان نہیں۔

امام لخمی معروف بہ شاطبی، الموافقات (۴) میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی حاکم از راہ مکاشفہ معلوم کرلے

۱۔سورۂ ہود، آیت ۱۲۰

۲۔سورۂ آل عمران، آیت ۴۴۔

۳۔سورۂ ہود، آیت ۴۹۔

۴۔الموافقات، ج۲، ص۱۸۴ (ج۲، ص۲۶۷)

کہ یہ چیز غصبی ہے یا نجس ہے یا یہ گواہ جھوٹا ہے یا یہ کہ یہ مال زید کا ہے لیکن گواہ اور دلیل گذر جائے اور ثابت ہو جائے کہ عمر کا ہے تو حاکم کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مکاشفہ کے مطابق عمل کرے اس طرح وہ گواہ کو مسترد کرنے کا ارادہ نہیں کرسکتا نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جس کے قبضے میں مال ہے یہ اس کا نہیں۔ کیونکہ ظواہر پر عمل کرنا چاہئے اپنے مکاشفہ پر عمل درست نہیں ہوگا نہ خواب پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایسا جائز ہو جائے تو ظاہری ثبوت فراہم ہونے کے بعد بھی فیصلہ اس کے مخالف دینا پڑے گا حالانکہ ایسا جائز نہیں۔

روایت صحیح میں رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ تم میرے پاس شکایت لے کر آئے ہو حالانکہ تم میں بعض بڑی لچھے دار اور منطقی باتیں کرتے ہیں لیکن میں جو کچھ ثبوت و گواہ سنتا ہوں اسی کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں۔(۱) آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ظواہر پر عمل کرنے کی تاکید ہوئی ہے، رسولؐ خدا کبھی اپنے علم حقیقی کی بنا پر فیصلہ نہیں کرتے تھے صرف گواہ و ثبوت کے بیان ہی کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔

امام مالک کا مشہور قول ہے کہ جب کبھی چند عادل افراد حاکم کے سامنے گواہی دیں لیکن حاکم اپنے ذاتی علم کی بناء پر جانتا ہو کہ حق اس کے خلاف ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ گواہی کے مطابق ہی فیصلہ کرے بشرطیکہ وہ جانتا نہ ہو کہ گواہی دینے والے جان بوجھ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔

حافظ مذکور آگے لکھتے ہیں کہ اگر اس کی اجازت دیدی جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ظواہر محفوظ نہ رہ سکیں گے کیونکہ اگر کوئی شخص ظاہری طور سے قتل کرتا ہے تو اس کا فیصلہ بھی ظاہر ہی کی بنیاد پر ہونا چاہئے اگر اس کا فیصلہ امور غیبی کی بنیاد پر کیا جائے تو دلوں میں وسوسے پیدا ہوں گے اور احکام ظواہر میں تزلزل پیدا ہو جائے گا۔ اس سے روح اسلام متاثر ہوگی اور ایک باب ہی بند کرنا پڑے گا۔(۲)

کیا دعووٴں کا باب ملاحظہ نہیں کیا جاتا کہ جس میں کہا گیا ہے کہ مدعی کے ذمے ثبوت اور انکار کرنے والے سے قسم لی جائے گی (ان البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر) اس سے کوئی بھی

۱۔ صحیح بخاری، (ج ۲، ص ۹۵۲ صحیح مسلم، ج ۳، ص ۵۴۸)

۲۔ الموفقات فی اصول الاحکام، ص ۱۸۷ (ج ۲، ص ۱۷۱)

مستثنیٰ نہیں یہاں تک کہ رسول خداؐ بھی ایک دعوے کے ثبوت میں انکار کے موقع پر جب آپ سے خرید و فروخت کا معاملہ ہوا اور اس میں انکار ہوا تو آپ ثبوت کے محتاج ہوئے۔ آپ نے فرمایا: کون گواہی دے گا؟ جناب خزیمہ نے آپ کی گواہی دی تو ان کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا گیا۔ پھر کسی فرد امت کو اس سے کیسے مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے۔ امت کے بزرگ ترین شخص کے لئے بھی مدعی کے ذمے ثبوت اور منکر سے قسم کا حکم لاگو ہوگا، اس طرح شرعی اوامر و نواہی میں امور غیبی سے کام لینا مہمل قرار پاتا ہے۔

آگے لکھتے ہیں: جب یہ بات ثابت ہوگئی تو اس کے مطابق عمل کہاں درست ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ جائز یا مطلوبہ امور کہ جس میں وسعت ہو تو اس پر عمل متذکرہ تقاضوں کے مطابق ہوگا۔(۱) اور اس کی تین قسمیں ہیں: اول یہ کہ امر مباح ہو۔ مثلاً کوئی شخص اپنے مکاشفہ کی بنیاد پر جان لے کہ فلاں شخص فلاں وقت میں اس کے پاس آئے گا... اس قسم کے موقعوں پر عمل کرنا جائز ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اگر خواب دیکھ لے بشرطیکہ غیر شرعی معاملہ نہ ہو تو اس کے مطابق عمل صحیح ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس کے مطابق عمل میں افادیت بھی ہو۔ کیونکہ عقلمند جس انجام سے خوفزدہ ہو اس پر عمل نہیں کرتا۔ اور کرامت جس طرح خصوصیت ہے اسی طرح امتحان بھی ہے وہ اس طرح یہ ملاحظہ کرے کہ کیا کرے۔ اگر اسے ضرورت ہو یا کسی جہت سے اثبات کے حالات ہوں تو کوئی رکاوٹ نہیں۔ رسول خداؐ بھی ضرورت پڑنے پر غیب کی خبریں دیتے تھے۔ یہ بات واضح ہے کہ رسول خداؐ اپنے پیچھے نمازیوں کے متعلق خبر دیتے تھے کہ انھیں پیٹھ پیچھے میں دیکھتا ہوں۔ مطلب یہ تھا کہ غیب کی اطلاع ہے اس لئے ممکن ہے امر و نہی کی جائے۔ اسی طرح تمام کرامات و معجزات ہیں۔ بس عمل امت اس قسم کے مواقع پر زیادہ سزاوار ہے جب کہ امر مباح بھی ہو۔ لیکن جائز ہونے کے باوجود خود پسندی سے احتیاط مناسب ہے۔

تیسرے ایسے مواقع ہوں جہاں تحذیر یا بشارت کا فائدہ حاصل ہو سکے تاکہ خود کو پورے طور سے آمادہ کر سکے۔ یہ صورت بھی جائز ہے مثلاً ایسی بات کی خبر دینا جو واقع ہونے والی ہو یا کسی چیز کے ہونے کی خبر دینا جو نہیں ہے۔

۱۔ الموافقات فی اصول الاحکام، ص ۱۸۹ (ج ۲، ص ۲۷۲)

ایسی صورت میں نوحؑ کے دونوں بیٹوں کی خبر علم غیب کیوں نہیں ہے؟ قوم ہودؑ، عادؑ، ثمودؑ، قوم ابراہیم، قوم لوط، تذکرۂ ذوالقرنین یا گذرے رسولوں کا تذکرہ علم غیب کیوں نہیں ہے؟

رسولؐ کا بعض ازواج کو راز بتانا اور پھر فاش ہونے کے بعد فرمانا کہ مجھے علیم وخبیر نے باخبر کیا ہے، یہ بات علم غیب کیوں نہیں ہے؟

صاحب موسیٰ کی باتیں جن پر موسیٰ کو صبر نہ ہوسکا علم غیب کیوں نہیں ہے؟

حضرت عیسیٰؑ کا اپنی قوم سے کہنا کہ میں ان باتوں سے تمہیں باخبر کردوں گا جو تم اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو، علم غیب کیوں نہیں یا حضرت عیسیٰ کا آخری نبی کی بشارت دینا علم غیب کیوں نہیں؟

خدا کا یوسفؑ کو وحی کرنا کہ تم انھیں ان کے امور سے باخبر کرو گے یہ علم غیب کیوں نہیں؟

آدمؑ کا اسماء بتا دینا جب کہ فرشتوں کے مقابلے میں تھے علم غیب کیوں نہیں؟

نبوت رسول اکرمؐ کے متعلق توریت وانجیل کے محکم بشارات علم غیب کیوں نہیں؟

راہبوں اور کاہنوں کا رسول اکرمؐ کی نبوت کے متعلق بشارت دینا علم غیب کیوں نہیں؟

اس میں کوئی قباحت یا رکاوٹ نہیں کہ خداوند عالم اپنے بندوں میں سے کسی کو علم غیب اور علم "ماکان ومایکون" کا بعض حصہ تعلیم فرمادے۔ سماوات وارض، علم اولین وآخرین، علم ملائکہ سے بہرہ مند کردے۔ اسی طرح امور شہودی سے باخبر کرنے میں کوئی قباحت نہیں جیسے کہ ابراہیمؑ کو ملکوت سماوات دکھایا گیا۔ اس طرح وہ مخلوقات، علم خداوندی میں شریک نہیں ہوجائیں گے نہ خدا کیعلم بالشہادت میں شریک ہوں گے، خواہ عالم اور علم کسی مرتبہ پر پہونچ جائے۔ دونوں میں بڑا فرق ہے کیونکہ قیود وامکانی بشری ماخوذ ہوتے ہیں، علم بشری دائمی سے لامحالہ چاہے، وہ علم بالغیب ہو یا علم بالشہادۃ ہو کہ برابر اس کے علم میں ملحوظ رکھنا چاہئے خواہ وہ علم بالغیب سے متعلق ہو یا علم بالشہادہ سے اور وہ اس قید سے جدا نہیں ہوسکتا لیکن علم غیب الٰہی، ذات واجب واحد سے مخصوص ہے۔

اسی طرح فرشتوں کو خدا نے علم غیب مرحمت فرمایا ہے اس سے وہ علم خداوندی میں شریک نہیں ہو جاتے۔ مثلاً اسرافیل کو اجازت دی ہے کہ لوح محفوظ جس میں ہر شئی کا بیان ہے مطالعہ کریں اور اسرار

سے آگاہ ہوں۔ اس کی وجہ سے وہ کسی طرح بھی علم خداوندی میں شریک نہیں ہوجائیں گے۔ بنابریں علم ذاتی مطلق اور علم محدود وا کتسابی میں مقابلہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ امت کا علم خواہ کتنا ہی زیادہ ہو پیغمبر وں کے علمی امتیازات وخصوصیات کی وجہ سے بڑا فرق واقع ہوجاتا ہے۔ ایک مجتہد اور مقلد کے علم میں بھی بڑا فرق ہوتا ہے۔ اگرچہ مقلد تمام کا احاطہ کرلے پھر بھی مجتہد کے علم سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ دونوں کے حصول علم کا سرچشمہ الگ الگ ہے۔

متذکرہ مطالب کی روشنی میں علم غیب ذاتی ومطلق بغیر کم وکیف کی قید کے، اسی طرح علم بالشہادۃ مخصوص ہے خدا کے صفات ذات سے نہ کہ ہر علم غیب وشہود۔

اسی مفہوم کو نفیاً واثباتاً ان آیات میں بیان کیا گیا ہے:

﴿قُلْ لاَیَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ إِلاَّ اللهُ﴾(۱)

﴿إِنَّ اللهَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ إِنَّهُ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُور﴾(۲)

﴿إِنَّ اللهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاللهُ بَصِیرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾(۳)

﴿ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُون﴾(۴)

﴿عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَانُ الرَّحِیمُ﴾(۵)

﴿ذٰلِکَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیزُ الرَّحِیمُ﴾(۶)

﴿عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیزُ الْحَکِیم﴾(۷)

حضرت نوح نے فرمایا:

﴿لاَأَقُولُ لَکُمْ عِنْدِی خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلاَأَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلاَأَقُولُ لَکُمْ إِنِّی مَلَکٌ﴾(۸)

۱۔ سورۂ نمل، آیت ۶۵۔ ۲۔ سورۂ فاطر، آیت ۳۸۔
۳۔ سورۂ حجرات، آیت ۱۸۔ ۴۔ سورۂ جمعہ، آیت ۸۔
۵۔ سورۂ حشر، آیت ۲۲۔ ۶۔ سورۂ سجدہ، آیت ۶۔
۷۔ سورۂ تغابن، آیت ۱۸۔ ۸۔ سورۂ انعام، آیت ۵۰۔

قرآن میں رسول خداؐ کا قول: ﴿كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ﴾ (۱)

ان تفصیلات کی روشنی میں جنھیں علم غیب کے بارے میں بیان کیا گیا ہے معلوم ہو جاتا ہے کہ کتاب وسنت میں اس مسئلے پر کوئی تضاد نہیں نہ نفی کے لحاظ سے نہ اثبات کے لحاظ سے بلکہ جہاں کہیں بھی نفی و اثبات کی بات آتی ہے ان کا مخصوص زاویہ ہے۔ بعض جگہ علم غیب کی نفی ہوتی ہے اور بعض جگہ اس کا اثبات ہوا ہے، نصوص اہل بیتؑ میں ان دونوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ مثلاً یحییٰ بن عبداللہ بن حسن نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کی: قربان جاؤں! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ علم غیب جانتے ہیں؟ امام نے جواب میں فرمایا: سبحان اللہ! ذرا اپنا ہاتھ میرے سر پر تو رکھو۔ میرے تمام سر کے بال اور بدن کے روئیں کھڑے ہو گئے ہیں۔ نہیں، خدا کی قسم! یہ باتیں جو بتاتا ہوں یہ رسول خداؐ سے وراثت میں ملی چیزیں ہیں۔

اس علم خداوندی کی طرح دوسرے صفات خدا میں بھی اطلاق وتقیید کا فرق ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ تمام مردوں کو اذن خدا سے زندہ کرتے تھے یا پھر مٹی میں پھونک مار کر پرندہ بنا دیتے تھے۔ چنانچہ قرآن میں اس کو بیان کیا گیا ہے:

﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ﴾ (۲) ''میں مٹی سے تمہارے لئے پرندہ پیدا کرتا ہوں۔ میں اس میں پھونک مارتا ہوں تو پرندہ بن کر خدا کے اذن سے اڑنے لگتا ہے''۔ وہ اپنی اس صفت کی وجہ سے خدا کی صفت میں شریک نہیں ہو گئے۔ کیونکہ خدا ہی موت وحیات عطا کرتا ہے اور وہی خلاق عظیم ہے۔

اس طرح وہ فرشتہ، رحم مادر میں جیسی خدا چاہتا ہے صورت گری کرتا ہے، اس کو سماعت وبصارت کی قوت عطا کرتا ہے، ڈھانچے پر کھال، گوشت اور ہڈی چڑھاتا ہے۔ وہ خدا کے صفت تخلیق میں شریک نہیں ہو جاتا۔ حالانکہ خدا ہی خالق، باری اور مصور ہے، وہ رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورت گری فرماتا ہے۔

۱۔ سورۂ اعراف، آیت ۱۸۸۔ ۲۔ سورۂ آل عمران، آیت ۴۹۔

اسی طرح خداوند عالم فرشتے کو رحم مادر میں بھیجتا ہے کہ وہ بچے کی روزی، موت اور حوادث کی تقدیر طے کرے۔ پھر وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ وہ بھی خدا کی صفت میں شریک نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ تنہا خدا ہی ہے، اس کی سلطنت میں کوئی شریک نہیں۔ اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور اس کی تقدیر متعین کی۔

اسی طرح ملک الموت کے متعلق خدا کا ارشاد ہے کہ وہ لوگوں کی قبض روح پر متعین ہے: ﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُم﴾(۱)

اس حصر کے باجود یہ بھی صحیح ہے کہ خدا ہی روحوں کو قبض کرتا ہے اور خدا ہی موت دیتا ہے اور ملک الموت اس کی اس صفت میں شریک نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا نے قبض روح کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا ہے ﴿الله يتوفى الانفس حين موتها﴾ اور پھر فرماتا ہے کہ ظالموں کی روحوں کو فرشتے قبض کرتے ہیں۔(۲) اگر اس صفت قبض روح کو خدا کے علاوہ دوسری کسی مخلوق کی طرف منسوب کیا جائے تو نہ گناہ ہے نہ اس میں کوئی برائی ہے۔

اور فرشتوں کو بھی نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔(۳) کیونکہ خدا نے انھیں اسی طرح پیدا کیا ہے اس کے باوجود وہ صفت خداوندی میں شریک نہیں ہوگئے وہ اپنی ذات کے لئے فرماتا ہے: ﴿لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ﴾ ''نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھتا ہے''۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مردہ زمین میں محنت کر کے جان ڈال دے تو وہ صفت خداوندی میں شریک نہیں ہو جائے گا حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ وہی وہ خدا ہے جو مردہ زمین میں جان ڈالتا ہے۔

آیئے اب ذرا قصیمی کی بکواس بھی سنئے:

وہ کہتا ہے کہ شیعوں کا قول ہے کہ ائمہ معصومینؑ جب بھی چاہتے ہیں کہ کسی چیز کو معلوم کریں تو خدا انھیں تعلیم دیدیتا ہے۔ اس میں کہاں سے شرک کا مفہوم پیدا ہو گیا؟ ائمہؑ علم غیب میں خدا کے شریک کہاں

۱۔ سورۂ سجدہ، آیت ۱۱۔ ۲۔ سورۂ نحل، آیت ۲۸۔۳۲۔

۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱ (نہج البلاغہ، ص ۴۱ شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۹۱)

سے ہو گئے؟ جب کہ خدا ہی انھیں تعلیم دیتا ہے؟ اس احمق و نادان نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ائمہؑ کو ما کان وما یکون کا علم خدا کے علم غیب میں شریک ہونے کے مترادف ہے۔ اس کے صفات کو محدود کر دینے کے ہم معنی ہے۔ حالانکہ جس نے اسے محدود کہا اس نے اس کو گن لیا اور خدا اس سے قطعی منزہ و پاک ہے دراصل اس کو یہ گمان اس لئے ہوا ہے کہ اس کو حقیقتاً علم غیب کے صحیح مفہوم سے آگاہی نہیں تھی۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ﴾(۱)

اب ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ جو باتیں ائمہؑ شیعہ کے متعلق تم شرک کہتے ہو، اہل سنت کے رہبروں کے متعلق انھیں کو شرک کیوں نہیں کہتے؟ ان واقعات پر نظر ڈالو:

اہل سنت، صحابی رسولؐ حذیفہ کے لئے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے انھیں قیامت تک کے تمام گذشتہ و آئندہ باتوں کی خبر دیدی تھی۔(۲) ابن ادریس کہتے ہیں کہ میں نے حذیفہ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے: خدا کی قسم! میں آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔(۳)

بیچارے قصیمی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ مومن کو یہ بھی اطلاع ہوتی ہے کہ اس کی کب موت واقع ہوگی، اسے موت و زندگی کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ائمہ معصومینؑ تو مومن سے کہیں بلند ہیں۔ اس عقل کے یتیم کو اپنے ہم مذہب افراد کے فضائل کی بھی اطلاع نہیں۔

ابو بکر اور حارث بن کلدہ ایک ساتھ بیٹھ کر حریرہ کھا رہے تھے جو ابو بکر کے لئے تحفہ آیا تھا۔ حارث نے ابو بکر سے کہا: اے خلیفۂ رسولؐ! یہ غذا مت کھائیے اس میں زہر ہے۔ میں اور آپ ایک ساتھ مریں گے۔ واقعی ہوا بھی ایسا ہی دونوں ایک ساتھ بیمار پڑے اور ایک دن مرے۔(۴)

۱۔ سورۂ حج، آیت ۳۔

(۲) صحیح مسلم، (ج۵، ص۲۱۰ کتاب الفتن) مسند احمد ج۵، ص۳۸۶ (ج۶ ص۵۳۴) بیہقی کی دلائل النبوۃ (ج۶، ص۴۰۶) تاریخ ابن عساکر ج۴، ص۹۴ (ج۱۲ ص۲۶۶ نمبر۱۲۳۱) تیسر الوصول ج۴ ص۲۴۱ (ج۴، ص۲۹۰ حدیث ۸) الاصابۃ ج۱، ص۳۱۸ (نمبر۱۶۴۷)

(۳) مسند احمد، ج۵، ص۳۸۸ (ج۶، ص۵۳۶ حدیث ۲۲۷۸۰)

۴۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۶۴ (ج۳، ص۶۶ حدیث ۴۴۱۱) صفۃ الصفوۃ، ج۱، ص۱۰ (ج۱، ص۲۵۳ نمبر۲)

مسند احمد میں عمر کا خواب منقول ہے، ان کے خواب اور خنجر لگنے میں ایک جمعہ کا فاصلہ تھا۔(۱)

کعب الاحبار نے عمر سے کہا: اے امیر المومنین! وصیت کیجئے، آپ تین دن سے زیادہ نہیں جئیں گے۔ تیسرے دن ابولؤلؤ نے خنجر مارا۔ لوگ ان کی عیادت کو آئے کعب بھی ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ بات وہی صحیح ہے جو کعب نے کہی۔(۲) عیینہ بن حصن فزاری نے عمر سے کہا: چوکنا رہیئے، مجھے ڈر ہے کہ یہ عجمی آپ کو زخمی کریں گے، انھیں مدینہ سے نکال دیجئے۔ پھر عمر کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ ابولؤلؤ نے اسی جگہ خنجر مارا۔

ابن ضحاک، جبیر بن مطعم سے نقل کرتے ہیں کہ عمر کے ساتھ میں عرفہ کے دن پہاڑ پر تھا کہ ایک شخص کی آواز سنی:

اے خلیفہ! قبیلہ لہیب کے ایک اعرابی نے میرے پیچھے سے آواز دی: یہ کیسی آواز ہے؟ خدا تمہاری زبان قطع کرے۔ بخدا! امیر المومنین سال آئندہ زندہ نہ رہ سکیں گے۔

میں نے اسے برا بھلا کہا، سرزنش کی۔ جب ہم عمر کے ساتھ رمی جمرات کر رہے تھے تو ایک پتھر ان کے سر پر لگا اور خون بہنے لگا۔ اسی لہبی اعرابی نے پھر کہا: اے امیر المومنین! دھیان رکھئے، آپ آئندہ سال یہاں نہ آسکیں گے۔

بخدا! عمر اس کے بعد حجنہ کر سکے اور مر گئے۔ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ابوبکر کے زمانۂ خلافت میں ایک مردے نے شہادت عمر کی اطلاع دی۔ جب اسے دفن کیا جانے لگا تو کہہ رہا تھا: محمدؐ خدا کے رسول ہیں، ابوبکر صدیق ہیں، عمر شہید ہیں، عثمان نیک و مہربان ہیں۔ ہم نے اس جسم کی طرف غور سے دیکھا وہ مردہ تھا۔(۳)

عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جس زمانے میں عثمان کا محاصرہ تھا، میں ان سے ملنے گیا۔ سلام کیا تو

۱۔ مسند احمد، ۱، ص ۴۸، ۵۱ (ج ۱، ص ۸۰، ۸۲، حدیث ۲۲۳، ۳۶۴) ریاض النضرۃ ج ۲، ص ۷۴ (ج ۲، ص ۳۵۴)

۲۔ ریاض النضرۃ ج ۲، ص ۵ (ج ۲، ص ۳۵)

۳۔ دلائل النبوۃ، (ج ۶ ص ۵۸) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ (ج ۱، ص ۶۱۵)

بولے خوش آمدید میرے بھائی، میں تم سے رات کا خواب بیان کروں: رسول خداؐ کو دیکھا وہ اس روشندان سے کہہ رہے تھے: تمہارا محاصرہ کیا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پوچھا: تمہیں پیاسہ رکھا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے ایک ڈول پانی بھجوایا جسے میں نے پی لیا۔ بخدا! ابھی تک اس کی خنکی سینے میں محسوس کر رہا ہوں۔ پھر فرمایا: چاہو تو میرے ساتھ شام کو افطار کرو اور چاہو تو تمہیں ان پر کامیابی دیدوں۔ میں نے ساتھ میں افطار کرنے کو ترجیح دی۔ (۱)

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے گذشتہ شب ابو بکر و عمر کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے کہا کہ صبر کرو میرے ساتھ افطار کروگے۔ کثیر بن صلت سے عثمان نے کہا کہ مجھ سے رسول خداؐ نے خواب میں فرمایا: اگلے جمعہ تم میرے ساتھ رہوگے۔

ابن عمر کہتے ہیں کہ صبح کو عثمان نے کہا کہ مجھ سے رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ کل میرے ساتھ افطار کروگے۔ دوسرے دن وہ روزے سے تھے کہ قتل کئے گئے۔

محب الدین طبری کہتے ہیں کہ اس روایت میں اختلاف اس جہت سے ہے کہ عثمان نے کئی بار خواب دیکھا کبھی رات میں، کبھی دن میں۔ (۲)

مستدرک حاکم میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو نے اپنے صاحب زادے جابر سے کہا کہ وہ جنگ احد میں قتل ہوں گے۔ وہ سب سے پہلے شہید اسلام ہیں جیسا کہ کہا تھا ویسا ہی واقع ہوا۔ (۳)

خطیب بغدادی، ابوالحسن مالکی کا بیان نقل کرتے ہیں کہ میں بہترین پارچہ باف محمد بن اسماعیل کے ساتھ مدتوں رہا اور ان سے بہت سے کرامات سرزد ہوئے۔ انھوں نے مرنے سے آٹھ دن پہلے کہا کہ میں جمعرات کو مروں گا، جمعہ کے دن قبل نماز جمعہ دفن کیا جاؤں گا۔ ہوسکتا ہے کہ تم بھول جاؤ لیکن بھولنا نہیں۔ یہ واقعہ روز جمعہ تک بھول گیا۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ وہ مر گئے۔ میں تشییع جنازہ کے لئے چلا میں

۱۔ ریاض النضرۃ ج ۲، ص ۱۲۷ (ج ۳ ص ۶۰) الاتحاف، ص ۹۲ (ص ۲۲۹)

۲۔ ریاض النضرہ، ج ۲، ص ۱۲۷ (ج ۳، ص ۶۰)

۳۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۲۰۳ (ج ۳ ص ۲۲۴ حدیث ۴۹۱۲، ۴۹۱۳)

نے دیکھا کہ لوگ واپس آرہے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیوں واپس آرہے ہو؟ کہا گیا: بعد نماز دفن کئے جائیں گے۔ میں نے ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا جا کر دیکھا تو واقعی قبل نماز دفن کئے جاچکے تھے۔(۱)

قطرہ از دریا:

تاریخ وتذکرہ کی کتابوں میں اہل سنت کے بزرگوں کی بے شمار داستانیں ملتی ہیں جنھیں انھوں نے فضائل وکرامات کے ذیل میں لکھا ہے۔ یہ داستانیں غیب سے متعلق ہیں لیکن قصیمی یا ان کا جرگہ اسے شرک نہیں سمجھتا۔ لیکن اگر اسی قسم کے واقعات ائمہ معصومینؑ کے متعلق بیان ہوتے ہیں تو انھیں مزخرفات کہا جاتا ہے:

۱۔ ابوعمرو بن علوان کہتا ہے کہ کسی ضرورت سے بازار رحبہ جارہا تھا کہ ایک جنازہ دیکھا، اس پر نماز پڑھنے چلا کہ اسی درمیان ایک عورت پر نگاہ پڑ گئی۔ دل چاہا کہ اسی طرح نظر بازی کرتا رہوں لیکن استغفار کر کے شیخ جنید سے ملنے بغداد چل دیا۔ جب حجرے کے پاس کنڈی کھٹکھٹائی تو شیخ نے مجھ سے فرمایا:

آجاؤ ابوعمرو! تم نے بازار رحبہ میں جو گناہ کیا تھا میں نے یہاں تمہارے لئے استغفار پڑھ لیا۔(۲)

۲۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ شیخ جبائی ایک دن اخلاص، ریا اور خود پسندی کے متعلق وعظ کہہ رہے تھے۔ میں نے سوچا گھمنڈ سے کیسے چھٹکارا پایا جائے۔ شیخ نے مجھے دیکھ کر کہا: جب تم تمام چیزوں کو خدا کی جانب سے سمجھو گے اور یقین کرلو گے کہ خدا ہی نیک عمل کی توفیق دیتا ہے تو گھمنڈ سے چھٹکارا پالو گے۔(۳)

۳۔ شیخ علی شبلی کہتے ہیں کہ میری بیوی نقاب مانگ رہی تھی۔ میں کہہ رہا تھا کہ پانچ درہم کا مقروض ہوں کہاں سے لاؤں؟ رات میں خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اگر ابراہیمؑ خلیل اللہ کو دیکھنا چاہتے ہو تو شیخ عبدالعزیز کی طرف دیکھو۔

۱۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۴۹، المنتظم، ج۶، ص۲۷۴ (ج ۱۳، ص۳۴۵ نمبر ۲۳۳۸)

۲۔ (تاریخ بغداد، ج۷، ص۲۴۷ صفۃ الصفوۃ، ج۲، ص۲۳۶ (ج۲، ص۴۱۹ نمبر ۲۹۹)

۳۔ شذرات الذہب، ج۵، ص۱۶ (ج۷، ص۳۱)

صبح کو جب ان سے ملنے قاسیون گیا تو مجھ سے کہا بیٹھو پھر گھر جا کر پانچ درہم لا کر مجھے دیا۔(۱)

۴۔ ابو محمد جوہری کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے کہا کہ میں نے رسولؐ سے خواب میں پوچھا: کون مذہب سچا اور بہتر ہے؟ فرمایا: ابن بطہ، ابن بطہ۔ میں بغداد سے عکبرا گیا، جمعہ کا دن تھا، مسجد جامع میں ان سے ملاقات ہوگئی مجھے دیکھتے ہی فرمایا: رسولؐ نے سچ فرمایا، رسولؐ نے سچ فرمایا۔(۲)

۵۔ ابو الفتح قواس اس قدر مفلس ہو گئے تھے کہ گھر میں صرف کمان اور جوتا رہ گیا تھا۔ اسے بیچنے کا ارادہ کیا تو ابو الحسین بن سمعون کا جلسہ تھا، وہاں پہنچ گیا۔ باہر آنے لگا تو ابو الحسین نے مجھے پکار کر فرمایا: کمان اور جوتا مت بیچو کیونکہ خدا جلد ہی تمہیں روزی عطا کرے گا۔(۳)

۶۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ زیاد نامی ایک شخص بڑا خطیب تھا، اس کی مجلس میں تیس ہزار عورت مرد شریک ہوتے تھے۔ ایک دن وہاں پہونچا تو دل میں سوچا کاش زیاد مجھے آبگوشت پینے کو دیتا کہ حافظ قرآن ہو جاتا۔ اس نے مجھے آبگوشت دیتے ہوئے کہا: یہ تمہاری نیت کے مطابق ہے۔ میں نے پیا تو حافظ قرآن ہوگیا۔(۴)

۷۔ ابو الحارث اولاسی کہتے ہیں: میں قلعہ اولاس سے نکلا کہ دریا کا سفر کروں۔ میرے بھائی نے کہا: میں نے آپ کے لئے عجہ (مخصوص کھانا) پکوایا ہے کھا لیجئے تو جایئے۔ میں نے قبول کر لیا۔ پھر دریا کی سیر کرنے چلا، وہاں ابراہیم بن سعد مشغول نماز تھے۔ میں نے ان کی پانی پر چلنے کی فرمائش کو دل میں سوچا تو انھوں نے کہا: جو دل میں نیت کی ہے بسم اللہ کہہ کے چلو۔ میں بسم اللہ کر کے پانی پر چلا تو دریا میں لڑھک گیا۔ فرمایا: تمہیں عجہ کھانے کی وجہ سے یہ ناکامی ہوئی ہے۔(۵)

۱۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۴۷ (ج ۷، ص ۱۳۳)

۲۔ شذرات الذہب، ج ۳، ص ۱۲۲ (ج ۴، ص ۳۶۴)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۷۵.

۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۱۴۴ (ج ۱۲ ص ۱۷۷)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۶، ص ۸۶، تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۲۰۸ (ج ۶، ص ۴۰۲ نمبر ۴۰۴) صفۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۲۴۲ ج ۲، ص ۴۲۹ نمبر ۴۰۰)

۸۔ایک دن ابن سمعون واعظ منبر پر تھے۔منبر کے نیچے ابن قواس بھی تھے۔اچانک انھیں اونگھ آ گئی ،ابن سمعون نے وعظ روک دیا۔ابن قواس خواب سے بیدار ہوئے تو پوچھا کہ میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا ہے؟ کہا: ہاں۔ابن سمعون نے کہا: اسی لئے میں نے وعظ روک دیا کہ اس میں رکاوٹ نہ بنوں۔(۱)

۹۔ابن جنید کہتے ہیں کہ میں نے شیطان کو خواب میں عریاں دیکھا۔اس سے کہا: تجھے انسانوں سے شرم نہیں آتی؟ اس نے کہا: اگر یہ انسان ہوتے تو ان سے بچوں کی طرح نہ کھیلتا؟ میں نے پوچھا: انسان کہاں ہیں؟ بولا: مسجد شونیزی میں جو میرے دل کو خون اور بدن کو زخمی کرتے ہیں، میں ان کو بہکا نہیں پاتا۔خواب سے بیدار ہو کر اسی مسجد کی طرف چل دیا، وہاں تین آدمی زانو میں سر دبائے بیٹھے تھے۔ایک نے سر اٹھا کر کہا: اس مکار (شیطان) کی فریبی باتوں پر توجہ مت دو۔ان تینوں کے نام یہ تھے: ابوبکر دقاق، ابوالحسین نوری، ابوحمزہ جرجانی۔(۲)

۱۰۔ایک دن نصرانی جوان مسلمان کی شکل میں ابوالقاسم جنید کے پاس آیا۔ان سے کہا: حدیث رسولؐ "مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ نور خدا سے دیکھتا ہے" کا مطلب کیا ہے؟

جنید نے سر اٹھایا اور کہا: اب تمہیں مسلمان ہونا چاہئے اور وہ مسلمان ہو گیا۔(۳)

ابوالحسن شاذلی کہتے تھے کہ اگر میری زبان پر شریعت کا تالا نہ ہوتا تو قیامت تک کے تمام حوادث بتا دیتا۔(۴)

اس سے کہیں زیادہ تعجب کی بات ایک مردسنی کا دعویٰ ہے کہ وہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے۔اور پھر سنی حضرات اسے فضائل کے زمرہ میں شامل کر کے اسے نقل کرتے ہیں۔

شذرات میں حالات قوجوی حنفی درج ہیں، اس نے تفسیر بیضاوی پر حاشیے لکھے ہیں۔وہ کہتا ہے

۱۔تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۷۶، المنتظم، ج ۷، ص ۱۹۹ (ج ۱۵، ص ۴ نمبر ۲۹۳۷) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۳۲۳ (ج ۱۱، ص ۳۷۰)

۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۹۷ (ج ۱۱ ص ۱۰۹ صفۃ الصفوۃ، ج ۲ ص ۲۳۴ (ج ۲، ص ۴۱۵ نمبر ۲۹۴)

۳۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۱۱۴ (ج ۱۱، ص ۱۰۹)

۴۔شذرات الذہب، ج ۵، ص ۲۷۹ (ج ۷، ص ۴۸۳)

کہ جب مجھے کسی آیت قرآنی کے متعلق شک ہوتا ہے تو خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ میرے سینے میں دو چاند طلوع ہوتے ہیں ۔ پھر ایک نور پیدا ہوتا ہے اس کے وسیلے سے ہی لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہوں اور پھر مجھے آیت کے مفہوم کے معنی معلوم ہو جاتے ہیں ۔ (۱)

مولانا بخشی کے حالات میں ہے کہ وہ دیار عرب کی طرف گئے، وہاں علماء سے فقہ و تفسیر میں مہارت پیدا کی ۔ وہ اکثر فرماتے کہ میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہوں ۔ جو لکھا ہوتا ہے اس کے خلاف واقع نہیں ہوتا ۔ (۲) شیخ جاگیر اپنے مریدوں کے نام لوح محفوظ میں دیکھ کر اسے مرید بناتے تھے ۔ (۳) ابن صباغ اسی سے صحبت کرتے جس کا نام لوح محفوظ میں دیکھ لیتے ۔ (۴) اس قسم کے بے شمار خرافات کتابوں میں بھرے پڑے ہیں ۔ (۵)

﴿وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (۶)

۵ ۔ جنازوں کی منتقلی مشاہد مقدسہ کی طرف

احکام اسلام سے بے خبر، مصادر فتویٰ سے غافل افراد اس مسئلے میں بہت زیادہ شور غوغا کر رہے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ مخصوص شیعوں ہی کا ہے ۔ اس لئے طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں ۔

اس درمیان کچھ ناپختہ علماء اس کے دفاع میں کہتے ہیں کہ یہ ناواقف عوام کی حرکت ہے، علماء کرام کی اجازت کے بغیر جنازے مشاہد مقدسہ کی طرف منتقل کئے جاتے ہیں ۔ دوسرا گروہ تحقیق کی آرزو میں حقیقت کو تحریف کر کے پیش کرتا ہے ۔ ان تمام نادانیوں کے برخلاف علماء کرام نے اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے ۔

---

۱ ۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۲۸۶ (ج ۱۰، ص ۴۰۱)

۲ ۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۱۷۸ (ج ۱۰، ص ۲۴۷)   ۳ ۔ مرآۃ الجنان، ج ۲، ص ۱۷۱،

۴ ۔ مرآۃ الجنان، ج ۴، ص ۲۵، شذرات الذہب، ج ۵، ص ۵۴، (ج ۷، ص ۰۶)

۵ ۔ جیسے طبقات شعرانی، نووی کی الکواکب الدریۃ، یافعی کی روض الریاحین، احمد وتری کی روضۃ الناظرین۔

۶ ۔ سورۂ اعراف، آیت ۱۸۲۔

ان بیچاروں کو یہ خبر ہی نہیں کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی اپنے مردوں کو دوسری متبرک جگہوں پر منتقل کرتے رہے ہیں۔ چاہے میت نے وصیت کی ہو یا نہیں۔

مذہب مالکی کہتا ہے کہ جنازوں کا دوسری جگہ منتقل کرنا خواہ دفن سے پہلے ہو یا بعد تین شرطوں سے جائز ہے:

۱۔ منتقل کرتے وقت میت کے خراب اور منجر ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

۲۔ ہتک حرمت نہ ہو یعنی اس طرح منتقل کیا جائے کہ تحقیر میت نہ ہو۔

۳۔ منتقل کرنے میں مصلحت بھی ہو۔ مثلاً سیلاب کی وجہ سے قبر متاثر ہو، کسی برکت کی امید ہو، خاندان کی سکونت سے قریب ہو یا خاندان کے لوگ قبر کی زیارت کر سکیں۔ (۱)

حنبلی مذہب کہتا ہے: میت کو منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں، اسے کہیں دور بھی لے جایا جا سکتا ہے بشرطیکہ منتقلی غرض صحیح کی بنیاد پر ہو۔ کسی مقدس مقام پر دفن کیا جائے یا کسی نیک مردے کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بو متغیر نہ ہو۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ قبل دفن منتقل کیا جائے یا بعد دفن۔ (۲)

شافعی مذہب کہتا ہے کہ میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا حرام ہے، بعض کہتے ہیں کہ مکروہ ہے لیکن یہ حرمت اور کراہت ختم ہو جاتی ہے اگر اسے مکہ و مدینہ یا جنت البقیع میں دفن کرنے کے لئے منتقل کیا جائے یا کسی نیک مردے کے پہلو میں یا میت نے خود منتقل کرنے کی وصیت کی ہو۔ ایسی صورت میں منتقل کرنا لازم ہو جاتا ہے لیکن بو متغیر نہ ہو اور مکہ سے مراد تمام حرم ہے نہ کہ صرف شہر۔ (۳)

حنفی مذہب کہتا ہے: مستحب ہے کہ میت کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں اس کا انتقال ہوتا ہے لیکن قبل دفن اسے منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر بو متغیر نہ ہو۔ لیکن بعد دفن اس کا منتقل کرنا حرام ہے لیکن

۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج۱،ص۴۲۱ (ج۱،ص۵۳۷)

۲۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج۱،ص۴۲۲۔

۳۔ المنہاج مطبوع برحاشیہ المغنی، ج۱،ص۳۵۷ (ج۱،ص۳۶۵، شرح شربینی، ج۱،ص۳۵۸ (ج۱،ص۳۶۶)

اگر میت غصبی جگہ پر دفن کردی گئی ہے یا اس زمین کو شفعہ پر لے لیا گیا ہے تو حرام نہیں۔(۱)

جس کو بھی تاریخ پر ذرا بھی عبور ہے اس پر یہ حقیقت واضح ہوگی کہ تمام مذاہب کے علماء عملاً اس پر متفق ہیں کہ جنازوں کو بعد دفن یا قبل دفن منتقل کرنا جائز ہے اور یہ کہ میت کو مقدس مقامات مثلاً مکہ، مدینہ، جوار قبر امام، جوار بندۂ صالح، پاک سرزمین یا میت کے خاندان کا مخصوص قبرستان، ان جگہوں پر منتقل کرنا جائز ہے۔ ان مذاہب کے علماء، خطباء اور قاریان قرآن پر اس کا نفاذ بھی ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام مسالک اس پر متفق ہیں بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ زمانہ صحابہ وتابعین ہی سے اس کا رواج تھا۔ اگر زمانۂ صحابہ سے اس کا رواج نہ ہوتا تو صحابہ ہرگز اس بارے میں اختلاف نہ کرتے کہ آنحضرت کو مدینہ یا مکہ یا جوار ابراہیمؑ میں دفن کیا جائے۔(۲)

میت کی منتقلی شریعت سابقہ میں بھی متفقہ تھی چنانچہ آدمؑ مکے میں مرے لیکن غار ابوقبیس میں دفن کئے گئے۔ نوحؑ کو سفینہ سے اٹھا کر بیت المقدس میں (۳) دفن کیا گیا۔ شیعوں کے مطابق نجف میں دفن کیا گیا۔

حضرت یعقوبؑ کا مصر میں انتقال ہوا اور شام میں دفن کئے گئے۔(۴) حضرت موسیٰؑ کی نعش حضرت یوسفؑ نے مصر سے نکال کر اپنے آبائی مدفن فلسطین میں دفن کی۔(۵) حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ یعقوبؑ کا جسد مصر سے جبرون منتقل کیا۔(۶) امام حسنؑ و حسینؑ نے اپنے والد ماجد کا جسد اطہر کوفے سے نجف لے جا کر دفن کیا۔

۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۱، ص ۳۲۲ (ج ۱، ص ۵۳۷)

۲۔ الملل والنحل، ج ۱، ص ۲۱ (ج ۱، ص ۳۰) قاری شرح شمائل، ج ۲، ص ۲۰۸ اور مناوی کی شرح شمائل جو اسی کتاب کے حاشیہ پر بھی ہے، سیرۂ حلبیہ، ج ۲، ص ۳۹۳، (ج ۳، ص ۳۵۴) صواعق محرقہ، ص ۲۹، (ص ۳۴)

۳۔ تاریخ طبری، ج ۱، ص ۸۰ (ج ۱، ص ۱۶۱)

۴۔ حاشیہ ابی الخلاص حنفی مطبوع بر حاشیہ درر الحکام ج ۱، ص ۱۶۸۔

۵۔ قاری کی شرح الشمائل، ج ۲، ص ۲۰۸ نیز مناوی کی شرح۔

۶۔ تاریخ طبری، ج ۱ ص ۱۶۱، ص ۱۶۹ (ج ۱ ص ۳۳۰، ۳۶۴) (معجم البلدان ج ۳، ص ۲۰۸ (ج ۲، ص ۲۱۲) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱، ص ۱۷۴، ص ۱۹۸ (ج ۱، ص ۲۲۶، ۲۵۳)

دلائل النبوۃ میں (۱) ہے کہ سب سے پہلے جس کی میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا گیا وہ حضرت علیؑ کا جسد اطہر ہے۔ روز جمعہ ۱۷ رمضان کو ظالم کی تلوار سے آپ زخمی ہوئے، دو روز کے بعد آپ نے وفات پائی، امام حسنؑ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دارالامارہ کوفہ میں آپ کو دفن کردیا، قبر چھپادی۔ پھر بعد میں نجف منتقل کردی۔ ہارون رشید کے زمانے تک آنحضرتؑ کی قبر پوشیدہ رہی۔ ہارون رشید کے زمانے میں جب ظاہر ہوئی تو اس نے آپ کی قبر اطہر پر گنبد بنوادیا۔

اس کا واقعہ یوں ہوا کہ ہارون نے دیکھا کہ نجف کے گرد جانوروں کو انس ہے اور شکاریوں سے وہاں پناہ لیتے ہیں۔ پاس کے دیہات کے بوڑھے سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اس جگہ حضرت علیؑ اور نبی خدا حضرت نوحؑ کی قبر ہے۔

اب یہاں ان لوگوں کے نام لکھے جارہے ہیں جن کو قبل دفن یا بعد دفن دوسری جگہ منتقل کیا گیا:

۱۔ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ صحابی: مدینے سے تین میل جرف میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کیا گیا۔ (۲)

۲۔ سعید بن زید قریشی عدوی: (عشرۂ مبشرہ کی فرد) مدینے سے دس میل عقیق میں مرے اور مدینہ میں دفن کیے گئے۔ (۳)

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر: مکے سے چھ میل دور حبشی میں مرے اور وہاں سے مکہ لایا گیا۔ حضرت عائشہ نے مدینہ سے آکر قبر پر نماز پڑھی اور نوحہ خوانی کی۔ (۴)

۴۔ سعد بن ابی وقاص: حمراء الاسد میں مرے، مدینہ میں دفن کیے گئے۔ (۵)

۵۔ اسامہ بن زید: جرف میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔ (۶)

۱۔ سکتواری کی محاضرۃ الاوائل، ص ۱۰۲ (ص ۱۵۵ صفدی کی تمام المتون، ص ۱۵۱ (۲۰۰)

۲۔ اسد الغابہ، ج ۴ ص ۴۱۱ (ج ۵، ص ۲۵۴ نمبر ۵۰۶۹.

۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۶، ص ۱۲۷ (ج ۲۱، ص ۹۲ نمبر ۲۴۷۷)

۴۔ معجم البلدان، ج ۳، ص ۲۱۱ (ج ۲، ص ۲۱۴)

۵۔ تاریخ بغداد ج ۱، ص ۱۴۶.

۶۔ صفۃ الصفوۃ ج ۱، ص ۲۱۰ (ج ۱، ص ۵۲۳ نمبر ۵۸)

۶۔ابوہریرہ: عقیق میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔(۱)

۷۔یزید بن معاویہ: حوارین میں ہلاک ہوااور دمشق میں دفن ہوا۔(۲)

۸۔ابواسحاق ابراہیم بن ادہم: جزیرے میں مرے صور میں دفن ہوئے۔(۳)

۹۔جعفر بن یحیٰ: غمر میں قتل ہوئے اور بغداد جنازہ لاکر دفن کیا گیا۔(۴)

۱۰۔ذوالنون مصری: جیرہ میں مرے جنازے کو سواری پر رکھ کر فسطاط لایا گیااور اہل معافر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔(۵)

۱۱۔ہارون بن عباس ہاشمی: رویثہ یا عرج میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔(۶)

۱۲۔احمد بن محمد باہلی: بغداد میں مرے بصرے میں دفن ہوئے۔(۷)

۱۳۔محمد بن اسحاق ابوالعنبس صیمری: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۸)

۱۴۔خلیفہ عباسی معتمد علی اللہ: بغداد میں مرا سامرہ میں دفن ہوا۔(۹)

۱۵۔جعفر بن معتضد: دینور میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔(۱۰)

۱۶۔علی بن محمد بن ابوالشوارب اموی: بغداد میں مرے سامرہ میں دفن ہوئے۔(۱۱)

۱۷۔جعفر بن محمد بن عرفہ: عمق میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔(۱۲)

۱۸۔حسین بن عمر بن ابوالاحوص کوفی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۱۳)

۱۔الاصابۃ، ج۴،ص۲۱۰. ۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج۸،ص۲۳۶ (ج۸،ص۲۵۹)

۳۔صفۃ الصفوۃ، ج۲،ص۱۳۲ (ج۴،ص۱۵۸ نمبر ۷۰۱)

۴۔شذرات الذہب، ج۱،ص۳۲۷ (ج۲،ص۴۳۵)

۵۔صفۃ الصفوۃ، ج۴،ص۲۹۳ (ج۴،ص۳۲۱ نمبر ۸۳۹)

۶۔تاریخ بغداد، ج۱۴،ص۲۷. ۷۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۶۷ (ج۱،ص۱۴۲ نمبر ۵۵۷)

۸۔المنتظم، ج۵،ص۹۹ (ج۱۲،ص۲۷۲ نمبر ۱۸۱۸) ۹۔تاریخ بغداد، ج۴،ص۶۱.

۱۰۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱،ص۶۹ (ج۱۱،ص۸۰) ۱۱۔المنتظم، ج۵،ص۱۶۴ (ج۱۲،ص۳۶۴ نمبر ۱۹۰۱)

۱۲۔المنتظم، ج۶،ص۲۵ (ج۱۲،ص۴۱۲ نمبر ۱۹۴۲) ۱۳۔تاریخ بغداد، ج۸،ص۸۱.

۱۹۔محمد بن جعفر ابو عمر قتات کوفی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۱)

۲۰۔عبداللہ بن ابراہیم (ابن الاکفانی): قصر میں مرے مکہ میں دفن ہوئے۔(۲)

۲۱۔ابراہیم بن نجیح کوفی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۳)

۲۲۔بدر بن ہیثم کوفی قاضی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۴)

۲۳۔محمد بن حسین ابو الطیب لخمی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۵)

۲۴۔ابراہیم بن محمد (ذریت عمر بن خطاب): بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۶)

۲۵۔اسماعیل بن عباس ابو علی وراق: مکہ میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔(۷)

۲۶۔علی بن عبدالرحمٰن کوفی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۸)

۲۷۔ابو الحسن علی بن محمد بن زبیر: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۹)

۲۸۔مطرف بن عیسیٰ غسانی: قرطبہ میں مرے غسان میں دفن ہوئے۔(۱۰)

۲۹۔ابراہیم بن محمد ابو الطیب عطار: سوسقین یا ساوہ میں مرے نیشاپور میں دفن ہوئے۔(۱۱)

۳۰۔المطیع للہ خلیفہ عباسی: دیر عاقول میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔(۱۲)

۳۱۔احمد بن عطا زاہد: منواث میں مرے صفد میں دفن ہوئے۔(۱۳)

۳۲۔محمد بن عباس ضبی ہراتی: خواف نیشاپور میں مرے ہرات میں دفن ہوئے۔(۱۴)

۳۳۔علی بن عبدالعزیز جرجانی: نیشاپور میں مرے جرجان میں دفن ہوئے۔(۱۵)

۱۔المنتظم، ج۶، ص۱۲۰، (ج۱۳، ص۱۳۹)

۲۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۴۰۵۔

۳۔المنتظم، ج۶، ص۱۹۷۔

۴۔تاریخ بغداد، ج۷، ص۱۰۸۔

۵۔المنتظم، ج۶، ص۲۲۶ (ج۱۳، ص۲۹۷ نمبر ۲۲۸۸)

۶۔تاریخ بغداد، ج۶، ص۱۵۸۔

۷۔المنتظم، ج۶، ص۲۷۸ (ج۱۳، ص۳۵۲ نمبر ۲۳۵۵)

۸۔تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۳۲۔

۹۔تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۸۱۔

۱۰۔بغیۃ الوعاۃ، ص۳۹۲ (ج۱، ص۲۸۹ نمبر ۲۰۰۱)

۱۱۔تاریخ بغداد، ج۶، ص۱۶۹۔

۱۲۔تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۳۷۹۔

۱۳۔شذرات الذہب، ج۳، ص۶۸ (ج۴، ص۳۷۳)

۱۴۔المنتظم، ج۷، ص۱۳۶۔

۱۵۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱، ص۳۳۲ (ج۱۱، ص۳۸۱)

۳۴۔ابوعبداللہ قمی مصری: مصر سے مکہ جاتے ہوئے مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔(۱)

۳۵۔اسماعیل بن حسن صرصری: بغداد میں مرے صرصر میں دفن ہوئے۔(۲)

۳۶۔ابونصر فیروز بہاء الدین: ارجان میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۳)

۳۷۔ابواسحاق اسفرائینی شافعی: نیشاپور میں مرے اسفرائین میں دفن ہوئے۔(۴)

۳۸۔ابوالقاسم حسین بن علی مغربی: میافارقین میں مرے نجف میں دفن ہوئے۔(۵)

۳۹۔حافظ ابوبکر بیہقی: نیشاپور میں مرے بیہق میں دفن ہوئے۔(۶)

۴۰۔محمد بن احمد بن مشارہ ابوعبداللہ اصفہانی شافعی: بغداد میں مرے دجیل میں دفن ہوئے۔(۷)

۴۱۔علی بن ابی نصر موصلی: بغداد میں مرے موصل میں دفن ہوئے۔(۸)

۴۲۔ابوبکر محمد بن عبداللہ ناصحی نیشاپوری: ری میں مرے نیشاپور یا اصفہان میں دفن ہوئے۔(۹)

۴۳۔قاضی ابواحمد شہرزوری: مدائن کسریٰ میں مرے اسکندریہ میں دفن ہوئے۔(۱۰)

۴۴۔ابوبکر احمد بن علی علسی حنبلی: عرفات میں مرے مکہ میں دفن ہوئے۔(۱۱)

۴۵۔حافظ ابوالغنائم محمد بن علی نرسی کوفی مقری: حلہ میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۱۲)

۴۶۔ابوبکر محمود بن مسعود قاضی القضاۃ حنفی: سمرقند میں مرے بخارا میں دفن ہوئے۔(۱۳)

۴۷۔ابواسحاق غزی ابراہیم بن عثمان: خراسان میں مرے مرو میں دفن ہوئے۔(۱۴)

۴۸۔قاضی بہاء الدین شہرزوری: حلب میں مرے صفین میں دفن ہوئے۔(۱۵)

۱۔المنتظم، ج۷، ص۲۲۸ (ج۱۵، ص۳۰۷ نمبر۳۰۱۹)

۲۔تاریخ بغداد، ج۶، ص۳۱۲۔

۳۔المنتظم، ج۷ ص۲۶۴ (ج۱۵، ص۹۵ نمبر۳۰۴۱)

۴۔شذرات الذہب، ج۳، ص۲۱۰ (ج۵، ص۹۱)

۵۔المنتظم، ج۸، ص۱۳۳، (ج۱۵، ص۱۸۶ نمبر۳۱۵۰)

۶۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۹۴ (ج۱۲، ص۱۱۶)

۷۔المنتظم، ج۸، ص۲۷۵ (ج۱۶، ص۱۴۲)

۸۔المنتظم، ج۹، ص ص۳۲ (ج۱۶، ص۲۶۳ نمبر۳۵۶۳)

۹۔الجواہر المضیئہ ج۲، ص۶۴ (ج۳، ص۱۸۵)

۱۰۔شذرات الذہب، ج۳، ص۳۹۳ (ج۵، ص۳۹۳)

۱۱۔صفۃ الصفوۃ، ج۲، ص۲۷۹ (ج۵، ص۴۹۵ نمبر۳۴۰)

۱۲۔المنتظم، ج۹، ص۱۸۹ (ج۱۸، ص۱۵۱ نمبر۳۸۴۴)

۱۳۔الجواہر المضیئہ، ج۲، ص۱۶۲ (ج۲، ص۴۵۱ نمبر۱۶۳۲)

۱۴۔شذرات الذہب، ج۴، ص۶۸ (ج۶، ص۱۱۴)

۱۵۔وفیات الاعیان، ج۱، ص۲۱۲ (ج۲، ص۳۲۹ نمبر۲۲۵)

۴۹۔ابوسعد احمد بن محمد حافظ اصفہانی: نہاوند میں مرے اصفہان میں دفن ہوئے۔(۱)

۵۰۔احمد بن محمد ابولمعالی بن بسر بخاری: سرخس میں مرے بخارا میں دفن ہوئے۔(۲)

۵۱۔مظفر بن اردشیر ابومنصور عبادی: لشکر گاہ مکرم میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔(۳)

۵۲۔ابوالحسن محمد بن مبارک بغدادی فقیہ شافعی: بغداد میں مرے کوفہ میں دفن ہوئے۔(۴)

۵۳۔صدرالدین خجندی شافعی: ہمدان وکرخ کے پاس دیہات میں مرے سیلان میں دفن ہوئے۔(۵)

۵۴۔محمد بن عبدالرحیم انصاری مالکی غرناطی: اشبیلیہ میں مرے غرناطہ میں دفن ہوئے۔(۶)

۵۵۔عبداللطیف فقیہ شافعی: ہمدان میں مرے اصفہان میں دفن ہوئے۔(۷)

۵۶۔ضیاءالدین عیسی الہکاری فقیہ: خروبہ میں مرے قدس میں دفن ہوئے۔(۸)

۵۷۔ابوالفضل حسین بن احمد ہمدانی یزدی: قوص میں مرے مصر میں دفن ہوئے۔(۹)

۵۸۔مسعود بن صلاح الدین: مدرسہ راس العین میں مرے حلب میں دفن ہوئے۔(۱۰)

۵۹۔ابن حمدون تاج الدین حسن بن محمد: مدائن میں مرے مقابر قریش میں دفن ہوئے۔(۱۱)

۶۰۔قطب الدین عادل: فیوم میں مرے قاہرہ میں دفن ہوئے۔(۱۲)

۶۱۔ابوالفضائل حسن بن محمد عدوی عمری: بغداد میں مرے مکہ میں دفن ہوئے(۱۳)

۶۲۔سیف الدین ابوالحسن قیمری: نابلس میں مرے صالحیہ میں دفن ہوئے۔(۱۴)

۶۳۔ابوالفضائل قسم بن یحییٰ شہرزوری: حماۃ میں مرے دمشق میں دفن ہوئے۔(۱۵)

۱۔المنتظم، ج۱۰،ص۱۱۷ (ج۱۸،ص۵۸ نمبر ۴۱۳۵)

۲۔المنتظم، ج۱۰،ص۱۲۷ (ج۱۸،ص۴۱۳۵۴۵)

۳۔المنتظم، ج۱۰،ص۱۲۷ (ج۱۸،ص۸۸ نمبر ۴۱۷۸)

۴۔شذرات الذہب، ج۴ص۱۶۴ (ج۶ص۲۷۳)

۵۔المنتظم، ج۱۰ص۱۷۹ (ج۱۸ص۱۲۳)

۶۔الدیباج المذہب ص۲۸۷.

۷۔شذرات الذہب، ج۴،ص۱۶۳ (ج۶،ص۲۷۰)

۸۔البدایہ والنہایہ، ج۱۲،ص۳۳۴ (ج۱۲،ص۴۰۸)

۹۔الجواہر المضیئہ، ج۱،ص۲۰۷ (ج۲ص۹۹ نمبر ۴۹۱)

۱۰۔شذرات الذہب، ج۴ص۳۴۲ (ج۶ص۵۵۶)

۱۱۔البدایہ والنہایہ ج۱۳ص۵۵ (ج۱۳ص۶۶)

۱۲۔البدایہ والنہایہ، ج۱۳،ص۶۲) ج۱۳ص۷۵)

۱۳۔البدایہ والنہایہ، ج۱۳ص۹۹، (ج۱۳،ص۱۱۶)

۱۴۔شذرات الذہب، ج۵،ص۲۵۰ (ج۷،ص۴۳۲)

۱۵۔شذرات الذہب، ج۵،ص۱۶۱ (ج۷،ص۴۵۰)

۶۴۔ملک ناصر داؤد بن معظم: بویضا میں مرے کوہ قاسیون میں دفن ہوئے۔(۱)

۶۵۔جمال الدین صرصری فقیہ حنبلی: بغداد میں مرے صرصر میں دفن ہوئے۔(۲)

۶۶۔شیخ محمد قونوی مصری: مصر میں مرے دمشق میں دفن ہوئے۔(۳)

۶۷۔ابوالخیر رمضان ابن حسین سرماری مدرس حنفی: سفر دریا میں مرے نو دن بعد شہر انبار میں دفن ہوئے۔(۴)

۶۸۔ملک سعید برکت: کرک میں مرے دمشق میں دفن ہوئے۔(۵)

۶۹۔نجم الدین عبدالرحیم قاضی بن بارزی فقیہ شافعی: تبوک میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے (۶)

۷۰۔یوسف بن ابی نصر دمشقی ابن سفاری: دمشق میں مرے مدینہ میں دفن ہوئے۔(۷)

۷۱۔ابوعبداللہ محمد بن حرانی فقیہ، عابد: وادی بنی سالم میں مرے بقیع میں دفن ہوئے۔(۸)

۷۲۔ابوالحسن علی بن یعقوب مصری امام شافعیہ: دیروط میں مرے قرافہ میں دفن ہوئے۔(۹)

۷۳۔کمال الدین ابن زملکانی شیخ شافعی: بلبیس میں مرے قرافہ میں دفن ہوئے۔(۱۰)

۷۴۔عبدالقادر بن عبدالعزیز حنفی: رمیلہ میں مرے بیت المقدس میں دفن ہوئے۔(۱۱)

۷۵۔محمد بن محمد تلمسانی مقری فقیہ مالکی: فاس میں مرے تلمسان میں دفن ہوئے۔(۱۲)

۷۶۔محمد بن یوسف کرمانی، شارح صحیح بخاری: راہ حج میں مرے بغداد میں دفن ہوئے۔(۱۳)

۷۷۔عزالدین ابوجعفر احمد بن احمد اسحاقی حلبی شافعی: مرحلتین میں مرے حلب میں دفن ہوئے (۱۴)

۱۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۱۸۹ (ج ۱۳، ص ۲۳۱)
۲۔مختصر طبقات الحنابلۃ ص ۵۱ (۵۸)
۳۔طبقات الاخیار، (الطبقات الکبریٰ) ج ۱، ص ۱۷۷ (ج، ص ۲۰۳ نمبر ۲۹۷)
۴۔الجواہر المضیۃ، ج ۱، ص ۲۴۳ (ج ۲، ص ۲۰۵ نمبر ۵۹۳)
۵۔ابن شحنہ کی روضۃ المناظر۔
۶۔شذرات الذہب، ج ۵، ص ۳۸۲) ج ۷، ص ۶۶۷)
۷۔شذرات الذہب، ج ۵، ص ۴۵۴، (ج ۷، ص ۷۹۳)
۸۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۴، ص ۱۱۰ (ج ۱۴، ص ۱۲۷)
۹۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۴، ص ۱۱۵ (ج ۱۴، ۱۳۲)
۱۰۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۴، ص ۱۳۲ (ج ۱۴، ص ۱۵۲)
۱۱۔الجواہر المضیۃ، ج ۱، ص ۳۲۴ (ج ۲، ص ۴۲۸)
۱۲۔نیل الابتہاج، مطبوع بر حاشیہ، الدیباج، ص ۲۵۰۔
۱۳۔بغیۃ الوعاۃ، ص ۱۱۰ (ج ۱، ص ۲۸۰)
۱۴۔شذرات الذہب، ج ۷، ص ۲۴ (ج ۹، ص ۴۱)

۷۸۔ امیر عماد الدین ابو الفداء اسماعیل عنابی: دمر میں مرے عنابہ میں دفن ہوئے۔ (۱)

۷۹۔ شہاب الدین احمد بخاری مکی: بندرگاہ جدہ میں مرے مکہ میں دفن ہوئے۔ (۲)

۸۰۔ ابو الحسن علی بن احمد کیزوانی: مکہ و طائف کے درمیان مرے جنازہ مکہ لے جا کر دفن کیا گیا۔ (۳)

ان کے اسماء جنھیں دفن کے بعد دوسری جگہ منتقل کیا گیا

۱۔ عبد اللہ بن عمرو بن حزام انصاری: پدر جابر بن عبد اللہ انصاری انھیں ان کے دوست عمرو بن جموح کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ چھ ماہ کے بعد جابر نے خیال کیا کہ ایک ساتھ دفن ہونا مناسب نہیں، والد ماجد کی لاش نکال کر دوسری جگہ دفن کیا۔ ان کی لاش میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ صرف داڑھی زمین پر گر گئی تھی۔ (۴) ناصف کتاب التاج میں اس کے نقل کے بعد لکھتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ نقل میت جائز ہے۔ (۵)

۲۔ عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن حارث بلدی انصاری: ان کی ماں انیسہ بنت عدی نے رسولؐ سے کہا کہ میں ان کا جنازہ مدینہ میں دفن کروں تو رسولؐ نے اجازت دی اور آہستہ آہستہ شتر پر لے جا کر مدینہ میں دفن کیا۔ (۶)

۳۔ مجذر بن زیاد بن عمرو بن احزم بلوی: کشتۂ احد، ان کی ماں انیسہ نے اجازت رسولؐ سے مدینہ میں دفن کیا۔

۱۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۱۷۲ (ج ۱۰، ص ۲۳۸) ۲۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۲۲۸ (ج ۱۰، ص ۳۱۹)

۳۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۳۰۷ (ج ۱۰، ص ۴۴۱)

۴۔ صحیح بخاری، ج ۲، ص ۲۴۷ (ج ۱، ص ۴۵۴) سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۷۲ (ج ۳، ص ۲۱۸) سنن نسائی، ج ۴، ص ۸۴ (ج ۱، ص ۶۵۱) سنن بیہقی، ج ۴، ص ۵۸۔

۵۔ التاج الجامع للاصول، ج ۱، ص ۴۰۹ (ج ۱، ص ۳۷۴)

۶۔ اسد الغابۃ، ج ۳، ص ۱۷۷ (ج ۳، ص ۲۶۶ نمبر ۲۹۸۶) الاصابۃ، ج ۲، ص ۳۲۱، ج ۴، ص ۲۳۵۔

۴۔ طلحہ بن عبید اللہ: عشرہ مبشرہ کی فرد، کشتہ جنگ جمل، بصرہ میں دفن تھے، اپنی بیٹی عائشہ کو خواب دکھایا کہ یہاں رطوبت سے اذیت ہوتی ہے۔ وہاں سے نکال کر ہجرتین میں دفن کیا گیا۔(۱)

۵۔ مسجد رسولؐ میں مدفون حضرات: عثمان نے حکم دیا کہ انھیں نکال کر بقیع میں دفن کیا جائے۔(۲)

۶۔ شہدائے احد: جابر سے روایت ہے کہ معاویہ نے احد سے چشمہ نکالنا چاہا۔ جواب دیا گیا کہ شہدائے احد کو نکالا جائے تبھی ممکن ہے۔ حکم دیدیا کہ سب کو کھود کر نکال دو۔ جابر کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ کی انگلیوں پر پھاوڑا لگا تو خون جاری ہو گیا۔ چالیس سال کے بعد بھی لاش تازہ تھی۔(۳)

۷۔ جعفر بن منصور: قبرستان بنی ہاشم میں مدفون تھے، دوسری جگہ منتقل کیا گیا۔(۴)

۸۔ ۶۴۷ھ میں رصافہ کے قبرستان میں دفن خلفاء کو پانی آجانے کے ڈر سے منتقل کیا گیا۔ ان میں متوکل بھی تھا جسے ساڑھے تین سو سال بعد منتقل کیا گیا تھا۔(۵)

۹۔ ابوالنجم بدر الکبیر: شیراز میں مرے طویل عرصے کے بعد بغداد میں منتقل کیا گیا۔(۶)

۱۰۔ محمد بن علی بن مقلہ بغدادی: دار السلطان میں دفن تھے ان کی بیوی نے اپنے گھر میں دفن کیا۔

۱۱۔ جعفر بن فضل (ابن حنزابہ) وزیر و محدث، قرافہ میں دفن تھے وہاں سے مدینہ لے جا کر دفن کیا گیا۔(۷)

۱۲۔ ابن سمعون محمد بن احمد: مشہور واعظ، غنابیین نامی سڑک کے کنارے واقع اپنے گھر میں دفن تھے پھر مقبرۂ احمد بن حنبل میں دفن کئے گئے۔(۸)

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۸، ص ۸۷ (ج ۲۵، ص ۱۳) عمدۃ القاری، ج ۴، ص ۶۳ (ج ۸، ص ۱۶۴)

۲۔ عمدۃ القاری، ج ۴، ص ۶۳ (ج ۸، ص ۱۶۴)

۳۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۱۴۷ (ج ۱ص ۶ ۲۷۳نمبر ۱۲) نوادر الاصول ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۱۳۲ اصل ۱۸۹) صفۃ الصفوۃ، ص ۱۹۴ (ج ۱، ص ۴۸۸ نمبر ۴۸)۔

۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۰، ص ۲۰۷ (ج ۱۰ ص ۱۱۳)

۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۱۷۷ (ج ۱۳، ص ۲۰۷)

۶۔ المنتظم، ج ۶، ص ۱۸۰ (ج ۱۳ ص ۲۲۸ نمبر ۲۲۰۵)

۶۔ المنتظم، ج ۶ ص ۳۱۱ (ج ۱۳، ص ۳۰۶ نمبر ۲۴۲۶)

۷۔ وفیات الاعیان، ج ۱ ص ۱۲۱ (ج ۱، ص ۳۴۹ نمبر ۱۳۳)

۸۔ تاریخ بغداد ج ۱، ص ۲۷۷۔

۱۳۔ابوالحسن محمد بن عمر کوفی: ایک سال بعد مقبرۂ کوفہ میں دفن کیے گئے۔(۱)

۱۴۔ابو بکر محمد بن طیب باقلانی: متکلم اشعری، نہر طائق کے پاس کوچہ مجوس میں دفن تھے پھر باب الحرب میں دفن ہوئے۔(۲)

۱۵۔ابو بکر محمد بن موسیٰ خوارزمی فقیہ حنفی: کوچۂ عیدہ میں دفن تھے بازار غالب میں دفن کیے گئے۔(۳)

۱۶۔ابو حامد احمد بن محمد اسفرائینی: فقیہ شافعی اپنے گھر میں دفن تھے باب الحرب میں منتقل کیے گئے(۴)

۱۷۔علی بن عبد العزیز ابن حاجب نعمان: برکہ زلزل میں دفن تھے مقابر قریش میں منتقل کیے گئے(۵)

۱۸۔خلیفہ قادر باللہ: اپنے گھر میں دفن تھا ایک سال کے بعد تابوت کو رصافہ منتقل کیا گیا۔(٦)

۱۹۔احمد بن محمد قدوری بغدادی: رئیس حنفیہ، بغداد میں دفن تھے پھر منصور نامی سڑک کے کنارے دفن کیے گئے۔(۷)

۲۰۔ابو طاہر جلال الدین: بغداد میں مرے گھر میں دفن تھے۔ایک سال کے بعد مقابر قریش میں منتقل کیا گیا۔

۲۱۔عبد السید بن محمد (ابن صباغ شافعی): کرخ میں دفن تھے باب الحرب میں منتقل کیے گئے(۸)

۲۲۔ابو نصر احمد بن مروان کردی: مسجد جامع المحدثہ میں دفن تھے قریب ہی میں منتقل کیا گیا۔(۹)

۲۳۔احمد بن محمد سمنانی: بغداد اپنے گھر میں دفن تھے ایک ماہ بعد شارع منصور میں منتقل کیا گیا۔(۱۰)

۲۴۔خلیفہ قائم بامر اللہ: اجدادی قبرستان میں دفن تھے رصافہ میں منتقل کیا گیا۔(۱۱)

۲۵۔حسن بن عبد الودود شامی: اپنے گھر سکہ خرقی میں دفن تھے جامع مدینہ میں منتقل کیا گیا۔(۱۲)

۱۔تاریخ بغداد، ج۳، ص۳۴۔

۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱، ص۳۵۱ (ج۱۱ص۴۰۳)

۳۔تاریخ بغداد، ج۳، ص۲۴۷۔

۴۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۳ (ج۱۲ص۴)

۵۔المنتظم، ج۸، ص۵۲ (ج۱۵، ص۲۰۱ نمبر ۳۱۶۹)

٦۔تاریخ بغداد، ج۴، ص۳۸۔

۷۔شذرات الذہب، ج۳، ص۲۳۳ (ج۵، ص۱۳۲)

۸۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۱۲٦ (ج۱۲، ص۱۵۵)

۹۔وفیات الاعیان، ج۱، ص۵۹ (ج۱ص۱۷۸ نمبر ۷۳)

۱۰۔الجواہر المعیئۃ، ج۱، ص۹٦ (ج۱، ص۲۵٦ نمبر ۱۸۴)

۱۱۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۱۱۰، ۱۱۵ (ج۱۲، ص۱۳۵)

۱۲۔المنتظم، ج۸، ص۱۹۵ (ج۱۸، ص۱٦۸ نمبر ۳۴۴)

۲۶۔احمد بن علی بن محمد: قاضی دمشق، اپنے گھر میں دفن تھے مقبرہ باب الصغیر میں منتقل کیا گیا۔(۱)

۲۷۔ابوعبداللہ دامغانی: درب العلابین میں دفن تھے پھر ابوحنیفہ کے بغل میں دفن کیا گیا۔(۲)

۲۸۔عبدالملک بن عبداللہ جوینی: امام الحرمین، نیشاپور میں دفن ہوئے ایک سال کے بعد مقبرہ حسین میں منتقل ہوئے۔(۳)

۲۹۔محمد بن ہلال صابی غرس النعمۃ: بغداد میں اپنے گھر میں دفن ہوئے پھر نجف اشرف منتقل ہوئے(۴)

۳۰۔ابومحمد رزق اللہ بن عبدالوہاب تمیمی: باب المراتب میں دفن تھے، احمد بن حنبل کے پہلو میں منتقل ہوئے۔(۵)

۳۱۔محمد بن ابی نصر اندلسی: باب ابرز میں دفن تھے باب حرب میں منتقل کئے گئے۔(۶)

۳۲۔طراد بن محمد عباسی بغدادی: باب البصرہ اپنے گھر میں دفن تھے مقابر شہدا میں منتقل کیا گیا۔(۷)

۳۳۔ابوالحسن عقیل بن ابی الوفا علی: اپنے گھر میں دفن تھے پھر دکہ احمد میں دفن کئے گئے۔(۸)

۳۴۔محمد بن محمد ابوحازم فقیہ حنبلی: اپنے گھر باب الازج میں دفن تھے مقبرۂ احمد میں منتقل کئے گئے۔(۹)

۳۵۔حسین بن حمید تمیمی: اپنے گھر باب البرید میں دفن تھے پھر کوہ قاسیون میں منتقل ہوئے۔(۱۰)

۳۶۔احمد بن جعفر ابوالعباس حربی: حربیہ میں دفن تھے پھر باب الحرب میں منتقل ہوئے۔(۱۱)

۳۷۔شیخ ابویعقوب ہمدانی: بامین میں دفن تھے مدت کے بعد مرو میں منتقل کیا گیا۔(۱۲)

۳۸۔احمد بن محمد ابوجعفر عدل بغدادی: خرابہ ہراس میں دفن تھے باب الحرب میں منتقل ہوئے۔(۱۳)

۱۔تاریخ ابن عساکر، ج۱، ص۳۱۰ (ج۵، ص۲۷، نمبر۳۸)

۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۱۲۹ (ج۱۲، ص۱۵۹)

۳۔وفیات الاعیان، ج۱، ص۳۱۳ (ج۳، ص۱۶۹)

۴۔المنتظم، ج۹، ص۴۲ (ج۱۶، ص۲۷۵، نمبر۳۵۸۳)

۵۔المنتظم، ج۹، ص۸۹ (ج۱۷، ص۲۱، نمبر۳۶۵)

۶۔وفیات الاعیان، ج۲، ص۶۰ (ج۴، ص۲۸۳، نمبر۶۱)

۷۔المنتظم، ج۹، ص۱۰۶ (۱۷، ص۴۴، نمبر۳۶۷۵)

۸۔شذرات الذہب، ج۴، ص۳۹ (ج۶، ص۶۴)

۹۔المنتظم، ج۱۰، ص۳۴ (ج۱۷، ص۲۸۱، نمبر۳۹۹)

۱۰۔تاریخ ابن عساکر، ج۴، ص۲۸۴ (ج۱۴، ص۲۲، نمبر۱۴۹۵)

۱۱۔المنتظم، ج۱۰، ص۸۶ (ج۱۸، ص۵، نمبر۴۰۵۵)

۱۲۔وفیات الاعیان، ج۲، ص۵۲۴ (ج۷، ص۸۰، نمبر۸۴۰)

۱۳۔المنتظم، ج۱۰، ص۹۷ (ج۱۸، ص۱۹، نمبر۴۰۷۳)

۳۹۔علی بن طراد زینبی بغدادی: دجلہ کے قریب دفن تھے حربیہ منتقل کیے گئے۔(۱)

۴۰۔شیخ الاسلام خلمی مفتی حنفی: بلخ میں دفن تھے پھر مضافات خلم میں دفن کیا گیا۔(۲)

۴۱۔علی بن محمد درینی: مسجد جامع کے پاس گھر میں دفن تھے باب ابرد منتقل کیا گیا۔(۳)

۴۲۔جمال الدین محمد بن علی بن ابو منصور: موصل میں دفن تھے مدینہ منورہ لے جایا گیا اور مسجد النبیؐ کے مشرقی حصہ میں دفن کیا گیا۔(۴)

۴۳۔عمر بن بہلیقا طحان: اپنی تعمیر کردہ مسجد کے دروازے کے قریب دفن تھے پھر قبر کھود کر اور نزدیک دفن کیا گیا۔(۵)

۴۴۔محمد بن ابراہیم کنانی: قرافہ صغریٰ میں دفن تھے کوہ مقطم میں منتقل ہوئے۔(۶)

۴۵۔جعفر بن عبد الواحد ابو البرکات ثقفی: خانۂ درب بہروز میں دفن تھے مسجد جامع کے مسافر خانے منتقل ہوئے۔(۷)

۴۶۔سعد اللہ بن نصر بن دجاجی: مقبرۂ رباط میں دفن تھے مقبرۂ امام احمد میں منتقل ہوئے۔(۸)
منتظم ابن جوزی میں ہے کہ صوفیوں کی انجمن میں دفن کیا گیا تھا کیونکہ وہاں اکثر قیام رہتا تھا۔جب حنبلیوں نے ہنگامہ مچائی کہ حنبلی صوفیوں کے پاس کیوں دفن ہے تو پانچ دن بعد بیٹے نے ان کے والدین کے پہلو میں دفن کیا۔(۹)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: ذرا دیکھئے تو یہ اہل سنت کن مقاصد کے لئے نبش قبر جائز سمجھتے ہیں۔

۴۷۔خلیفہ مستنجد باللہ: دار الخلافہ میں دفن تھا پھر رصافہ میں منتقل کیا گیا۔(۱۰)

۱۔المنتظم، ج۱۰،ص۱۰۹،۱۶۶]

۲۔الجواہر المضیۃ، ج۲،ص۱۳۰(ج۳،ص۳۵۹نمبر۱۵۳۱)

۳۔وفیات الاعیان، ج۱،ص۳۴۵(ج۲،ص۸۷نمبر۲۹۷)

۴۔تاریخ کامل ج۱۱،ص۱۲۴(ج۷،ص۱۷۸)

۵۔المنتظم، ج۱۰،ص۲۱۲(ج۱۸،ص۱۶۴)

۶۔وفیات الاعیان، ج۲،ص۱۲۱(ج۴،ص۲۶۲نمبر۶۷۸)

۷۔المنتظم، ج۱۰،ص۲۲۴(ج۱۸،ص۱۷۸نمبر۴۲۶۷)

۸۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲،ص۲۵۹(ج۱۲،ص۳۲۱)

۹۔المنتظم، ج۱۰،ص۲۲۸(ج۱۸،ص۱۸۴نمبر۴۲۷۵)

۱۰۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲،ص۲۶۲(ج۱۲،ص۳۲۶)

۴۸۔امیر نجم الدین ایوب دوینی: قاہرہ میں بھائی کے پہلو میں دفن تھے وہاں سے مدینہ منتقل کیا گیا(۱)

۴۹۔ملک عادل محمود بن زنگی: قلعہ دمشق میں دفن تھا پھر اس کے مدرسہ میں منتقل کیا گیا۔(۲)

۵۰۔احمد بن علی طاہر حسینی: مدتوں اپنے گھر میں دفن رہے پھر مشہد صبیان میں منتقل کیا گیا۔(۳)

۵۱۔جلال الدین بن جمال الدین اصفہانی: موصل لے جا کر دفن کیا گیا تھا پھر مدینہ منتقل کیا گیا۔(۴)

۵۲۔خلیفہ ناصر لدین اللہ: دارالخلافہ میں دفن تھا پھر رصافہ میں منتقل کیا گیا۔(۵)

۵۳۔خلیفہ ظاہر بامر اللہ عباسی: دارالخلافہ میں دفن تھا پھر رصافہ منتقل کیا گیا۔(۶)

۵۴۔شرف الدین عیسیٰ حنفی: دمشق میں دفن تھے وہاں سے کوہ صالحیہ پر منتقل کیا گیا۔(۷)

۵۵۔ابوسعید کوکبوری: اربل میں دفن تھے وہاں سے بمطابق وصیت مکہ معظمہ دفن کیا گیا۔(۸)

۵۶۔احمد بن عبدالسید اربلی: رہا میں دفن تھے پھر مصر کے قرافہ صغریٰ میں دفن کیا گیا۔(۹)

۵۷۔اشرف موسیٰ بن عادل: قلعہ منصور میں دفن تھے پھر کلاسہ میں منتقل کئے گئے۔(۱۰)

۵۸۔کامل محمد بن عادل: قلعہ میں دفن تھے جامع مسجد کے مدرسہ میں منتقل ہوئے۔(۱۱)

۵۹۔خلیفہ مستنصر باللہ عباسی: دارالخلافہ میں دفن تھے رصافہ منتقل کیا گیا۔(۱۲)

۶۰۔امیر عزالدین: باب النصر میں دفن تھے پھر الوراقہ میں منتقل کیا گیا۔(۱۳)

۶۱۔بادشاہ صالح نجم الدین ایوب: منصورہ میں دفن تھے پھر تعمیر کردہ مدرسہ میں منتقل کیا گیا(۱۴)

۱۔شذرات الذہب، ج ۴،ص ۲۱۱، ۲۲۷(ج ۶،ص ۳۵۰)

۲۔وفیات الاعیان، ج ۲،ص ۲۰۶(ج ۵،ص ۱۸۷)

۳۔المنتظم، ج ۱۰،ص ۲۴۷(ج ۱۸،ص ۲۰۸نمبر ۴۲۹۸)

۴۔وفیات الاعیان، ج ۲،ص ۱۸۸(ج ۵،ص ۱۴۶نمبر ۷۰۴)

۵۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۰۶(ج ۱۳،ص ۱۲۵)

۶۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۱۳، ۱۱۴(ج ۱۳،ص ۱۳۲)

۷۔مرآۃ الجنان، ج ۴،ص ۵۸۔

۸۔وفیات الاعیان، ج ۲،ص ۰(ج ۴،ص ۱۲۰)

۹۔وفیات الاعیان، ج ۱،ص ۶۳(ج ۱ص ۱۸۷نمبر ۷۶)

۱۰۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۴۶(ج ۱۳،ص ۱۷۱)

۱۱۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۴۹۔

۱۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۵۹(ج ۱۳،ص ۱۸۶)

۱۳۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۷۴(ج ۱۳،ص ۲۰۳)

۱۴۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳،ص ۱۸۱(ج ۱۳،ص ۱۷۱)

۶۲۔ شیخ حسن بن عدوی عمری: اپنے گھر حریم طاہری میں دفن تھے پھر مکہ منتقل کیا گیا۔(۱)

۶۳۔ شیخ ابوبکر بن قوام بالسی: حلب میں دفن تھے کوہ قاسیون میں منتقل کیا گیا۔(۲)

۶۴۔ بادشاہ سعید بن طاہر ابوالمعالی: قبر جعفر کے پاس دفن تھے پھر دمشق والد کی قبر کے پاس منتقل ہوئے۔(۳)

۶۵۔ سعدالدین تفتازانی: سمرقند سے سرخس منتقل کئے گئے۔(۴)

۶۶۔ شیخ زین الدین خافی: مالین میں دفن تھے پھر درویش آباد منتقل کیا گیا۔(۵)

۶۷۔ شیخ محمد بن سلیمان جزولی مالکی: ۷۷ سال بعد ان کا جنازہ منتقل ہوا تو کوئی تغیر نہیں ہوا تھا۔(۶)

۶۸۔ عبدالرحمٰن بن احمد جامی: ہرات میں دفن تھے جب اردبیلیوں نے خراسان پر حملہ کیا تو ان کے بیٹے نے دوسرے شہر میں منتقل کیا۔ جب حملہ آوروں نے جسد نہ پایا تو قبر کی لکڑیوں کو جلا ڈالا۔(۷)

۶۹۔ شیخ حسن بن احمد خوارزمی: حلب میں دفن تھے چار ماہ کے بعد دمشق منتقل کیا گیا۔(۸)

۷۰۔ قبر ابوحنیفہ کے متعلق ابن جوزی لکھتے ہیں کہ سخت زمین پر مقبرہ بنانے کے لئے ستر ہزار ہاتھ کھودا گیا تو چار سو ٹوکریاں ہڈی کی نکلیں۔ ان سب کو ایک دوسری جگہ منتقل کر کے دفن کیا گیا۔

﴿منهم من قصصنا ومنهم من لم نقصص عليك﴾

''ہم نے بعض قصے بیان کئے اور بعض کو چھوڑ دیا''۔(۹)

۶۔ زیارت مشاہد مقدسہ آل رسولؐ۔ دعا و نماز

صدر اسلام سے آج تک برابر مسلمان پیغمبروں، اماموں اور اولیاء و مشائخ اور ان سے برتر

۱۔ الجواہر المضیۃ، ج۱، ص۲۰۲ (ج۲، ص۸۲ نمبر ۴۷۵)

۲۔ شذرات الذہب، ج۵، ص۲۹۵ (ج۷، ص۵۱۱)

۳۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۳، ص۲۹۰ (ج۱۳، ص۳۳۸)

۴۔ مفتاح السعادۃ، ج۱، ص۱۷۷ (ج۱، ص۱۹۲)

۵۔ روضۃ الناظرین، ج۱۳۵۔

۶۔ نیل الابتہاج، ص۳۱۷۔

۷۔ شذرات الذہب، ج۲، ص۳۶۱ (ج۹، ص۵۴۳)

۸۔ شذرات الذہب، ج۸، ص۳۲۱ (ج۱۰، ص۴۶۲)

۹۔ سورۂ غافر آیت ۷۸۔

حضرت خاتم النبیینؐ کے قبروں کی زیارت کرتے آئے ہیں۔ان مشاہد مقدسہ میں پہونچ کر نماز، دعا اور ان کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل کرتے آئے ہیں۔یہ عمل تمام اسلامی فرقوں میں بغیر کسی اختلاف کے مورد اتفاق رہا ہے۔یہاں تک کہ دنیا میں ابن تیمیہ کا نجس وجود آیا اور اس نے ہذیان گوئی شروع کر دی، سنت کو کھلواڑ بنالیا۔اس نے اس اتفاقی مسئلے کو بھی نشانہ بنایا اور منطق و عقل سے بعید باتوں کے ذریعے حملے کرنے لگا۔اس پسندیدہ عمل کی توہین کرنے لگا اور اس نے کہہ دیا کہ زیارت قبر رسولؐ کے لئے سفر کرنا حرام ہے، فتویٰ دیا کہ جو شخص رسول اسلامؐ کی زیارت کے لئے مسافرت کرے تو چونکہ اس کا سفر معصیت ہے اس لئے اس کو نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

جیسے ہی اس نے یہ بات چھیڑی بے شمار علماء و مشائخ اہل سنت نے اس کے خلاف محاذ آرائی کر دی۔(۱) اور اپنے سخت حملوں سے خالی فتوے کا بخیہ ادھیڑ دیا۔اس کی بدعتوں اور عقائد باطلہ پر تنقید و سرزنش کے ذریعے اس کا جھوٹ آشکار کر دیا۔(۲)

فقہاء شام نے اس کے خلاف چالیس سطروں کا فتویٰ صادر کر کے اس کے باطل عقیدے کے خلاف کفر کا حکم لگایا، برہان بن فرکاح فزاری کے فتوے پر شہاب بن جہبل نے مزید حاشیہ لگایا کہ امام مالکی کے پیرو بھی اس حکم میں آتے ہیں۔فقہائے شام کے اس فتوے کو مصر کے قاضی القضاۃ البدر بن جماعہ کے سامنے پیش کیا گیا، انھوں نے بھی اس ورقے کے پشت پر لکھا کہ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ کہ زیارت قبر رسولؐ کے لئے جانا بدعت ہے، قطعی باطل اور مردود ہے۔کیونکہ اکثر فقہاء کا فیصلہ ہے کہ زیارت قبر رسولؐ کے لئے جانا افضل ہے۔ایسے فتوے جھاڑنے والے کو اگر وہ توبہ نہ کرے تو قید کر دینا چاہئے۔
محمد بن جریر انصاری حنفی نے بھی کہا کہ اسے قید کر دینا چاہئے۔محمد بن ابی بکر مالکی نے کہا کہ اس

۱۔اس سلسلہ میں تقی الدین سبکی نے شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، الدرۃ المضیۃ فی الرد علی ابن تیمیۃ، اخنائی نے المقالۃ المرضیہ، ابن معلم قرشی نے نجم المہدی، حصنی نے دفع الشبہ، فاکہانی نے التحفۃ المختارہ لکھی اور دیگر علماء نے بھی کتابیں لکھیں۔
۲۔اس بارے میں محمد بن وہاب کے بھائی شیخ سلیمان نے الصواعق الالٰہیۃ فی الرد علی الوہابیۃ، ابن حجر نے الفتاوی الحدیثیہ، قسطلانی نے مواہب اللدنیہ، زرقانی نے شرح المواہب اور دیگر علماء نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔

کے اس مفسد عقیدے کو پھیلنے سے روکنا چاہئے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی یہی فتویٰ صادر کیا۔ (۱)

مصر کے ان چاروں مکتبۂ فکر کے ائمہ نے متفقہ طور سے ابن تیمیہ کے خلاف فتویٰ صادر کیا۔ (۲)

ابن تیمیہ کی گمراہیوں پر سرزنش کرنے والوں میں ذہبی بھی ہیں۔ انھوں نے سخت خط لکھا کہ تجھے بوئے اسلام سے بھی واسطہ نہیں، تجھے رسول اسلامؐ کی واقفیت نہیں، تیرے دل میں کلمہ کی بھی وقعت نہیں، کاش! تیرے ہاتھوں صحیح بخاری و مسلم محفوظ رہ جائیں، تیرا حملہ اسلام و علم حدیث کو ضرب کاری لگاتا ہے۔ (۳)

اس کے بعد علماء و فقہاء اس کی زندگی کا خاتمہ کرنے پر تل گئے۔ دمشق میں اعلان کر دیا گیا کہ جو بھی عقیدہ ابن تیمیہ پر رہے گا اس کا جان و مال حلال سمجھا جائے گا۔ (۴)

پھر اس کے بعد ہر عہد میں خدا نے مدد کی اور اس کے عقیدے کے خلاف لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے علماء خامہ فرسائی کرتے رہے۔ ظاہر ہے کہ شعائر خدا کی تعظیم قلبی پرہیزگاری کا ثبوت ہے۔ لیکن اس کا باطل گروہ بھی اپنی جہالتوں کے ساتھ دست ہوس دراز کرتا رہا۔ اور جن کی طینت ناپاک اور جن کا شیوہ گمراہی تھا وہ اس کی پیروی کرتے رہے۔

انھیں بدنہادوں میں ایک قصیمی بھی ہے جس نے الصراع میں ابن تیمیہ کی پیروی کی ہے۔ اس بیسویں صدی میں اپنے استاد ابن تیمیہ کی پیروی کرتے ہوئے تمام وہ فحش و نامناسب کلمے آج کے دور میں زیارت انبیاءؑ، ائمہؑ و صالحین کرنے والوں پر صرف کئے ہیں۔ اس نے واضح لفظوں میں اعلان کیا کہ یہ اعمال یعنی زیارت، دعاء، نماز، تبرک و توسل اور ان سے شفاعت طلب کرنا یہ سبھی شیعوں کی آفت ہے جو بھی ان اعمال کو بجالائے وہ ملعون ہے اور اسلام کی رسی سے باہر ہے۔ اور پھر شیعوں کو جی بھر گالیاں دی ہیں۔ اپنی کتاب صراع میں لکھتا ہے:

شیعوں کا اپنے ائمہؑ سے غلو اور ان کی قبروں پر عبادت کرنا، قبہ بنانا، دور و نزدیک سے زیارت

۱۔ دفع الشبہ، ص ۴۷، ۴۹۔

۲۔ محمد زاہد کوثری کی تکملہ السیف الصقیل، ص ۱۵۵۔

۳۔ کوثری کی السیف الصقیل، ص ۱۹۰، الفرقان ص ۱۲۹۔

۴۔ عسقلانی کی الدرر الکامنۃ ج ۱، ص ۱۴۷۔

کے لئے آنا، نذریں چڑھانا، ہدایہ ارسال کرنا، قربانی کرنا یہ سب آپ دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے ائمہؑ کے لئے خون کے آنسو روتے ہیں، اس طرح اظہار خلوص کرتے ہیں کہ خدا سے بھی اس درجہ اخلاص کا مظاہرہ نہیں کرتے۔(۱)

آگے لکھتا ہے:

مشروع طریقے مثلاً رسول اکرمؐ پر درود و سلام خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ اس قسم کے اعمال دونوں حالتوں میں ممکن ہیں۔ لیکن قبر کی زیارت کرنا یا اس پر پتھر رکھ کر قبہ بنانا، تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس میں فضیلت و ثواب نہیں۔ بلکہ رسول اکرمؐ کو خود ان کے زمانے میں دیکھنے کا بھی کوئی ثواب نہیں ہے۔ فضیلت تنہا اس بات میں ہے کہ ان پر ایمان لائے اور ان کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں بسالے۔ بطور خلاصہ رسول اکرمؐ کی قبر کی زیارت میں ذرا بھی فضیلت نہیں ہے اور صدر اسلام سے آج تک مسلمانوں کا عمل اس پر گواہ ہے۔(۲)

شاید قارئین محترم اس ابن تیمیہ کے پوت کی داد و فریاد کے متعلق سمجھتے ہوں کہ کچھ بھی صداقت ہوگی۔ لیکن نہیں، سراسر سفسطہ سے کام لیا ہے۔ صدر اسلام سے آج تک تمام مسلمانوں کی سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ قبر رسولؐ کی زیارت ہمیشہ سے امتیازی فضیلت سمجھی گئی۔ آٹھویں صدی کے ابن تیمیہ اور اس کے بعد عبدالوہاب نجدی جیسے ضلالت پیشہ جرگے اور معمولی ٹولی کے علاوہ کسی نے اس کو بدعت یا ضلالت نہیں سمجھا۔

کیا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ پتھر اور قبہ دیکھنے اور رسول اکرمؐ کو ان کے زمانۂ حیات میں دیکھنے میں فرق نہ سمجھتا ہو؟

کیا مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ آنحضرت کو زمانۂ حیات اور بعد وفات آپ کی زیارت کی اہمیت کا قائل نہ ہو؟ اور برملا اعلان کرتا ہو کہ زیارت رسولؐ بیہودہ حرکت ہے؟ کیا اپنے بزرگوں کو محترم سمجھنا تمام قوموں کی رسم نہیں ہے؟ ان کی زیارت کو مایۂ نازش نہیں سمجھتے؟ تمام دانشمندوں کی سیرت اور

۱۔ الصراع، ج۱، ص۵۴۔ ۲۔ الصراع، ج۱، ص۱۷۸۔

تمام قوموں کی ہر عہد میں یہ عادت رہی ہے اور تاریخ بشریت اس پر گواہ ہے کہ وہ بزرگوں کی برکت کے خیال سے زیارت کرتے رہے ہیں۔

ابو حاتم کہتے ہیں:

ابو مسہر عبد الاعلیٰ دمشقی غسانی (متوفی ۲۱۸) جب نماز پڑھنے مسجد میں جاتے تو لوگ دورویہ کھڑے ہو کر ادب سے ان کو سلام کرتے، ان کے ہاتھوں کا بوسہ دیتے۔ (۱)

ابو سعد کہتے ہیں کہ ابو القاسم سعد بن علی شیخ حرم زنجانی (متوفی ۴۷۱) جب حرم کی طرف جاتے تو لوگ طواف کی جگہ چھوڑ دیتے تھے اور ان کے ہاتھوں کا حجر اسود سے زیادہ بوسہ لیتے۔ (۲)

تاریخ ابن کثیر میں ہے:

لوگ برکت کے خیال سے حجر اسود سے زیادہ ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے۔ (۳)

ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (متوفی ۴۷۶) جب اپنے مکان سے نکلتے تو لوگ ان کے استقبال کے لئے گھروں سے نکل پڑتے، ہاتھوں کا بوسہ لیتے، رکابوں کو چومتے، خچر کے قدموں کی خاک کو تبرک بنالیتے تھے۔ جب وہ ساوہ پہونچے تو لوگ استقبال کے لئے نکل پڑے اور اپنی عزیز ترین چیزیں نثار کیں۔ (۴)

شریف ابو جعفر حنبلی کے نزدیک فقہاء اور دوسرے لوگ آتے تو ان کے ہاتھ اور سر کا بوسہ لیتے (۵)

حافظ ابو محمد عبد الغنی مقدسی حنبلی (متوفی ۶۰۰) جب بروز جمعہ مسجد کے لئے نکلتے تو لوگوں کے استقبالیہ ہجوم سے راستہ نہیں ملتا تھا۔ (۶) برائے زیارت و تبرک آگے آگے چلتے۔ ابو بکر عبد الکریم بن عبد اللہ حنبلی کے لئے بھی تذکروں میں یہی ملتا ہے۔ (۷) حافظ یونینی کا اس قدر احترام ہوتا کہ اس کی نظیر

۱۔ تاریخ خطیب بغدادی، ج ۱۱، ص ۷۳ (نمبر ۵۷۵۰)

۲۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۳۴۶ (ج ۳، ص ۱۱۷۵ نمبر ۲۶) صفۃ الصفوۃ، ج ۲، ص ۱۵۱ (ج ۲ ص ۲۶۶ نمبر ۲۲۴)

۳۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۱۲۰ (ج ۱۲، ص ۱۴۶)

۴۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۱۲۴ (ج ۱۲، ص ۱۵۱)

۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ن ۱۲، ص ۱۱۹ (ج ۱۲، ص ۱۴۵)

۶۔ شذرات الذہب، ج ۴، ص ۳۴۶ ج ۶، ص ۵۶۲)

۷۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۱۷۱ (ج ۷، ص ۳۰۱)

نہیں ملتی، سلاطین بھی ہاتھ چومتے اور جوتیاں سیدھی کرتے۔(۱) محمد بن محمد جزری کی تشییع جنازہ میں اشراف وخواص ٹوٹے پڑتے تھے۔ ہر شخص نے برکت کے خیال سے تابوت کا بوسہ لیا۔(۲) دمشق والے شیخ مسعود مغربی سے عجیب عقیدت رکھتے تھے تبرک کے خیال سے ہاتھ کا بوسہ لیتے۔ نجم غزی کہتا ہے کہ انھوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، آج تک اس کا فیضان باقی ہے۔(۳)

اس حساب سے خیال کیا جا سکتا ہے کہ سردار انسانیت اور وجہ بقائے کائنات سے کس قدر مسلمانوں کو عقیدت ہو سکتی ہے جس سے سعادت ابدی وابستہ ہے۔

یہ آسمان کے فرشتے ہیں جو قبر شریف کا روزانہ ستر ہزار کی تعداد میں آکر طواف کرتے ہیں، ان پر درود پڑھتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو آسمان پر واپس چلے جاتے ہیں، اسی طرح برابر ان کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔(۴)

کس قدر فرق ہے اس مرد فاسق اور بدعقیدہ قصیمی کے عقیدے میں اور شیخ تقی الدین سبکی کے عقیدے میں، جو کتاب الشفاء میں لکھتے ہیں کہ ہمیں گذشتہ صالحین سے جو سیرت ملی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ انبیاء ومرسلین تو بہت بلند ہستیاں ہیں، صالح مردوں سے بھی برکت حاصل کی جاتی ہے اور جو شخص دعویٰ کرے کہ قبور انبیاء ومرسلین اور دوسرے عام مردوں کی قبریں یکساں ہیں وہ بڑی عجیب بات کہتا ہے، مجھے یقین ہے کہ وہ غلطی پر ہے۔ اس قول سے تحقیر نبوت کی بو آتی ہے جو قطعی کفر ہے۔(۵) یہ بڑی شرمناک بات ہے کہ یہ شخص ابن تیمیہ کی پیروی کرتا ہے، اس کے فقروں کی جگالی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قبور انبیاء سے توسل بدعت وضلالت ہے۔ گویا کہ صدر اسلام سے آج تک تمام مسلمان گمراہ رہے ہیں، اگر ہدایت یافتہ ہیں تو صرف ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد رشید قصیمی !!

۱۔ شذرات الذہب، ج۵، ص۲۹۴ (ج۷، ص۵۰۸)

۲۔ مفاتیح السعادۃ، ج۱، ص۳۹۴ (ج۲، ص۴۹) ۳۔ شذرات الذہب، ج۸، ص۴۰۹ (ج۱۰، ص۵۹۹)

۴۔ سنن دارمی، ج۱، ص۴۴، مواہب اللدنیہ (ج۲ ص ۶۹۹) شعب الایمان، (ج۳، ص۴۹۲ نمبر ۴۱۷۰) شرح المواہب، ج۵، ص۳۴۰، کنز المطالب، ص۲۲۳۔

۵۔ شفاء السقام ص۹۶ (ص۱۳۰)

ذرا دیکھیے تو یہ شخص کس طرح زیارت قبور، اس کے لئے سفر کرنا اور وہاں دعا مانگنے کو مایہ کفر وارتداد سمجھتا ہے، اسے شیعوں کی اپج قرار دیتا ہے، علیؑ اور فرزندان علیؑ کی خدائی کے قائل ہونے کی ہانک لگاتا ہے۔ پچھلے صفحات میں اس کی بکواس نقل کی جا چکی ہے کہ شیعہ علیؑ اور ان کے فرزندان کو پیغمبر مانتے ہیں اور ان پر وحی نازل ہونے کے قائل ہیں۔ اس قسمکی بہتان طرازی اموی سیرت کی غماز ہے جو صدر اول میں خاندان اہل بیتؑ سے برتتے رہے ہیں۔ شیعہ تو اپنے اماموں کو صرف خاصان خدا ہی شمار کرتے ہیں۔

اب میں زیارت رسولؐ کے بارے میں صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کی سیرت کا ثبوت فراہم کروں گا تا کہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ذریعے اور جو زندگی پائے وہ بھی دلیل ہی کے ذریعے۔

زیارت قبر رسولؐ کی ترغیب

چاروں مذاہب، حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے حافظان حدیث اور ان کے صحاح ومسانید میں زیارت قبر رسولؐ کے سلسلے میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض نمونے پیش خدمت ہیں:

۱۔ عبداللہ بن عمر بطور مرفوع رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: **من زار قبری وجبت له شفاعتی**. "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہو گئی"۔

روایت کو جن حفاظ حدیث اور ائمہ روایات نے نقل کیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ عبید وراق نیشاپوری	۲۔ ابن ابی الدنیا	۳۔ دولابی
۴۔ محمد بن اسحاق نیشاپوری	۵۔ حافظ عقیلی (۱)	۶۔ قاضی محاملی
۷۔ حافظ ابو محمد بن عدی (۲)	۸۔ حافظ عبداللہ بن محمد انصاری	۹۔ دار قطنی (۳)

۱۔ الضعفاء الکبیر، (ج۴، ص۱۷۰، نمبر ۱۷۴۴)

۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۶، ص۳۵۱، نمبر ۱۸۳۴) ۳۔ سنن دار قطنی، (ج۲، ص۲۷۸، حدیث ۱۹۴)

۱۰۔ماوردی (۱) ۱۱۔بیہقی (۲) ۱۲۔قاضی خلعی
۱۳۔حافظ اسماعیل اصفہانی ۱۴۔قاضی عیاض (۳) ۱۵۔ابن عساکر (۴)
۱۶۔ابن جوزی ۱۷۔ابن خلیل دمشقی ۱۸۔حافظ منذری (۵)
۱۹۔یحییٰ بن علی قرشی ۲۰۔عبدالمومن دمیاطی ۲۱۔حافظ ہبۃ اللہ
۲۲۔ابوالحسین حسینی ۲۳۔عبدری فاسی ۲۴۔تقی الدین سبکی (۶)
۲۵۔شیخ شعیب مصری (۷) ۲۶۔سمہودی (۸) ۲۷۔سیوطی (۹)
۲۸۔قسطلانی (۱۰) ۲۹۔حافظ شیبانی (۱۱) ۳۰خطیب شربینی (۱۲)
۳۱۔زین الدین مناوی (۱۳) ۳۲۔شیخ زادہ (۱۴) ۳۳۔عجلونی (۱۵)
۳۴۔شوکانی (۱۶) ۳۵۔سید درویش بیروتی (۱۷) ۳۶۔حافظ ابوطاہر احمد بن سلفی
۳۷۔ابومحمد عبدالحق بن عبدالرحمٰن اندلسی (۱۸) ۳۸۔زرقانی (۱۹) ۳۹۔سید محمد دمیاطی (۲۰)
۴۰۔مصر میں مذاہب اربعہ کے بہت سارے فقہاء (۲۱)

۱۔الاحکام السلطانیہ ص۱۰۵ (ج۲،ص۱۰۹) ۲۔السنن الکبریٰ، (ج۵،ص۲۴۵)
۳۔الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ (ج۵،ص۱۹۴) ۴۔مختصر تاریخ ابن عساکر (ج۲،ص۴۰۶)
۵۔الترغیب والترہیب، (ج۲،ص۲۲۴ حدیث ۱۶)؛ شفاء السقام، ص۱۱۔۳ (ص۱۴۔۲)
۷۔الروض الفائق ج۲،ص۱۳۷ (ص۳۸۰) ۸۔وفاء الوفاء ج۲،ص۳۹۴ (ج۴،ص۱۳۲۶)
۹۔الجامع الکبیر منقول از کنز العمال ج۸،ص۹۹ (ج۵،ص۶۵۱ حدیث ۴۲۵۸۳)
۱۰۔مواہب الدنیہ (ج۴،ص۵۷۰) ۱۱۔تمییز الطیب من الخبیث، ص۱۶۲ (حدیث ۱۳۹۵)
۱۲۔المغنی ج۱،ص۲۹۴ (ج۱،ص۵۱۲) ۱۳۔کنوز الحقائق ص۱۴۱ (ج۲ص۱۰۸)
۱۴۔مجمع الانھر، ج۱،ص۱۵۷۔ ۱۵۔کشف الخفاء ج۲،ص۲۵۰۔
۱۶۔نیل الاوطار ج۳،ص۳۲۵ (ج۵،ص۱۰۸) ۱۷۔حسن الاثر، ص۲۴۶۔
۱۸۔الاحکام الوسطیٰ والصغریٰ از شفاء السقام ص۹ (ص۱۱،۱۰) ۱۹۔شرح المواہب ج۸،ص۲۹۸۔
۲۰۔الفقہ المذاہب الاربعہ، ج۱،ص۵۹۰ (ج۱،ص۷۱۱) ۲۱۔مصباح الظلام ج۲،ص۱۴۴ (ج۲،ص۳۵۱۔

۲۔عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: رسول اکرمؐ نے فرمایا:

من جاء نی زائراً لاتعمله الا زيارتی كان حقا علی ان اكون له شفيعاً يوم القيمة.

''جو شخص میری زیارت کو آئے اور اسے صرف میری زیارت ہی سے سروکار ہو تو میری ذمہ داری ہے کہ بروز قیامت اس کی شفاعت کروں''۔(۱)

اس روایت کو جن سولہ حفاظ نے نقل کیا ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔حافظ ابن سکن بغدادی	۲۔حافظ طبرانی	۳۔حافظ مقری اصفہانی
۴۔دارقطنی	۵۔حافظ ابونعیم	۶۔قاضی خلعی
۷۔امام غزالی	۸۔ابن عساکر	۹۔یوسف بن خلیل دمشقی
۱۰۔حافظ یحییٰ اموی مالکی	۱۱۔حافظ حداد	۱۲۔سبکی
۱۳۔سمہودی	۱۴۔قسطلانی	۱۵۔شربینی
۱۶۔شیخ عبدالرحمٰن شیخ زادہ		

۳۔عبداللہ بن عمر ہی سے بطور مرفوع:

جو شخص حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے گویا اس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔(۲)

جن پچیس حفاظ نے اس کی روایت کی ہے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔المعجم الکبیر، (ج۱۲،ص ۲۲۵) احیاء العلوم، (ج۱،ص ۲۳۱) مختصر تاریخ دمشق (ج۲،ص ۴۰۶) شفاء السقام (۲۰،۱۶) وفاء الوفا (ج۴،ص۱۳۴۰) المواھب اللدنیہ (ج۴،ص۵۷۱) مغنی المحتاج (ج۱ص۵۱۲)

۲۔المعجم الکبیر، (ج۱۲،ص۳۱۰ حدیث ۱۳۴۹۷) الکامل فی الضعفاء (ج۲،ص۳۸۲ نمبر ۵۰۵ سنن دارقطنی (ج۲ص ۲۷۸ حدیث ۱۹۲) مختصر تاریخ ابن عساکر (ج۲،ص۴۰۶) الدرۃ الثمینۃ (ص ۳۹۷) مشکاۃ المصابیح، (ج۲،ص ۱۲۸ حدیث ۲۷۵۶) شفاء السقام (ص ۲۷۔۲۰) الروض الفائق (ص ۳۸۰) وفاء الوفاء (ج۴،ص ۱۳۴۰) کنز العمال ، (ج۵،ص ۶۵۱ حدیث ۴۲۵۸۲) نسیم الریاض (ج۳،ص۵۱۱) نیل الاوطار، (ج۵،ص۱۰۸) مصباح الظلام (ج۲،ص۳۵۱)

۱۔حافظ ابو بکر صنعانی ۲۔حافظ شیبانی ۳۔ابو یعلی موصلی

۴۔حافظ بغوی ۵۔طبرانی ۶۔حافظ ابن عدی

۷۔حافظ مقری ۸۔دار قطنی ۹۔بیہقی

۱۰۔ابن عساکر ۱۱۔ابن جوزی ۱۲۔ابن نجار بغدادی

۱۳۔ابن خلیل دمشقی ۱۴۔حافظ دمیاطی ۱۵۔احمد بن محمد حداد

۱۶۔ابو الحسینی مصری ۱۷۔خطیب تبریزی ۱۸۔سبکی

۱۹۔شیخ شعیب مصری ۲۰۔سمہودی ۲۱۔سیوطی

۲۲۔قاضی خفاجی ۲۳۔شیخ زادہ ۱۴۔شوکانی

۲۵۔دمیاطی

۴۔عبداللہ بن عمر ہی سے بطور مرفوع:

جو شخص حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر جفا کی۔(۱)

۱۔حافظ تمیمی ۲۔ابن عدی ۳۔دار قطنی

۴۔سبکی ۵۔سمہودی ۶۔قسطلانی

۷۔عجلونی ۸۔سید مرتضیٰ زبیدی ۹۔شوکانی

۵۔ابن عمر سے بطور مرفوع:

جو شخص میری قبر کی زیارت کرے میں اس کی شفاعت کروں گا اور جو شخص دونوں حرم میں سے کسی ایک میں مرجائے تو خدا بروز قیامت اسے مامون لوگوں میں اٹھائے گا۔(۲)

۱۔کتاب الجر وحین،(ج ۳،ص ۷۳) الکامل فی ضعفاء الرجال،(ج ۷،ص ۱۴ نمبر ۱۹۵۶) شفاء السقام،ص ۲۲۔۲۷) وفاء الوفاء ج ۲،ص ۳۹۸(ج ۴،ص ۱۳۴۲) المواہب اللدنیہ (ج ۴،ص ۵۷۱ (کشف الخفاج ۲،ص ۲۷۸) نیل الاوطار،ج ۴،ص ۳۲۵ (ج ۵،ص ۱۰۸)

۲۔مختصر تاریخ ابن عساکر،(ج ۲،ص ۴۰۷) شفاء السقام ص ۲۲ (ص ۲۹ حدیث ۶) سنن کبریٰ ج ۵،ص ۲۴۵ وفاء الوفاء ج ۲،ص ۳۹۹ (ج ۴،ص ۱۳۴۳) المواہب اللدنیہ (ج ۴،ص ۵۷۱) تمییز الطیب من الخبیث ص ۱۶۲ (ص ۱۸۴ حدیث ۱۳۹۵) کنوز الحقائق ص ۱۵۱ (ج ۲،ص ۱۰۷) کشف الخفاج ۲،ص ۲۷۸ (ج ۲ ص ۲۵۱ حدیث ۲۴۸۹)

۱۔ طیالسی	۲۔ ابونعیم	۳۔ بیہقی
۴۔ ابن عساکر	۵۔ ابن خلیل دمشقی	۶۔ سبکی
۷۔ سمہودی	۸۔ قسطلانی	۹۔ حافظ ابن الدبیع
۱۰۔ زین الدین مناوی	۱۱۔ شیخ اسماعیل عجلونی	

۶۔ حاطب بن ابی بلتعہ سے بطور مرفوع:

جو شخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی، اور جو شخص ان دو حرموں میں مرے قیامت میں مامون محشور ہوگا۔ (۱)

۱۔ دارقطنی	۲۔ بیہقی	۳۔ ابن عساکر
۴۔ ابن خلیل	۵۔ دمیاطی	۶۔ ابن الحاج
۷۔ سبکی	۸۔ شیخ شعیب	۹۔ سمہودی
۱۰۔ قسطلانی	۱۱۔ عجلونی	۱۲۔ شوکانی
۱۳۔ شیخ محمد بن درویش		

۷۔ ابن عمر سے بطور مرفوع:

جو شخص حج کرے اور میری قبر کی زیارت کرے اور میرے ساتھ کسی جنگ میں شریک رہا ہو اور بیت المقدس میں میرے اوپر صلوات پڑھے۔ خدا اس سے فرائض کی باز پرس نہ کرے گا۔ (۲)

۱۔ حافظ ازدی	۲۔ حافظ سلفی	۳۔ سبکی	۴۔ سمہودی اور شوکانی

۸۔ ابوہریرہ سے بطور مرفوع:

۱۔ سنن دارقطنی (ج۲، ص ۲۷۸ حدیث ۱۹۳) السنن الکبریٰ (ج۵، ص ۲۴۵) مختصر تاریخ ابن عساکر (ج۲، ص ۴۰۶) المدخل (ج۱، ص ۲۶۱) شفاء السقام ص ۲۵ (ص ۲۳، ۳۳ حدیث ۸) الروض الفائق ج۲، ص ۱۳۷ (ص ۳۸۰) وفاء الوفاء ج۲، ص ۳۹۹ (ج۴، ص ۱۳۴۴) المواہب اللدنیۃ (ج۴، ص ۵۷۱) کشف الخفاء ج۲، ص ۵۵۱ (ج۲، ص ۲۸۰ حدیث ۲۶۱۹) نیل الاوطار ج۴، ص ۳۲۵ (ج۵، ص ۱۰۸).

۲۔ شفاء السقام ص ۲۵ (ص ۳۴ حدیث ۹) وفاء الوفاء ج۲، ص ۴۰۰ (ج۴، ص ۱۳۴۴) نیل الاوطار، ج۴، ص ۳۲۶ (ج۵، ص ۱۰۹)

جوشخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری زیارت کی میں حشر میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔(۱)

۱۔ابن مردویہ ۲۔ابوسعد اصفہانی ۳۔ابوالفتوح یعقوبی
۴۔حافظ سمعانی ۵۔ابن انماطی ۶۔سبکی
۷۔سمہودی

۹۔انس بن مالک سے بطور مرفوع:

جس نے مدینے میں بعنوان قربتہ الی اللہ اور نیک عمل سمجھ کر میری زیارت کی میں اس کی شفاعت کروں گا۔ایک دوسری روایت میں ہے: جوشخص دونوں حرم میں کہیں مرے حشر میں مامون ہوگا۔جوشخص قصد قربت سے مدینہ میں زیارت کرے قیامت میں وہ میرے جوار میں ہوگا۔(۲)

۱۔ابن ابی الدنیا ۲۔حاکم نیشاپوری ۳۔بیہقی ۴۔قاضی عیاض
۵۔ابن عساکر ۶۔ابن جوزی ۷۔عبدالمومن دمیاطی ۸۔ابوعبداللہ عبدری
۹۔ابن قیم جوزیہ ۱۰۔سبکی ۱۱۔قسطلانی ۱۲۔سیوطی
۱۳۔شیخ زادہ ۱۴۔شوکانی ۱۵۔زرقانی ۱۶۔جراحی عجلونی
۱۷۔سید احمد ہاشمی ۱۸۔دمیاطی ۱۹۔شیخ منصور علی ناصف ۲۰۔ابن ابی فدیک

۱۰۔انس بن مالک سے بطور مرفوع:

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں زیارت کی۔اس پر میری شفاعت لازم ہوگئی، جوشخص استطاعت کے باوجود میری زیارت نہ کرے اس کا کوئی عذر مسموع

۱۔شفاء السقام، ص۲۶(ص۳۵)وفاء الوفاء ج۲،ص۴۰۰(ج۴،ص۱۳۴۵)

۲۔اشعب الایمان، (ج۳،ص۴۹۰ حدیث ۴۱۵۸)الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ(ص۳۶)مختصر ابن عساکر(ج۲،ص۴۰۶)شفاء السقام ص۲۷(۳۶)وفاء الوفاء ج۲،ص۴۰۰(ج۴،ص س۱۳۴۵)المواہب اللدنیہ(ج۴،ص۵۷۲)کنز العمال، ج۸،ص۹۹(ج۱۲،ص۲۷۲حدیث ۳۵۰۰۰)نیل الاوطار، ج۴،ص ۳۲۶(ج۵،ص۱۰۹)مختار الاحادیث النبویۃ ص۱۶۹(ص۱۷۹)مصباح الظلام، ج۲،ص۱۴۴(ج۱۲،ص۳۵۱حدیث ۶۳۰)التاج الجامع للاصول، ج۲،ص۲۱۶)ج۲،ص۱۹۰)

نہیں۔(۱)

۱۔ابن نجار	۲۔سبکی	۳۔زین الدین عراقی
۴۔سمہودی	۵۔قسطلانی	۶۔عجلونی

۱۱۔ابن عباس سے بطور مرفوع:

جوشخص میری وفات کے بعد میری زیارت کرے گویا زندگی میں میری زیارت کی۔ جوشخص میری قبر کے سامنے کھڑا ہو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا۔(۲)

۱۔عقیلی	۲۔ابن عساکر	۳۔شوکانی

۱۲۔حضرت علیؑ سے بطور مرفوع اور غیر مرفوع:

جوشخص میری قبر کی زیارت کرے بعد مرگ گویا کہ زندگی میں میری زیارت کی جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔(۳)

۱۔ابوالحسین حسنی	۲۔خرگوشی	۳۔ابن عساکر
۴۔ابن نجار	۵۔دمیاطی	۶۔سبکی
۷۔شیخ شعیب	۸۔سمہودی	۹۔مناوی

۱۳۔بکر بن عبداللہ سے بطور مرفوع:

جوشخص میری زیارت کے لئے مدینہ آئے قیامت کے دن اس کی شفاعت مجھ پر لازم ہوگی۔ جو

۱۔ الدرة الثمینہ ص ۳۹۷ شفاء السقام، ص ۲۸ (ص ۳۷) المواہب اللدنیۃ، (ج۴، ص ۵۷۲) وفاء الوفاء ج۲، ص ۴۰۰ (ج۴، ص ۱۳۴۶) کشف الخفاء، ج۲، ص ۲۷۸ (ج۲، ص ۲۵۰ حدیث ۲۴۸۹)

۲۔ الضعفاء الکبیر، (ج۳، ص ۴۵۷ نمبر ۱۵۱۳) تاریخ مختصر ابن عساکر، (ج۲، ص ۴۰۶) شفاء السقام، ص ۲۱ (ص ۳۸) وفاء الوفاء، ج۲، ص ۴۰۱ (ج۴، ص ۱۳۴۶) نیل الاوطار، ج۴، ص ۳۲۵؛ ص ۳۲۶ (ج۵، ص ۱۰۸)

۳۔ شرف المصطفیٰ (ص ۴۲۱، ۴۶۶) مختصر تاریخ ابن عساکر (ج۲، ص ۴۰۶) الدرة الثمینہ (ص ۳۹۷) شفاء السقام ص ۲۹ (ص ۳۹) الروض الفائق، ج۲، ص ۱۳۷ (ص ۳۰۸) وفاء الوفاء ج۲، ص ۴۰۱ (ج۴، ص ۱۳۴) کنوز الحقائق، ص ۱۴۱ (ج۲، ص ۱۰۸)

شخص دو حرموں میں کہیں مرے قیامت میں مامون ہوگا۔(۱)

۱۔ابوالحسین حسنی ۲۔سبکی ۳۔سمہودی

۱۴۔ابن عمر سے بطور مرفوع:

جس نے میری وفات کے بعد زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔(۲)

۱۔حافظ نسائی ۲۔طبرانی ۳۔حافظ ابن عدی

۴۔ابوالشیخ انصاری ۵۔دار قطنی ۶۔بیہقی

۷۔قاضی عیاض ۸۔خفاجی ۹۔مناوی

۱۰۔عجلونی

۱۵۔ابن عباس سے بطور مرفوع:

جو شخص مکہ کا قصد کرے پھر میری مسجد کا قصد کرے اس کے لئے دو حج مقبول کا ثواب ہے۔(۳)

۱۔مسند فردوس ۲۔وفاء الوفا ۳۔نیل الاوطار

۱۶۔بنی خطاب کے ایک شخص سے بطور مرفوع:

جو شخص از روئے قصد میری وفات کے بعد زیارت کرے وہ قیامت میں میرا ہمسایہ ہوگا۔جو شخص دونوں حرموں میں کہیں مر جائے وہ قیامت میں مامون ہوگا۔شجامی نے اضافہ کیا ہے کہ جو شخص ساکن مدینہ ہو جائے اور بلاؤں پر صبر کرے میں اس کا قیامت میں گواہ اور شفیع ہوں گا۔(۴)

۱۔شفاء السقام، ص۳۰ (ص۴۰) وفاء الوفاء، ج۲، ص۴۰۲ (ج۴، ص۱۳۴۸)

۲۔المعجم الاوسط، ج(۱، ص۲۰۱ حدیث ۲۸۹) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج۲، ص۳۸۲ نمبر ۱۳۶) السنن الکبریٰ (ج۵، ص۲۴۶) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ (ج۲، ص۱۹۵) نسیم الریاض فی شرح الشفاء (ج۳، ص۵۱۴) کنوز الحقائق، ص۱۴۱ (ج۲، ص۱۰۸) کشف الخفاء، ج۲، ص۲۵۱)

۳۔وفاء الوفاء، ج۲، ص۴۰۱ (ج۴، ص۱۳۴۷) نیل الاوطار، ج۴، ص۳۲۶ (ج۵، ص۱۰۹)

۴۔ الضعفاء الکبیر، (ج۴، ص۳۶۲ نمبر ۱۹۷۳) سنن دار قطنی (ج۲، ص۲۷۸ حدیث ۱۹۳) شعب الایمان، (ج۳، ص۴۸۸ حدیث ۴۱۵۲) مختصر تاریخ ابن عساکر (ج۲، ص۴۰۶) مشکاۃ المصابیح، (ج۲، ص۱۲۸ حدیث ۲۷۵۵) وفاء الوفا ج۲، ص۳۶۲ نمبر ۱۳۹۹ (ج۴، ص۱۳۴۳)

۱۔ عقیلی ۲۔ دار قطنی ۳۔ حاکم

۴۔ بیہقی ۵۔ ابن عساکر ۶۔ عبد المومن دمیاطی

۷۔ خطیب عمری تبریزی ۸۔ تقی الدین سبکی ۹۔ نور الدین سمہودی

۱۷۔ ابن عمر سے بطور مرفوع:

جو مدینہ میں میری زیارت کرے میں اس کا قیامت میں شفیع اور گواہ رہوں گا۔

وفاء الوفا کے مطابق دار قطنی نے اس کی روایت کی ہے۔(۱)

۱۸۔ رسول خداؐ سے مروی ہے:

جو فارغ البال ہو اور میری زیارت کا قصد نہ کرے اس نے مجھ پر جفا کی۔(۲)

۱۔ ابن فرحون ۲۔ غزالی ۳۔ قسطلانی ۴۔ عجلونی

۱۹۔ رسول خداؐ سے:

جو میری زیارت وفات کے بعد کرے اور مجھ پر سلام کرے تو میں اس پر دس بار سلام کرتا ہوں، اس کی دس ملائکہ زیارت کرتے ہیں، سبھی اسے سلام کرتے ہیں اور مجھے اپنے گھر سے سلام کرے تو خدا میری روح کو لوٹاتا ہے تاکہ میں اسے سلام کروں۔(۳)

شیخ شعیب حریفیش نے روض الفائق میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۔ ابو عبد اللہ محمد بن علاء کہتے ہیں:

میں مدینے گیا مجھ پر سخت بھوک کا غلبہ تھا اسی حالت میں زیارت قبر رسولؐ کی۔ رسولؐ اور شیخین کو سلام کر کے کہا: اے خدا کے رسولؐ! مجھ پر بھوک کا غلبہ ہے جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں آج رات آپ کا مہمان ہوں۔ اتنے میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ خواب میں رسول خداؐ نے مجھے ایک

۱۔ سنن دار قطنی (ج ۳، ص ۲۷۸ حدیث ۱۹۴) وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۳۹۸ (ج ۴، ص ۱۳۴۲)

۲۔ احیاء العلوم، ج ۱، ص ۲۴۶ (ج ۱، ص ۲۳۱) المواہب اللدنیۃ (ج ۴، ص ۵۷۱) کشف الخفاء ج ۲، ص ۲۷۸۔

۳۔ الروض الفائق، ج ۲، ص ۱۳۷ (ج ۳۸۰)

روٹی مرحمت فرمائی۔ میں نے نیند کے عالم میں آدھی روٹی کھائی اور خواب سے بیدار ہوا تو میرے ہاتھ میں آدھی روٹی تھی۔ اس وقت مجھ پر اس ارشاد کی حقیقت روشن ہوئی کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے اس نے واقعی مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں متمثل نہیں ہوسکتا۔ پھر میں نے ایک آواز سنی: اے ابوعبداللہ! جو بھی میری قبر کی زیارت کرتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور کل بروز قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس مفہوم کے سات شعر روض الفائق (۱) میں ہیں:

من زار قبر محمد	نال الشفاعة فی غد
باللہ کرر ذکرہ	وحدیثہ یا منشدی
واجعل صلاتک دائما	جھرا علیہ تھتدی
فھو الرسول المصطفی	ذوالجود والکف الندی
وھو المشفع فی الوریٰ	من ھول یوم الموعد
والحوض مخصوص بہ	فی الحشر عذب المورد
صلی علیہ ربنا	مالاح نجم الفرقد

۲۱۔ حدیث مرفوع:

اس کا کوئی عذر لائق سماعت نہیں جو خوشحال ہوتے ہوئے میری زیارت نہ کرے۔

شیخ زادہ نے مجمع الانہر میں اسے نقل کیا ہے۔ (۲)

۲۲۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا:

جو شخص قبر رسول کی زیارت کرے وہ ان کے جوار میں رہے گا۔ (۳)

۱۔ ابن عساکر ۲۔ شوکانی

﴿فلعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا فبای

۱۔ الروض الفائق، ج۲، ص۱۳۸ (س۳۸۱) ۲۔ مجمع الانہر، فی شرح ملتقی الابحر، ج۱، ص۱۵۷۔

۳۔ مختصر تاریخ ابن عساکر (ج۲، ص۴۰۶) نیل الاوطار ج۴، ص۳۲۶ (ج۵، ص۱۰۹)

حدیث بعد یومنون ﴾(تو کیا آپ شدت افسوس سے ان کے پیچھے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے)(۱)

مشائخ اربعہ کے اعلانات

مذاہب اربعہ کے بزرگوں نے زیارت قبر رسولؐ کے متعلق بہت زیادہ اور والہانہ انداز میں تاکید فرمائی ہے۔ہم یہاں چالیس علماء کے ارشادات کا خلاصہ پیش کرر ہے

۱۔ابوعبداللہ حلیمی جرجانی (متوفی ۴۰۳) منہاج میں کہتے ہیں کہ آج ان کی تعظیم زیارت کرنے میں ہے۔(۲)

۲۔ابوالحسن محاملی (متوفی ۴۲۵) تجرید میں کہتے ہیں: حاجی کے لئے مستحب ہے کہ قبر رسولؐ کی بھی زیارت کرے۔

۳۔قاضی طاہر بن عبداللہ طبری (متوفی ۴۵۰) حج وعمرہ کے بعد زیارت قبر رسول مستحب ہے۔

۴۔قاضی القضاۃ ماوردی (متوفی ۴۵۰) احکام سلطانیہ میں کہتے ہیں: معلم اپنے حاجیوں کو لے کر زیارت کے لئے مدینہ جائے کیونکہ ان کی حرمت اور حقوق کی ادائیگی کا تقاضہ یہی ہے۔اگرچہ فرض نہیں لیکن استحباب تاکیدی ضرور ہے۔(۳)

۵۔صقلی (متوفی ۴۶۶) تہذیب میں کہتے ہیں کہ امام مالک اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی کہے ہم نے قبر رسولؐ کی زیارت کی۔کیونکہ زیارت ایسی چیز ہے کہ چاہے تو بجالائے چاہے تو چھوڑ دے حالانکہ زیارت واجب ہے۔صقلی کہتے ہیں: یعنی سنت واجب ہے۔(۴)

۶۔فقیہ شافعی ابواسحاق، مہذب میں کہتے ہیں کہ زیارت قبر رسول مستحب ہے۔(۵)

۱۔سورہ کہف آیت/۶
۲۔المنہاج (ج۲،ص۱۳۰)
۳۔الاحکام السلطانیہ،ص۱۰۵ (ج۲،ص۲۰۹)
۴۔المدخل،ج۱،ص۲۵۶
۵۔المہذب (ج۱،ص۲۳۳)

۷۔ابوالخطاب کلوذانی فقیہ،ہدایہ میں کہتے ہیں:زیارت قبر رسول مستحب ہے۔

۸۔قاضی عیاض مالکی کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک زیارت قبر رسول مستحب ہے اس کی بڑی ترغیب آئی ہے(۱)...حاجی کے لئے ضروری ہے کہ زیارت کے لئے جائے اور وہاں نماز اور ضریح کا بوسہ لے۔(۲)

۹۔ابن ہبیرہ:چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ زیارت قبر رسول مستحب ہے۔(۳)

۱۰۔حافظ ابن جوزی نے زیارت کا ایک باب قائم کرکے حدیثیں نقل کی ہیں۔

۱۱۔عبدالکریم مالکی،اپنی مناسک میں لکھتے ہیں:حج وعمرہ سے فارغ ہوکر مسجد رسولؐ میں آئے ،وہاں نبی پر سلام کرے پھر نماز ودعاء کے بعد بقیع جائے جہاں صحابہ وتابعین کی قبریں ہیں۔اسے کسی حالت میں ترک نہ کرے۔

۱۲۔ابن ابی سنینہ،المستوعب میں لکھتے ہیں:قبر رسولؐ پر جانے سے پہلے مستحب ہے کہ غسل کرے پھر آگے آداب زیارت،کیفیت سلام اور دعاء وداع کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۔شیخ ابن قدامہ مقدسی،استحباب زیارت نبیؐ کا باب قائم کرکے دارقطنی کی روایات لکھی ہیں۔(۴)

۱۴۔نووی،منہاج میں:حج کے بعد مستحب ہے آب زمزم پئے اور قبر رسولؐ کی زیارت کرے۔(۵)

۱۵۔نجم الدین بن حمدان حنبلی،رعایۃ الکبریٰ میں:حج کے بعد زیارت قبر رسول مستحب ہے۔

۱۶۔قاضی حسین،شفاء میں ہے:حج سے فراغت کے بعد''ملتزم''میں توقف اور آب زم زم پینا مستحب ہے پھر مدینہ جاکر زیارت رسول کرے۔

۱۷۔قاضی سروجی:حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ حج وعمرہ کے بعد مدینہ جائیں اور زیارت کریں۔

۱۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ(ج۲،ص۱۹۴)

۲۔خفاجی کی شرح شفا(ج۳،ص۵۱۵)

۳۔ابن الحاج کی المدخل،ج۱،ص۲۵۶۔

۴۔المغنی ج(۶،ص۵۸۸)

۵۔المنہاج مطبوع بر حاشیہ المغنی ج۱،ص۴۹۴(ج۱،ص۵۱۱)

۱۸۔ امام قیروانی مالکی، مدخل میں لکھتے ہیں: تعظیم انبیاء کا مطلب یہ ہے کہ زائر دور و نزدیک سے حاضر ہونے کا ارادہ کرے جب قبر کے نزدیک پہونچے تو کوشش کرے کہ ادب واحترام اور خشوع باقی رہے، حضور قلب سے انھیں دیکھے کیونکہ نہ وہ کہنہ ہوتے ہیں نہ تغیر واقع ہوتا ہے۔ حمد خدا کے بعد ان پر درود پڑھے، پیرو کار اصحاب کے لئے رحم ورضا کی دعا کرے پھر ان کے وسیلے سے اپنی حاجت بارگاہ خدا میں بیان کرے، مغفرت کی دعا کرے، ان سے ترسیل کا طلب گار ہو کیونکہ سنت خدا یہی ہے کہ حاجتیں انھیں کے وسیلے سے برآتی ہیں۔ جو نزدیک نہ پہونچ سکتا ہو وہ انھیں دور سے سلام کرے اور مغفرت وحاجات طلب کرے۔ رسول اکرمؐ کی زیارت میں کچھ زیادہ مراعات کرے کیونکہ آپ کی شفاعت رد نہ ہوگی، وہ قطب دائرہ کمال ہیں۔ جو شخص آپ سے توسل کا خواستگار ہو خدا اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ کیونکہ خدا وعدہ خلاف نہیں، اس نے وعدہ کیا ہے کہ جو رسول اکرمؐ کے سامنے کھڑا ہو کر طلب مغفرت کرے تو خدا اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ اس کا انکار دشمن دین اور منکر دین ہی کر سکتا ہے۔

۱۹۔ شیخ سبکی شافعی نے شفاء السقام میں تردید ابن تیمیہ کرتے ہوئے چاروں مذاہب کے علماء کے اقوال نقل کئے ہیں کہ انھوں نے قبر رسولؐ کی زیارت کو مستحب کہا ہے۔ حنفیوں کے نزدیک زیارت افضل قربات بلکہ واجبات میں ہے۔ اس کی صراحت ابو منصور کرمانی، بلدحی اور ابولیث قندی نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ پھر آگے ابن تیمیہ کے نظریات کی علمی وجذباتی تردید کی ہے۔ (۱)

۲۰۔ زین الدین مراغی تحقیق النصرۃ میں کہتے ہیں کہ ہر مسلمان کے لئے زیارت قبر رسول کو تقرب کا ذریعہ سمجھنا لازم ہے۔ آیات واحادیث سے اس کا اثبات کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آیت میں ارشاد ہے۔ ﴿واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات﴾ ''اپنے اور جملہ مومنین ومومنات کے لئے طلب مغفرت کرو''۔ اس لئے کہ اگر کوئی مومن طلب مغفرت کے لئے جائے گا تو بخششیں وتوبہ لامحالہ حاصل ہو جائیں گی۔ (۲)

۱۔ شفاء السقام، (۴۸، ۵۹، ۶۱، ۶۲ (ص ۶۴، ۷۹، ۸۲، ۸۵)

۲۔ تحقیق النصرۃ فی تاریخ دار الہجرۃ (ج ۱۰۲) المواہب اللدنیۃ، (ج ۴، ص ۵۷۲)

۲۱۔ سمہودی وفاء الوفا میں لکھتے ہیں: استحباب زیارت پر سب کا اجماع ہے بلکہ ظاہر حکم وجوب ہے۔(۱)

۲۲۔ حافظ قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں: زیارت قبر شریف، بزرگ ترین عوامل تقرب خداوندی ہے اور طاعات کا بالاترین درجہ ہے۔(۲) بلکہ مالکیوں نے تو وجوب کا حکم دیا ہے۔(۳) عمر بن عبد العزیز کچھ لوگوں کو مدینہ بھیجتے تھے کہ ان کا سلام رسول اکرمؐ تک پہونچا دیں۔ پس قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے سفر قرب خدا کا سبب ہے۔ پھر آگے ابن تیمیہ کے واہی نظریات کی تردید کی ہے۔(۴)

۲۳۔ شیخ الاسلام ابو یحییٰ انصاری بھی زیارت کو مستحب فرماتے ہیں اور اسنی المطالب میں اس کے احکام لکھتے ہیں۔(۵)

۲۴۔ ابن حجر: اگر آپ کہیں کہ زیارت رسولؐ پر اجماع کیسے کہتے ہیں جب کہ متاخرین میں ابن تیمیہ اس کے مخالف ہیں۔ ان کے دلائل دیکھ کر طبیعت متنفر ہو جاتی ہے۔ وہ اس کے برخلاف دعویٰ کرتا ہے کہ زیارت قبر رسولؐ کی حرمت پر سب کا اجماع ہے تو جواب میں کہا جائے گا کہ ابن تیمیہ کون ہے کہ اس کی بات پر توجہ دی جائے۔ بے شمار علماء نے اس کے خبیث نظریات کی مخالفت کی ہے۔ اور آگے اس کا علمی جواب دیا ہے اور اس کی ضلالت و گمراہی کے ثبوت فراہم کئے ہیں۔

۲۵۔ خطیب شربینی: زیارت قبر رسولؐ بزرگ ترین عوامل تقرب خداوندی برائے مرد و عورت ہے۔ انہوں نے دوسرے انبیاء و صالحین کی قبور کو بھی شامل کیا ہے جو بظاہر صحیح ہے۔ اذرعی نے اس کی تردید کر کے کہا ہے کہ اگر دوسرے قبور کو بھی شامل کر لیا جائے تو والدین اور دوسرے خاندان کے لوگوں کی قبروں کی زیارت بھی جائز ہوگی وہ صلہ رحم کے معاملے میں صالحین کے ولی ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ انھیں شامل نہ کیا جائے یہ سمجھنا کہ زیارت رسولؐ صرف حاجیوں کے لئے ہے غلط ہے، زیارت عام آدمی کے لئے مستحب ہے خواہ حاجی ہو یا نہ ہو۔ حاجیوں کو تاکید دو وجہ سے ہے: اول یہ کہ دور سے حج کرنے

۱۔ وفاء الوفاء، ج ۲ ص ۴۲۱ (ج ۴، ص ۱۳۶۲)
۲۔ المواہب اللدنیہ، (۴، ص ۵۷۰.
۳۔ المدخل، (ج ۱، ص ۲۵۶)
۴۔ اسنی المطالب شرح روض الطالب، ج ۱، ص ۵۰۱.
۵۔ الجواہر المنظم فی زیارۃ القبر المکرم ص ۱۲.

آتے ہیں اس لئے مدینہ نہ جانا سخت معیوب ہے۔ دوسرے خود رسولؐ نے فرمایا ہے کہ جو حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر جفا کی۔(۱)

۲۶۔ شیخ زین الدین مناوی، زیارت رسولؐ کو تکمیل حج کا ذریعہ اور صوفیوں کی نظر میں واجب سمجھتے ہیں۔ یہ زیارت درحقیقت شفاعت کے لئے، بے چاروں کی رسولؐ کی طرف ایک ہجرت ہے(۲)

۲۷۔ شیخ شرنبلانی: زیارت رسولؐ بلند ترین عوامل تقرب بلکہ واجبات میں سے ہے۔ اس لئے کہ رسولؐ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ رسولؐ آج بھی زندہ ہیں اور وہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں صرف ہماری آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے آپ کی زیارت کا انکار کرتے ہیں۔(۳)

۲۸۔ قاضی القضاۃ خفاجی: ابن تیمیہ و ابن قیم کے مہمل گفتار کا جواب سبکی نے مستقل تصنیف میں دیا ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ نجیب افراد دوڑ کر قبر رسول کی زیارت کرتے ہیں، وہاں اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں جو پوری ہوتی ہیں۔(۴) ابن تیمیہ سمجھتے ہیں کہ وہ توحید کی حمایت کر رہے ہیں حالانکہ قطعی حماقت کر رہے ہیں۔ رسول کا ارشاد کہ "لا تتخذوا قبری عیدا" میری قبر پر عید نہ مناؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر پر جشن منانے کے انداز سے نہ آؤ یا پھر مقصد یہ کہ میری قبر پر سال میں ایک دن مخصوص کر کے نہ آؤ بلکہ سال کے جس دن بھی تمہیں موقع ملے میری قبر پر حاضری دو۔ زیارت قبر رسولؐ پر تمام علماء کا اجماع ہے۔(۵)

۲۹۔ شیخ عبدالرحمٰن زادہ بھی زیارت کو پسندیدہ ترین مستحبات میں بلکہ نزدیک بہ واجب قرار دیتے ہیں۔ پھر اس سے متعلق چھ حدیثیں لکھ کر آداب زیارت بیان کرتے ہیں۔(۶)

۱۔ مغنی المحتاج، ج ۱، ص ۳۵۷ (ج ۱، ص ۳۶۵) ج ۱، ص ۵۱۲)

۲۔ شرح الجامع الصغیر، ج ۶، ص ۱۴۰۔ ۳۔ مراقی الفلاح (ص ۱۰۵)

۴۔ نسیم الریاض فی شرح الشفاء، ج ۳، ص ۵۶۶ (ج ۳، ص ۵۱۴)

۵۔ نسیم الریاض فی شرح الشفاء ج ۳، ص ۵۷۷ (ج ۳، ص ۵۲۳)

۶۔ مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر، ج ۱، ص ۱۵۷۔

۳۰۔علاءالدین حصکفی: زیارت قبر رسول مستحب بلکہ مستطیع کے لئے واجب ہے۔(۱)

۳۱۔ابوعبداللہ زرقانی: سلف سے یہ پسندیدہ عمل رہا ہے، جب عمر نے بیت المقدس کے لوگوں سے مصالحت کی، کعب الاحبار کے پاس آئے اور مبارک باد دی۔عمر نے کہا: میرے ساتھ زیارت قبر رسولؐ کے لئے چلو گے؟ کہا: ہاں۔(۲)

۳۲۔ابوالحسن سندی، شرح سنن ماجہ میں لکھتے ہیں کہ زیارت قبر رسول مستحب موکدہ ہے۔اور پھر حدیثیں لکھی ہیں اور ان کی صحت پر مدلل بحث کی ہے۔(۳)

۳۳۔شیخ محمد بن علی شوکانی، نیل الاوطار میں: زیارت رسولؐ کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر علماء اس کے استحباب کے قائل ہیں، حنفیوں کے یہاں واجب ہے۔جو لوگ اس کو غیر شرعی کام سمجھتے ہیں ان پر تنقید کی ہے۔(۴)

۳۴۔شیخ محمد امین بن عابدین: زیارت رسولؐ تمام مسلمانوں کے نزدیک مستحب ہے۔اختلاف اس میں ہے کہ عورتوں پر بھی زیارت مستحب ہے یا نہیں تو چند طریقوں سے ان پر بھی مستحب ہے۔صحیح تر مذہب یہ ہے کہ مرد و عورت سب پر مستحب ہے، بعض نے زیارت کو واجب قرار دیا ہے جب کہ وہ مستطیع ہوں۔آگے تائید میں چھ علماء کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔(۴)

۳۵۔شیخ درویش حوت بیروتی، حاشیہ حسن الاثر پر لکھتے ہیں: زیارت رسولؐ مطلوب شرعی ہے اور یہ خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے جس طرح رسولؐ، زمانہ حیات میں خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ تھے۔جو شخص اس بات کا انکار کرے وہ نہایت درجے کا احمق اور جاہل ہے۔(۵)

۳۶۔شیخ ابراہیم باجوری: زیارت قبر رسولؐ تمام لوگوں پر خواہ وہ حاجی ہوں یا نہ ہوں مستحب موکدہ ہے۔جو شخص آپ کی زیارت کا قصد کر کے مدینہ جائے اسے راستے میں درود شریف وسلام پڑھتے

۱۔الدر المختار، (ص ۱۹۰) ۲۔شرح المواہب، ج ۸، ص ۲۹۹.

۳۔شرح سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۲۶۸، سنن دار قطنی (ج ۲، ص ۲۷۸ حدیث ۱۹۴)

۴۔نیل الاوطار، ج ۴، ص ۳۲۴ (ج ۵، ص ۱۰۷) ۴۔رد المختار علی الدر المختار ج ۲، ص ۲۶۳ (ج ۲، ص ۲۵۷.

۵۔حاشیہ حسن الاثر ص ۲۴۶.

رہنا چاہئے۔ جب مدینے کے اشجار پر نگاہیں پڑیں تو درود وسلام میں زیادتی کر دینی چاہئے۔(۱)

۳۷۔ شیخ حسن عدوی حمزاوی، زیارت کو قرآن وسنت اور اجماع وقیاس سے ثابت کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں: جو شخص اس حقیقت کو سمجھ لے گا کبھی زیارت میں کوتاہی نہ کرے گا۔(۲)

۳۸۔ سید محمد جردانی دمیاطی: زائر کے لئے دس کرامتیں ہیں: (۳)

۱۔ بالاترین مرتبہ ملتا ہے۔ ۲۔ بلندترین مطلوب حاصل ہوتا ہے۔
۳۔ حاجتیں برآتی ہیں۔ ۴۔ مواهب الٰہی حاصل ہوتے ہیں۔
۵۔ بلاؤں سے نجات ملتی ہے۔ ۶۔ عیوب سے پاک ہوتا ہے۔
۷۔ مصائب ٹلتے ہیں۔ ۸۔ بلائیں رد ہوتی ہے۔
۹۔ انجام بخیر ہوتا ہے۔ ۱۰۔ آفاق کی رحمتیں اس کے شامل حال ہوتی ہیں۔

مختصر یہ کہ زیارت افضل قربات اور واجب ہے۔

۳۹۔ شیخ عبد الباسط فاخوری مفتی بیروت، کفایۃ (۴) کی بارہویں فصل میں زیارت کے مستحب موکدہ ہونے کو بیان کرتے ہیں۔ پھر احادیث سے اس کا اثبات کرکے فرماتے ہیں کہ کم سے کم کہے: السلام علیک یا رسول اللہ۔ اس کے بعد شیخین اور آٹھ اسطوانہ (اسطوانۂ نماز رسولؐ، اسطوانۂ عائشہ، اسطوانۂ توبہ، اسطوانۂ سریر، اسطوانۂ علی، اسطوانۂ وفود، اسطوانۂ جبرئیل اور اسطوانۂ تہجد) سے برکت حاصل کرنے کو نقل کیا ہے۔

۴۰۔ شیخ عبد المعطی سقا زیارت کو مستحب اور حاجی کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔ پھر آداب زیارت لکھتے ہیں۔(۵)

۴۱۔ شیخ محمد زاہد کوثری تکملۃ السیف (۶) میں: زیارت رسولؐ کی بہت زیادہ تصریح ہے۔ پھر مختلف دانشوروں کے اقوال نقل کئے ہیں، انھوں نے زیارت کے متعلق حرام اور واجب کے اقوال نقل کرکے

۱۔ حاشیہ علی شرح ابن المغوری ج۱، ص۳۴۷۔ ۲۔ کنز المطالب، ص۲۳۹۔۱۷۰۔
۳۔ مصباح الظلام، ج۲، ص۱۴۵ (ج۲، ص۳۵۱) ۴۔ الکفایۃ الذوی العنایۃ، ص۱۲۵۔
۵۔ الارشادات السنیۃ، ص۲۶۰۔ ۶۔ تکملۃ السیف الصقیل، ص۱۵۶۔

واجب ہونے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جو لوگ اسے حرام کہتے ہیں ان کے دل میں دشمنی رسولؐ ہے۔ ابن تیمیہ کے بقول امام ابن الوفاء کا کہنا ہے کہ سفر برائے زیارت رسولؐ معصیت ہے اس لئے زائر کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ حالانکہ ابن الوفاء نے ہرگز یہ بات نہیں کہی بلکہ اپنی کتاب تذکرہ میں زیارت کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔

۴۲۔ فقہاء مصر کی کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے کہ زیارت رسولؐ افضل ترین مستحبات میں ہے۔ پھر آگے چھ احادیث میں زیارت رسولؐ و شیخین کے آداب لکھے ہیں۔ (۱)

﴿هُدُوا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ﴾ اور انہیں پاکیزہ قول کی طرف ہدایت دی گئی ہے اور انہیں خدائے حمید کے راستہ کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ (۲)

تین اہم فروعات

گذشتہ بحث سے معلوم ہوا کہ زیارت رسولؐ مستحب موکدہ ہے۔ اس سلسلے میں تین باتوں کا تذکرہ ضروری ہے:

۱۔ فقہائے مذاہب میں اختلاف ہے کہ حج و زیارت میں کسے مقدم کیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے مکہ جائے اور بعض پہلے مدینہ جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

امام احمد نے مناسک کبیر میں مکہ سے ابتداء کو ترجیح دی ہے اور ابراہیم نخعی، مجاہد، عدی، علقمہ وغیرہ کی سندیں پیش کی ہیں۔ ان روایت میں بعض مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۳)

شیخ علی قاری مکہ ہی کو ترجیح دیتے ہیں: مناسب ہے کہ حج کے بعد زیارت کی جائے کیونکہ حق اللہ حق الرسولؐ سے مقدم ہے۔ (۴)

۲۔ تمام مکاتب فکر متفق ہیں کہ نیابت میں زیارت کرائی جا سکتی ہے اس سلسلے میں بیہقی، نیلی، سبکی،

۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج۱، ص۵۹۰ (ج۱ص۷۱۱)　　۲۔ سورۂ حج آیت ۲۴

۳۔ شفاء السقام، (۵۷)　　۴۔ المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، ج۳، ص۲۸۴ (ج۵، ص۶۳۲ حدیث ۲۷۵۶)

ابو اللیث سمرقندی، عبد الحق صقلی، عبد الحق محدث دہلوی، ابن بطہ وغیرہ نے اس کو جائز کہا ہے۔(۱) اور عمر بن عبد العزیز کا واقعہ نقل کیا ہے کہ یزید بن ابی سعید جب مکہ سے نکلا تو عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ مجھے تم سے ایک حاجت ہے کہ جب مدینہ جانا تو قبر رسولؐ پر میری طرف سے سلام کہنا۔ نیز ابو القاسم کہتے ہیں کہ جب مکہ سے چلنے لگا تو قاسم بن غسان نے کہا کہ جب مدینہ پہونچنا تو آنحضرت کو میرا سلام کہنا۔ ابو القاسم کہتے ہیں جب میں نے مسجد النبیؐ میں قدم رکھا تو مجھے خیال آیا۔

۳۔ مسجد الحرام جانے کی نذر کرنا شرعی لحاظ سے ثابت ہے لیکن مدینہ کی نذر، کعبہ و بیت المقدس سے افضل ہے۔ اگر کوئی مدینہ جانے کی نذر مانے تو اس کو وفا کرنا ضروری ہے۔ ابن الحاج اور سبکی وغیرہ کہتے ہیں کہ جو اس کی صحت میں شک مانے وہ مشرک یا معاند ہے۔(۲) قاضی ابن کج کہتے ہیں کہ جو شخص قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے نذر مانے میرے نزدیک اس کا پورا کرنا لازم ہے۔

علماء اہل سنت کی نظر میں آداب زیارت رسولؐ

اب یہاں مصادر اہل سنت سے آداب زائر کے نصوص پیش کئے جاتے ہیں۔(۳) حنفی و شافعی علماء نے مندرجہ ذیل آداب لکھے ہیں:

نیت خالص کرے کیوں کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔(۴) شوق دائم باقی رکھے۔ جب گھر سے نکلے تو دعا پڑھے جو کتابوں میں مذکور ہے۔ راستے میں درود و سلام پڑھتا رہے۔ جب روضۂ رسولؐ پر نظر پڑے تو خشوع و خضوع میں اضافہ کرے، مناسب ہے کہ سواری پر ہو تو پاپیادہ ہو جائے کیونکہ عبد القیس کے قافلے والوں نے رسول کو دیکھ کر اپنے کو سواری سے اتار دیا تھا۔ رسولؐ کی تعظیم حیات و ممات میں

۱۔ شعب الایمان (ج۳، ص۴۹۱ حدیث ۴۱۶۶) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ (ج۲، ص۱۹۸) شفاء السقام، ص۴۱، ۵۰ (۶۶، ۵۶، ۶۷)

۲۔ المدخل ج۱، ص۲۵۶، شفاء السقام، ص۵۳ (ص۷۲، ۹۶)

۳۔ اس بارے میں فاکہی نے مستقل رسالہ فی آداب زیارۃ افضل الرسولؐ نام کا لکھا ہے جو شبراوی کی الاتحاف مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر چھپا ہے۔

۴۔ نووی کی شرح صحیح مسلم (ج۹، ص۱۶۸)

یکساں ہونی چاہئے۔ فقہاء کا حکم بھی یہی ہے اور بزرگوں کا عمل بھی یہی رہا ہے۔(۱) جب مدینہ پہونچے تو حرم نبیؐ میں داخل ہونے کی دعا پڑھے۔ غزالی کہتے ہیں کہ جب مدینے کے درودیوار اور درخت نظر آئیں تب ہی دعا پڑھے۔ جب ذوالحلیفہ پہونچے تو معرس پر ٹھہر جائے۔ مدینہ میں داخل ہونے سے قبل بئر حرہ پر غسل کرے پھر پاک صاف کپڑے پہنے۔ بعض نادان سواری سے اُتر کر میلے کپڑے پہن لیتے ہیں انھیں روکنا چاہئے۔ باب البلد پر دعا پڑھے۔(۲) قبر و بارگاہ دیکھے تو وقار و سکینہ پیدا کرے۔ تعظیم میں کوتاہی نہ کرے۔ مسجد اور حرم دیکھ کر خضوع و خشوع میں اضافہ کرے۔ بہتر ہے کہ زائر باب جبرئیل سے داخل ہو جب کہ تمام زائروں کا دستور ہے کہ باب السلام سے داخل ہوتے ہیں۔ دروازے میں داخل ہو کر ادب سے ذرا دیر کھڑا رہے جیسے بزرگوں کی تعظیم کی جاتی ہے۔(۳) داخل حرم ہونے سے قبل دل کو کدورتوں سے پاک کرلے۔ مخصوص دعاؤں کی تلاوت کرتا رہے.... پھر روضہ مُبارک میں داخل ہو جو مابین قبر و منبر ہے وہاں دو رکعت نماز بجالائے اور اپنی حاجتیں حمد خدا کے بعد طلب کرے۔(۴)

مناسب ہے کہ زیارت کے وقت زائر کھڑا رہے جس طرح نماز کھڑے ہو کر پڑھی جاتی ہے اسی طرح زیارت بھی کھڑے ہو کر پڑھے۔

قبر شریف کی طرف متوجہ ہو کر خدا سے رعایت ادب کی توفیق طلب کرے۔ بیٹھتے ہوئے رسول خداؐ کا تصور کرے خضوع و خشوع کے ساتھ پشت بہ قبلہ ہو کر آنکھوں کو پائیں دیوار حجرہ شریف میں جمادے۔

اس سلسلے میں ابن حجر خفاجی (۵)، کرمانی و ابن ملیکہ نے اپنے اپنے انداز میں معیار تعظیم بیان کئے ہیں۔ زیارت پڑھتے وقت نہ آواز بہت زیادہ بلند کرے نہ بہت آہستہ۔(۶) اس کے بعد زیارت پڑھے:

۱۔ اللهم هذا حرم رسولک ، فاجعله لی وقاية من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب ، احیاء العلوم ج۱، ص۲۴۶ (ج۱، ص۲۳۱)

۲۔ مجمع الانہر، ج۱، ص۱۵۷ (ج۱ص۳۱۳)

۳۔ حسن الادب، ص۵۶، الارشادات السنیۃ، ص۲۶۱، حسن الادب، ص۵۶

۴۔ الشفاء (ج۲، ص۲۰۱) المواہب اللدنیۃ، (ج۴، ص۵۷۸)

۵۔ نسیم الریاض فی شرح الشفاء، ج۳، ص۵۱۷ (ج۳ص۵۱۷)

۶۔ الشفاء (ج۲، ص۹۲)

"السّلام علیک یا رسول اللّٰہ السّلام علیک یانبی اللّٰہ السّلام علیک یاخیرۃ اللّٰہ السّلام علیک یا حبیب اللّٰہ السّلام علیک یا سید المرسلین وخاتم النبیین ..."

دوسری زیارت ابن فرحون نے ابن حبیب سے نقل کی ہے:

"السّلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ . السّلام علیک (۱)یا نبی اللّٰہ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ اشھد انک رسول اللّٰہ فقد بلّغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ ... صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا رسول اللّٰہ افضل وازکی واعلیٰ وانمی صلاۃ صلاھا علی احد من انبیائہ ..."

تیسری زیارت جس پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے:

السلام علیک یا نبی اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ اشھدانک رسول اللہ فقد بلغت الرسالۃ.......

اللھم اجعل نبینا یوم القیامۃ اقرب النبیین الیک واسقنا من کاسہ وارزقنا من شفاعتہ ....

یا ذالجلال والاکرام.(۲)

چوتھی زیارت امام غزالی(۳) سے منقول ہے:

السّلام علیک یا رسول اللّٰہ السّلام علیک یانبی اللّٰہ . السّلام علیک یا امین اللّٰہ السّلام علیک یاحبیب اللّٰہ ....

پانچویں زیارت قسطلانی(۴) سے مروی ہے: السلام علیک یا رسول اللہ ... السلام علیک وعلی اھل بیت الطیبین الطاھرین . السلام علیک وعلی

۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج۱،ص۵۹۱ (ج۱،ص۷۱۳)

۲۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ (ج۱،ص۵۹۱)

۳۔ احیاء العلوم، (ج۱،ص۲۳۱)

۴۔ المواہب اللدنیۃ (ج۴،ص۵۸۱)

ازواجک الطاهرات امهات المومنین ...

چھٹی زیارت باجوری سے مروی ہے: السلام علیک یا رسول الله السلام علیک یانبی الله ...

ساتویں زیارت شرنبلانی حنفی نے المراقی (۱) میں نقل کی ہے: السلام علیک یا سیدی یا رسول الله السلام علیک وعلی اصولک الطیبین وعلی اهل بیتک الطاهرین ...

آٹھویں زیارت شیخ زادہ نے مجمع الانہر (۲) میں نقل کی ہے: السلام علیک ورحمة الله وبرکاته السلام علیک یا رسول الله ...

فاکہی کی روایت کے مطابق نویں زیارت کے فقرے یوں ہیں: السلام علیک ورحمة الله وبرکاته السلام علیک یا رسول الله السلام علیک یا نبی الله السلام علیک یا خیرة الله ...

پھر اس کے بعد بالائے سر بیٹھ کر یہ دعا پڑھے: اللهم انک قلت وقولک الحق :ولوانهم اذظلموا... اللهم انک قلت... اللهم انا سمعنا قولک واطعنا امرک وقصدنانبیک مستشفعین به الیک فی ذنوبنا وما اثقل ظهورنا... (۳)

پیغمبر اکرمؐ پر صلوات:

بخاری نے با اسناد مرفوع روایت کی ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس صلوات پڑھے تو خدا ایک فرشتے کو مامور کرتا ہے کہ محمدؐ تک وہ صلوات پہونچا دے اور اس کی دنیا و آخرت کی حاجات پوری کرتا رہے۔ میں اس کا قیامت میں شفیع اور گواہ رہوں گا۔ (۴)

اس سلسلے میں مجد ابن ابی فدیک اور سمہودی کی الگ الگ صلوات نقل کی گئی ہے۔ (۵)

۱۔ المراقی الفلاح (ص ۱۵۰)
۲۔ مجمع الانہر فی شرح الملتقی الابحر (ج ۱، ص ۳۱۳)
۳۔ احیاء العلوم، ج (ج ۱، ص ۲۳۲)
۴۔ شربینی کی المغنی ج ۱ ص ۴۹۴ (ج ۱ ص ۵۱۲)
۵۔ شعب الایمان (ج ۳، ص ۴۹۲ حدیث ۴۱۶۹) الشفاء (ج ۲، ص ۱۹۷) المدخل (ج ۱، ص ۲۶۱) وفاء الوفاء (ج ۴، ص ۱۳۹۹)

قبر شریف پر توسل اور طلب شفاعت:

اس کے بعد زائر، رسول اکرم کو وسیلہ بنا کر خدا سے شفاعت طلب کرے اور بہت زیادہ استغفار پڑھے۔ توسل کے سلسلے میں قسطلانی اور زرقانی کے افادات ہیں۔(۱)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر توسل کے سلسلے میں مشاہیر اہل سنت نے بڑا طویل کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ سے توسل ہر حال میں جائز ہے، حیات و ممات دونوں حالتیں۔ اس کی تین نوعیتیں ممکن ہیں:

۱۔ اپنی حاجت طلب کرے، رسول اکرمؐ کی جان و برکت کا واسطہ دے کر۔

۲۔ توسل کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ذریعے دعا مانگے۔

۳۔ نبیؐ سے طلب کرے یعنی وہ پروردگار سے دعا پوری کرنے اور شفاعت کرنے پر قادر ہیں۔

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل دس علماء کے افادات بڑے دقیع ہیں:

ابن جوزی (الوفاء)، محمد بن نعمان مالکی (مصباح الظلام)، ابن داؤد شاذلی (البیان والاختصار)، سبکی (شفاء السقام)، سمہودی (وفا الوفاء)، قسطلانی (مواہب اللدینہ)، زرقانی (شرح مواہب)، خالدی بغدادی (صلح الاخوان)، عدوی حمزاوی (کنز المطالب)، عزامی (فرقان القرآن)۔(۲)

تبرک بہ قبر شریف (قبر سے لپٹنا، بوسہ دینا)

ان باتوں کو چاروں مذاہب میں سے کسی عالم نے بھی حرام نہیں کہا ہے۔ جن لوگوں نے اس سے منع کیا ہے اس کی حیثیت بھی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قبر سے چپکنے اور بوسہ لینے سے ادب شکنی ہوتی ہے، قبر سے دور رہنے میں زیادہ شائستگی ہے۔ ہاں بعض افراد نے اسے حرام کہا ہے لیکن

۱۔ المواہب اللدینہ: ج ۴، ص ۵۹۳) شرح المواہب ج ۸، ص ۳۱۷۔

۲۔ صلح الاخوان (ص ۹۱) شفاء السقام ص ۱۳۳۔۱۲۰ (۶۰) وفاء الوفاء ج ۲، ص ۴۳۱۔۴۱۹ (ج ۴، ص ۱۳۸۷۔۱۳۷۱) المواہب اللدینہ (ج ۴، ص ۵۹۵) شرح المواہب ج ۸، ص ۳۱۷، کنز المطالب ص ۱۹۸، فرقان القرآن (ص ۱۲۵)

ان کا قول بلا دلیل ہے بغیر برہان فتویٰ جھاڑ دیا ہے اس سلسلے میں صحیح فیصلہ چند دانشوروں کے ارشادات کے ذریعے کیا جاسکتا ہے:

۱۔ابن عساکر نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب رسول خداؐ کو دفن کر دیا گیا تو فاطمہؑ نے قبر پر کھڑے ہو کر مٹی اٹھائی اور آنکھوں سے لگا کر یہ شعر پڑھا:

ماذا علی من شم تربة احمد — ان لایشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انها — صبت علی الایام عدن لیالیا

ابن جوزی کی الوفاء، ابن سید الناس کی سیرۂ نبویہ، قسطلانی کی مواہب، قاری کی شرح شمائل، شبراوی کی اتحاف، سمہودی کی وفاء الوفاء، خالدی کی صلح الاخوان، حمزاوی کی مشارق الانوار، سید احمد زینی دحلان کی سیرۂ نبویہ، عمر رضا کحالہ کی اعلام النساء میں اس کی روایت کی گئی ہے۔(۱)

اور ابن حجر کی فتاویٰ فقہیہ، تفسیر شربینی اور قسطلانی کی ارشاد الساری میں ہے کہ یہ اشعار جناب فاطمہؑ کے ہیں۔(۲)

۲۔ابو دردا کہتے ہیں کہ بلال موذن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ: میری زیارت نہ کر کے مجھ پر جفا کر رہے ہو۔ وہ اٹھ کر فوراً سواری سے چلے، قبر پر پہونچ کر روئے اور اپنا چہرہ قبر پر ملنے لگے۔ اتنے میں حسن و حسین علیہما السلام آگئے تو گود میں اٹھا کر ان کا بوسہ لینے لگے۔(۳)

۱۔الوفاء فی فضائل المصطفیٰ (ص ۸۱۹ حدیث ۱۵۳۸) السیرۃ النبویہ، ج ۲، ص ۳۴۰ (ج ۲، ص ۴۳۲) المواہب اللدنیہ، (ج ۴، ص ۵۶۳) شرح الشمائل ج ۲، ص ۲۱۰، الاتحاف ص ۹ (ص ۳۳) وفاء الوفاء ج ۲، ص ۴۴۴ (ج ۴، ص ۱۴۰۵) صلح الاخوان، ص ۵۷ مشارق ص ۶۳ (ج ۱، ص ۱۲۴) السیرۃ النبویہ دحلانی ج ۳، ص ۳۹۱ (ج ۲، ص ۳۱۰) اعلام النساء، ج ۳، ص ۱۲۰۵ (ج ۴، ص ۱۱۳)

۲۔الفتاویٰ الفقہیہ ج ۲، ص ۱۸، تفسیر شربینی، ج ۱، ص ۳۴۹، ارشاد الساری، ج ۳، ص ۳۹۰ (ج ۳، ص ۳۵۲)

۳۔تاریخ ابن عساکر (ج ۷، ص ۱۳۷ نمبر ۴۹۳، مختصر تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۱۱۸، ج ۵، ص ۲۶۵) شفاء السقام، ص ۳۹، ۴۰ (ص ۵۳، ۵۴) تہذیب الکمال (ج ۴، ص ۲۸۹ نمبر ۷۸۲) اسد الغابۃ، ج ۱، ص ۲۰۸ (ج ۱، ص ۲۴۴ نمبر ۴۹۳) وفاء الوفاء ج ۲، ص ۴۰۸ (ج ۴، ص ۱۳۵۶، ۱۴۰۵) صلح الاخوان س ۵۷، مشارق الانوار، ص ۵۷ (ج ۱، ص ۱۲۱)

۳۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ دفن رسولؐ کے تین دن کے بعد ایک اعرابی آیا اور قبر رسولؐ سے لپٹ گیا۔ خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالنے لگا، کہتا چلا جاتا تھا: اے رسول خداؐ! آپ کی بات ہم نے سنی، خدا کی طرف آپ نے حقائق عطا کئے، آپ کی خدمت میں گنہگار آ کر توبہ کریں تو خدا معاف کر دیتا ہے۔
حافظ سمعانی، نعمان مالکی، ابوالحسن کرخی، شعیب حریفیش، سمہودی، قسطلانی، داؤد خالدی، شیخ حسن حمزاوی۔ (۱)

۴۔ داؤد بن صالح سے مروی ہے کہ ایک دن مروان قبر رسولؐ پر آیا تو دیکھا کہ ایک شخص قبر پر اپنے رخسار رگڑ رہا ہے۔ مروان نے گردن پکڑ کر کہا: کیا تو یہ جانتا ہے کہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے اٹھایا تو دیکھا کہ وہ ابوایوب انصاری ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: میں پتھر کے سامنے نہیں ہوں، میں رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا ہوں۔ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ میرے دین پر گریہ نہ کرو جب کہ باصلاحیت لوگوں کے ہاتھ میں رہبری ہو۔ اس وقت گریہ کرو جب نااہلوں کے ہاتھ میں رہبری ہو۔
مستدرک حاکم، اخبار المدینہ، شفاء السقام، وفاء الوفاء۔ (۲)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبور طاہرہ کے توسل سے منع کرنا امویوں کی ہدایت اور گمراہی ہے۔ زمانہ صحابہ سے وہ روکتے آرہے ہیں کبھی کسی صحابی نے منع نہیں کیا لیکن بنی امیہ کے بدمعاش نطفوں نے ہمیشہ منع کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول خداؐ نے اسلامی معاشرہ کو بنی امیہ سے خبردار کیا کہ جب بنی امیہ میں چالیس کی تعداد پوری ہو جائے گی تو بندگان خدا کو غلام بنائیں گے، مال خدا کو انعام سمجھیں گے اور قرآن سے غلط فائدہ اٹھائیں گے۔ نیز صحیح حدیث میں ہے جب خانوادۂ عاص کی تعداد تیس تک پہونچ جائے گی تو دین خدا کو کھلواڑ بنالیں گے، لوگوں کو غلام بنائیں گے اور مال خدا میں اپنی اجارہ داری قرار دیں لیں گے۔

۱۔ الروض الفائق، ج ۲، ص ۱۳۷ (ص ۳۸۰) وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۴۱۲ (ج ۴، ص ۱۳۹۹) المواہب اللدنیہ، (ج ۴، ص ۵۸۳) صلح الاخوان، ص ۵۴۰ مشارق الانوار، ص ۵۷ (ج ۱، ص ۱۲۱)
۲۔ المستدرک علی الصحیحین ج ۴، ص ۵۱۵ (ج ۴، ص ۵۶۰ حدیث ۸۵۷۱) شفاء السقام ص ۱۱۳ (۱۵۲) وفاء الوفاء، ج ۲ ص ۴۱۰، ۴۴۳ (ج ۴، ص ۱۳۵۹، ۱۴۰۴) مجمع الزوائد ج ۴، ص ۲۔

یہ بھی صحیح حدیث میں ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میں نے خواب میں حکم کے بیٹوں کو دیکھا کہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچک رہے ہیں۔ پھر اس کے بعد عمر بھر رسول اکرمؐ ہنستے نہیں دیکھے گئے۔
جب حکم نے رسولؐ سے اذن باریابی چاہا تھا تو آپؐ نے فرمایا: اس پر خدا کی لعنت جس کے صلب سے مومن کم ہی ہوں گے۔ زیادہ تر ایسے ہوں گے جو دنیا میں شریف اور آخرت میں ذلیل ہوں گے۔ مکار اور دنیا بٹورنے والے ہوں گے۔ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔
رسولؐ نے مروان کے لئے فرمایا۔ چھپکلی کا بچہ، ملعون بن ملعون۔
اور عائشہ نے کہا کہ رسول اکرمؐ نے مروان کے باپ حکم پر لعنت کی تھی اور مروان پر لعنت کی جو صلب میں تھا اس لئے یہ بھی لعنت کا جزو ہے۔
عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول خداؐ نے حکم اور اس کے بیٹے مروان پر لعنت کی تھی۔(۱)
مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں مروان پر لازم بھی تھا کہ وہ توحید کے خلاف محاذ آرائی کرتا۔ اسی لئے رسول اکرمؐ نے اس کی تذلیل وتوہین میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ رسول اکرمؐ اس میں چونکتے بھی کیوں جب کہ باپ دادا بلکہ بنی امیہ کا پورا خاندان قرآن کی نظر میں شجرۂ ملعونہ ہے۔ اس لئے امت اسلامیہ پر لازم ہے کہ اس ملعون قوم کی باتوں پر توجہ نہ دے۔ ان کے نظریات کو دھتکار دے جنھوں نے مسلمانوں کو غلام بنایا، دین خدا کے ساتھ دھوکہ کیا اور کتاب خدا کا تیاپانچہ کیا۔
۵۔ مشہور تابعی ابن منکدر اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے اتنے میں ان پر شدید تشنگی کا اثر ہوا، اٹھ کر قبر رسولؐ پر گئے اور اپنا چہرہ قبر پر رکھ دیا۔ پھر واپس آئے۔ حاضرین نے ان پر ملامت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے شدید خطرے کا احساس کیا اس لئے قبر رسولؐ سے شفاعت طلب کی۔ کبھی کبھی وہ مسجد میں آکر خاک پر لوٹ پوٹ کرتے تھے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ رسول خداؐ کو اس جگہ پر میں نے خواب میں دیکھا تھا۔(۲)

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۴، ص۴۸۲۔۴۷۹ (ج۴، ص۵۲۶ حدیث ۸۴۷۷)

۲۔ وفاء الوفاء، ج۲، ص۴۴۴ (ج۴، ص۴۰۶)

۶۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے باپ سے سوال کیا کہ ایک شخص منبر رسول کو بطور تبرک مس کرتا ہے، بوسہ لیتا ہے کیا اس میں ثواب ہے؟ فرمایا: کوئی ہرج نہیں۔ (۱)

۷۔ امام احمد سے قبر رسول کا بوسہ لینے کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا: کوئی ہرج نہیں۔

علامہ احمد بن مقری فرماتے ہیں کہ میں نے ابن تیمیہ سے امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا۔ انھوں نے کہا کہ جلیل القدر امام کے جواب پر تعجب ہے۔ نہ معلوم یہ ان کا قول ہے یا قول کا مفہوم ہے۔ (۲) مقری فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ امام احمد کو دیکھا گیا ہے کہ امام شافعی کا کرتا بھگو کر اس کا پانی پیتے تھے۔ (۳) جب اہل علم اپنے بزرگوں کا اس قدر احترام کرتے تھے تو صحابہ رسول کا کس قدر کرتے ہوں گے؟

۸۔ خطیب ابن حملہ سے منقول ہے کہ عبداللہ بن عمر اپنے ہاتھوں کو قبر رسول ﷺ پر رکھ کر بوسہ لیتے۔ (۴) بلالؓ بھی اپنا رخسار قبر پر رکھتے۔ امام احمد کا بھی یہی انداز رہا پھر کہتے ہیں کہ بلاشبہ محبت خود اذن ہے۔ اس کا مقصد احترام ہے۔ لوگوں کا انداز اس سلسلے میں مختلف ہے جس طرح زمانہ رسولؐ میں انداز مختلف تھا۔ بعض رسول کو دیکھتے ہی دوڑتے تھے۔ بعض حاضر ہونے میں تاخیر کرتے۔ سب کے درجے الگ الگ ہیں۔ (۵)

۹۔ علامہؒ رملی شرح منہاج میں فرماتے ہیں کہ قبر کا بوسہ لینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر تبرک کے خیال سے بوسہ لے تو کوئی ہرج نہیں چنانچہ میرے والد نے یہی فتویٰ دیا ہے (۶) اور وضاحت کی ہے کہ اگر حجر اسود کا بوسہ لینا ممکن نہ ہو تو چھڑی سے حجر اسود مس کرے اور پھر چھڑی کا بوسہ لے۔ (۷)

۱۰۔ ابوالعباس رملی حاشیہ روض الطالب میں اس فتویٰ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ اگر رسولؐ، ولی خدا

۱۔ وفاء الوفاء، ج ۲ ص ۴۴۳ (ج ۴، ص ۱۴۰۴)
۲۔ فتح المتعال، (ص ۳۲۹)
۳۔ ابن جوزی کی مناقب احمد ص ۲۶۶ (ص ۶۰۹) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۰، ص ۳۳۱ (ج ۱۰ ص ۳۶۵)
۴۔ الشفاء (ج ۲، ص ۱۹۹)
۵۔ وفاء الوفاء، ج ۲، ص ۴۴۴ (ج ۴، ص ۱۴۰۵)
۶۔ سنن ابی داؤد (ج ۱، ص ۷ حدیث ۲۷)
۷۔ شبراملسی کی حاشیہ مواہب اللدنیہ اور حمزاوی کی کنز المطالب، ص ۱۹ (ص ۲۱۹)

یاعالم کے قبر کابقصد تبرک کوئی بوسہ لے تو کوئی ہرج نہیں۔(۱)

۱۱۔طیب ناشری نے محبّ الدین طبری کا قول نقل کیا ہے کہ قبر کا بوسہ لینا جائز اور عمل علماء ہے۔(۲)

۱۲۔قاضی عیاض مالکی نے قبر رسولؐ کا بوسہ لینے کو جائز کہا ہے۔کیونکہ یہاں وحی نازل ہوئی،فرشتے نازل ہوئے،اسلام یہیں سے چاردانگ عالم میں پھیلا....۔(۳)

۱۳۔قاضی القضاۃ خفاجی احترام قبر رسولؐ پر تفصیلی بحث کر کے کہتے ہیں کہ بوسہ لینا مکروہ ہے کم سے کم چار ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔لیکن اگر کسی پر شوق ومحبت کا غلبہ ہوتو کوئی ہرج نہیں۔بعض مالکی چار ہاتھ سے کم پر بھی کھڑے ہونے کو جائز سمجھتے ہیں۔(۴)

۱۴۔ابن ابی الصیف یمانی سے منقول ہے کہ قرآن،حدیث کی کتاب اور قبور صالحین کا چومنا جائز ہے۔

۱۵۔ابن حجر نے استنباط کیا ہے کہ اگر حجر اسود کا بوسہ لینا جائز ہے تو ہر وہ شئے جو شعائر الٰہی میں آتی ہے اس کو چومنا جائز ہے(۵)۔آدمی کا ہاتھ چومنا اولیٰ سبقت ہے۔امام احمد قبر رسولؐ کو چومنا جائز سمجھتے تھے۔(۶)

۱۶۔زرقانی بھی قبر رسولؐ کو چومنا مکروہ سمجھتے ہیں لیکن رملی کے حوالے سے بقصد تبرک جائز کہتے ہیں۔(۷)

۱۷۔شیخ ابراہیم باجوری: پتھر کا بوسہ مکروہ ہے لیکن قصد تبرک سے چومنا جائز ہے اگر اولیاء کی قبر پر زیادہ بھیڑ ہو تو چھڑی کو قبر سے مس کرے اور چھڑی کا بوسہ لے چنانچہ حجر اسود کے چومنے میں بھی یہی انداز اختیار کرے۔(۸)

۱۔حاشیہ روض الطالب مطبوع بر حاشیہ اسنی المطالب،ج۱،ص۳۳۱.

۲۔وفاء الوفاء،ج۲،ص۴۴۴(ج۴،ص۱۴۰۶)

۳۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ(ج۲،ص۱۴۴۔۱۳۱)

۴۔نسیم الریاض فی شرح الشفاء،ج۳،ص۵۷۷(ج۳،ص۵۲۴)ج۳،ص۵۷۱)

۵۔فتح الباری(ج۳،ص۴۷۵حدیث۱۶۰۹)

۶۔وفاء الوفاء،ج۲،ص۴۴۴(ج۴،ص۱۴۰۵)

۷۔شرح المواہب اللدنیۃ،ج۸،ص۳۱۵

۸۔حاشیہ برشرح ابن قاسم غزی فی الفقہ الشافعی،ج۱،ص۲۷۶.

۱۸۔ شیخ حسن عدوی حمزاوی مالکی نے کنز المطالب ص ۲۱۹ اور مشارق الانوار، ص ۶۶، ج ا، ص ۱۴۰ پر قبر رسولؐ کے چومنے کو جائز قرار دیا ہے۔

۱۹۔ شیخ سلامہ عزامی کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ قبور صالحین کا طواف یا بوسہ گناہ عظیم ہے۔ اس نے اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس استدلال کی بنیاد ہی غلط ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر عبادت غیر خدا شرک ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صحیح ہے، ضرورت دین میں ہے لیکن دوسرا حصہ صحیح نہیں ہے۔

منطقی لحاظ سے اس نے کبریٰ بنایا کہ ہر غیر خدا کی عبادت شرک ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صحیح ہے۔ لیکن صغریٰ قائم کیا کہ ہر ندا برائے مردہ یا طواف یا بوسہ لینا یا نذر یہ غیر خدا کی عبادت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ غلط ہے۔ اس نے آیات واحادیث کا مفہوم ہی نہیں سمجھا چونکہ صغریٰ غلط تھا اس لئے نتیجہ بھی غلط کہ اس کے علاوہ تمام مسلمان مشرک وکافر ہیں۔ محقق فاسی نے اس کی منطقی غلطی پر بڑی اچھی بحث کی ہے۔ اس شخص نے جسارت کر کے یہاں تک کہہ دیا کہ قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے سفر کرنا حرام ہے، گناہ ہے اور ان سے شفاعت طلب کرنا شرک ہے۔ حالانکہ رسول اکرمؐ مستجاب الدعوۃ اور مقبول الشفاعۃ تھے۔ (۱)

محدث انصاری کہتے ہیں کہ میں شیخ فاکہانی کے ساتھ دمشق گیا، رائے ہوئی کہ دار الحدیث اشرفیہ میں رکھی نعلین رسولؐ کی زیارت کی جائے۔ میں ان کے ساتھ تھا جب انھوں نے نعلین دیکھا تو بے تحاشہ اسے چومنے لگے اور اپنا رخسار ملنے لگے، آنسوؤں کے ساتھ مجنوں کی محبت پر مشتمل اشعار پڑھنے لگے۔ (۲)

۲۰۔ ریاض النضرہ میں ہے کہ حضرت عمر مکہ جا رہے تھے راستے میں ایک شیخ کی قبر تھی جس سے حضرت عمر نے مدد طلب کی تھی۔ جب انھوں نے وہ قبر دیکھی تو دوڑے اور قبر کے کنارے کھڑے ہو کر درود و نماز پڑھی اور پھر قبر سے لپٹ گئے۔ جب عمر کے لئے ایک شیخ کی قبر کے ساتھ یہ حرکت جائز ہے تو رسولؐ اور ان کی آل کی قبر کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ کیوں جائز نہ ہوگا؟

۱۔ فرقان القرآن، ص ۱۳۳۔

۲۔ الدیباج المذہب، ص ۱۸۷ (ج ۲، ص ۸۱)

﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھدی اللّٰہُ فَبِھُدٰا ھُمُ اقْتَدِہ﴾ (یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہذا آپ بھی اسی ہدایت کے راستہ پر چلیں)(۱)

زیارت ابوبکر بن ابی قحافہ

الفقہ علی المذاہب الاربعہ (۲) کے مطابق زائر کو ابوبکر کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ زیارت پڑھنی چاہئے: **السّلام علیک یا خلفیة رسول اللّٰہ السّلام علیک یاصاحب رسول اللّٰہ فی الغار** . پھر حضرت عمر کی زیارت پڑھے:

السّلام علیک یا امیر المومنین السّلام علیک یا مظھر الاسلام . یہ زیارت شرنبلالی کی تھی ۔(۳) قسطلانی (۴) اور باجوری (۵) سے بھی دوسری زیارتیں منقول ہیں۔

ایک دوسری مشترک زیارت ہے:

السّلام علیکما یاضجیعی رسول اللّٰہ ...

ایک دوسری مشترک زیارت ہے:

السّلام علیکما یاصاحبی رسول اللّٰہ ...

تیسری زیارت بھی منقول ہے:

السّلام علیکما یا وزیری رسول اللّٰہ ... اور حکم ہے کہ حرم مقدس میں زیادہ دیر قیام نہ کرے۔

وداع حرم مقدس

جب زائر زیارت سے فارغ ہو جائے اور مدینہ سے نکلنا چاہے تو مستحب ہے کہ دوبارہ قبر رسولؐ پر

۱۔ سورۂ انعام آیت ۹۰ ۔ ۲۔ ریاض النضرۃ ج ۲، ص ۵۴ (ج ۲، ص ۳۳۰)

۳۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۱، ص ۵۵۱ (ج ۱، ص ۷۱۳)

۴۔ مراقی الفلاح (۱۵۱) ۔ ۵۔ احیاء العلوم، (ج ۱، ص ۲۳۲ المدخل ج ۱، ص ۲۶۵.

جا کر دعاء و زیارت پڑھے اور دعاء مانگے کہ دوبارہ یہاں آنے کی توفیق کرامت ہو۔ سفر میں سلامتی رہے۔ اور پھر روضۂ صغیرہ میں دو رکعت نماز پڑھے یہ وہ جگہ ہے جو توسیع سے پہلے کی ہے۔ اور کہے:

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و لا تجعله آخر العھد بنبیّک ...

اس کے بعد پھر مندرجہ بالا دعاء کو دوبارہ پڑھے۔ (۱) کرمانی کہتے ہیں کہ دعا کے بعد یہ کہے کہ یا رسول اللہ! یہاں سے جانا میرے اوپر بہت شاق ہے۔ اور پھر روضہ میں دو رکعت نماز پڑھ کر واپسی کی دعا کرے۔

زیارت بقیع

وہاں سے نکل کر زائر پر مستحب ہے کہ بقیع جائے۔ (فاکہی اور غزالی (۲) کے بقول) وہاں امام جعفر صادق علیہ السلام، عثمان، قبر ابراہیم بن رسولؐ اور کچھ ازواج نیز جناب صفیہ کے مزارات ہیں۔ سلام پڑھے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار...

نووی کہتے ہیں: (۳)

السّلام علیکم دار قوم مومنین ...

اور قاضی حسین نے اضافہ کیا ہے: (۴)

اللّٰھم رب ھذه الاجساد البالیه و العظام النخره ...

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مزارات (۵) ظالم سعودیوں سے قبل تھے۔ اب ان سب کو مسمار کیا جا چکا ہے۔

۱۔ مغنی المحتاج (ج۱، ص۵۱۳)

۲۔ حسن الادب، (ص۸۳) احیاء العلوم، (ج۱، ص۲۳۲)

۳۔ المنہاج مطبوع با مغنی المحتاج (ج۱، ص۳۶۵)

۴۔ وفاء الوفاء، ج۲، ص۴۴۸ (ج۴، ص۱۴۱۰)

۵۔ سمہودی نے وفاء الوفاء ج۲، ص۱۰۵۔۱۰۱ (ج۳، ص۹۴۴۔۸۹۱) پر ان سب کو ذکر کرنے کے بعد بڑی اہم بحث کی ہے۔

زیارت شہدائے اُحد

شہدائے احد کی زیارت بھی مستحب ہے۔نووی وشرنبلالی (۱) کے نزدیک پنجشنبہ زیادہ مناسب ہے۔اس کے بعد زیارت جناب حمزہ کے لئے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ جائے اور کہے:

السّلام علیک یا عم المصطفیٰ...

اس کے بعد شہداء کی زیارت کے لئے جائے اور نام بنام ان پر سلام کرے۔(۱) علامہ امینیؒ یہاں سمہودی (۲) کے حوالے سے ستر شہداء کے نام لکھتے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی کچھ اہم مقدس مقامات ہیں جن کی علماء نے صراحت کی ہے۔

اس باب کی تحریر میں جن کتابوں کی مدد لی گئی:

احیاالعلوم ج۱،ص ۲۴۶	التذکرہ	المستوعب
المدخل جزء اول	شفاء السقام ص۵۲۔۱۱۹	وفاء الوفاء، ج۲،ص۱۳۳۱۔۱۴۵۵
المواہب اللدنیہ	اسنی المطالب ج۱،ص ۵۰۱	الجوہر المنظم
مغنی المحتاج ج۱،ص۴۹۴،	حسن التوسل	الشفاء قاضی عیاض
مراقی الفلاح	شرح الشفاء	مجمع الانہر ج۱،ص ۱۵۶
مفتاح السعادہ ج۳،ص ۴۷	شرح المواہب، ج۸،ص ۲۹۷۔۳۳۵	کنز المطالب،ص ۱۸۳۔۲۲۴
الکفایہ،ص ۱۲۵۔۱۳۱	ارشادات السنیہ،ص ۲۶۰	الفقہ علی المذاہب الاربعہ جزء اول

زیارت قبور کی تصریح

متفقہ طور سے سنت صحیحہ میں زیارت قبور کی ترغیب ہے۔چاروں مذاہب کے مشاہیر نے زیارت قبور کے مستحب ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔بلکہ بعض نے بظاہر واجب ہونے کا خیال ظاہر کیا ہے۔

۱۔مراقی الفلاح (۱۵۱)

۲۔حسن الادب ص۸۳.

بعض نصوص یہ ہیں:

۱۔ بریدہ سے مرفوعاً حدیث رسولؐ ہے: میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب تاکید کرتا ہوں کہ قبروں کی زیارت کرو۔ ترمذی نے اضافہ کیا ہے کہ خدا نے رسول کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کا حکم دیا تھا۔ (۱)

۲۔ عبیداللہ سے بطور مرفوع: قبروں کی زیارت کرو کیونکہ اس سے زہد دنیا اور یاد آخرت ہوتی ہے۔ (۲)

۳۔ انس بن مالک سے حدیث اول۔ (۳)

۴۔ یہی حدیث ابن عباس سے۔ (۴)

۵۔ زید بن خطاب سے۔ (۵)

۶۔ بطور مرفوع ابوہریرہ سے۔ (۶)

۷۔ بریدہ سے بطور مرفوع۔ (۷)

۱۔ صحیح مسلم (ج۲، ص۳۶۶ کتاب الجنائز) سنن ترمذی (ج۳، ص۳۷۰ حدیث ۱۰۵۴) سنن نسائی ج۴، ص۸۹ (ج۱، ص۶۵۴ حدیث ۲۱۵۹) المستدرک علی الصحیحین ج۱، ص۳۷۴ (ج۱، ص۵۳۰ حدیث ۱۳۸۵) مصباح السنۃ، ج۱، ص۱۱۶ (ج۱، ص۵۶۹ حدیث ۱۲۳۹) الترغیب والترہیب ج۴، ص۱۱۸ (ج۴، ص۳۵۷) تیسیر الوصول ج۴، ص۲۱۰ (ج۴، ص۲۵۴)

۲۔ سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۱۷۶ (ج۱، ص۵۰۱ حدیث ۱۵۷۱) اخبار مکہ ج۲، ص۱۷۰ (ج۲، ص۲۱۱) المستدرک علی الصحیحین ج۱، ص۳۷۵ (ج۱، ص۵۳۱ حدیث ۱۳۸۷) الترغیب والترہیب، ج۴، ص۱۱۸ (ج۴، ص۳۵۷) السنن الکبریٰ ج۴، ص۷۷.

۳۔ المستدرک علی الصحیحین ج۱، ص۳۵۷ (ج۱، ص۵۳۱ حدیث ۱۳۸۸)

۴۔ المعجم الکبیر (ج۱۱، ص۲۰۲ حدیث ۱۱۶۵۳) المعجم الاوسط (ج۳، ص۳۴۳ حدیث ۲۷۳۰) مجمع الزوائد، ج۳، ص۵۸.

۵۔ المعجم الکبیر، (ج۵، ص۸۲ حدیث ۴۶۴۸) مجمع الزوائد، ج۳، ص۵۸.

۶۔ صحیح مسلم (ج۲، ص۳۶۵، حدیث ۱۰۶) مسند احمد بن حنبل ج۱، ص۴۴۱ (ج۳، ص۱۸۶ حدیث ۹۳۹۵) سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۴۷۶ (ج۱، ص۵۰۱ حدیث ۱۵۷۲) سنن ابی داؤد ج۲، ص۷۲ (ج۳، ص۲۱۸ حدیث ۳۲۳۴) سنن نسائی ج۴، ص۹۰ (ج۱، ص۶۵۴ حدیث ۲۱۸۱) المستدرک علی الصحیحین ج۱، ص۳۷۶ (ج۱، ص۵۳۱ حدث ۱۳۹۰) الترغیب والترہیب، ج۴، ص۱۱۸ (ج۳، ص۳۵۷)

۷۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۱، ص۳۷۶ (ج۱، ص۳۲ حدیث ۱۳۹۱)

۸۔انس بن مالک سے: میں نے تمہیں زیارت قبور سے منع کیا تھا اب چاہو تو زیارت کر سکتے ہو کیونکہ اس سے دل نرم ہوتا ہے آنکھیں بھیگتی ہیں اور آخرت کی یاد آتی ہے لیکن نامناسب بات مت کہو۔(۱)

۹۔زید بن ثابت سے: قبروں کی زیارت کرو اور بیہودہ بات نہ کرو۔(۲)

۱۰۔ابوذر سے بطور مرفوع۔(۳)

۱۱۔ابوسعید خدری سے بطور مرفوع۔(۴)

۱۲۔طلحہ بن عبداللہ۔(۵)

۱۳۔حضرت علیؑ سے بطور مرفوع۔(۶)

۱۴۔ابوالولید ازرقی نے اخبار مکہ میں۔(۷)

۱۵۔ثوبان سے بطور مرفوع۔(۸)

۱۶۔شیخ شعیب حریفیش الروض الفائق میں۔(۹)

۱۷۔جابر سے بطور مرفوع۔(۱۰)

۱۸۔ام سلمہ سے بطور مرفوع۔(۱۱)

۱۔مسند احمد بن حنبل ج۳،ص۲۵۰ (ج۴،ص۱۱۹ حدیث ۱۳۰۷۵) المستدرک علی الصحیحین ج۱،ص۳۷۶ (ج۱،ص۵۳۲ حدیث ۱۳۹۳) سنن بیہقی،ج۴،ص۷۷.

۲۔المعجم الصغیر،(ج۲،ص۴۳) مجمع الزوائد،ج۳،ص۵۸.

۳۔المستدرک علی الصحیحین ج۱،ص۳۷۷ (ج۱،ص۵۳۳ حدیث ۲۳۹۵)

۴۔مسند احمد بن حنبل ج۳،ص۳۸ (ج۳،ص۴۲۷ حدیث ۱۰۹۳۶) المستدرک علی الصحیحین ج۱،ص۳۷۵ (ج۱،ص۵۳۰ حدیث ۱۳۹۶) سنن بیہقی،ج۴،ص۷۷،الترغیب والترہیب،ج۴،ص۱۱۸ (ج۴،ص۳۵۷) مجمع الزوائد،ج۳،ص۵۸.

۵۔سنن ابی داؤد ج۱،ص۳۱۹ (ج۲،ص۲۱۸ حدیث ۲۰۴۳) سنن بیہقی ج۵،ص۲۴۹.

۶۔مسند احمد بن حنبل ج۱،ص۱۴۵ (ج۱،ص۲۳۴ حدیث ۱۲۴۰،ج۲،ص۳۳ حدیث ۴۳۰) ج۱،ص۴۵۲،مجمع الزوائد،ج۳،ص۵۸.

۷۔خبار مکہ،ج۲ص۱۷۰ (ج۲،ص۲۱۱)

۸۔معجم الطبرانی (ج۲،ص۹۴ حدیث ۱۴۱۹) مجمع الزوائد،ج۳ص۵۸.

۹۔الروض الفائق فی المواعظ والرقائق،ج۱،ص۱۹ (ص۲۲)

۱۰۔تاریخ بغداد،ج۱۳،ص۲۶۴.

۱۱۔المعجم الکبیر،(ج۲۳،ص۲۷۸ حدیث ۶۰۲) مجمع الزوائد،ج۳،ص۵۸.

۱۹۔ حضرت عائشہ سے۔ (۱)

۲۰۔ حضرت عائشہ ہی سے زیارت قبور کی تاکید۔ (۲)

۲۱۔ حضرت فاطمہؑ ہر شب جمعہ حضرت حمزہؓ کے قبر کی زیارت کو جاتی تھیں۔ (۳)

ان کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اختصار کے خیال سے ترک کیا گیا ہے۔ جسے تفصیل کی طلب ہو کتب فقہ کی طرف رجوع کرے۔

"فَلْيَاْتُوا بِحَدِيْثٍ مِثْلِهٖ اِنْ كَانُوا صَادِقِيْنَ". (اگر یہ اپنی بات میں سچے ہیں تو یہ بھی ایسا ہی کوئی کلام لے آئیں) (۴)

آداب زیارت قبور

زائروں کو مندرجہ ذیل باتوں کی مراعات کرنی چاہئے:

زائر پاک ہو، زائر میت کے پائنتی سے آئے سر کی طرف سے نہیں، زیارت کے وقت قبر کا رخ کرے، قرآن، یٰسین اور توحید پڑھے، میت کے لئے رو بہ قبلہ دعا کرے، قرآن کی تلاوت رو بہ قبلہ کرے، پاک پانی قبر پر چھڑکے، میت کے لئے صدقہ دے، ننگے پیر رہے لات نہ مارے۔

زیارت کے بارے میں اقوال:

۵۔۱۔ عائشہ سے بطور مرفوع: رسول خداؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ آپ کے پرودگار نے حکم دیا ہے کہ آپ بقیع جا کر ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ عائشہ نے پوچھا: ہم کیسے

۱۔ صحیح مسلم (ج۲، ص۳۶۳ کتاب الجنائز) سنن بیہقی ج۴، ص۷۹، ج۵، ص۲۴۹، مغنی المحتاج، ج۱، ص۳۵۷ (ج۱، ص۳۶۵)

۲۔ مجمع الزوائد، ج۳، ص۵۸، تاریخ بغداد ج۴، ص۲۲۸، المعجم الاوسط، (ج۶، ص۹۸ حدیث۵۲۰۵)

۳۔ وہاں نماز پڑھتی تھیں اور گریہ فرماتی تھیں، سنن بیہقی، ج۴، ص۷۸، المستدرک علی الصحیحین ج۱، ص۳۷۷ (ج۱، ص۵۳۳ حدیث۱۳۹۶)

۴۔ سورہ طور آیت/۳۴

استغفار کریں؟ فرمایا کہو: السّلام علی اهل الدیار من المومنین والمسلمین یرحم الله المستقدمین منا والمساخرین وانا انشاء الله بکم لاحقون. ابوہریرہ اور ابن عباس کی دعا میں قدرے فرق ہے۔(۱)

۷۔۶۔ امیر المومنینؑ کوفے میں زیارت قبور فرماتے۔(۲)

آپ یہ دعا پڑھتے "السّلام علیکم یا اهل الدیار ..."

۸۔ فیروز آبادی سفر السعادۃ میں لکھتے ہیں کہ زیارت قبور، رسول خداؐ کی عادت تھی۔ آپ ان کے لئے استغفار کرتے۔ اور یہ مستحب ہے۔(۳)

۹۔ محمد حنفیہ قبر امام حسنؑ پر گریہ کرتے ہوئے گلوگیر انداز میں کہنے لگے:

"رحمک اللّٰه ابا محمد فلئن عزت حیاتک فلقد هدت وفاتک ولنعم الروح روح ضمه بدنک...."

"اے ابو محمدؑ! خدا آپ پر رحمت نازل کرے، اگر آپ کی حیات عزت بخش تھی تو وفات ذلت آور، وہ بہترین روح تھی جو آپ کے بدن میں تھی، آپ کا بہترین بدن کفن میں ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ بقیہ اُولاد انبیاء، راہ ہدایت اور اصحاب کساء میں سے تھے۔ آپ نے دست حق سے غذا حاصل کی، دامن اسلام میں تربیت ہوئی۔ آپ کی موت وحیات دونوں پاکیزہ ہے۔ میں خون دل روتا رہوں گا۔ آپ کی خیر و بھلائی میں مجھے کوئی شک نہیں"۔(۴)

۱۰۔ حضرت علیؑ خباب کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں: خدا خباب پر رحمت نازل کرے! رغبت سے اسلام لائے، فرمانبرداری سے جہاد کیا، مجاہدانہ زندگی بسر کی، حوادث کو پیچھے چھوڑ گئے اور خدا نیک

۱۔ صحیح مسلم، (ج ۲، ص ۶۶۳ حدیث ۱۰۳ کتاب الجنائز) سنن بیہقی ج ۴، ص ۷۹، مسند احمد (ج ۳، ص ۷۰ حدیث ۸۶۶۱) سنن ابی داؤد (ج ۳ ص ۲۱۹ حدیث ۳۲۳۷) سنن نسائی (ج ۱، ص ۶۵۶ حدیث ۲۱۶۶) سنن ترمذی (ج ۳، ص ۳۶۹ حدیث ۱۰۵۳) مصابیح السنۃ (ج ۱، ص ۵۶۹ حدیث ۱۲۴۲)

۲۔ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۲۹۹، البیان والتبیین، ج ۳، ص ۹۹ (ج ۳، ص ۱۰۲) العقد الفرید، ج ۲ ص ۶ (ج ۳، ص ۱۱)

۳۔ سفر السعادۃ، ص ۵۷ (ج ۱، ص ۱۸۳)

۴۔ العقد الفرید، ج ۲، ص ۸ (ج ۳، ص ۱۳)

لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔(۱)

۱۱۔ عائشہ اپنے باپ ابوبکر کی قبر پر کھڑی ہو کر کہنے لگیں: خدا آپ کا چہرہ شاداب کرے، عمل شائستہ کا اجر دے، دنیا سے منہ پھیر کر دنیا کو ذلیل اور آخرت کی طرف رخ کر کے سرخرو کیا، آپ کی مصیبت رسولؐ کے بعد سخت تھی، قرآن نے صبر کا حکم دیا ہے اس لئے کہتی ہوں: ﴿إِنَّ لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾، آپ کے لئے کثرت سے استغفار کرتی رہوں گی، آپ پر خدا کی سلامتی۔(۲)

۱۲۔ حسن بصری مقبرے میں دعا پڑھتے: **اللّٰھم رب ھذہ الاجساد...** (۳)

۱۳۔ ابن سماک نے ابوسلیمان طائی کی قبر پر ان کے فضائل بیان کئے۔(۴) اس قسم کی بے شمار روایتیں ہیں۔

ارشاداتِ مشائخ

۱۔ عبدری مالکی المدخل (۵) میں سلام قبور کا طریقہ بتاتے ہیں کہ اموات پر سلام کا طریقہ یہ ہے: **السّلام علیکم اھل الدیار من المومنین ...** پھر کہے: **اللّٰھم اغفرلنا ولھم.** پھر وہاں تھوڑا بہت دعا کرے کیونکہ ان کے اعمال کا سلسلہ بند ہو چکا ہے، روبقبلہ بیٹھے اور حمد وصلوات کے بعد میت کے لئے دعائے خیر کرے۔ یہ عام قبروں کا طریقہ تھا۔ اگر میت اہم شخصیت کی ہے تو خدا سے توسل کا طلبگار ہو کیونکہ رسول اکرمؐ کا توسل ثابت ہے اور وہ بہترین توسل ہے، یہ بات شریعت سے ثابت ہے۔ بخاری کی روایت ہے: انس کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب قحط کے ایام میں رسولؐ کے چچا عباس کے ذریعے متوسل ہوئے اور کہا: تو ہمیں سیراب کر دے۔ اس دعا کے بعد بارش ہوئی۔(۶)

۱۔ العقد الفرید، ج۲، ص۷ (ج۳، ص۱۲)
۲۔ المستطرف ج۲، ص۳۳۸ (ج۲، ص۳۰۱)
۳۔ العقد الفرید، ج۲، ص۶ (ج۳، ص۱۲۔۱۱)
۴۔ صفۃ الصفوۃ ج۳، ص۸۲ (ج۳، ص۱۴۶ نمبر۴۴۲)
۵۔ المدخل، ج۱، ص۲۵۴۔
۶۔ صحیح بخاری (ج۱، ص۳۴۲ حدیث۹۶۴، ج۳، ص۱۳۶۰ حدیث ۳۵۰۷)

پھر صالحین کی قبر سے متوسل ہو کیوں کہ حاجت پوری ہوتی ہے، مغفرت ہوتی ہے۔ پھر اپنے اور والدین وغیرہ کے لئے دعا کرے۔ اگر کوئی حاجت ہو تو قبور صالحین ہی کے توسل سے دعا کرے کیونکہ وہ خدا اور مخلوقات کے درمیان واسطہ ہیں، خدا نے انھیں شرافت و کرامت بخشی ہے اور منتخب بندے ہیں۔ صاحب سفینۃ النجاۃ لکھتے ہیں کہ ارباب بصیرت پر روشن ہے کہ زیارت قبور صالحین پسندیدۂ خدا ہے اس لئے ان سے توسل کرنا چاہئے، ان کی برکت کا فیض موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ علماء کا معمول رہا ہے کہ وہ ان سے شفاعت طلب کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں۔ حدیث رسولؐ: لا تشد الرحال کا سہارا لے کر اس بات پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ امام غزالی نے مفید جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اولیاء سے برکت حاصل کرنا، عبادت کے لئے سفر کرنے کا حصہ ہے۔ (۱)

۲۔ عزالدین اردبیلی بھی الانوار میں زیارت قبور کو مستحب سمجھتے ہیں، لیکن عورتوں کے لئے زیارت قبور مکروہ ہے۔ قبر کی طرف متوجہ ہو کر رحمت و برکت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (۲)

۳۔ ابن نجیم مصری نے بحر الرائق اور بدائع نسفی کے حوالے سے زیارت قبور کو مستحب کہا ہے۔ (۳) مجتبیٰ میں اس کو مندوب کہا گیا ہے لیکن عورتوں کے لئے حرام کا قول ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ انھیں بھی اجازت ہے۔

۴۔ ابن حجر مکی نے ایک استفتاء کے جواب میں فرمایا کہ زیارت اولیاء قرب الٰہی کا ذریعہ ہے اور اس کے لئے سفر بھی مستحب ہے، اگر چہ اولیاء کی قبر پر اختلاط زن و مرد سبب مفاسد بھی ہو کیونکہ مفاسد سے زیادہ ثواب متوقع نہیں ہوتا ہے۔ کوشش کرنا چاہئے کہ اختلاط نہ ہو لیکن اس سے زیارت قبور اولیاء حرام نہیں ہو جائے گی۔ (۴)

۵۔ خطیب شربینی بھی ارباب فضل و خیر کی قبر کی زیارت کو مستحب کہتے ہیں۔ (۵)

۶۔ ملا علی ہروی قاری، مرقاۃ میں زیارت قبور کی اجازت دیتے ہیں بلکہ مستحب قرار دیتے ہیں۔

۱۔ احیاء العلوم، (ج ۲، ص ۲۲۸)

۲۔ الانوار لاعمال الابرار فی الفقہ الشافعی ج ۱، ص ۱۲۴.

۳۔ البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق، ج ۲ ص ۱۹۵)

۴۔ الفتاوی الکبریٰ الفقہیہ، ج ۲، ص ۲۴.

۵۔ مغنی المحتاج، ج ۱، ص ۳۵۷ (ج ۱، ص ۳۶۵)

ابن عبد البر تو اس کو واجب قرار دیتے ہیں۔(۱)

۷۔ابن اخلاص نے مردوں کے لئے مستحب اور عورتوں کے لئے حرام کا قول لکھ کر اپنی رائے دی ہے کہ اجازت ہے دونوں کے لئے۔ روایت انس کے مطابق قبر پر سورۂ یٰسین پڑھنا چاہئے کیونکہ اس سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے جس طرح شب جمعہ میں تخفیف عذاب ہوتی ہے۔(۲)

۸۔ابن عابدین، ردالمختار علی الدر المختار میں ہر ہفتہ زیارت قبور کو مستحب قرار دیتے ہیں اور چونکہ اموات کو روز جمعہ آنے والوں کی خبر ہوتی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ روز جمعہ افضل ہے۔(۳)

۹۔شیخ باجوری یاد آخرت کے لئے زیارت قبور مستحب قرار دیتے ہیں لیکن عورتوں کے لئے حرام ہے کیونکہ ان کے پاس صبر کی کمی ہے۔ وہاں دعا پڑھنا، ان کے نام سے صدقہ کرنا یہ سب جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب پہونچتا ہے۔(۴)

۱۰۔مفتی بیروت فاخوری بھی زیارت قبور مردوں کے لئے مستحب اور عورتوں کے لئے مکروہ قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔شیخ سقا، ارشادات سنیہ میں روایت مسلم کی بناء پر مردوں کے لئے مستحب قرار دیتے ہیں اور عورتوں کے لئے صرف رسول اکرمؐ، عالم وصالح اور اعزہ کی قبروں پر زیارت کی اجازت دیتے ہیں، اگر وہ شہر کے حدود میں ہو اگر شہر سے باہر ہو تو شوہر یا ولی سے اجازت لے۔ اس سے عبرت و یاد آخرت آتی ہے۔(۵) پھر آگے آداب زیارت بیان کرتے ہیں۔

۱۲۔منصور علی ناصف، التاج الجامع میں فرماتے ہیں کہ ان دنوں زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہے بلکہ ابن حزم نے اسے واجب قرار دیا ہے خواہ عمر میں ایک ہی بار ہو، عورتوں کو اس شرط کے ساتھ اجازت ہے کہ بے صبری نہ کریں اور بناؤ سنگھار مقصود نہ ہو۔ حضرت عائشہ کا اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی قبر پر

۱۔المرقاۃ شرح المشکاۃ ج۲، ص۴۰۴ (ج۴، ص۲۴۸ حدیث ۱۷۶۲)

۲۔غرر الاحکام مطبوع بر حاشیہ درر الحکام ج۱ ص ۱۶۷.

۳۔ردالمختار علی الدر المختار، ج۱، ص ۶۳۰ (ج۱، ص ۶۰۴)

۴۔حاشیہ بر شرح ابن غزی، ج۱، ص ۲۷۷.

۵۔الارشادات السنیۃ ص ۱۱۱.

جانا ثابت ہے۔(۱)

۱۳۔ چاروں مذاہب کے علماء نے الفقہ علی المذاہب الاربعۃ میں زیارت قبور کو عبرت اور یاد آخرت کے لئے جائز قرار دیا ہے۔ روز جمعہ اور ایک دن قبل و بعد بھی جائز ہے اور اس کی تاکید کی ہے۔ وہاں دعائیں پڑھنا چاہئے اور تضرع وزاری کرنا چاہئے۔ جس طرح مردوں کے لئے مستحب ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مستحب ہے بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور وہ نوحہ خوانی نہ کریں۔(۲)

مُردوں کے لئے نذر و نیاز

ابن تیمیہ اور اس کے جرگے نے اس مسئلے میں بڑا شور مچایا ہے، گذشتہ صفحات میں قصیمی (ص۹۰) کا قول بیان کیا گیا کہ یہ سب شیعوں کی علیؑ و اولاد علیؑ کے ساتھ غلو پسندی کی علامت ہے۔ حالانکہ یہ صرف افترا ہے۔ اس معاملے میں صرف شیعہ ہی نہیں اہل سنت حضرات کو بھی اس سے پوری طرح اتفاق ہے۔

خالدی نے صلح الاخوان (ص۱۰۲۔۱۰۹) میں تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہے۔ وہ عمل کا دارو مدار نیت پر قرار دے کر فرماتے ہیں کہ اگر اس سے خود مردے کی ذات سے تقرب مقصود ہو تو قطعاً جائز نہیں لیکن اگر اس سے تقرب الی اللہ مقصود ہے اور اس کے ذریعہ سے مردے کو فائدہ پہونچانا مقصود ہے تو ایسی نذر جائز اور منت مان کے وفا کرنا واجب ہے۔ اس بات پر اذرعی، زرکشی، ابن حجر مکی، رملی شافعی، قبانی بصری، نووی، علاء الدین حنفی، خیر الدین رملی، غزی اور شیخ قاسم بھی متفق ہیں۔

رافعی نے صاحب التہذیب وغیرہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص معینہ رقم کو اپنے ہم وطن پر صدقہ کرنے کا قصد کرے تو اسے صدقہ دینا چاہئے۔ اس کے بعد تشریح کرتے ہیں کہ اسی طرح اگر کوئی نذر کرے کہ جرجان کے قبر والوں کو ہدیہ کرے پھر وہاں وہ رقم جمع ہو کر لوگوں میں تقسیم ہو جو معروف طریقہ ہے تو نذر واقع ہو جائے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نذر عرفی ہوگی تو واقع ہو جائے گی اس کے

۱۔ التاج الجامع للاصول ج۱،ص۳۱۸ (ج۱،ص۳۸۱،۳۸۲)

۲۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ج۱،ص۴۲۴ (ج۱،ص۵۴۰)

علاوہ طریقہ میں دو وجہوں سے اختلاف ہے: ایک یہ کہ نذر صحیح نہ ہوگی کیونکہ شرعی ثبوت نہیں۔ دوسرے یہ کہ نذر صحیح ہوگی جب کہ نذر کرنے والا خیر میں مشہور ہو۔ ایسی صورت میں مخصوص مصالح میں اسے خرچ ہونا چاہئے اگر اس سے تجاوز نہ کرے۔ اگر معروف طریقہ نہ اپنایا جائے تو سبکی کے فتوے کے مطابق نذر باطل ہے۔(۱)

عزامی، فرقان القرآن (ص ۱۳۳) میں کہتے ہیں کہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص رسول اکرمؐ یا دیگر انبیاء و اولیاء کے لئے نذر کرے یا کوئی جانور ذبح کرے تو وہ ان مشرکوں کی طرح ہے جو بتوں کے لئے قربانی کرتے ہیں اور منت مانتے ہیں اس طرح وہ غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کافر ہیں۔ اس سلسلے میں بڑا طولانی کلام کیا ہے۔ بعد کے مریدوں نے ابن تیمیہ کے نظریہ کو اور بھی بڑھا چڑھا دیا ہے لیکن یہ اصل میں شرعی دھوکہ ہے۔ وہ مفہوم کو غلط ڈھنگ سے پیش کر رہے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ قربانیاں میت کو نہیں پیش کی جاتیں، انبیاء و اولیاء وغیرہ کو بھینٹ نہیں کی جاتیں بلکہ اس کا ثواب انھیں خدا کے ذریعے سے پہونچایا جاتا ہے۔ علماء اہل سنت کا اجماع ہے کہ نذروں کا صدقہ مردوں کے لئے نفع بخش ہے اور انھیں پہونچتا بھی ہے، اس کی تائید میں احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ حضرت سعد نے بارگاہ رسولؐ میں عرض کی: میری والدہ گذر چکی ہیں اگر وہ زندہ ہوتیں تو میں جانتا ہوں کہ وہ یقیناً صدقہ کرتیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے مفید ہوگا؟ رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں۔ پوچھا: کون سا صدقہ زیادہ نفع بخش ہوگا؟ فرمایا: پانی۔ سعد نے کنواں کھدوا دیا تو رسول خداؐ نے فرمایا: "هذه لأم سعد" یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ یہاں لام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ صدقہ کا فائدہ میت کو پہونچے گا نہ کہ عبادت اور تقرب کے لئے ہے چنانچہ آیت ہے ﴿إنما الصدقات للفقراء﴾ (بلاشبہ صدقات فقراء کے لئے ہیں) یہاں لام افادیت کے لئے ہے عبادت کے لئے نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی قربانی کرتا ہے تو وہ میت کے ثواب کے لئے کرتا ہے، اسی طرح ہدایا کا ثواب میت کو لازمی طور سے پہونچتا ہے اور شرعی حیثیت سے ثابت ہے فقہی کتابوں میں عام طور سے یہ بات ملتی ہے۔

۱۔ فتاوی سبکی، ج ۱، ص ۲۹۴.

اسی طرح نذر قربانی، انبیاء واولیاء کے لئے شرعی حیثیت سے ثابت ہے، اس معاملے میں کوئی بھی اسلامی فرقہ اختلاف نہیں کرتا۔ خالدی نے اسی مفہوم کو بیان کیا ہے کہ جب کوئی کہتا ہے کہ میں نے میت کے لئے قربانی کی تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی طرف سے خیرات کی۔

ایک استدلال ابوداؤد کی سنن سے بھی کیا جاتا ہے: ثابت بن ضحاک کی روایت ہے کہ ایک شخص نے زمانۂ رسولؐ میں نذر کی کہ ''بوانہ'' میں اونٹ کی قربانی کرے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: کیا عہد جاہلیت میں وہاں عبادت ہوتی تھی؟ کہا: نہیں۔ پوچھا: کیا وہاں تقریب وغیرہ منائی جاتی تھی؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر وہاں جا کر نذر پوری کرو۔ بس معصیت خدا میں نذر پوری نہیں کرنی چاہئے اور جہاں انسان مالک نہیں ہے اس جگہ نذر پوری نہیں کرنی چاہئے۔ (۱)

سنن ابوداؤد میں عمر بن شعیب سے مروی ہے کہ ایک عورت نے رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کی: میں نے نذر کی ہے کہ سر پر باجہ بجاؤں۔ فرمایا: نذر پوری کرو۔ (توبہ کرو، اس حدیث سے عظمت نبوت مجروح ہوتی ہے) اس نے عرض کی: میں نے نذر کی ہے کہ فلاں جگہ جہاں جاہلیت کے زمانے میں قربانی کی جاتی تھی، قربانی کروں؟ پوچھا: کیا قربانی غیر خدا کے لئے ہے؟ بولی: نہیں۔ فرمایا: بت کے لئے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اپنی نذر وفا کرو۔ (۲)

اسی طرح معجم البلدان میں میمونہ بنت کردم کی حدیث ہے کہ ان کے باپ نے نذر کی بوانہ میں پچاس بکریوں کی قربانی کروں۔ رسولؐ نے پوچھا: کیا وہاں بت ہیں؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تو پھر اپنی نذر وفا کرو۔ انھوں نے ۴۹ بکریوں کی قربانی کی، ایک بھاگی تو پکڑ کے ذبح کیا اور نذر پوری کی۔ (۳)

خالدی، صلح الاخوان میں کہتے ہیں کہ خوارج کا یہ استدلال کہ انبیاء واولیاء کی قبریں بت ہیں یا نذر، عہد جاہلی کی تقریبات میں سے ہے اس لئے نذر نہ کرنی چاہئے۔ یہ بات انبیاء کی انتہائی توہین کے مترادف ہے، اس لئے ان کے اقوال لائق معافی نہیں۔ یہ اپنی جہالت میں پڑے رہیں گے اور

۱۔ سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۸۰ (ج ۳، ص ۲۳۸ حدیث ۳۳۱۳)

۲۔ سنن ابی داؤد ج ۲، ص ۸۱ (ج ۳، ص ۲۳۷ حدیث ۳۳۱۲)

۳۔ معجم البلدان، ج ۲، ص ۳۰۰ (ج ۱، ص ۵۰۵)

توسل کو عبادت سمجھتے رہیں گے۔(۱)

﴿أُوْلَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَائَهُمْ﴾ (خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور یہ خواہش نفس کی پیروی کرتے رہتے ہیں)(۲)

زیارت کے مقبرے

دنیائے اسلام میں بہت سے مقبرے ہیں جہاں دور ونزدیک سے مسلمان زیارت کے لئے آتے ہیں۔ان کے متعلق چاروں فقہ کے علماء نے درس آمیز کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مقبروں کی زیارت شعائر اسلامی میں داخل ہے۔ ہر صدی اور ہر عہد میں لوگ اس سے کسب فیض کرتے رہے ہیں:

۱۔مؤذن رسولؐ، بلال بن حمامہ کا مقبرہ دمشق میں ہے۔اس جگہ دعائیں مستجاب ہوتی ہیں مجرب ہے۔(۳)

۲۔سلمان فارسی کا مقبرہ: اچھی خاصی تعمیر ہے۔خطیب بغدادی، ابن جوزی وغیرہ نے زیارت کی ہے۔(۴)

۳۔طلحہ بن عبیداللہ: جنگ جمل میں مقتول ہوئے، عشرہ مبشرہ کی فرد تھے، بصرہ میں ان کا مقبرہ مرجع خلائق ہے۔(۵)

۴۔زبیر بن عوام: ۳۸۶ھ میں بصرہ والوں نے ان کا مقبرہ تلاش کیا۔مرجع خلائق ہے۔(۶)

۵۔ابوایوب انصاری: لوگ ان کے وسیلہ سے خشک سالی میں بارش کی دعا کرتے ہیں۔(۷)

۱۔صلح الاخوان، ص۱۰۹.
۲۔(سورۂ محمد آیت/۱۶)
۳۔رحلۃ بن جبیر ص۲۲۹
۴۔المنتظم، ج۵، ص۷۵ (ج۱۲، ص۲۳۱ نمبر ۱۷۶۵)
۵۔رحلۃ بن بطوطہ، ج۱، ص۱۱۶ (ص۱۸۷)
۶۔المنتظم ج۷، ص۱۸۷ (ج۱۴، ص۳۸۳)
۷۔المستدرک علی الصحیحین ج۳، ص۴۵۸ (ج۳، ص۵۱۸ حدیث ۵۹۲۹) صفۃ الصفوۃ ج۱، ص۱۸۷ (ج۱، ص۴۷۰ نمبر ۴۰)
تاریخ بغدادی ج۱، ص۱۵۴، البدایۃ والنہایۃ ج۸، ص۵۹ (ج۸، ص۶۵) دول الاسلام ج۱، ص۲۲ (ص۲۸)

۶۔ سر امام حسینؑ: یہ مقبرہ مصر میں ہے۔ ابن جبیر (متوفی ۶۱۴) اپنی کتاب رحلۃ (۱) میں لکھتے ہیں کہ سر مبارک نقرئی صندوق میں رکھا ہوا، زیر زمین مدفون ہے۔ اوپر ایسا عظیم الشان مقبرہ بنا ہوا ہے کہ اس کی توصیف کے لئے لفظیں نہیں ملتیں۔ حریری پردے، سونے کے فانوس میں رکھی ہوئی شمعیں جنھیں دیکھنے سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ روضۂ مبارک میں مسجد کی بھی بہترین تعمیر ہے جس میں ریشمی پردے آویزاں ہیں، لوگ ضریح مبارک کا بوسہ لیتے ہیں، طواف کرتے ہیں، دعا پڑھتے ہیں۔ غرض ایک اژدہام ہوتا ہے۔ خدا سے توسل اور گریہ وزاری کا عجیب سماں ہوتا ہے۔ وہیں قرافہ کے پاس حضرت صالحؑ و یعقوبؑ کے فرزندوں کی قبریں ہیں، آسیہ زوجہ فرعون کی قبر ہے اور چودہ پندرہ افراد اہل سنت کی قبریں ہیں۔

علامہ شبراوی نے الاتحاف (۲) میں اس مشہد مقدس کے خصوصیات و زیارت اور کرامات وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ابو الخطاب بن دحیہ کا بھی مفید رسالہ ہے جس میں قاضی زکی الدین کا استفتاء بھی ہے کہ جو شخص بھی اس شرف و برکت سے بھرپور جگہ پر حسن اعتقاد رکھے اس کے لئے مفید ہے والسلام۔

شبراوی نے نابینا شخص شمس الدین قعوینی کی بصارت واپس آنے اور قالین چڑھانے کا واقعہ لکھا ہے۔ وہ قالین سلطان محمد خاں والی مصر کے عہد تک رہی۔ شبراوی نے آل طٰہٰ کی مدح میں نظمیں بھی درج کی ہیں۔

۷۔ عمر بن عبد العزیز کے مقبرے پر لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ (۳)

۸۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا مقبرہ بھی بغداد میں عظیم الشان ہے۔ امام شافعی اس مزار سے توسل و تبرک فرمایا کرتے تھے۔ (۴) وہاں نماز پڑھ کر حاجتیں طلب کی جاتی ہیں۔ (۵)

۱۔ رحلہ بن ابن جبیر، ص ۱۲ (۱۹)

۲۔ الاتحاف بحب الاشراف، ص ۴۰۔ ۲۵ (ص ۱۱۰۔ ۷۵)

۳۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۱۴ (ج ۱، ص ۱۲۱ نمبر ۱۰۴)   ۴۔ تاریخ بغدادی ج ۱، ص ۱۲۳۔

۵۔ خوارزمی کی مناقب ابو حنیفہ ج ۲، ص ۱۹۹، کردی کی مناقب احمد، ج ۲، ص ۱۱۲ مفتاح السعادۃ، ج ۲، ص ۸۲ (ج ۲، ص ۱۹۳)

۹۔ مصعب بن زبیر کے مقبرے کی بھی اسی طرح زیارت کی جاتی ہے جس طرح قبر امام حسینؑ کی۔(۱)

۱۰۔ مالکیوں کے امام مالک بن انس کی قبر بقیع مدینہ میں ہے۔(۲)

۱۱۔ لیث بن سعد حنفی کا مقبرہ بھی زائروں کی آماجگاہ ہے۔(۳)

۱۲، کاظمین شریف میں امام کاظمؑ کا مقبرہ مرجع خلائق اور باب الحوائج ہے۔(۴)

۱۳۔ امام ثامن ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ کا مقبرہ خراسان میں مرجع خلائق ہے جہاں ائمہ ومحدثین حاضری دیتے رہتے ہیں۔(۵)

۱۴۔ عبد اللہ بن غالب حدانی کا مقبرہ بھی ہے جو روز ترویہ قتل ہوئے، لوگ ان کی خاک قبر کو کپڑوں میں مشک کی طرح لگاتے ہیں۔(۶)

۱۵۔ عبداللہ بن عون ابو عون خزار بصری کا مقبرہ بھی ہے۔(۷)

۱۶۔ علی بن نصر بن علی کا مقبرہ۔(۸)

۱۷۔ معروف کرخی کا مقبرہ بھی تریاق مجرب کہا جاتا ہے۔(۹)

۱۸۔ عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن الحسینؑ کا مقبرہ بھی مقبرۂ نذور کے نام سے معروف ہے۔(۱۰)

۱۹۔ امام شافعی کا مقبرہ بھی قرافۂ صغریٰ میں مرجع خلائق ہے۔(۱۱)

۱۔ المنتظم، ج۷، ص۲۰۶ (ج۱۵، ص۱۴)

۲۔ الجواہر المضیئۃ ج۱، ص۴۱۷ (ج۲، ص۲۰۷ نمبر ۱۱۳۱) ۳۔ رحلۃ ابن جبیر ص۱۵۳ (ص۱۷۳)

۴۔ تاریخ بغدادی، ج۱، ص۱۲۰، شذرات الذہب، ج۲، ص۴۸ (ج۳، ص۹۷)

۵۔ تہذیب ج۷، ص۳۸۸ (ج۷، ص۳۳۹)

۶۔ حلیۃ الاولیاء ج۲، ص۲۵۸، تہذیب التہذیب، ج۵، ص۳۵۴ (ج۴، ص۳۱۰)

۷۔ حلیۃ الاولیاء، ج۳، ص۳۹، تہذیب التہذیب، ج۵، ص۳۴۸ (ج۵، ص۳۰۵)

۸۔ حاشیہ خلاصہ الخزرجی ص۲۳۵ (ج۲، ص۲۵۸ نمبر ۵۰۵۷)

۹۔ تاریخ بغدادی، ج۱، ص۱۲۲، صفۃ الصفوۃ، ج۲، ص۱۸۳ (ج۲، ص۳۲۴ نمبر ۲۶۰)

(۱۰) تاریخ بغدادی ج۱، ص۱۲۳۔

۱۱۔ وفیات الاعیان، ج۲، ص۳۰ (ج۴، ص۱۶۵ نمبر ۵۵۸) طبقات القراء، ج۲، ص۹۷، دول الاسلام، ج۲، ص۱۰۵ (ص۳۳۳)

۲۰۔ابوسلیمان دارانی۔(۱)

۲۱۔سیدہ نفیسہ۔(۲)

۲۲۔امام احمد بن حنبل کا مقبرہ بھی مرجع خلائق ہے۔(۳)

احمد بن حنبل کے مرقد کے بیشمار فضائل تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں۔ان کی عجوبہ کرامتیں بھی منقول ہیں۔ابن جوزی کی منظوم میں ہے کہ خداوند عالم ہر سال احمد بن حنبل کے قبر کی زیارت کرتا ہے۔ایک نیک مرد ابوالعلی حربی کے بیان کے مطابق شدید بارش میں یہ حضرت زیارت قبر کے لئے گئے، دیکھا کہ قبر دھنس گئی ہے وہ سمجھے کہ بارش کی وجہ سے دھنسی ہے۔قبر سے آواز آئی کہ خداوند عالم میری زیارت کر رہا ہے انھوں نے فرمایا کہ میری قبر میں رسول خداؐ کے بال بھی ہیں، رمضان المبارک میں زیارت کیا کرو۔(۴) حافظ ابن عساکر کے مطابق جو مرقد احمد بن حنبل کی زیارت کرے خدا اسے بخش دیتا ہے۔(۵) احمد بن حنبل کے فضائل و برکات بے شمار ہیں۔

۲۳۔ذوالنون مصری کی قرافۂ صغیر میں قبر ہے۔(۶)

۲۴۔بکار بن قتیبہ بکراوی۔(۷)

۲۵۔ابراہیم حربی۔(۸)

۲۶۔اسماعیل دیلمی۔(۹)

۱۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۰،ص۲۵۹(ج۱۰،ص۲۸۱)

۲۔وفیات الاعیان، ج۲،ص۳۰۲(ج۵،ص۴۲۴نمبر۷۶۷)

۳۔طبقات الحنابلہ ص۱۱(ص۱۴)دول الاسلام ج۱،ص۱۱۴(ص۱۳۰)المنتظم، ج۱۰،ص۲۸۳(ج۱۸،ص۲۲۸)

۴۔مناقب احمد، ص۴۵۴(ص۶۰۷)

۵۔تاریخ ابن عساکر، ج۲،ص۴۶(ج۵،ص۳۳۴نمبر۱۳۶)

۶۔وفیات الاعیان، ج۱،ص۱۰۹(ج۱،ص۳۱۸نمبر۱۲۹)

۷۔الجواہر المعنیہ، ج۱،ص۱۷۰(ج۱،ص۴۶۱)

۸۔صفۃ الصفوۃ ج۲،ص۲۳۲(ج۲،ص۴۱۰نمبر۲۸۹)

۹۔صفۃ الصفوۃ ج۲،ص۲۳۳(ج۲،ص۴۱۳نمبر۲۹۲)

۲۷۔علی بن محمد بن بشار۔(۱)

۲۸۔یعقوب بن اسحاق ابوعوانہ۔(۲)

۲۹۔عبداللہ بن احمد بن طباطبا۔(۳)

۳۰۔حافظ علی بن محمد عامری۔(۴)

۳۱۔عبدالملک بن محمد خرگوشی۔(۵)

۳۲۔محمد بن حسن بن فورک اصفہانی۔(۶)

۳۳۔ابوجعفر بن ابی موسیٰ۔

۳۴۔ابوعلی حسن بن ابی الہیش۔(۷)

۳۵۔المعتمد علی اللہ لخمی اندلسی۔(۸)

۳۶۔نصر بن ابراہیم مقدسی۔(۹)

۳۷۔فقیہ شافعی علی بن حسن مصری۔(۱۰)

۳۸۔علی بن اسماعیل محمد۔(۱۱)

۱۔المنتظم، ج۶،ص۱۹۹(ج۱۳،ص۲۵۲نمبر۲۲۲۷)

۲۔تذکرۃ الحفاظ، ج۳،ص۳(ج۳،ص۷۸۰نمبر۷۷۲)

۳۔وفیات الاعیان، ج۱،ص۲۸۲(ج۳،ص۸۲نمبر۳۳۲)

۴۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱،ص۳۵۱(ج۱۱،ص۴۰۴)

۵۔شفاء السقام،ص۲۹(۳۹)

۶۔وفیات الاعیان، ج۲،ص۵۷(ج۴،ص۲۷۲نمبر۶۱۰)

۷۔المنتظم، ج۸،ص۴۶(ج۱۵،ص۲۰۲نمبر۳۱۶۳)

۸۔شذرات الذہب، ج۳،ص۳۹۰(ج۵،ص۳۸۷)

۹۔شذرات الذہب، ج۳،ص۳۹۶(ج۵،ص۳۹۷)

۱۰۔شذرات الذہب، ج۳،ص۳۹۹(ج۵،ص۴۰۲)

۱۱۔نیل الابتہاج،ص۱۹۸۔

۳۹۔ خضر بن نصر۔ (۱)

۴۰۔ نور الدین محمود بن زنگی۔ (۲)

۴۱۔ قاسم بن فیرہ شاطبی۔ (۳)

۴۲۔ احمد بن جعفر خزرجی سبتی۔ (۴)

۴۳۔ محمد بن احمد حنبلی ابوعمرو مقدسی۔ (۵)

۴۴۔ سیف الدین قمیری۔ (۶)

۴۵۔ اسحاق بن یحییٰ اعرج۔ (۷)

۴۶۔ شیخ احمد بن علی بدوی۔ (۸)

۴۷۔ شیخ حسین جاکی۔ (۹)

۴۸۔ احمد بن علوان۔ (۱۰)

۴۹۔ ابوعلی بن بنان۔ (۱۱)

۱۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۲، ص ۲۸۷ (ج ۱۲، ص ۳۵۳)

۲۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۲، ص ۲۸۴ (ج ۱۲، ص ۳۵۰)

۳۔ طبقات القراء، ج ۲، ص ۲۳.

۴۔ نیل الابتہاج، ص ۶۲.

۵۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۳۰ (ج ۷، ص ۵۶)

۶۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۱۶۱ (ج ۷، ص ۵۶)

۷۔ نیل الابتہاج، ج، ص ۱۰۰.

۸۔ شذرات الذہب، ج ۵، ص ۳۴۶ (ج ۷، ص ۵۰۶)

۹۔ طبقات الاخیار، ج ۲، ص ۲.

۱۰۔ مراۃ الجنان، ج ۴، ص ۳۵۷

۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۴۲۷

۵۰۔ ابوعبداللہ قرشی اندلسی۔(۱)

۵۱۔ شیخ ابوبکر بن عبداللہ عیدروس باعلوی کی قبر مرجع خلائق ہے۔(۲)

ان قبروں کے لئے دعائیں مستجاب ہونے کی بات مشہور ہے۔(۳) ان کے علاوہ بھی اور مقبرے مرجع خلائق ہیں جنھیں اختصار کے خیال سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

آخری بات

یہ تمام چیزیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ صدر اسلام سے آج تک مقبرے، زیارت گاہ خلائق رہے ہیں۔ تمام فرق اسلامی کے افراد ان مقبروں کی زیارت کرتے، نمازیں پڑھتے، ان سے توسل کرتے اور حاجتیں پیش کر کے پوری ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ اگر یہ سب بدعت و شرک ہے تو پھر ابن تیمیہ اور ان کے جرگے کے علاوہ دنیا میں کوئی مسلمان ہی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ طریقہ جیسا کہ قصیمی نے کہا، صرف شیعوں سے مخصوص نہیں بلکہ زیارت قبور کے معاملے میں چاروں مسلک متفق ہیں۔

قصیمی نے الصراع (۴) میں علامہ امین کا قصیدہ جس میں خاندان اہل بیتؑ سے توسل کا تذکرہ ہے، نقل کر کے کہا ہے کہ شیعوں کے اس طرح کے خیالات انتہائی بدتر اور مخالف اسلام ہیں، قبر حسینؑ سے شفا طلب کرنا اور وہاں حاجتیں پیش کرنا شیعوں کی آفت ہے۔(۵)

"کبرت کلمة تخرج من افواههم"

ان کی زبان سے بڑی بات نکل رہی ہے وہ سراسر جھوٹ بول رہے ہیں۔

احادیث کی ریڑھ ماری

شیعی احادیث کے متعلق مہمل بکواس بہت زیادہ ہے جس کے منھ میں جو آتا ہے ایک غلطی نکال کر

۱۔ شذرات الذہب، ج ۴، ص ۳۴۲ (ج ۶۵، ص ۵۵۶)

۲۔ النور السافر، ص ۸۰۔۸۱

۳۔ شذرات الذہب، ج ۸، ص ۴۶ (ج ۱۰، ص ۹۳)

۴۔ الصراع، ج ۲، ص ۶۴۸

۵۔ الصراع ج ۲، ص ۱۲۔

جگالی کرنے لگتا ہے۔ایک امام غائب کے جعلی خط کی نشاندہی کرتا ہے۔دوسرا اسے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کی طرف جھوٹی نسبت دیتا ہے۔نہ اسے گستاخانہ تہمت کی پرواہ ہے نہ اسے دروغ بافی پر شرم دامن گیر ہوتی ہے۔اور وہ صاحب ہیں علم کی قئے سے لت پت عبداللہ قصیمی صاحب۔وہ الصراع(۱) میں لکھتے ہیں:

سچ بات تو یہ ہے کہ شیعہ راویوں میں خواہش نفس کے مرید،دنیاداری کے لئے یا اہل دنیا سے تقرب حاصل کرنے کے لئے اہل سنت اور احادیث کی دشمنی میں حد سے آگے بڑھ جانے والے بہت زیادہ ہیں۔لیکن علماء اہل سنت نے ان کی ماہیت کو عظیم الشان طریقے پر آشکار کیا ہے۔آگے فرماتے ہیں: اہل سنت کے راویوں میں دنیا یا اہل دنیا کے تقرب کے لئے یا پست مقصد یا باطل عقیدے کی کمک کے لئے دوروغ سازی میں متہم افراد موجود ہی نہیں ہیں۔لیکن ہاں کبھی اہل سنت راویوں کے درمیان ایسے افراد مل جاتے ہیں جن کا حافظہ بہتر نہیں یا انھیں نسیان کا مرض لاحق ہے یا فریب کاروں کے فریب کا شکار ہوگئے ہیں۔ماہرین رجال نے جرح وتعدیل کر کے اس قسم کے افراد کی نشاندہی کردی ہے۔

شاید کوئی محقق خیال کرے کہ اس بے بنیاد دعوے میں سچائی کی بو یا صداقت کا شائبہ ہے۔اسے کیا پتہ کہ بکے ہوئے قلم صرف اتہام طرازی ہی کرتے ہیں۔آج قوموں کی پیش رفت اسی دروغ بافی پر ہے،سیاست دنیا کا محور ہمہ جہتی طور پر دروغ،تہمت اور پروپگنڈہ ہی پر ہے۔وہ ان متذکرہ طریقوں سے حالات ونظریات وعقائد کو شخصی منافع کی پیچ میں قطعی الٹ دیتے ہیں۔آج دنیا میں ایسے افراد موجود ہیں جن کی زر و زیور کی ضرورتیں انھیں دروغ وخرافات کے بل پر پوری ہوتی ہیں۔وہ اندھے بہرے افراد کو غلط و نادرست باتیں سمجھا دیتے ہیں۔اور اگر خدا نے **"ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب عتید"** کے ذریعے تہدید نہ کی ہوتی اور قرآن نے جھوٹ بولنے والے کو عذاب کرنے کی بات نہ کی ہوتی تو یہ لوگ اس سے بھی زیادہ جھوٹ بولتے۔

اسی بنا پر میرے اوپر لازم ہو جاتا ہے کہ قارئین کرام کو اس حقیقت سے آگاہ کریں اور اہل سنت

۱۔الصراع،ج۱،ص۸۵۔

کے راویوں کا کچا چٹھا بیان کریں کہ جن کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ان میں دروغ سازی کرنے والے موجود ہی نہیں ۔ ہم یہاں ان راویوں کے نام لکھ رہے ہیں جن کے کذاب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ان میں سبھی دنیاداری، اہل دنیا سے تقرب اور عقائد باطلہ کے کمک کے لئے جعلی حدیثوں کا انبار لگانے والے ہیں۔ابھی اچھی طرح پردہ فاش ہو جائے گا کہ انھوں نے رسول خداؐ اور ان کی سنت کے ساتھ کیا کیا خیانت کی ہے۔

کذاب اور جعل ساز محدثین

حرف الف (۱۲۲ر راوی):

۱۔ ابان بن جعفر ابو سعید بصری: کذاب، جھوٹی حدیث رسول گڑھتا۔ اس نے ابو حنیفہ کی طرف تین سو سے زیادہ حدیثیں منسوب کر دیں جسے امام ابو حنیفہ نے بیان ہی نہیں کیا۔ (۱)

۲۔ ابان بن فیروز ابو عیاش بصری: شعبہ کہتے ہیں کہ اگر ابو عیاش کذاب نہ ہو تو میرا جامہ، فقیر کو صدقہ دے دو۔ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس نے رسولؐ کی طرف جھوٹ منسوب کیا۔ احمد بن حنبل نے ابن معین کو خط لکھا، جس میں ابان کی بات لکھی تھی: تو اسے لکھتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ ابان کذاب ہے۔ نیز شعبہ ہی کا بیان ہے کہ اگر کوئی مرد زنا کرے تو اس سے کہیں بہتر ہے کہ ابان سے روایت کرے، اگر میں گدھے کے پیشاب سے لکھوں تو بہتر ہے کہ میں ابان سے روایت کروں۔ اس نے انس سے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ بے اصل حدیثیں روایت کی ہیں۔ (۲)

۳۔ ابراہیم بن ابی حیہ، کذاب تھا۔ (۳)

۴۔ ابراہیم بن ابولیث: کذاب، جعلی حدیثیں بنانے والا اور متروک الحدیث۔ (۴)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱ص۱۰ (ج۱، ص۱۷ نمبر۲۲) تذکرۃ الموضوعات ص۱۲۰ (ص۸۴) اللآلی المصنوعہ ج۲، ص۱۳ (ج۲، ص۲۳)

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۹۹ (ج۱، ص۸۶) نسائی الضعفاء المتروکین (ص۴۵ نمبر۲۱)

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۳۰ (ص۲۳)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۶، ص۱۹۶، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۷ (ج۱، ص۵۴ نمبر۱۷۳)

۵۔ ابراہیم بن ابی یحییٰ ابو اسحاق مدنی: کذاب، جھوٹی حدیثیں بناتا۔ امام نسائی نے اس کو رسولؐ کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کرنے والوں میں شمار کیا ہے۔ (۱)

۶۔ ابراہیم بن احمد حرانی ضریر: جھوٹی حدیثیں بناتا۔ (۲)

۷۔ ابراہیم بن احمد عجلی: جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۳)

۸۔ ابراہیم بن اسحاق بن عیسیٰ بغدادی: کذاب تھا۔ (۴)

۹۔ ابراہیم بن براء انصاری: اس کی تمام حدیثیں جعلی ہیں۔ (۵)

۱۰۔ ابراہیم بن بکر شیبانی ابو اسحاق اعور مقیم بغداد: اس کی تمام حدیثیں جھوٹی ہیں۔ (۶)

۱۱۔ ابراہیم بن حرات سات: ترمذی کا معاصر تھا۔ کذاب تھا، بہت سی حدیثیں گڑھ ڈالیں۔ (۷)

۱۲۔ ابراہیم بن زکریا ابو اسحاق عجلی: اس کی حدیثیں منکر ہیں، انس سے جھوٹی حدیثیں روایت کیں۔ (۸)

۱۳۔ ابراہیم بن صرمہ انصاری: خبیث، کذاب تھا، خدا اور رسولؐ پر دروغ بافی کی۔ (۹)

۱۴۔ ابراہیم بن عبداللہ سفرقع: کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۱۵۔ ابراہیم بن عبداللہ بن خالد مصیصی: جھوٹا، حدیثیں چراتا، جعلی حدیثیں بناتا۔ (۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۶۸، خلاصہ التہذیب ص ۱۸، (ج ۱، ص ۵۴ نمبر ۲۷۴) علل احمد بن حنبل (ج ۲، ص ۵۳۵ نمبر ۳۵۳۳)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱ ص ۱۰، ج ۱، ص ۱۷ نمبر ۲۳) الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۲۷۱ نمبر ۱۱۰)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰ (ج ۱، ص ۱۷ نمبر ۲۵) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۱۴ نمبر ۴۰)

۴۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۸۷ (ص ۵۵)

۵۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۲۵۵ نمبر ۸۵) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۲، ۲۶ (ج ۱، ص ۲۱ نمبر ۴۹) تذکرہ الموضوعات، ص ۸۷، (ص ۶۱)

۶۔ تاریخ بغداد ج ۶، ص ۳۶، لسان المیزان ج ۱، ص ۴۰ نمبر ۸۱)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۶ (ج ۱، ص ۷۷ نمبر ۲۶۸)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۶ (ج ۱، ص ۳۱ نمبر ۹۰)

۹۔ تاریخ بغداد ج ۶، ص ۱۰۴، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۹ (ج ۱، ص ۳۸ نمبر ۱۱۵)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰ (ج ۱، ص ۳۸ نمبر ۱۱۵)

۱۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱ ص ۲۰ (ج ۱، ص ۴۲ نمبر ۱۲۸) لسان المیزان، ج ۱، ص ۴۷ (ج ۱، ص ۶۷ نمبر ۱۹۷)

۱۶۔ ابراہیم بن عبداللہ مخزومی: لائق اعتماد نہیں، مشکوک انسانوں سے حدیث نقل کرتا ہے۔(۱)

۱۷۔ ابراہیم بن عبداللہ بن ہمام صنعائی: کذاب وحدیث ساز ہے۔(۲)

۱۸۔ ابراہیم بن علی آمدی: فقیہ فاضل ہے، غلط بیانی کرتا تھا۔(۳)

۱۹۔ ابراہیم بن فضل اصفہانی ابومنصور بار: جھوٹا حافظ، بازار اصفہان میں کھڑے ہو کر جھوٹی حدیثیں بیان کرتا۔ معمر کہتے ہیں کہ بازار میں سند صحیح کے ساتھ حدیث بیان کر رہا تھا جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ شیطان بول رہا ہے۔(۴)

۲۰۔ ابراہیم بن جشر ابواسحاق بغدادی: فضل اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں: حدیث کا چور ہے۔(۵)

۲۱۔ ابراہیم بن محمد عکاشی: نہایت جھوٹا تھا۔(۶)

۲۲۔ ابراہیم بن منقوش زبیدی: ازدی کہتے ہیں کہ حدیثیں بناتا ہے۔(۷)

۲۳۔ ابراہیم مہاجر مدنی: کذاب تھا۔(۸)

۲۴۔ ابراہیم بن مہدی ابلی ابواسحاق بصری: ازدی کہتے ہیں کہ وہ جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۰ (ج۱،ص۴۱ نمبر۱۲۶)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۱ (ج۱،ص۴۲ نمبر۱۲۷) تذکرۃ الموضوعات ص۱۱۳ (۶۳) اللآلی المصنوعۃ ج۲،ص۱۹۰ (ج۲،ص۱۳۶)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۴ (ج۱،ص۵۰ نمبر۱۵۹) لسان المیزان، ج۱،ص۸۶ (ج۱،ص۸۱ نمبر۲۴۴)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۵ (ج۱،ص۵۲ نمبر۱۶۷) شذرات الذہب، ج۴،ص۹۵ (ج۶،ص۱۵۵) لسان المیزان، ج۱،ص۸۹ (ج۱،ص۸۵ نمبر۲۵۸)

۵۔ ابن عدی الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۱،ص۲۷۴ نمبر۱۱۴) تاریخ بغداد، ج۶،ص۱۸۵۔

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۲۹ (ج۱،ص۶۲ نمبر۱۹۶)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۳۱ (ج۱،ص۶۷ نمبر۲۲۱) اللآلی المصنوعۃ ج۱،ص۱۶۵ (ج۱،ص۳۱۸)

۸۔ تذکرۃ الموضوعات ص۱۸ (ص۱۳) نسائی کی کتاب الضعفاء والمتروکین (ص۱۴ نمبر۸)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۱،ص۳۲ (ج۱،ص۶۸ نمبر۲۲۷) خلاصۃ التہذیب ص۲۹ (ج۱،ص۵۷ نمبر۲۹۱) تہذیب التہذیب، ج۱،ص۱۷۰ (ج۱،ص۱۴۷)

۲۵۔ابراہیم بن نافع جلاب: کذاب تھا۔(۱)

۲۶۔ابراہیم بن حدبہ ابو ہدبہ بصری: خبیث، کذاب، غلط باتیں انس کی طرف منسوب کرتا۔ایک شادی میں شرکت کی اور شراب پی کر ناچنے گانے لگا۔(۲)

۲۷۔ابراہیم بن ہراسہ شیبانی کوفی: مشکوک، متروک الحدیث اور کذاب تھا۔(۳)

۲۸۔ابراہیم بن ہشام غسانی: کذاب تھا۔(۴)

۲۹۔ابراہیم بن یحیٰ بن زہیر: کذاب تھا۔(۵)

۳۰۔ابرد بن اشرش: کذاب اور حدیث ساز تھا۔(۶)

۳۱۔احمد بن ابراہیم مزنی: جھوٹی حدیثیں بیان کرتا۔(۷)

۳۲۔احمد بن ابی عمران جرجانی: جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۸)

۳۳۔احمد بن ابراہیم بن موسیٰ: کذاب تھا اور اس سے روایت لینا جائز نہیں۔(۹)

۳۴۔احمد بن ابی یحیٰ انماطی: کذاب تھا اور غیر معتبر لوگوں سے حدیث لیتا۔(۱۰)

۳۵۔احمد بن احمد ابو العباس بغدادی حنبلی: بے شمار حدیثوں کا حافظ ہے۔ابن اخفر نے اس کی

۱۔تہذیب التہذیب، ج۱،ص۱۵۲؛ لسان المیزان، ج۱،ص۱۱۷ (ج۱،ص۱۱۸ نمبر ۳۶۰)

۲۔تاریخ بغداد، ج۶،ص۲۰۱، میزان الاعتدال، ج۱،ص۳۳ (ج۱،۷ نمبر ۲۴۲) تذکرۃ الموضوعات ص۶۹،۷۳ (ص۴۹،۵۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۵۸،۱۰۲،۲۳۳،۲۴۵ (ج۲،ص۱۰۳،۱۸۶،۴۲۷،۴۶۳) لسان المیزان، ج۱،ص۱۲۱ نمبر ۳۷۱)

۳۔لسان المیزان، ج۱،ص۱۲۱ (ج۱،ص۱۲۳ نمبر ۳۷۲)

۴۔تاریخ ابن عساکر، ج۲،ص۳۰۷ (ج۷،ص۲۶۷ نمبر ۵۳۷) لسان المیزان، ج۱،ص۱۲۲) ج۱،ص۱۲۴ نمبر ۳۷۳)

۵۔لسان المیزان، ج۱،ص۱۲۴ (ج۱،ص۱۲۶ نمبر ۳۷۸)

۶۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۳۶ (ج ا،ص۷۷ نمبر ۲۶۹) لآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۲۹ (ج۱،ص۲۴۸)

۷۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۳۸ (ج۱،ص۸۰ نمبر ۲۸۶) تذکرۃ الموضوعات ص۳۸ (ص۲۶)

۸۔تذکرۃ الموضوعات، ص۵۸ (۳۹)

۹۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۵۵ (ج۱،ص۸۰ نمبر ۲۸۶)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۷۶ (ج۱،ص۱۶۲ نمبر ۶۵۲)

تکذیب کی ہے۔(۱)

۳۶۔احمد بن اسماعیل ابوخذافہ سہمی: مالک بن انس کا مصاحب اور کذاب تھا۔(۲)

۳۷۔احمد بن بکر بالسی ابوسعید بن بکرویہ: جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھاص۔(۳)

۳۸۔احمد بن ثابت رازی فرخویہ: بلاشبہ وہ کذاب تھا۔(۴)

۳۹۔احمد بن جعفر بن عبداللہ سمسار: ابونعیم کا استاد تھا، جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۵)

۴۰۔احمد بن جعفر بن عبداللہ بن یونس: مہمل آدمی تھا، جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۶)

۴۱۔احمد بن حامد سمرقندی: جنھیں دیکھا نہیں ان سے حدیث بیان کرتا تھا۔(۷)

۴۲۔احمد بن حسن بن ابان مصری۔طبرانی کا استاد، کذاب، دروغ باف اور معتبر لوگوں کے نام سے حدیث بیان کرتا تھا۔(۸)

۴۳۔احمد بن حسن بن قاسم کوفی: کذاب تھا اور معتبر لوگوں کا نام لے کر حدیث بیان کرتا تھا۔(۹)

۴۴۔احمد بن حسین بن اقبال مقدسی ابوبکر صائد: کذاب تھا، جب اس کا جھوٹ کھلا تو لوگ اس سے الگ ہو گئے۔(۱۰)

۱۔شذرات الذہب، ج۵، ص۶۲ (ج۷، ص۱۱۲ حوادث ۶۱۵ھ)

۲۔تاریخ بغداد، ج۴، ص۲۲، میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۹ (ج۱، ص۸۳ نمبر ۲۹۹) تہذیب التہذیب، ج۱، ص۱۶ (ج۱، ص۱۳)

۳۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۰ (ج۱، ص۸۶ نمبر ۳۰۹)

۴۔لسان المیزان، ج۱، ص۱۴۳) میزان الاعتدال، ج۱، ص۸۶ (ج۱، ص۸۶ نمبر ۳۱۴)

۵۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۱ (ج۱، ص۸۷ نمبر ۳۱۷) شذرات الذہب، ج۲، ص۳۷۲ (ج۴، ص۲۴۴)

۶۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۱ (ج۱، ص۸۸ نمبر ۳۲۲)

۷۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۲ (ج۱، ص۸۹ نمبر ۳۲۷)

۸۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۲ (ج۱، ص۸۹ نمبر ۳۳۰) تذکرۃ الموضوعات، ص۶۵، ۱۰۸ (ص۳۸، ۷۶) اللآلی المصنوعہ ج۱، ص۲۹۵ (ج۱، ص۲۹۴)

۹۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۲ (ج۱، ص۹۰ نمبر ۳۳۱) تذکرۃ الموضوعات (ص۹، ص۱۱۴ (ص۷، ۸۰) المنتظم، ج۵، ص۴۴ (ج۱۲، ص۲۷۴ نمبر ۱۵۵۸)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۴ (ج۱، ص۹۲ نمبر ۳۱۴) لسان المیزان، ج۱، ص۱۵۸ (ج۱، ص۱۶۶ نمبر ۵۰۸)

۴۵۔ احمد بن حسین ابوالحسین بن سماک واعظ: ابن ابی الفوارس اسے کذاب کہتے تھے۔(۱)

۴۶۔ احمد بن خلیل نوفلی قومسی: کذاب تھا، جو لوگ پیدا نہیں ہوئے ان کے نام سے حدیث بیان کرتا تھا۔(۲)

۴۷۔ احمد بن داؤد بن عبدالغفار حرانی: کذاب اور حدیث ساز تھا۔(۳)

۴۸۔ احمد بن داؤد عبدالرزاق کا بھانجہ: سب سے بڑا جھوٹا تھا، اس کی سبھی حدیثیں جھوٹی ہیں۔(۴)

۴۹۔ احمد بن سلیمان قرشی: متروک الحدیث و کذاب تھا۔(۵)

۵۰۔ احمد بن سلیمان ابوجعفر قواریری بغدادی: کذاب تھا، حماد بن سلمہ کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کیں۔(۶)

۵۱۔ احمد بن صالح ابوجعفر شمومی مصری مقیم مکہ: کذاب تھا، حدیث ساز اور مہمل گو تھا۔(۷)

۵۲۔ احمد بن طاہر بن حرملہ مصری: کذاب تھا، اپنے دادا اور شافعی سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۸)

۵۳۔ احمد بن عبدالجبار کوفی: کذاب تھا۔(۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۴، ص۱۱۱؛ المنتظم، ج۸، ص۷۶ (ج۱۵، ص۲۳۸ نمبر ۳۱۸۲) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۳ (ج۱، ص۹۳ نمبر ۳۴۵)

۲۔ لسان المیزان، ج۱، ص۱۶۷ (ج۱، ص۵۴۰)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۵ (ج۱، ص۹۷ نمبر ۳۷۱)

۴۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۲، ۳۰ (۳، ص۲۲) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۵ (ج۱، ص۹۶ نمبر ۳۷۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۲، ۱۷۴ (ج۲، ص۴۱، ۳۲۴)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۸ (ج۱، ص۱۰۲ نمبر ۳۹۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۴۷۔

۶۔ تاریخ بغداد ج۴، ص۱۷۷۔۱۷۴۔

۷۔ تہذیب التہذیب ج۱، ص۴۲ (ج۱ص ۳۷) لسان المیزان، ج۱، ص۱۸۶ (ج۱، ص۱۹۸ نمبر ۵۹۳)

۸۔ میزان الاعتدال، ج۱ص۵۱ (ج۱، ص۱۰۵ نمبر ۴۱۴) لسان المیزان، ج۱، ص۱۸۹ (ج۱، ص۲۰۱ نمبر ۶۰۰)

۹۔ تہذیب التہذیب ج۱، ص۵۱ (ج۱، ص۴۵) میزان الاعتدال، ج۱ص۵۳ (ج۱، ص۱۱۲ نمبر ۴۴۳)

۵۴۔احمد بن عبدالرحمٰن بن جارودرقی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱)

۵۵۔احمد بن عبداللہ شاشی: کذاب تھا۔(۲)

۵۶۔احمد بن عبداللہ ہیثمی مودب: جھوٹی حدیثیں بناتا تھا۔(۳)

۵۷۔احمد بن عبداللہ شیبانی: کذاب وحدیث ساز تھا، بیہقی کہتے ہیں: میں پوری طرح اسے پہچانتا ہوں بنام رسولؐ حدیثیں بناتا تھا، بیس ہزار سے زیادہ حدیثیں گڑھی ہیں اس لئے اس سے روایت جائز نہیں۔

سیوطی، ابن حبان، حافظ سری وغیرہ نے اس کی مذمت کی ہے۔(۴)

۵۸۔احمد بن عبداللہ ابوبکر ضریر: خطیب بغدادی نے اس کی ایک حدیث نقل کر کے کہا کہ اس کے تمام اسناد ثقہ لیکن ضریر جھوٹا ہے۔(۵)

۵۹۔احمد بن عبداللہ بن محمد ابوالحسن بکری: کذاب، دروغ ساز، نادان و بے حیا تھا۔(۶)

۶۰۔احمد بن عبداللہ ابوعبدالرحمٰن فاریاناتی: حدیث سازی میں مشہور تھا۔(۷)

۶۱۔احمد بن عبیداللہ ابوالعز بن کادش: یہ جھوٹ اور حدیث سازی میں مشہور تھا۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ ابوالعز نے مجھ سے کہا کہ میں نے ایک شخص کے لئے سنا کہ اس نے مدح علیؑ میں جھوٹی حدیث

۱۔تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۲۴۷، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۵ (ج ۱، ص ۱۱۶ نمبر ۴۵۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۷۲ (ج ۲، ص ۳۲۱)

۲۔میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۲ (ج ۱، ص ۱۱۰ نمبر ۴۳۴)

۳۔تاریخ بغداد ج ۴، ص ۲۲۰، میزان الاعتدال، ج ۱ ص ۵۱ (ج ۱، ص ۱۰۹ نمبر ۴۲۹)

۴۔تاریخ بغداد ج ۳، ص ۲۹۵ الاذکار ص ۱۵۵، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۱ (ج ۱ ص ۱۰۶ نمبر ۴۲۱) تذکرۃ الموضوعات، ص ۳۸ (ص ۲۷) اسنی المطالب، ص ۲۱۳ (۳۳۲ حدیث ۱۳۹۶) لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۹۳، ج ۵، ص ۱۸۸ (ج ۱، ص ۲۰۶، ۳۳۲ نمبر ۶۱۲، ۶۴۵، ج ۵، ص ۳۲۶) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۱ (ج ۱، ص ۴۱)

۵۔تاریخ بغداد ج ۴، ص ۲۳۲، میزان الاعتدال، (ج ۱ ص ۱۰۸ نمبر ۴۲۴)

۶۔میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۵۳ (ج ۱، ص ۱۱۲ نمبر ۴۴۰)

۷۔لسان المیزان، ج ۱، ص ۱۹۴ (ج ۱، ص ۲۰۸ نمبر ۶۱۳) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۴۴ (ج ۲، ص ۸۲)

بنائی ہے میں نے ابوبکر کے لئے بنادی، کیا برا کیا۔(۱)

۶۲۔ احمد بن عصمہ نیشاپوری: جھوٹی حدیث بنانے میں متہم تھا۔(۲)(علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: اس کی جعلی احادیث آگے بیان ہونگی)

۶۳۔احمد بن علی بن احمد بن صبیح: بہت جھوٹ بولتا تھا۔(۳)

۶۴۔ابوبکر مروزی: جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۴)

۶۵۔احمد بن علی بن حسن بن منصور الاسد مقری: وہ جھوٹوں کا سردار تھا، جسے سنا نہیں اس کا دعویٰ کرتا تھا۔(۵)

۶۶۔احمد بن عیسیٰ عسکری: کذاب تھا۔(۶)

۶۷۔احمد بن علی مروزی: متروک اور حدیث ساز تھا۔(۷)

۶۸۔احمد بن عیسیٰ لخمی: ابن طاہر اسے کذاب کہتے ہیں۔(۸)

۶۹۔احمد بن عیسیٰ ہاشمی: کذاب تھا۔(۹)

۷۰۔احمد بن عیسیٰ خشاب تنیسی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱۰)

۱۔لسان المیزان، ج۱،ص۲۱۸(ج۱،ص۲۳۴نمبر۶۷۸)

۲۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۵۶(ج۱،ص۱۱۹نمبر۴۶۷)

۳۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۵۸(ج۱،ص۱۲۳نمبر۴۹۵)لسان المیزان، ج۱،ص۲۳۴(ج۱،ص۲۵۳نمبر۷۳۸)

۴۔اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۲۹(ج۱،ص۲۴۹)

۵۔تاریخ بغداد، ج۴،ص۳۲۵نمبر۲۳۸، المنتظم، ج۱۶،ص۱۱۹نمبر۳۴۱)

۶۔تاریخ بغداد، ج۴،ص۳۰۳۔

۷۔تہذیب التہذیب، ج۱،ص۶۵(ج۱،ص۵۶)

۸۔تہذیب التہذیب، ج۱،ص۶۶(ج۱،ص۵۷)

۹۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۶۰(ج۱،ص۱۲۶نمبر۵۰۹)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۵۹(ج۱،ص۱۲۶نمبر۵۰۸)لسان المیزان، ج۱،ص۲۴۱(ج۱،ص۲۶۱،۲۶۲نمبر۷۶۰)تذکرۃ الموضوعات، ص۳۹(ص۲۲۔۲۸۔۲۷)شذرات الذہب، ج۲ص۳۶۶(ج۳،ص۲۳۴)

۷۱۔ احمد بن فرج ابوعتبہ حجازی: کذاب تھا، اس کی گفتار غیر مسموع ہے۔(۱)

۷۲۔ احمد بن محمد ابوالفتوح غزالی طوسی مشہور واعظ: برادر حجۃ الاسلام غزالی، جھوٹی حدیثیں بناتا تھا، اکثر باتیں آمیزہ ہوتیں، شیطان کا طرفدار تھا، اسے معذور سمجھتا تھا۔(۲)

۷۳۔ احمد بن محمد بن حجاج ابوجعفر مصری: حافظ حدیث مگر جھوٹا تھا، شیوخ محدثین کی طرف جھوٹی نسبتیں دیتا تھا۔(۳)

۷۴۔ احمد بن محمد بن حرب لخمی جرجانی: جھوٹ اور حدیث سازی میں مشہور تھا۔(۴)

۷۵۔ احمد بن محمد حسن مقری: کذاب تھا، حدیث میں معتبر نہیں اور بڑا عبادت گذار تھا۔(۵)

۷۶۔ احمد بن محمد بن صلب بن مغلس ابوالعباس حمانی: جھوٹوں میں تھا، حیا کی کمی تھی۔ مناقب ابو حنیفہ میں حدیثیں لکھیں جو سبھی جھوٹی ہیں۔ موثق راویوں کا نام لیا جو سب کے سب جھوٹے ہیں۔(۶)

۷۷۔ احمد بن محمد بن علی ابوعبداللہ صیرفی ابن ابنوسی: جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والوں میں مشہور تھا۔(۷)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۳۴۱.

۲۔ المنتظم، ج ۹، ص ۲۶۰ (ج ۱۷، ص ۲۳۷ نمبر ۹۳۹) البدایۃ والنہایۃ ج ۱۲، ص ۱۹۶ (ج ۱۲، ص ۲۳۴) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۷ (ج ۱، ص ۱۵۰ نمبر ۵۸۹)

۳۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۱، ص ۱۸۹ نمبر ۴۲) تاریخ ابن عساکر، ج ۱، ص ۴۵۵ (ج ۵، ص ۲۳۳ نمبر ۱۲۸) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۶۳ (ج ۱، ص ۱۳۳ نمبر ۴۳۸) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۵۸ (ج ۱، ص ۲۸۰ نمبر ۸۰۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۶۳ (ج ۱، ص ۱۳۴) اللآلی المصنوعۃ ج ۱، ص ۳ (ج ۱، ص ۴)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۴۲۹، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۶۳ (ج ۱، ص ۱۳۴ نمبر ۵۴۱)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۲۰۷، ج ۵، ص ۳۴، المنتظم، ج ۶، ص ۱۵۷ (ج ۱۳، ص ۱۹۵ نمبر ۲۱۶۷) میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۶۶ (ج ۱، ص ۱۴۰ نمبر ۵۵۵) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۱۳۱ (ج ۱۱، ص ۱۵۱) تاریخ ابن عساکر، ج ۲، ص ۵۶ (ج ۵، ص ۳۷۳ نمبر ۱۵۸) لسان المیزان، ج ۱، ص ۲۶۹ (ج ۱، ص ۳۹۴ نمبر ۸۳۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۴۲، ۴۲ (ج ۲، ص ۸۰، ۳۰۱)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۷۰.

۷۸۔احمد بن محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی: حدیث سازی کرتا تھا۔(۱)

۷۹۔احمد بن محمد یمامی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۲)

۸۰۔احمد بن محمد بن عمرو ابو بشر کندی مروزی: بہترین فقیہ لیکن بدعت نواز تھا، بہت شیریں بیان تھا۔

غیر معتبر لوگوں کے نام سے حدیث بیان کرتا، ابن حبان کہتے کہ متن کو زیر وزبر کرتا۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ شیریں زبان خطیب، حافظ اور بدعتیوں کا امام تھا، جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۳)

۸۱۔احمد بن محمد بن غالب باہلی: بغداد کے زاہدوں میں تھا لیکن بڑا دروغ باف تھا۔ حافظ ابن عدی، ابوداؤد سجستانی وغیرہ کہتے ہیں کذاب ودجال تھا اس کی احادیث کا سند ومتن جھوٹ ہوتا تھا۔(۴) (علامہ امینیؒ: خیریت ہے کہ اس دجال کو مدینۃ السلام کے بازار میں جگہ ملی، جنازہ بصرہ سے لاکر وہاں بڑا مقبرہ بنوادیا گیا)

۸۲۔احمد بن محمد بن فضل قیسی: حدیث ساز تھا۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ اس کے وطن گیا تقریباً پانچ سو جھوٹی حدیثیں نقل کیں۔ شاید اس شیخ حدیث نے تین ہزار سے زیادہ حدیثیں وضع کی ہیں۔(۵)

۸۳۔احمد بن محمد بن مالک: حدیث ساز تھا۔(۶)

۱۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۶۹ (ج۱،ص ۱۴۷ نمبر ۵۷۳) لسان المیزان، ج۱،ص ۳۱۳ نمبر ۸۵۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص ۱۲۹ (ج۱،ص ۲۴۹)

۲۔تاریخ بغداد، ج۵،ص ۶۶، تاریخ ابن عساکر، ج۲،ص ۶۹ (ج۵،ص ۴۲۶۔۴۲۴ نمبر ۱۹۵) میزان الاعتدال، (ج۱،ص ۱۴۲ نمبر ۵۵۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص ۲۴۷، ج۲،ص ۲۶ (ج۱،ص ۴۷۵ ج۲،ص ۵۰)

۳۔تاریخ بغداد، ج۵،ص ۴۷، کتاب المجروحین، (ج۱،ص ۱۵۶ ۹ الضعفاء والمتروکین (ص ۱۲۴) میزان الاعتدال، ج۱،ص ۷۰ (ج۱،ص ۱۳۹ نمبر ۵۸۲) تذکرۃ الحفاظ، ج۳،ص ۲۳ (ج۳،ص ۸۰۳) شذرات الذہب، ج۲،ص ۲۹۸ (ج۴،ص ۱۲۱)

۴۔الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۱،ص ۱۹۵ نمبر ۳۸) تاریخ بغداد ج۵،ص ۷۹، المنتظم، ج۵،ص ۹۵ (ج۱۲،ص ۲۶۵ نمبر ۱۸۰۶) لسان المیزان، ج۱،ص ۲۷۳ (ج۱،ص ۲۹۸ نمبر ۸۳۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص ۲۰۰، ج۲،ص ۱۰۹ (ج۲،ص ۲۰۰)

۵۔میزان الاعتدال، ج۱،ص ۷۰ (ج۱،ص ۱۴۸ نمبر ۵۷۹) تذکرۃ الموضوعات، ص ۴۱، ۴۵، ۶۷، ۷۰ (۱۲، ۳۰، ۳۷، ۳۸)

۶۔تذکرۃ الموضوعات، ص ۴۷ (ص ۳۴)

۸۴۔احمد بن محمد بن مصعب: حدیث ساز تھا۔(۱)

۸۵۔احمد بن محمد بن ہارون: کذاب تھا اور بہت سی حدیثیں بنائیں۔(۲)

۸۶۔احمد بن مروان دینوری مالکی: حدیث ساز تھا۔(۳)

۸۷۔احمد بن منصور ابو السعادات: ملحد، کذاب اور جعلساز تھا۔(۴)

۸۸۔احمد بن موسیٰ جرجانی: حافظ اور کذاب تھا، متن میں ملاوٹ کرتا تھا۔(۵)

۸۹۔احمد بن یعقوب بن عبد الجبار اموی مروانی جرجانی: حدیث ساز تھا، ایسی حدیثیں بناتا جن کو نقل کرنا جائز نہیں۔(۶)

۹۰۔اسباط ابو الیسع بصری: یحییٰ بن معین نے اس کی تکذیب کی ہے۔(۷)

۹۱۔اسحاق بن ابراہیم واسطی مودب: ابن عدی وازدی نے اس کی تکذیب کی ہے۔(۸)

۹۲۔اسحاق بن ابراہیم طبری: کذاب تھا، موثق حفاظ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتا جس کی اصل نہیں۔(۹)

۹۳۔اسحاق بن ادریس اسواری بصری: کذاب و حدیث ساز تھا، لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔(۱۰)

۱۔تاریخ ابن عساکر، ج۵،ص۱۵۴۔

۲۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۷۱ (ج،ص۱۵۰ نمبر ۵۸۸)

۳۔لسان المیزان، ج۱،ص۳۰۹ (ج۱،ص۳۳۹ نمبر ۹۳۷)

۴۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۷۵ (ج۱،ص۱۵۹ نمبر ۶۳۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۴ (ج۱،ص۲۷)

۵۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۷۵ (ج۱،ص۱۵۹ نمبر ۶۳۶) شذرات الذہب، ج۳،ص۶۷ (ج۴،ص۲۷۰)

۶۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۷۷ (ج۱،ص۱۶۵، نمبر ۶۶۵) اسنی المطالب، ص۸۴، (ص۱۶۰ حدیث ۴۷۳)

۷۔تہذیب التہذیب، ج۱،ص۲۱۲ (ج۱،ص۱۸۶)

۸۔تذکرۃ الموضوعات، ص۹۵،۱۰۳ (ص۳۴،۶۷) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۷۶ (ج۱،ص۱۳۷)

۹۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۸۵ (ج۱،ص۱۸۰ نمبر ۷۲۷) الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۱،ص۳۴۵ نمبر ۱۷۸) لسان المیزان، ج۱،ص۳۴۸ (ج۱،ص۳۸۵ نمبر ۱۰۸۶)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۸۶ (ج۱،ص۱۸۴)

۹۴۔ اسحاق بن بشر بخاری ابوحذیفہ: متفقہ طور سے کذاب اور حدیث ساز تھا۔(۱)

۹۵۔ اسحاق بن بشر بن مقاتل: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۲)

۹۶۔ اسحاق بن عبداللہ اموی: کذاب تھا، سند و متن اتھل پتھل کرتا۔(۳)

۹۷۔ اسحاق بن محمشاذ: ایسا کذاب ہے جو اموی مذہب کے مفاد میں حدیثیں گڑھتا۔(۴)

۹۸۔ اسحاق بن ناصح: بہت بڑا جھوٹا تھا، ابن سیرین سے ابوحنیفہ کی رائے کے مطابق حدیثیں بناتا تھا۔(۵)

۹۹۔ اسحاق بن نجیح ملطی: دجال، کذاب، دشمن خدا، مرد پلید اور حدیث ساز تھا۔(۶)

۱۰۰۔ اسحاق بن وہب طہرسی: کذاب و متروک الحدیث تھا، اعلانیہ حدیثیں گڑھتا۔(۷)

۱۰۱۔ اسد بن عمرو ابوالمنذر رجبلی: کذاب تھا، اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔ حنفیوں کے مطابق حدیثیں گڑھتا تھا۔(۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۶، ص۳۲۷، میزان الاعتدال، ج۱، ص۸۶ (ج۱، ص۱۸۴ نمبر ۷۳۹)

۲۔ تاریخ بغداد، ج۶، ص ۳۲۹، میزان الاعتدال، ج۱، ص ۸۷، تذکرۃ الموضوعات، ص ۳۳، ۳۹، ۷۶، ۱۲۰ (ص ۲۴، ۲۸، ۵۳، ۸۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۹۱، ۱۵۳ (ج۱، ص۱۷۵، ۲۹۵، ج۲، ص۱۲۸، ۱۳۰، ۱۶۴)

۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج۲، ص۲۲۵۔۲۲۳ (ج۸، ص۵۵۔۲۴۶) تہذیب التہذیب، ج۱، ص۲۴۱ (ج۱، ص۲۱۰)

۴۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۳۸ (ج۱، ص۴۵۸) لسان المیزان، (ج۱، ص۴۱۷ نمبر ۱۱۷۲)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۹۴ (ج۱، ص۲۰۰ نمبر ۷۹۴)

۶۔ تاریخ بغداد، ج۶، ص ۳۲۴، میزان الاعتدال، ج۱، ص ۹۴ (ج۱، ص ۲۰۰ نمبر ۷۹۵) تذکرۃ الموضوعات، ص ۸۴ (۵۹) تہذیب التہذیب، ج۱، ص ۲۵۳ (ج۱، ص ۲۲۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص ۵۵، ۱۰۳، ۱۷۵ (ج۱، ص ۳۹، ۱۰۶، ۱۹۹) خلاصۃ التہذیب ص۲۶ (ج۱، ص۷۷ نمبر ۴۳۲)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص ۹۵ (ج۱، ص ۲۰۳ نمبر ۷۹۹) تذکرۃ الموضوعات ص ۵۳، ۷۱ (ص ۳۸، ۵۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۰۶، ج۲، ص۹۹، ۱۱۴ (ج۱، ص۲۰۴)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص ۱۷، میزان الاعتدال، ج۱، ص ۹۶ (ج۱، ص ۲۰۶ نمبر ۸۱۴) لسان المیزان (ج۱، ص ۴۲۷ نمبر ۱۲۰۸)

۱۰۲۔ اسماعیل بن ابان غنوی کوفی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۱)

۱۰۳۔ اسماعیل بن ابی اویس عبداللہ مدنی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۲)

۱۰۴۔ اسماعیل بن ابی زیاد شامی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔(۳)

۱۰۵۔ اسماعیل بن اسحاق جرجانی: حدیث ساز تھا۔(۴)

۱۰۶۔ اسماعیل بن بلال عثمانی دمیاطی: کذاب تھا۔(۵)

۱۰۷۔ اسماعیل بن زریق بصری: کذاب تھا۔(۶)

۱۰۸۔ اسماعیل بن شروس صفائی: حدیثیں گڑھتا تھا۔(۷)

۱۰۹۔ اسماعیل بن علی بن مثنیٰ واعظ استر آبادی: کذاب، کذاب کا بیٹا۔ جھوٹے قصے گڑھنا اور مجہول متن کو صحیح متن سے ملانا یہی اس کا کام تھا۔(۸)

۱۱۰۔ اسماعیل بن محمد بن یوسف فلسطینی: جبرئیل کے خاندان سے تھا، کذاب اور حدیثیں چراتا تھا۔(۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۶، ص ۲۳۱، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۹۸ (ج ۱، ص ۲۱۱ نمبر ۸۲۴) تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۱۶ (ص ۸۲) تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۲۷۱ (ج ۱ ص ۲۳۷) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۳۶ (ج ۱، ص ۴۷۴) خلاصۃ التہذیب، ص ۲۷ (ج ۱، ص ۸۲ نمبر ۴۶۶)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰۴ (ج ۱، ص ۲۲۳ نمبر ۸۵۴)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰۷ (ج ۱، ص ۲۳۰، ۲۳۱ نمبر ۸۸۱، ۸۸۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۷۷، ۱۷۹، ۲۳۹ (ج ۲، ص ۱۳۸، ۳۳۳، ۴۴۹)

۴۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۲۲۱ نمبر ۸۴۸) لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۹۳ (ج ۱، ص ۴۳۹ نمبر ۱۲۴۲)

۵۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۹۶ (ج ۱، ص ۴۴۳ نمبر ۱۲۵۴)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰۶ (ج ۱، ص ۲۲ نمبر ۸۷۷)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۰۹ (ج ۱، ص ۲۳۴ نمبر ۸۹۵)

۸۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۴۲۳ (ج ۱، ص ۴۷۴ نمبر ۱۳۲۱)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۱۱۴ (ج ۱، ص ۲۴۷ نمبر ۹۳۴) تذکرۃ الموضوعات، ص ۳۹، ۵۸، ۱۰۷ (ص ۷، ۱۲، ۲۴، ۴۲، ۷۶) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۵۴۔

۱۱۱۔ اسماعیل بن محمد اصفہانی واعظ محتسب: حدیثیں گڑھتا اور صحیح کو غلط سے ملا دیتا تھا۔(۱)

۱۱۲۔ اسماعیل بن مسلم سکونی یشکری: حدیث گڑھتا تھا۔(۲)

۱۱۳۔ اسماعیل بن یحییٰ شیبانی شعیری: کذاب تھا۔(۳)

۱۱۴۔ اسماعیل بن یحییٰ تیمی ذریت ابو بکر صدیق: کذاب تھا، اس سے روایت کرنا صحیح نہیں، حدیثیں وضع کرنے والوں کا ستون تھا۔ عموماً اس کی روایات جھوٹی ہیں، مالک وثوری کے متعلق جھوٹی حدیثیں وضع کیں، مہمل اور مشکوک باتیں روایت کرتا ہے۔(۴)

۱۱۵۔ اسید بن زید بن نجیح ابو محمد جمال: کذاب اور متروک الحدیث تھا۔ اس کی روایت لائق تقلید نہیں۔(۵)

۱۱۶۔ اشعث بن سعید بصیر ابو الربیع سمان: لائق اطمینان نہیں، ضعیف و متروک الحدیث ہے۔(۶)

۱۱۷۔ اصبغ بن خلیل قرطبی مالکی: متن و سند اتھل پتھل کرتا۔ لوگ اس کی دروغ بافی سے آگاہ ہو گئے تو جواب دیا کہ میں مذہب کی تائید میں جھوٹی حدیثیں گڑھتا ہوں۔(۷) (اب آپ ہنسئے یا روئیے)

۱۱۸۔ اصرم بن حوشب: کذاب، خبیث اور دروغ پرداز تھا۔(۸)

۱۔ شذرات الذہب، ج۴، ص۲۳ (ج۶، ص۳۹)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۱۶ (ج۱، ص۲۵۰ نمبر ۹۴۶) تہذیب التہذیب، ج۱، ص۳۳۳ (ج۱ ۲۹۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲ ص ۱۱۴ (ج۲، ص۲۱۰)

۳۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۳۳۶ (ج۱، ص۲۹۳)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۶، ص ۲۴۹، اسنی المطالب ص۲۰۹ (ص۴۴۴ حدیث ۱۳۷۰) میزان الاعتدال، ج۱، ص ۱۱۷ (ج۱، ص ۲۵۳ نمبر ۹۶۵) لسان المیزان، ج۱، ص۴۴۲ (ج۱، ص۴۹۳) مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۰۱، ۱۰۶، ۱۳۳، ج۹، ص۹۹ اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۸۹، ۱۰۷، ۱۱۱، ج۲، ص۱۶۳ (ج۱، ص۱۷۲، ۲۰۷، ۲۱۴، ج۲، ص۳۰۴)

۵۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص ۴۸، نصب الرایۃ، ج۱، ص ۹۲، مجمع الزوائد، ج۲، ص ۱۷۵، میزان الاعتدال، ج۱، ص ۱۱۹ (ج۲۵۶ نمبر ۹۸۶) خلاصہ التہذیب، ص۳۲ (ج۱، ص۹۷ نمبر ۵۷۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۰۸ (ج۱، ص۴۰۸)

۶۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۳۵۱ (ج۱، ص۳۰۷

۷۔ لسان المیزان، ج۱، ص۴۵۹ (ج۱، ص۵۱۱ نمبر ۱۴۲۱)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۳۱، میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۲۶ (ج۱، ص۲۷۲ نمبر ۱۰۱۷) تذکرۃ الموضوعات، ص۱۰ (ص۷، ۸) مجمع الزوائد، ج۱، ص۳۰۶، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۹۸، ج۲، ص۶، ۴۷، ۵۲ (ج۱، ص۱۹۸، ۳۱۱، ج۲، ص۱۰، ۸۹، ۹۵).

۱۲۰۔ ایوب بن خوط ابوامیہ بصری حبطی: متروک الحدیث ہے۔(۱)

۱۲۱۔ ایوب بن محمد ابومیمون صوری: کذاب تھا۔(۲)

۱۲۲۔ ایوب بن مدرک یمامی: کذاب تھا، لائق اعتنا نہیں۔ مکحول سے موضوع نسخے روایت کرتا ہے۔(۳)

(ب)

۱۲۳۔ باذام ابو صالح تابعی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ اس نے جو حدیث روایت کی جھوٹی تھی۔(۴)

۱۲۴۔ برکت بن محمد حلبی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۵)

۱۲۵۔ بریہ بن محمد بن بریہ: کذاب ودروغ باف تھا۔(۶)

۱۲۶۔ بشر بن ابراہیم ابو سعید قرشی انصاری دمشقی ساکن بصرہ: موثق لوگوں کے نام احادیث موضوعہ روایت کرتا ہے۔(۷)

۱۲۷۔ بشر بن ابراہیم بصری ابوعمرو مفلوح: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۸)

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۴۰۲ (ج۱، ص۳۵۲) لسان المیزان، ج۱، ص۴۷۹ (ج۱، ص۵۳۵ نمبر ۱۴۷۶)
۲۔ کتاب المجروحین، (ج۱، ص۱۷) لسان المیزان، ج۱، ص۴۸۲ (ج۱، ص۵۳۵ نمبر ۱۴۷۶)
۳۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۸، تاریخ ابن عساکر، ج۳، ص۱۱۱ (ج۱۰، ص۱۲۲۔۱۲۰ نمبر ۸۶۴) لسان المیزان، ج۱، ص۴۸۸ (ج۱، ص۵۳۹ نمبر ۱۴۸۵)
۴۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۳۸ (ج۱، ص۲۹۶ نمبر ۱۱۲۱) تہذیب التہذیب، ج۱، ص۴۱ (ج۱، ص۳۶۴)
۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۴۱ (ج۱، ص۳۰۳ نمبر ۱۱۴۹) نصب الرایۃ، ج۱، ص۷۸، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۰۹،۲ (ج۲، ص۷، ۳۹۰)
۶۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۱۳۵، میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۴۲، (ج۱، ص۳۰۶ نمبر ۱۱۵۸)
۷۔ تاریخ ابن عساکر، ج۳، ص۲۲۷ (ج۱۰، ص۱۷۰ نمبر ۸۷۹)
۸۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۴۵، تذکرۃ الموضوعات، ص۶۱، ۷۲، ۷۳، ۷۶ (۴۴، ۵۱، ۵۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۶۷، ۲۰۳ (ج۲، ص۳۱۲، ۳۷۹)

۱۲۸۔ بشر بن حسین اصفہانی: کذاب تھا، زبیر پر جھوٹ باندھا۔ اسکی کتاب میں ڈیڑھ سو جھوٹی حدیثیں ہیں۔(۱)

۱۲۹۔ بشر بن رافع حارثی، ابو ہریرہ کا بھتیجا: حدیث ساز و عجیب و غریب مطالب گڑھتا تھا۔ جنھیں حدیث سے کچھ آشنائی نہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی حدیثیں جھوٹی ہیں۔(۲)

۱۳۰۔ بشر بن عبید الدارسی: کذاب تھا۔(۳)

۱۳۱۔ بشر بن عون شامی: اس کی کتاب میں سو حدیثیں جعلی ہیں۔(۴)

۱۳۲۔ بشر بن نمیر بصری: جھوٹ کا ستون، کذاب و حدیث ساز تھا۔(۵)

۱۳۳۔ بکر بن زیاد باہلی: دجال اور حدیث ساز تھا۔(۶)

۱۳۴۔ بکر بن عبد اللہ شردود صنعائی: کذاب اور سند کو اتھل پتھل کرتا تھا۔(۷)

۱۳۵۔ بکر بن مختار صائغ: کذاب تھا، اس کی روایت قابل قبول نہیں۔(۸)

۱۳۶۔ بندار بن عمر تمیمی رویانی مقیم دمشق: کذاب تھا۔(۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۴۷ (ج۱، ص۳۱۵ نمبر ۱۱۹۲) مجمع الزوائد، ج۱، ص۵۹۔

۲۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۴۴۸ (ج۱، ص۳۹۳) اسنی المطالب، ص۲۳۶ (ص۴۸۴ حدیث ۱۵۵۱) تذکرۃ الموضوعات، ص۱۱۸ (ص۷۵، ۸۳)

۳۔ مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۳۷۔

۴۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۴۹ (ج۱، ص۳۲۱ نمبر ۱۲۱۱) تذکرۃ الموضوعات، ص۱۱۲ (ص۴۳، ۷۹) مجمع الزوائد، ج۲، ص۲۲۸۔

۵۔ تہذیب التہذیب، ج۱، ص۴۶۱ (ج۱، ص۴۰۳) میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۵۱ (ج۱ص۳۲۵ نمبر ۱۲۲۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۲۶ (ج۱، ص۲۴۳)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۶۰ (ج۱، ص۳۴۵ نمبر ۱۲۸۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۷ (ج۱، ص۱۳)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۶۱ (ج۱، ص۳۴۶ نمبر ۱۲۸۶)

۸۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۱۵ (ص۱۱) میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۶۲ (ج۱، ص۳۴۸ نمبر ۱۲۹۵)

۹۔ تاریخ ابن عساکر، ج۳، ص۲۹۶ (ج۱۰، ص۴۰۸ نمبر ۹۶۸)

۱۳۷۔ پہلوان بن شہرمزان یزدی: کذاب تھا۔(۱)

(ج)

۱۳۸۔ جابر بن عبداللہ یمامی عقیلی: کذاب، جاہل اور احمق تھا۔ ابن شاذویہ کہتے ہیں کہ بخارا میں تین جھوٹے تھے: محمد بن تمیم، حسن بن شبل اور جابر یمامی۔(۲)

۱۳۹۔ جارود بن یزید ابوعلی عامری: کذاب، متروک الحدیث اور حدیث ساز تھا۔(۳)

۱۴۰۔ جبارہ بن مغلس حمانی: یحییٰ کہتے ہیں کہ وہ کذاب تھا۔(۴)

۱۴۱۔ جراح بن منہال جزری: اس کی حدیثیں غلط اور متروک ہیں، جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا اور شرابی تھا۔(۵)

۱۴۲۔ جریر بن ایوب بجلی: حدیث ساز تھا۔(۶)

۱۴۳۔ جریر بن زیاد طائی: کذاب تھا۔(۷)

۱۴۴۔ جعفر بن ابان: حدیث ساز تھا۔(۸)

۱۴۵۔ جعفر بن زبیر حنفی دمشقی: عابد تھا لیکن کذاب اور جعل ساز تھا۔(۹)

۱۔ لسان المیزان، ج۳، ص۶۵ (ج، ص۲۸۰۲ نمبر ۱۷۷۴)

۲۔ لسان المیزان، ج۲، ص۸۷ (ج۲، ص۱۱۲ نمبر ۱۸۷۶) الاصابہ، ج۱، ص۱۵۵، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۳۵۳.

۳۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۷۸ (ج۱، ص۳۸۴ نمبر ۱۴۲۸) لسان المیزان، ج۲، ص۹۰ (ج۲، ص۱۱۶ نمبر ۱۸۹۲)

۴۔ اسنی المطالب، ص۲۳۲ (ص۳۷۴ حدیث ۱۵۱۶) خلاصہ التہذیب، ص۵۵ (ج۱، ص۱۷۴ نمبر ۱۰۸۲)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۸۱ (ج۱، ص۳۹۰ نمبر ۱۴۵۳) لسان المیزان، ج۲، ص۹۹ (ج۲، ص۱۲۶ نمبر ۱۹۲۵)

۶۔ میزان الاعتدال، (ج۱، ص۳۹۱ نمبر ۱۴۵۹) لسان المیزان، ج۲، ص۱۰۱ (ج۲، ص۱۲۸ نمبر ۱۹۳۱)

۷۔ نصب الرایۃ، ج۱، ص۱۸۱.

۸۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۱۱۳۔(۸۰)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۸۸ (ج۱، ص۴۰۶ نمبر ۱۵۰۲) تہذیب التہذیب، ج۲، ص۹۰ (ج۲، ص۷۸) مجمع الزوائد، ج۱، ص۲۴۸، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۶، ج۲، ص۱۰۲، ۳۳۲ (ج۱، ص۱۰، ج۲، ص۱۸۶، ۴۴۲) خلاصۃ التہذیب ص۵۳ (ج۱، ص۱۶۷ نمبر ۱۰۳۷)

۱۴۶۔ جعفر بن عبد الواحد ہاشمی عباسی: کذاب، حدیث ساز اور حدیث کا چور تھا۔ بے اصل حدیث بیان کرتا تھا۔ (۱)

۱۴۷۔ جعفر بن علی بن سہل دقاق: کذاب وفاسق تھا۔ (۲)

۱۴۸۔ جعفر بن محمد بن علی: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۱۴۹۔ جعفر بن محمد بن فضل ابو القاسم دقاق مصری مشہور بہ ابن ماسرستانی: دارقطنی وصوری نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۴)

(ح)

۱۵۰۔ حارث بن عبد الرحمٰن دمشقی، غلام مروان بن حکم یا غلام ابو الجلال: کذاب تھا۔ (۵)

۱۵۱۔ حامد بن آدم مروزی: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۶)

۱۵۲۔ حباب بن حبلہ دقاق: کذاب تھا۔ (۷)

۱۵۳۔ حبیب بن ابی حبیب مصری: امام مالک کا منشی تھا، حدیث ساز اور جھوٹا تھا، اس کی تمام حدیثیں جھوٹی ہیں۔ (۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۱۷۵، المنتظم، ج۵، ص۱۲ (ج۱۲، ص۱۳۱ نمبر۱۶۰۴) میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۹۱ (ج۱، ص۴۱۲ نمبر ۱۵۱۱) ص۱۹۱، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۲۳، ج۲، ص۱۰، ۱۹۰ (ص۲۳۰، ج۲، ص۱۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۲۲۳، میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۹۱ (ج۱ص۴۱۳ نمبر۱۵۱۲)

۳۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۱۰ (ج۲، ص۲۰۱)

۴۔ المنتظم، ج۷، ص۱۹۱ (ج۱۴، ص۳۸۷ نمبر۲۹۲۸) تاریخ بغداد، ج۷، ص۲۲۳، لسان المیزان، ج۲، ص۱۲۴ (ج۲، ص۱۵۶ نمبر۲۰۵۰)

۵۔ تاریخ ابن عساکر ج۳، ص۴۴۲ (ج۱۱، ص۴۲۷)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۰۸ (ج۱، ص۴۴۷ نمبر۱۶۷۱) مجمع الزوائد، ج۱، ص۳۷.

۷۔ میزان الاعتدال، ج۱ص۲۰۸ (ج۱، ص۴۴۸ نمبر۱۶۷۵)

۸۔ تہذیب التہذیب، ج۲، ص۱۸۱ (ج۲، ص۱۵۸) میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۱۰ (ج۱، ص۴۵۲ نمبر۱۶۹۴) تذکرۃ الموضوعات، ص۹۰، اسنی المطالب، ص۲۱۶، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۸، ۲۳۰ (ج۱ص۱۴، ۴۴۳) خلاصۃ التہذیب ص۶۰ (ج۱، ص۱۹۲ نمبر۱۲۰۰) مجمع الزوائد، ج۹، ص۴۷، تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۳۹۶.

۱۵۴۔ حبیب بن ابی حبیب مروزی: کذاب تھا، موثق لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔ (۱)

۱۵۵۔ حبیب بن جحدر: احمد و یحییٰ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۲)

۱۵۶۔ حرب بن میمون عبدی: مجتہد و عابد لیکن کذاب تھا۔ (۳)

۱۵۷۔ حسان بن غالب مصری: روایت کو اتھل پتھل کر دیتا، امام مالک کی جعلی حدیثیں نقل کی ہیں۔ (۴)

۱۵۸۔ حسن بن حسین بن عاصم ہسنجانی: اس کے کذاب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (۵)

۱۵۹۔ حسن بن دینار ابو سعید تمیمی: کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۶)

۱۶۰۔ حسن بن زیاد ابو علی لولوی: ابو حنیفہ کا صحابی تھا۔ کذاب، خبیث اور متروک الحدیث تھا۔ (۷)

۱۶۱۔ حسن بن شبل کرمینی بخاری: شیخ، کذاب اور جعلی حدیث بنانے والوں میں تھا۔ (۸)

۱۶۲۔ حسن بن عثمان ابو سعید تستری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)

۱۶۳۔ حسن بن طیب بلخی: جس روایت کو نہیں سنا اس کی روایت کرتا تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۰۹ (ج ۱، ص ۴۵۱ نمبر ۱۶۹۳) تہذیب ج ۱، ص ۱۸۲ (ج ۲، ص ۱۶۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۴۔

۲۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۱۶۹ (ج ۲، ص ۲۱۳ نمبر ۲۲۷۱)

۳۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۲۷ (ج ۲، ص ۱۹۸) خلاصۃ التہذیب، ص ۶۳ (ج ۱، ص ۲۰۲ نمبر ۱۲۷۸)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۴۷۹ نمبر ۱۸۱۰)

۵۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۰۰ (ج ۲، ص ۲۵۱ نمبر ۲۳۲۷)

۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۷۶ (ج ۲، ص ۲۴۰) لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۰۵ (ج ۲، ص ۲۶۷ نمبر ۲۳۴۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۷۳ (ج ۲، ص ۳۲۲)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۱۷، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۸ ج ۱، ص ۴۹۱ نمبر ۱۸۳۹) البدایۃ والنہایۃ، ج ۵ ص ۳۵۴ (ج ۵، ص ۳۷۶)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۲۹ (ج ۱، ص ۴۹۴ نمبر ۱۸۶۲)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۵۰۱ نمبر ۱۸۷۴) لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۲ ص ۲۷۴ نمبر ۲۳۹۱) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۹۳ (۲، ص ۳۶۱)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۳۳ (ج ۱، ص ۵۰۱ نمبر ۱۸۷۴)

۱۶۴۔ حسن بن علی اہوازی: حدیث وقرأت میں کذاب تھا، اپنی کتاب میں جھوٹی حدیثوں کی بھر مار کردی ہے۔ (۱)

۱۶۵۔ حسن بن علی نخعی معروف بہ ابی الاشنان: فحش جھوٹ بولتا، جنھیں نہیں دیکھا ان سے روایت بیان کرتا تھا۔ (۲)

۱۶۶۔ حسن بن علی بن زکریا ابو سعید عدوی بصری: بے حیا، کذاب اور تہمت زدہ تھا، ایک ہزار حدیثیں گڑھیں۔ (۳)

۱۶۷۔ حسن بن علی بن عیسیٰ ازدی: حدیث ساز اور امام مالک سے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا۔ (۴)

۱۶۸۔ حسن بن عمارہ بن مضرب ابو محمد کوفی: فقیہ بزرگ، کذاب اور پکا حدیث ساز تھا۔ (۵)

۱۶۹۔ حسن بن عمرو بن سیف عبدی: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔ (۶)

۱۷۰۔ حسن بن غالب تمیمی معروف بہ ابن مبارک: کذاب تھا۔ (۷)

۱۷۱۔ حسن بن غفیر مصری عطار: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۸)

۱۷۲۔ حسن بن یزید موذن بغدادی: سند ومتن الٹ پلٹ کرتا تھا۔ (۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۳۷ (ج۱، ص۵۱۲ نمبر ۱۹۱۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۵ (ج۱، ص۲۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۳۴۹، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۳۶ (ج۱، ص۵۰۹ نمبر ۱۹۰۶)

۳۔ تاریخ بغداد ج۷، ص۳۸۳، میزان الاعتدال، ج۱ص ۲۳۶، تذکرۃ الحفاظ، ج۳، ص۳۲ (ج۳، ص۸۰۳ نمبر ۷۹۲) شذرات الذہب، ج۲، ص۲۸۱ (ج۳، ص۹۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۵۹، ۲۲۶ (ج۱، ص۱۱۴، ۴۳۵)

۴۔ تاریخ ابن عساکر، ج۴، ص۲۳۰ (ج۱۳، ص۳۱۲ نمبر ۱۳۹۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۳۴۹، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۳۹ (ج۱، ص۵۱۳ نمبر ۱۹۱۸) ارشاد الساری، ج۶، ص۷۳ (ج۸، ص۱۵۰ حدیث ۳۶۴۲)

۶۔ تہذیب التہذیب، ج۲، ص۳۱۱ (ج۲، ص۲۶۹) میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۳۹ (ج۱، ص۵۱۶ نمبر ۱۹۱۹)

۷۔ المنتظم، ج۸، ص۲۴۳ (ج۱۶، ص۹۸ نمبر ۳۳۸۸) البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۹۴ (ج۱۲، ص۱۱۶)

۸۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۴۰ (ج۱، ص۵۱۷ نمبر ۱۹۲۷)

۹۔ المنتظم، ج۹، ص۱۳۲ (ج۷، ص۷۷ نمبر ۳۷۲۵)

۱۷۳۔ حسن بن محمد ابو علی کرمانی شرقی: حدیث کے لئے مسافرت کی۔ عابد وزاہد ونماز شب پڑھتا لیکن کذاب تھا۔ (۱)

۱۷۴۔ حسن بن واصل: کذاب تھا، پیسے کی اولاد تھا۔ (۲)

۱۷۵۔ حسین بن ابراہیم: کذاب ودجال وحدیث ساز تھا۔ (۳)

۱۷۶۔ حسین بن ابی سری عسقلانی: کذاب تھا۔ (۴)

۱۷۷۔ حسین بن حمید بن ربیع کوفی خزار: وہ اور اسکے باپ دادا سبھی جھوٹے تھے۔ (۵)

۱۷۸۔ حسین بن داؤد بلخی: حدیث ساز تھا، اس کی حدیثیں جعلی ہوتی ہیں۔ (۶)

۱۷۹۔ حسین بن عبد اللہ بن ضمیرہ حمیری: کذاب ومتروک الحدیث ہے، اس کی بات کا اعتبار نہیں۔ (۷)

۱۸۰۔ حسین بن عبید اللہ عجلی: موثق لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا ہے۔ (۸)

۱۸۱۔ حسین بن علوان: کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔ (۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۳۵۲.

۲۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۴۵ (ج ۲، ص ۸۴)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۴۲۸ (ج ۱، ص ۵۳۰ (نمبر ۱۹۷۸) اسنی المطالب، ص ۲۱۷، تہذیب التہذیب، ۲، ص ۳۶۹ (ج ۲، ص ۳۶۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۱ (ج ۱ ص ۵۳۶ نمبر ۲۰۰۳) تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۳۶۵ (ج ۲، ص ۳۱۵) خلاصۃ التہذیب، ص ۷۲ (ج ۱، ص ۲۳۰ نمبر ۱۴۴۷)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۴، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۸۰ (ج ۱، ص ۵۳۳ نمبر ۱۹۹۳)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۴۴، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۰ (ج ۱، ص ۵۳۴ نمبر ۱۹۹۸) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۸۷ (ج ۲، ص ۳۵۰)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۲ (ج ۱، ص ۵۳۸ نمبر ۲۰۱۳)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۳ (ج ۱، ص ۵۴۱) تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۵۶، نصب الرایۃ ج ۱، ص ۱۴۳، مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۲۰۶، اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۶۴ (ج ۱، ص ۳۱۶)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۸، ص ۶۳، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۵۴ (ج ۱، ص ۵۴۲ نمبر ۲۰۲۷) تذکرۃ الموضوعات، ص ۶۳، ۱۰۲، ۱۱۶ (ص ۴۳، ۴۵، ۷۲، ۸۲) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۰۹، ص ۵۰، ۶۵، ۱۱۹ (ج ۱، ص ۲۱۱، ج ۲، ص ۹۴، ۱۱۵، ۲۲۱)

۱۸۲۔ حسین بن فرج خیاط: کذاب اور حدیث کا چور تھا۔ (۱)

۱۸۳۔ حسین بن قیس حنش: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

۱۸۴۔ حسین بن محمد ابو عبداللہ خالع بغدادی: ابوالفتح صواف مصری کہتے ہیں: میں نے اس کی جتنی حدیثیں لکھیں سب جھوٹی تھیں۔ (۳)

۱۸۵۔ حسین بن محمد بزری: کذاب تھا، بغداد کے بزرگ دروغگو لوگوں میں تھا۔ (۴)

۱۸۶۔ حصن بن عمر احمسی کوفی: کذاب و منکر الحدیث تھا اور اس کی بات بے وقعت ہے۔ (۵)

۱۸۷۔ حفص بن سلیمان اسدی بزار: کذاب، متروک الحدیث، حدیث ساز، باطل گو اور سند کو اتھل پتھل کرتا تھا۔ (۶)

۱۸۸۔ حفص بن عمر رفا: کذاب اور حدیث بھول جاتا تھا۔ شعبی کہتے ہیں کہ دروغ گو تھا۔ (۷)

۱۸۹۔ حفص بن عمر بن دینار: ابو حاتم اس کو شیخ کذاب کہتے ہیں، عقیلی و ساجی بھی دروغ گو کہتے (۸)۔

۱۹۰۔ حفص بن عمر رازی: دروغ گو تھا۔ (۹)

۱۹۱۔ حفص بن عمر حبطی رملی: جھوٹا اور متروک الحدیث تھا۔ (۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۵۵ (ج۱، ص۵۴۵ نمبر ۲۰۴۰)

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۹۰ (ص۶۳، ۷۷) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۳ (ج۲، ص۲۳) میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۵۵ (ج۱، ص۵۴۶ نمبر ۲۰۴۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۱۰۶۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۱۰۷، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۵۶ (ج۱، ص۵۴۷ نمبر ۲۰۴۹)

۵۔ ارخ بغداد، ج۸، ص۲۴۶۔

۶۔ کتاب المجروحین، (ج۱، ص۲۵۵) میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۶۱ (ج۱، ص۵۵۸ نمبر ۲۱۲۱) مجمع الزوائد، ج۴، ص۴ و ۱۹۵۔

۷۔ لسان المیزان، ج۲، ص۳۲۷ (ج۲، ص۳۹۸ نمبر ۲۸۵۸) الجرح والتعدیل (ج۳، ص۱۸۳)

۸۔ لسان المیزان، ج۲، ص۳۲۵ (ج۲، ص۳۹۴ نمبر ۲۸۴۹) الجرح والتعدیل (ج۳، ص۱۸۳) الضعفاء الکبیر، (ج۱، ص۲۷۵ نمبر ۳۳۹)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۵۶۵ نمبر ۲۱۴۷)   ۱۰۔ لسان المیزان، ج۲، ص۳۲۶ (ج۲، ص۳۹۶ نمبر ۲۸۵۰)

١٩٢۔ حفص بن عمر قاضی حلب: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (١)

١٩٣۔ حفیدہ بن کثیر: امام شافعی جھوٹ کا ستون کہتے ہیں۔ (٢)

١٩٤۔ حکم بن عبداللہ ابوسلمہ: کذاب و حدیث ساز تھا، پچاس سے زیادہ جھوٹی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (٣)

١٩٥۔ حکم بن عبداللہ ایلی، غلام حارث بن حکم بن عاص: کذاب و دروغ ساز تھا، سبھی حدیثیں جھوٹی ہوتی تھیں۔ (٤)

١٩٦۔ حکم بن عبداللہ بلخی فقیہ: ابوحنیفہ کا مصاحب، کذاب و حدیث ساز تھا۔ (٥)

١٩٧۔ حکم بن مصقلہ: ازدی کے نزدیک وہ کذاب تھا۔ (٦)

١٩٨۔ حماد بن عمرو نصیبی: کذاب و حدیث ساز تھا، معتبر لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔ ابن معین کے نزدیک حدیث ساز تھا۔ (٧)

١٩٩۔ حماد بن ابوحنیفہ: جریر نے اس کی تکذیب کی ہے۔ قتیبہ سے کہا کہ اس سے کہہ دو کہ تمہیں حدیث سے کیا سروکار۔ (٨)

١۔ میزان الاعتدال، ج ١، ص ٢٦٤ (ج ١، ص ٥٦٣ نمبر ١٢٣٥) تذکرۃ الموضوعات، ص ١٠٣ (ص ٧٢) اللآلی المصنوعۃ، ج ١، ص ١٢٩۔

٢۔ سنن ابن ماجہ پر سندی کا حاشیہ ج ٢، ص ١٤٨۔

٣۔ تاریخ ابن عساکر، ج ٤، ص ٣٩٤ (ج ١٥، ص ١٤۔١٣ نمبر ١٦٥٩١) میزان الاعتدال، ج ١، ص ٢٦٨ (ج ١، ص ٥٧٢ نمبر ١٢٧٩) اللآلی المصنوعۃ، ج ١، ص ٢٠٩ (ج ٢، ص ٨٠) مجمع الزوائد، ج ١، ص ١٣٦۔

٤۔ تاریخ ابن عساکر، ج ١، ص ٣٩٥ (ج ١٥، ص ١٥ نمبر ١٦٩٣) میزان الاعتدال، ج ١، ص ٢٦٨ (ج ١، ص ٥٧٢ نمبر ٢١٨٠)

٥۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ١، ص ٢٠ (ج ١، ص ٣٨)

٦۔ لسان المیزان، ج ٢، ص ٣٣٩ (ج ٢، ص ٤١٢ نمبر ٢٩٠٣)

٧۔ تاریخ بغداد، ج ٨، ص ١٥٥، میزان الاعتدال، ج ١، ص ٢٨٠ (ج ١، ص ٥٩٨ نمبر ٢٢٦٢) مجمع الزوائد، ج ٩، ص ٣١٧، لسان المیزان، ج ٢، ص ٣٥١ (ج ٢، ص ٤٢٢ نمبر ٢٩٤٤)

٨۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ٢، ص ٢٥٢ نمبر ٤٣٠) لسان المیزان، ج ٢، ص ٣٤٦ (ج ٢، ص ٤٢١ نمبر ٢٩٢٩)

۲۰۰۔ حماد بن ابی یعلی دیلمی کوفی: جھوٹ میں مشہور، اگلوں کے نام اشعار منسوب کرتا تھا۔(۱)

۲۰۱۔ حماد مکی: جھوٹا تھا۔(۲)

۲۰۔ حمزہ بن ابی حمزہ جزری: کذاب، حدیث ساز اور تمام روایات جعلی ہیں۔(۳)

۲۰۳۔ حمزہ بن حسین دلال: کذاب تھا۔(۴)

۲۰۴۔ حمید بن ربیع لخمی: چار بڑے جھوٹوں میں ایک تھا۔(۵)

۲۰۵۔ حمید بن علی بن ہارون قیسی: کذاب وخبیث تھا، جعلی احادیث بیان کرتا تھا۔(۶)

(خ)

۲۰۶۔ خارجہ بن مصعب ضبعی خراسانی: کذاب اور لائق اعتماد نہیں تھا۔ لوگ اس کی احادیث سے پرہیز کرتے تھے۔

ابومعمر ہذلی کہتے ہیں کہ خارجہ کی حدیثیں اس لئے متروک ہوئیں کہ اصحاب قیاس کو مسائل ابوحنیفہ کی طرف خاص توجہ تھی۔ انھوں نے یزید بن زیاد، مجاہد، ابن عباس سے موضوع حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان کے لئے خارجہ ہی حدیث وضع کرتا تھا۔(۷)

۱۔ لسان المیزان، ج۲، ص۳۵۲ (ج۲، ص۴۲۸ نمبر ۲۹۴۷)

۲۔ تحذیر الخواص، ص۴۵ (ص ۱۸۷)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۸۴ (ج۱، ص۶۰۶ نمبر ۲۲۹۹) تہذیب التہذیب، ج۳ ص۲۹ (ج۳، ص۲۵) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۳۹ (ج۱، ص۴۶۰)

۴۔ لسان المیزان، ج۲، ص۳۵۹ (ج۲، ص۴۳۶ نمبر ۲۹۸۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۱۶۴، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۸۷ (ج۱، ص۶۱۱ نمبر ۲۳۳۷) لسان المیزان، ج۲، ص۳۶۴ (ج۲، ص۴۴۲ نمبر ۳۰۱۰) اللآلی المصنوعۃ (ج۲، ص۱۷۱ (ج۲، ص۳۱۹) معرفۃ الرجال، (ج۱، ص۹۳ نمبر ۳۶۴) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج۲، ص ص۲۸۰ نمبر ۴۴۴)

۶۔ لسان المیزان، ج۲، ص۳۶۶ (ج۲، ص۴۴۴ نمبر ۳۰۱۸)

۷۔ تاریخ ابن عساکر، ج۵، ص۲۶ (ج۱۵، ص۴۰۲ نمبر ۱۸۵۶)

۲۰۷۔خالد بن آدم: کذاب تھا۔(۱)

۲۰۸۔خالد بن اسماعیل مخزومی: متروک الحدیث، موثق لوگوں سے حدیث وضع کرتا تھا۔(۲)

۲۰۹۔خالد بن عبدالرحمٰن: کذاب، حدیث ساز اور حدیثوں کا چور تھا۔(۳)

۲۱۰۔خالد بن عبدالملک: کذاب تھا، ہشام کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا۔علیؑ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرتا اور دشنام دیتا تھا۔(۴)

۲۱۱۔خالد بن عمرو اموی کوفی: کذاب و حدیث ساز تھا، جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۵)

۲۱۲۔خالد بن قاسم مدائنی: متفقہ طور پر کذاب تھا، ہزاروں جھوٹی حدیثیں بناڈالیں۔(۶)

۲۱۳۔خالد بن نجیح مصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۷)

۲۱۴۔خالد بن یزید مکی: کذاب اور غیر معتبر تھا۔(۸)

۲۱۵۔خراش بن عبداللہ: کذاب اور درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔(۹)

۲۱۶۔خصیب بن جحدر: کذاب تھا، اس سے روایت نہیں کرنی چاہیے۔(۱۰)

۱۔مجمع الزوائد، ج۲، ص۱۶۴.

۲۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۹۴(ج۱، ص۶۲۷ نمبر۲۴۰۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۳، ۸(ج۲، ص۵، ۱۳)

۳۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۹۷(ج۱، ص۶۳۳ نمبر۲۴۳۸)

۴۔تاریخ ابن عساکر، ج۵، ص۸۲(ج۱۶، ص۱۷۰ نمبر۱۹۰۲)

۵۔تاریخ بغداد، ج۸، ص۲۹۹، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۹۸(ج۱، ص۶۳۵ نمبر۲۴۴۷) تہذیب التہذیب ج۳، ص۱۰۹ (ج۳، ص۹۴)

۶۔تاریخ بغداد، ج۸، ص۳۰۳، میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۹۹(ج۱، ص۶۳۷ نمبر۲۴۵۱) اسنی المطالب، ص۲۳۲(ص۴۷۳ حدیث۱۵۱۵) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۵۰(ج۲، ص۲۷۹)

۷۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۰۲(ج۱ص۶۴۴ نمبر۲۴۶۹)

۸۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۰۳(ج۱، ص۶۴۶، ۶۴۷ نمبر۲۴۷۶، ۲۴۷۷) مجمع الزوائد، ج۱، ص۲۴۹، ج۹، ص۵۳، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۵۳، ۱۱۶(ج۱، ص۱۰۲، ۲۲۳)

۹۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۰۵ نمبر۲۵۰۰)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۰۶(ج۱، ص۶۵۳ نمبر۲۵۰۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۹۷، ج۲، ص۱۷۳(ج۲، ص۳۲۲)

۲۱۷۔ خلیل بن زکریا شیبانی بصری: کذاب تھا، غلط حدیثیں نقل کرتا تھا۔(۱)

(د)

۲۱۸۔ داؤد بن ابراہیم قاضی قزوین: متروک الحدیث اور دروغ گو تھا۔(۲)

۲۱۹۔ داؤد بن زبرقان رقاشی بصری: کذاب، متروک الحدیث اور غیر معتبر روایت نقل کرتا۔(۳)

۲۲۰۔ داؤد بن سلیمان جرجانی: کذاب تھا۔(۴)

۲۲۱۔ داؤد بن عبد الجبار مؤذن: کذاب و منکر الحدیث تھا۔(۵)

۲۲۲۔ داؤد بن عفان: انس بن مالک کے ندیم، جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا، موضوع احادیث کی کتاب بھی لکھی ہے۔(۶)

۲۲۳۔ داؤد بن عمر نخعی: کذاب تھا۔(۷)

۲۲۴۔ داؤد بن محمد مقیم بغداد: کذاب اور متروک الحدیث تھا۔(۸)

۲۲۵۔ دینار بن عبد اللہ ابو مکیش حبشی: کذاب تھا، انس بن مالک سے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا تھا

۱۔ تہذیب التہذیب، ج۳، ص۱۶۶ (ج۳، ص۲۴۳)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۱۶ (ج۲، ص۳ نمبر ۲۵۸۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۵۹ (ج۲، ص۲۹۶)

۳۔ تاریخ ابن عساکر، ج۵، ص۲۰۰ (ج۷، ص۱۳۶ نمبر ۲۰۴۵) تاریخ بغداد، ج۸، ص۳۵۸، میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۱۸ (ج۲، ص۷ نمبر ۲۶۰۶)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۳۶۶، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۳۲ (ج۲، ص۲۴۲)

۵۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۳۵۶، میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۱۹ (ج۲، ص۱۰ نمبر ۲۶۲۲)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۲۱ (ج۲، ص۱۲ نمبر ۲۶۳۲) تذکرۃ الموضوعات، ص۳۲۱، ص۱۱ (ص۱۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۲، ج۲، ص۱۰۹ (ج۱، ص۲۳، ج۲، ص۱۹۹)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۲۲ (ج۲، ص۱۶ نمبر ۲۶۳۵)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۳۶۰، البدایۃ والنہایۃ، ج۹، ص۲۲۹ (ج۹، ص۲۵۵) تہذیب التہذیب، ج۳، ص۲۰۱ (ج۳، ص۱۷۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۲۷، ۲۴۱، ج۲، ص۲۲۲ (ج۱، ص۲۳۶، ج۲، ص۴۱۵)

،بیس ہزار حدیثیں بنائیں۔(۱)

(ر۔ز)

۲۲۶۔ ربیع بن بدر: کذاب تھا۔(۲)

۲۲۷۔ ربیع بن محمود ماردینی: دجال و مفتری تھا، صحابی رسولؐ ہونے کا دعویٰ تھا۔(۳)

۲۲۸۔ رتن ہندی: شیخ، دجال و کذاب تھا۔ صحابی رسولؐ ہونے کا دعویٰ تھا جب کہ ۶۳۲ھ میں مرا ہے۔(۴)

۲۲۹۔ روح بن مسافر: حدیث ساز تھا، اعمش سے سینکڑوں جھوٹی حدیثیں روایت کرڈالیں۔(۵)

۲۳۰۔ زکریا بن درید کندی: کذاب تھا، اس کی کتاب سے روایت نقل کرنا صحیح نہیں۔(۶)

۲۳۱ زکریا بن زیاد: دجال و حدیث ساز تھا۔(۷)

۲۳۲۔ زکریا بن یحییٰ: بزرگ دروغگو لوگوں میں سے تھا، فقیہ و مدرس بھی تھا۔(۸)

۲۳۳۔ زید بن حسن بن زید حسینی: کذاب، حدیث ساز و دجال تھا، چالیس سے زیادہ حدیثیں گڑھیں۔(۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۲۹ (ج۲، ص۳۰ نمبر۲۶۹۲) تذکرۃ الموضوعات، ص۵۷ (ص۵۳)

۲۔ مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۴۲.

۳۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۳۵ (ج۲، ص۴۲ نمبر۲۷۴۵) لسان المیزان، ج۲، ص۴۴۷ (ج۲، ص۵۵۳ نمبر۳۳۵۲)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۳۶ (ج۲، ص۴۵ نمبر۲۷۵۹) لسان المیزان، ج۲، ص۴۵۰ (ج۲، ص۵۵۶ نمبر۳۳۶۱)

۵۔ لسان المیزان، ج۲، ص۴۶۸ (ج۲، ص۵۷۶ نمبر۳۴۰۸)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۴۸، ج۳، ص۵۸ (ج۲، ص۷۲ نمبر۲۸۷۴، ج۳، ص۵۴۹ نمبر۷۵۳۵) تذکرۃ الموضوعات، ص۵، ص۸۶ (ص۴، ۶۰) اسنی المطالب، ص۲۱۳، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۹، ۳۰۷ (۲، ص۳۵)

۷۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۶۸.

۸۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۵۱ (ج۲، ص۷۷ نمبر۲۸۹۲) مجمع الزوائد ج۱، ص۱۳۱، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۱۱ (ج۲، ص۳۹۵)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۶۲ (ج۲، ص۱۰۱ نمبر۳۰۰۰) لسان المیزان ج۲، ص۵۰۵ (ج۲، ص۶۲۲ نمبر۳۵۴۹)

۲۳۴۔ زید بن رفاعہ ابو الخیر: کذاب تھا، اپنے فلسفے کے مطابق حدیثیں گڑھتا، اس میں اس کو کافی شہرت تھی۔ اس نے بھی چالیس سے زیادہ حدیثیں وضع کیں سب کو صحیح و حسن متن سے شائع کیا۔ (۱)

۲۳۵۔ زیاد بن میمون ثقفی فاکہی بصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۲)

(س)

۲۳۶۔ سالم بن عبد الاعلیٰ: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۲۳۷۔ سری بن عاصم ہمدانی: کذاب و حدیث ساز تھا حدیثوں میں متن و سند کی چوری کرتا۔ (۴)

۲۳۸۔ سعید بن سلام عطار بصری: کذاب و حدیث ساز تھا، محدثین کے یہاں بدنام ہے۔ (۵)

۲۳۹۔ سعید بن سنان ابو مہدی: کذاب تھا۔ (۶)

۲۴۰۔ سکین بن سراج: کذاب تھا۔ (۷)

۲۴۱۔ سعید بن موسیٰ ازدی: حدیث ساز تھا۔ (۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۴۵۰، میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۶۳۔۳۶۴، (ج۲رص۱۰۳۔۱۰۴ رنمبر ۳۰۰۵۔۳۰۱۶)، اسنی المطالب، ص۲۷۳، (ص۵۶۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۳، (ج۱رص۴۳) لسان المیزان، ج۲رص۵۰۶، (ج۲رص۶۲۳ رنمبر ۳۵۵۱)۔

۲۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۵۹، (ج۲رص۹۴رنمبر ۲۹۶۷) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۵۷۔۹۳، (ج۲رص۳۷۶)۔

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۶۲، نصب الرایۃ، ج۴، ص۲۳۸۔

۴۔ البدایۃ والنھایۃ، ج۵، ص۳۵۴، (ج۵رص۳۷۶)، میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۷۰، (ج۲رص۱۱۷ رنمبر ۳۰۸۹)، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۸۰، (ج۲رص۱۴۴)۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج۹، ص۸۰، میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۸۲، (ج۲رص۱۴۱ رنمبر ۳۱۹۵)، اسنی المطالب، ص۳۹، (ص۸۱ر حدیث ۱۷۷)، مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۲۶، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۴۳۔۹۱۔۱۳۹، (ج۲رص۸۱۔۱۶۵۔۲۵۹) کشف الخفاء، ج۱، ص۱۲۳۔

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۸۴، (ج۲رص۱۴۳ رنمبر ۳۲۰۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۰۶، (ج۲رص۳۸۴)۔

۷۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۹۶، (ص۶۸)۔

۸۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۷۰، (ص۷۴)۔

۲۴۲۔سلم بن ابراہیم وراق بصری: کذاب تھا۔(۱)

۲۴۳۔سعید بن عنبسہ رازی: کذاب و غلط بیان تھا۔(۲)

۲۴۴۔سلمہ بن حفص سعدی: حدیث ساز تھا۔(۳)

۲۴۵۔سلام بن سلم تمیمی: حدیث ساز، دروغ گو اور متروک الحدیث تھا۔(۴)

۲۴۶۔سلیم بن مسلم: خبیث و متروک الحدیث تھا، اس کی حدیثیں پشم برابر بھی معتبر نہیں۔(۵)

۲۴۷۔سلیمان بن احمد جرشی شامی: کذاب، متروک الحدیث اور احادیث چراتا تھا۔(۶)

۲۴۸۔سلیمان بن احمد واسطی: یحییٰ نے اس کی تکذیب کی ہے ابن عدی کے نزدیک حدیث چور تھا۔(۷)

۲۴۹۔سلیمان بن احمد ملطی مصری: دارقطنی نے اس کی تکذیب ہے۔(۸)

۲۵۰۔سلیمان بن احمد سرقسطی بغدادی: کذاب تھا۔(۹)

۲۵۱۔سلیمان بن بشار: موثق لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔(۱۰)

۲۵۲۔سلیمان بن داؤد بصری معروف بہ شاذکونی: حافظ، کذاب و خبیث تھا۔(۱۱)

۱۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۱۴۵، تھذیب التھذیب، ج۴، ص۱۲۷، (ج۴رص۱۱۲)۔

۲۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۸۹، (ج۲رص۱۵۴رنمبر۳۲۲۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۶۰، (ج۲رص۱۰۶)۔

۳۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۰۶، (ج۲رص۱۸۹رنمبر۳۳۹۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۳۵، (ج۱رص۴۴۵)۔

۴۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۱۹۷، تذکرۃ الموضوعات، ص۵۸، (ص۴۱)۔

۵۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۲۷، (ج۲رص۲۳۲رنمبر۳۵۴۷)۔

۶۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۵۰، تاریخ ابن عساکر، ج۶، ص۲۴۲، (ج۲۲رص۱۷۵رنمبر۲۶۴۴)۔

۷۔الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۳رص۲۹۳رنمبر۷۶۲) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۰۸، (ج۲ص۱۹۴رنمبر۳۴۲۱)۔

۸۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۰۸، (ج۲رص۹۵رنمبر۳۴۲۲)۔

۹۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۰۹، (ج۲رص۱۹۵رنمبر۳۴۲۴) المنتظم، ج۹، ص۹۹، (ج۱۷رص۳۳رنمبر۳۶۶۰)۔

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۱۰، (ج۲رص۱۹۷رنمبر۳۴۳۲) تذکرۃ الموضوعات، ص۶۔۲۱، (۵۔۲۳)۔

۱۱۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۴۷، تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۶۶، (ج۲رص۴۸۸رنمبر۵۰۳) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۱۴، (ج۲ر ص۲۰۵رنمبر۳۴۵۱)

۲۵۳۔ سلیمان بن زید محاربی ابو آدم کوفی: ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے۔(۱)

۲۵۴۔ سلیمان بن سلمہ جبائری: جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔(۲)

۲۵۵۔ سلیمان بن عمرو ابو داؤد نخعی: پکا جھوٹا تھا، بظاہر بڑا نیک تھا لیکن حدیث سازی کرتا۔(۳)

۲۵۶۔ سلیمان بن عیسیٰ سجزی: کذاب و حدیث ساز تھا، بیس سے زیادہ حدیثیں گڑھیں۔(۴)

۲۵۷۔ سہل بن صقیین خلاطی: حدیثیں وضع کرتا تھا۔(۵)

۲۵۸۔ سہل ابن عامر بجلی: باطل حدیثیں روایت کرتا تھا۔(۶)

۲۵۹۔ سہل بن عمار نیشاپوری: حاکم نے اس کی تکذیب کی ہے اور اکثر نے اس کو دروغ باف کہا ہے۔(۷)

۲۶۰۔ سہل بن قرین: ازدی نے تکذیب کی ہے۔(۸)

۲۶۱۔ سیف بن عمر تمیمی: وضاع اور زندیق تھا۔(۹)

۱۔ خلاصۃ التھذیب، ص۱۲۸، (ج۱رص۴۱۲رنمبر۲۶۹۵)۔

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج۶، ص۲۷۶، (ج۲۲رص۳۲۳رنمبر۲۶۷۸) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۱۶، (ج۲رص۲۰۹رنمبر ۳۴۷۲) تذکرۃ الموضوعات، ص۷۰، (۴۹۔۷۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۸۵، (ج۱رص۱۶۴)۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج۹، ص۱۵۔۲۱، میزان الاعتدال ج۱، ص۴۲۰، (ج۲رص۲۱۶رنمبر۳۴۹۵) اسنی المطالب، ص۴۱، (ص۸۳ر حدیث۱۸۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۶۰، ج۲، ص۳۹۔۱۳۲، (ج۱رص۱۱۶، ج۲ر۲۳،۷۴۴)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۴، ص۶۰، میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۲۰، (ج۲رص۲۱۸رنمبر۳۴۹۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۶۶۔۱۰۱، ج۲، ص۸۰، (ج۱رص۱۲۷۔۱۹۴رج۲رص۱۳۵)، اسنی المطالب، ص۲۷۴، (ص۵۷۴)۔

۵۔ خلاصۃ التھذیب، ص۱۳۳، (ج۱رص۴۲۷رنمبر۲۷۹۹) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۳۰، (ج۲رص۲۳۸رنمبر۳۵۸۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۶۰، (ج۱رص۳۰۸)

۶۔ لسان المیزان، ج۳، ص۱۱۹ (ج۳، ص۱۴۲رنمبر۳۹۹۹)

۷۔ اسنی المطالب، ص۱۰۵ (ص۲۰۲حدیث۶۳۰) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۳۰ (ج۲، ص۲۴۰نمبر۳۵۸۹)

۸۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۳۱ (ج۲، ص۲۴۰نمبر۳۵۹۱) اسنی المطالب، ص۲۶۱ (ص۵۴۳حدیث۱۷۲۷) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۸۲ (ج۲، ص۱۴۹)

۹۔ تہذیب التہذیب، ج۴، ص۲۹۶ (ج۴، ص۲۵۹)

۲۶۲۔ سیف بن محمد ثوری: کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔ (۱)

(ش)

۲۶۳۔ شاد بن شیر یا میان: حدیث گڑھتا تھا۔ (۲)

۲۶۴۔ شاہ بن بشر خراسانی: ابن حبان کے مطابق حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۳)

۲۶۵۔ شاہ بن قرح ابوبکر: حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (۴)

۲۶۶۔ شعیب بن عمر وطحان: ازدی نے اسے کذا کہا ہے۔ (۵)

۲۶۷۔ شیخ بن ابی خالد بصری: حدیث ساز تھا، خود کہتا ہے کہ میں نے چار سو حدیثیں وضع کیں اور انھیں لوگوں کے روزمرہ کی زندگی میں شامل کر دیا۔ (۶)

(ص۔ض)

۲۶۸۔ ابوالعلاء صاعد بن حسن ربعی بغدادی: اس کے مطالب دروغ سے متہم ہوتے تھے۔ جب منصور پر اس کی دروغ بافی ظاہر ہوئی تو کتاب کو دریا برد کر دیا۔ (۷)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۳۵، ج۹، ص۲۲۶، ج۱۲، ص۲۵۳، تذکرۃ الموضوعات، ص۱۰۲، ۱۱۲ (ص۷۲، ۷۹) تہذیب التہذیب، ج۴، ص۲۹۶ (ج۴، ص۲۶۰) مجمع الزوائد، ج۱، ص۲۱۹، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۶۷، ۱۰۱، ۱۲۹ (ج۱، ص۱۲۹، ۱۹۴، ۴۷۳، ج۲، ص۳۹۱، ۴۰۷) خلاصۃ التہذیب، ص۱۳۶ (ج۱، ص۴۳۶ نمبر ۲۸۶۲)

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۳، (ص۲)

۳۔ کتاب المجروحین (ج۱، ص۳۶۴) میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۴۰ (ج۲، ص۲۶۰ نمبر ۳۶۵۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۲۴ (ج۱، ص۴۳۱)

۴۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۳۹ (ج۲، ص۴۵۱)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۴۸ (ج۲، ص۲۷۷ نمبر ۳۷۲۳)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۵۲ (ج۲، ص۲۸۶ نمبر ۳۷۶۳) تذکرۃ الموضوعات، ص۶۴، ۱۱۳ (ص۷۹، ۸۰)

۷۔ وفیات الاعیان، ج۱، ص۲۸۷ (ج۲، ص۴۸۸ نمبر ۱۳۰۲) البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۲۱ (ج۱۲، ص۲۷) شذرات الذہب، ج۳، ص۲۰۷ (ج۵، ص۸۵) بغیۃ الوعاۃ ص۲۶۸ (ج۲، ص۷ نمبر ۱۳۰۲)

۲۶۹۔صالح بن احمد قیراطی: کذاب و دجال تھا، جسے کبھی نہ سنا گیا اس کی روایت کرتا تھا۔(۱)

۲۷۰۔صالح بن بشیر بصری: داستان گو، کذاب اور متروک الحدیث تھا۔(۲)

۲۷۱۔صالح بن حسان بصری: کذاب تھا۔(۳)

۲۷۲۔صبیح بن سعید بغدادی: کذاب و خبیث تھا۔(۴)

۲۷۳۔صخر بن محمد منقری مروزی حاجبی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۵)

۲۷۴۔صقر بن عبدالرحمٰن ابو بہز کوفی: پکا جھوٹا اور حدیثیں وضع کرتا تھا۔(۶)

۲۷۵۔صلہ بن سلیمان ابو زید عطار: کذاب، متروک الحدیث اور غیر معتبر تھا۔(۷)

۲۷۶۔ضحاک بن حمزہ منبجی: حدیثیں بناتا تھا، تمام احادیث متن و سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں۔(۸)

(ط۔ظ)

۲۷۷۔طاہر بن فضل حلبی: وہ ثقہ لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔(۹)

۲۷۸۔طلحہ بن زید: حدیث ساز تھا۔(۱۰)

۱۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۳۲۹، میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۵۳ (ج۲، ص۲۸۷ نمبر ۳۷۶۷)

۲۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۳۰۸۔

۳۔تذکرۃ الموضوعات، ص۷ (ص۶)

۴۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۳۳۸ میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۶۳ (ج۲، ص۳۰۷ نمبر ۳۸۵۴)

۵۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۶۴ (ج۲، ص۳۰۸ نمبر ۳۸۶۷) تذکرۃ الموضوعات، ص۲۸، ۳۰ (ص۲۸، ۲۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱ص۷۸ (ج۱، ص۱۴۹)

۶۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۳۴۰، میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۶۷ (ج۲، ص۳۱۷ نمبر ۳۹۰۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۳۹ (ج۲، ص۷۳)

۷۔تاریخ بغداد، ج۹، ص۳۳۷۔

۸۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۷۰ (ج۲، ص۳۲۳ نمبر ۳۹۳۰)

۹۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۴۷۵ (ج۲، ص۳۳۵ نمبر ۳۹۸۰)

۱۰۔تاریخ ابن عساکر، ج۷، ص۶۵ (ج۲۵، ص۲۶ نمبر ۲۹۷۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۸۱ (ج۱، ص۱۵۶، ۳۱۷)

۲۷۹۔ظبیان بن محمد حمصی : کذاب تھا اور اس کی احادیث غیر معتبر ہوتی تھیں۔(۱)

(ع)

۲۸۰۔عاصم بن سلیمان تمیمی بصری: کذاب و متروک الحدیث تھا۔(۲)

۲۸۱۔عاصم بن طلحہ: مجہول و کذاب تھا۔(۳)

۲۸۲۔عامر بن ابی عامر: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۴)

۲۸۳۔عامر بن صالح: کذاب، خبیث اور دشمن خدا تھا۔(۵)

۲۸۴۔عباد بن صہیب: جعلی حدیثیں بناتا تھا اور پچاس ہزار سے زیادہ حدیثیں بنائیں۔(۶)

۲۸۵۔عباد بن جویریہ بصری: کذاب، تہمت زنندہ و متروک الحدیث تھا۔(۷)

۲۸۶۔عباس بن بکار ضبی: کذاب تھا۔(۸)

۲۸۷۔عباس بن ضحاک بلخی: دجال و حدیث ساز تھا۔(۹)

۲۸۸۔عباس بن عبداللہ فقیہ شافعی:۔کذاب، متہم اور غیر معتبر تھا۔(۱۰)

۱۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۳۸۱ (ج۲،ص۳۴۸ نمبر ۴۰۳۸)

۲۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲ (ج۲،ص۳۵۰ نمبر ۴۰۴۷) لسان المیزان، ج۳،ص۲۱۸ (ج۳،ص۲۷۵ نمبر ۴۳۵۴)

۳۔میزان الاعتدال، (ج۲،ص۳۵۳ نمبر ۴۰۵۳) لسان المیزان، ج۳،ص۲۲۰ (ج۳،ص۲۷۸ نمبر ۴۳۵۸)

۴۔تذکرۃ الموضوعات، ص۴۷ (ص۵۲)

۵۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۲۳۶، معرفۃ الرجال، (ج۱،ص۵۲ نمبر ۱۹) کتاب المجروحین، (ج۲،ص۱۸۷) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج۵،ص۸۳ نمبر ۱۲۵۹) خلاصۃ التہذیب، ص۱۵۶ (ج۲،ص۲۳ نمبر ۳۲۶۷)

۶۔تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۳۶۳، میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۰ (ج۲،ص۳۶۷ نمبر ۴۱۲۲) تذکرۃ الموضوعات، ص۳۶، ۱۱۵ (ص۳۳، ۸۱)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۶۵ نمبر ۴۱۱۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۱۰ (ج۲،ص۱۸)

۸۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۸ (ج۲،ص۳۸۲ نمبر ۴۱۶۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۴۰۲ (ج۱،ص۴۰۲)

۹۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۸ (ج۲،ص۳۸۳ نمبر ۴۱۶۷) تذکرۃ الموضوعات، ص۹۵ (ص۶۷)

۱۰۔تاریخ ابن عساکر، ج۵،ص۲۲۵ (ج۲۶،ص۲۲۶ نمبر ۳۱۰۱)

۲۸۹۔ عباس بن فضل عبدی: کذاب وخبیث تھا۔(۱)

۲۹۰۔ عباس بن محمد عدوی: حدیثیں گڑھتا تھا۔(۲)

۲۹۱۔ عباس بن محمد مرادی: جھوٹی حدیثیں مالک سے روایت کرتا تھا۔(۳)

۲۹۲۔ عبدالاعلیٰ بن ابی المساور جزار: کذاب ومنکرالحدیث تھا، اس کی احادیث قابل احتجاج نہیں ہیں۔(۴)

۲۹۳۔ عبدالباقی بن احمد: کذاب تھا۔(۵)

۲۹۴۔ عبدالرحمٰن بن حماد طلحی: حدیثیں گڑھتا تھا۔ اس کے پاس جعلی حدیثوں کا نسخہ تھا۔(۶)

۲۹۵۔ عبدالرحمٰن بن داؤد ابوالبرکات: بخاری وابوداؤد وغیرہ کی طرف حدیثیں منسوب کرتا تھا۔(۷)

۲۹۶۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر عدوی عمری: کذاب، سند ومتن اتھل پتھل کرتا تھا۔(۸)

۲۹۷۔ عبدالرحمٰن بن عفان ابوبکر صوفی: کذاب ودروغ باف تھا۔(۹)

۲۹۸۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۱۰)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۱۳۴، میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۰ (ج۲، ص۳۸۵ نمبر ۴۱۷۷)

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۱۷ (ص۵۰)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۰، (ج۲، ص۳۸۶ نمبر ۴۱۸۱)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۶۹، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۳۹ (ج۲، ص۷۳)

۵۔ لسان المیزان، ج۳، ص۳۸۳ (ج۳، ص۴۶۹ نمبر ۴۸۹۹)

۶۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۵۱ (ص۳۴)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۰۲ (ج۲، ص۵۵۷ نمبر ۴۷۵۸)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۱۰، ص۲۳۱، تہذیب التہذیب، ج۶، ص۲۱۳ (ج۶، ص۱۹۳)

۹۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۲۶۴، میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۱۳ (ج۲، ص۵۷۹ نمبر ۴۹۲۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۶۵ (ج۱، ص۳۲۰)

۱۰۔ نصب الرایۃ، ج۱، ص۶۰۔

۲۹۹۔عبدالرحمٰن بن عمرو بن جبلہ: کذاب تھا۔(۱)

۳۰۰۔عبدالرحمٰن بن قطامی بصری: کذاب تھا۔(۲)

۳۰۱۔عبدالرحمٰن بن قیس ضبی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۳)

۳۰۲۔عبدالرحمٰن بن محمد بلخی: قتیبہ کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔(۴)

۳۰۳۔عبدالرحمٰن بن مالک: مشہور حدیث ساز تھا۔(۵)

۳۰۴۔عبدالرحمٰن بن محمد بن علویہ:۔پکا جھوٹا تھا اور سند ومتن میں ملاوٹ کرتا تھا۔(۶)

۳۰۵۔عبدالرحمٰن بن محمد: حافظ بن ناصر نے اس کی تکذیب کی ہے۔(۷)

۳۰۶۔عبدالرحمٰن بن مرزوق طرطوسی: جعلی حدیثیں بناتا تھا،صرف مذمت کے لئے اس کی حدیثیں بیان کی جاسکتی ہیں۔(۸)

۳۰۷۔عبدالرحمٰن بن یزید دمشقی: دروغ گو متروک الحدیث تھا۔(۹)

۳۰۸۔عبدالرحیم بن حبیب فاریابی: ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا، پانچ سو حدیثیں

۱۔میزان الاعتدال، ج۱،ص۱۴۷، ج۲،ص۱۱۳(ج۱،ص۳۱۵نمبر۱۱۹۱، ج۲،ص۵۸۰نمبر۴۹۲۸)

۲۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۱۴(ج۲،ص۵۸۲نمبر۴۹۴۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۹۹(ج۲،ص۱۱۸)

۳۔تاریخ بغداد، ج۱۰،ص۲۵۱ خلاصۃ التہذیب،ص۱۹۸(ج۲،ص۱۵۰نمبر۴۹۴۲) میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۱۴(ج۲،ص۵۸۳نمبر۴۹۴۴)

۴۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۱۶(ج۲،ص۵۸۷نمبر۴۹۶۱)

۵۔تاریخ بغداد، ج۱۰،ص۲۳۶، ج۹،ص۳۳۱۔مجمع الزوائد، ج۹،ص۱۵۱۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۱۵(ج۲،ص۵۸۴نمبر۴۹۴۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۳۳۲(ج۱،ص۴۳۶)

۶۔لسان المیزان، ج۳،ص۴۳۰(ج۳،ص۵۲۲نمبر۵۰۵۱)

۷۔لسان المیزان، ج۳،ص۴۳۲(ج۳،ص۵۲۵نمبر۵۰۵۵)

۸۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۱۷(ج۵،ص۵۸۸نمبر۴۹۶۹) تذکرۃ الموضوعات،ص۱۷(ص۵۰) اللآلی المصنوعۃ ج۲،ص۱۷۷(ج۲،ص۳۳۱)

۹۔تہذیب التہذیب ج۶،ص۲۹۷(ج۶،ص۲۶۴)

بناڈالیں۔(۱)

۳۰۹۔ عبدالرحیم بن زید بصری: کذاب وخبیث تھا۔(۲)

۳۱۰۔عبدالرحیم بن حبیب بغدادی: جعلی حدیثیں بناتا تھا۔(۳)

۳۱۱۔عبدالرحیم بن ہارون واسطی: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۴)

۳۱۲۔عبدالعزیز بن ابان: کذاب وخبیث تھا۔(۵)

۳۱۳۔عبدالعزیز بن ابی رواد: کذاب تھااوراس کی کتاب جعلی ہے۔(۶)

۳۱۴۔عبدالعزیز بن حارث تمیمی: احمد بن حنبل کے نام سے جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۷)

۳۱۵۔عبدالعزیز بن خالد: کذاب تھا۔(۸)

۳۱۶۔عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن: کذاب اور غیر معتبر تھا۔(۹)

۱۔تاریخ ابن عساکر، ج۵،ص۱۶۰ (مختصر تاریخ ابن عساکر، ج۵،ص۱۶۳) کتاب المجروحین (ج۲،ص۱۶۲) میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۲۴ (ج۲،ص۶۰۳ نمبر۵۰۲۵)

۲۔تہذیب التہذیب ج۶،ص۳۰۵ (ج۶،ص۲۷۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۷۰ (ج۲،ص۱۲۵)

۳۔تذکرۃ الموضوعات،ص۷۷ (ص۵۴)

۴۔تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۸۵،تہذیب التہذیب ج۶،ص۳۰۹ (ج۶،ص۲۷۶) اسنی المطالب،ص۳۴ (ص۷۱ حدیث۱۴۶) خلاصۃ التہذیب ص۲۰۱ (۱۶۱ نمبر۴۳۱۱)

۵۔تاریخ بغداد، ج۱۰،ص۴۴۵، تذکرۃ الموضوعات،ص۸۷ (ص۶۰) میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۳۳ (ج۲،ص۶۲۲ نمبر ۵۰۸۲) تہذیب التہذیب ج۶،ص۳۳۰ (ج۶،ص۳۹۴) اللآلی المصنوعۃ ج۲،ص۵۹ (ج۲،ص۱۰۴)

۶۔تاریخ ابن عساکر، ج۵،ص۱۵۳،تذکرۃ الموضوعات،ص۷۷ (ص۳۳،۵۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۲۷،۱۲۸)

۷۔تاریخ بغداد، ج۱۰،ص۴۶۲، میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۳۴ (ج۲،ص۶۲۴ نمبر۵۰۹۲) لسان المیزان، ج۴،ص۲۶ (ج۴،ص۳۲ نمبر۵۱۷۰)

۸۔اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۴۹ (ج۲،ص۹۳)

۹۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۳۷ (ج۲،ص۶۳۱ نمبر۵۱۱۲) لسان المیزان، ج۴،ص۳۴ (ج۴،ص۴۱ نمبر۵۱۹۵) تذکرۃ الموضوعات،ص۷۶ (ص۵۴)

۳۱۷۔ عبدالعزیز بن یحییٰ مدنی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱)

۳۱۸۔ عبدالغفور بن سعید واسطی: جعلی حدیثیں بناتا تھا۔(۲)

۳۱۹۔ عبدالقدوس بن حبیب شامی: عبدالرزاق کہتے ہیں کہ ابن مبارک نے کسی کے لئے کذاب کا لفظ استعمال نہیں کیا مگر عبدالقدوس کو کذاب کہا ہے۔ ابن عیاش کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حدیث ساز تھا۔(۳)

۳۲۰۔ عبدالقدوس بن عبدالقاہر: ابن عاصم کے نام سے جھوٹی حدیثیں بیان کیں جو آشکار ہوگئیں۔(۴)

۳۲۱۔ عبدالکریم بن عبدالکریم خزاعی جرجانی: بغداد میں حدیثیں بیان کرتا تھا، اسناد میں اتھل پتھل کردیتا تھا اور جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۵)

۳۲۲۔ عبداللہ بن ابراہیم غفاری: حدیثیں وضع وتدلیس کرتا، معتبر حضرات اس کی روایات تسلیم نہیں کرتے تھے۔(۶)

۳۲۳۔ عبداللہ بن ابراہیم مدنی: غیر معتبر احادیث بیان کرتا تھا، حدیثیں گڑھتا اور سند اتھل پتھل کرتا تھا۔(۷)

۳۲۴۔ عبداللہ بن ابی جعفر رازی: محمد بن حمید رازی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے دس ہزار حدیثیں

۱۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۴۰ (ج۲، ص۶۳۶ نمبر ۵۱۳۶) خلاصۃ التہذیب، ص۳۰۴ (ج۲، ص۱۷۰ نمبر ۴۳۸۲)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۴۲ (ج۲، ص۶۴۱ نمبر ۵۱۵۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۷ (ج۲، ص۱۲۹)

۳۔ کتاب المجروحین (ج۲، ص ۱۳۱) تاریخ بغداد، ج۱۱، ص ۱۲۷، میزان الاعتدال، ج۲، ص ۱۴۳ (ج۲، ص ۶۴۳ نمبر ۵۱۵۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۰۷ (ج۱، ص۲۰۷) لسان المیزان، ج۴، ص۴۶ (ج۴، ص۵۵ نمبر ۵۲۴۰)

۴۔ لسان المیزان، ج۴، ص۴۸ (ج۴، ص۵۷ نمبر ۵۱۴۱)

۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۱، ص۳۰۸ (ج۱۱، ص۳۵۱)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص ۲۱ (ج۲، ص ۳۸۸ نمبر ۴۱۹۰) خلاصۃ التہذیب ص ۱۶۱ (ج۲، ص ۳۸ نمبر ۳۳۷۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۴۲، ۱۰۹ (ج۲، ص۸۰، ۲۰۰)

۷۔ تہذیب التہذیب، ج۵، ص۱۳۸ (ج۵، ص۱۲۰)

سنیں سبھی اس فاسق کی وجہ سے چھوڑ دیں۔(۱)

۳۲۵۔عبداللہ بن ایوب بن ابی علاج: وہ اور اس کا باپ جھوٹے تھے۔ازدی کے نزدیک کذاب تھا اور حدیثیں گڑھتا تھا۔(۲)

۳۲۶۔عبداللہ بن حارث صنعانی: شیخ، دجال وحدیث ساز تھا۔(۳)

۳۲۷۔عبداللہ بن حفص ابومحمد وکیل سامری: دجال اور حدیثوں کا چور تھا، بہت زیادہ حدیثیں گڑھیں۔(۴)

۳۲۸۔عبداللہ بن حکیم داہری بصری: کذاب، حدیث ساز اور متروک الحدیث تھا۔(۵)

۳۲۹۔عبداللہ بن زیاد بن سمعان قاضی: کذاب ومریض نسیان تھا، حدیث سازی بھی کرتا تھا۔(۶)

۳۳۰۔عبداللہ بن سعد انصاری رقی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۷)

۳۳۱۔عبداللہ بن سلیمان بجستانی: اس کے باپ نے اس کی حدیثوں کی تکذیب کی لیکن بڑا عابد و زاہد تھا۔(۸)

۱۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۸(ج۲،ص۴۰۴،نمبر۴۲۵۲)

۲۔تذکرۃ الموضوعات،ص۵۱، ۸۰(ص۲۵، ۵۶)میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۳(ج۲،ص۳۹۴،نمبر۴۲۱۷)لسان المیزان، ج۳،ص۲۶۲(ج۳،ص۳۲۶،نمبر۴۴۹۷)اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۷(ج۱،ص۳۲)

۳۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۹(ج۲،ص۴۰۵،نمبر۴۲۵۹)اللآلی المصنوعۃ ج۱،ص۲۲۰)ج۱،ص۴۰۵)

۴۔تاریخ بغداد، ج۹،ص۴۴۹، میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۱(ج۲،ص۴۱۰،نمبر۴۲۷۵)اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۲۲۰ (ج۱،ص۴۰۵)

۵۔تاریخ بغداد، ج۹،ص۴۴۷، میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۲(ج۲،ص۴۱۰،نمبر۴۲۷۶)تذکرۃ الموضوعات،ص۱۰(ص۸) نصب الرایۃ، ج۱،ص۳۹،

۶۔تاریخ ابن عساکر، ج۷،ص۴۲۶(ج۲۸،ص۲۶۵،نمبر۳۳۰۱)تاریخ بغداد، ج۹،ص۴۵۶،میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۸(ج۲،ص۴۲۳،نمبر۴۳۲۴)تذکرۃ الموضوعات،ص۱۳(ص۴۳)اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۶۴، ج۲،ص۸۳، ۱۲۶، ۲۰۱(ج۱،ص۱۲۴، ج۲،ص۱۴۹، ۲۲۳، ۳۷۶)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۴۱(ج۲،ص۴۲۸،نمبر۴۳۵۰)

۸۔شذرات الذہب، ج۲،ص۲۷۳(ج۴،ص۷۹)

۳۳۲۔عبداللہ بن صالح مصری: کاتب لیث تھا اور کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱)

۳۳۳۔عبداللہ بن عبدالرحمٰن کلبی اسامی: پکا جھوٹا تھا، غلط باتوں کی روایت کرتا تھا۔(۲)

۳۳۴۔عبداللہ بن علان بن زریں خزاعی: کذاب ومکار تھا۔(۳)

۳۳۵۔عبداللہ بن علی باہلی وضاحی: حدیث ساز تھا۔(۴)

۳۳۶۔عبداللہ بن عمرو بصری: حدیث ساز تھا، دارقطنی نے تکذیب کی ہے۔(۵)

۳۳۷۔عبداللہ بن عمیر (قاضی افریقہ): مالک کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔(۶)

۳۳۸۔عبداللہ بن عیسیٰ جزری: حدیث ساز تھا۔(۷)

۳۳۹۔عبداللہ بن قیس: حمید طویل سے جھوٹی روایت کرتا تھا اور کذاب تھا۔(۸)

۳۴۰۔عبداللہ بن کرز: کذاب تھا۔(۹)

۳۴۱۔عبداللہ بن محمد بن اسامہ: حدیث ساز تھا۔(۱۰)

۳۴۲۔عبداللہ بن محمد معروف بہ ابن ثلاج: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱۱)

۱۔تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۷، ۲۰، ۴۴، ۱۱۲ (ص ۱۳، ۱۴، ۳۲، ۷۴، ۷۹)

۲۔تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۲۸، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۵۳ (ج ۲، ص ۴۵۳ نمبر ۴۴۱۶)

۳۔لسان المیزان، ج ۴، ص ۱۰۷ (ج ۴، ص ۱۲۵ نمبر ۵۴۲۳)

۴۔لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۱۸ (ج ۳، ص ۳۹۲ نمبر ۴۶۷۸)

۵۔لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۲۰ (ج ۳، ص ۳۹۲ نمبر ۴۶۷۸)

۶۔تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۱۶ (ص ۸۲)

۷۔لسان المیزان، ج ۲، ص ۶۱ (ج ۳، ص ۳۹۸ نمبر ۴۶۹۷)

۸۔میزان الاعتدال، ج ۲ ص ۶۲ (ج ۲، ص ۴۷۳ نمبر ۴۵۱۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۱۷ (ج ۲، ص ۴۰۵)

۹۔تذکرۃ الموضوعات، ص ۴۹، (ص ۳۵)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۷۱ (ج ۲، ص ۴۹۱ نمبر ۴۵۵۶)

۱۱۔تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۳۶، المنتظم، ج ۷، ص ۱۹۳) (ج ۱۴، ص ۳۸۹ نمبر ۲۹۳۲) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۴۷ (ج ۲، ص ۴۹۷ نمبر ۴۵۷۵)

۳۴۳۔عبد اللہ بن محمد قزوینی: مصری مفتی تھا، کذاب وحدیث ساز تھا اور دو سو سے زیادہ غلط حدیثیں روایت کیں۔(۱)

۳۴۴۔عبد اللہ بن محمد بن سنان روحی: متروک الحدیث اور حدیث ساز تھا، سند اتصل پتھل کرتا تھا۔(۲)

۳۴۵۔عبداللہ بن محمد خزاعی: متروک الحدیث تھا، وہ اور اس کا باپ حدیثیں گڑھتے تھے۔(۳)

۳۴۶۔عبداللہ بن محمد بن وہب دینوری: دجال، متروک الحدیث اور حدیث ساز تھا۔(۴)

۳۴۷۔عبداللہ بن محمد بلوی: کذاب تھا۔(۵)

۳۴۸۔عبداللہ بن مسلم بن رشید: بنام لیث وابن لہیعہ حدیثیں گڑھتا تھا۔(۶)

۳۴۹۔عبداللہ بن مسور ہاشمی: کذاب وحدیث ساز تھا، کلمات رسولؐ میں الٹ پھیر کرتا تھا۔(۷)

۳۵۰۔عبداللہ بن وہب نسوی: دجال وحدیث ساز تھا۔(۸)

۳۵۱۔عبداللہ بن یزید بن محمش نیشاپوری: حدیث گڑھتا تھا۔(۹)

۱۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۷۳ (ج ۲، ص ۴۹۵ نمبر ۴۵۶۷) شذرات الذہب، ج ۲، ص ۲۷۰ (ج ۴، ص ۷۳)

۲۔تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۸۸، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۷۰ (ج ۲، ص ۴۸۹ نمبر ۴۵۴۷) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۴۰ (ج ۲، ص ۴۵۳) لسان المیزان، ج ۳، ص ۳۳۶ (ج ۳، ص ۴۱۴ نمبر ۴۷۴۷)

۳۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۷۴ (ج ۲، ص ۴۹۶ نمبر ۴۵۷۰)

۴۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۷۳ (ج ۲، ص ۴۹۴ نمبر ۴۵۶۶)

۵۔البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۰، ص ۱۸۲ (ج ۱۰، ص ۱۹۶)

۶۔میزان اعتدال، ج ۲، ص ۷۷ (ج ۲، ص ۵۰۳ نمبر ۴۶۰۳)

۷۔تاریخ بغداد ج ۱۰، ص ۱۷۲، لسان المیزان، ج ۴، ص ۳۳۹ (ج ۳، ص ۴۴۴ نمبر ۴۸۱۷) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۶۰، ۱۷۳، (ج ۲، ص ۲۹۸، ۳۲۳) الاصابۃ، ج ۳، ص ۱۴۱۔

۸۔میزان الاعتدال ج ۴، ص ۸۷ (ج ۲، ص ۵۲۳ نمبر ۴۶۷۸) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۲، ۱۲۳، ۱۸۱ (ج ۲، ص ۱۶۷، ۲۲۷، ۲۳۸)

۹۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۸۸ (ج ۲، ص ۵۲۷ نمبر ۴۷۰۲)

۳۵۲۔ عبدالمغیث بن زہیر بن علوی: حافظ حدیث تھا لیکن زیادہ تر حدیثیں جعلی ہیں۔ (۱)

۳۵۳۔ عبدالملک بن عبدالرحمٰن شامی: فلاس کہتے ہیں کہ سخت جھوٹا آدمی ہے۔ (۲)

۳۵۴۔ عبدالملک بن ہارون بن عنترہ: دجال، کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۳)

۳۵۵۔ عبدالمنعم یمانی: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۴)

۳۵۶۔ عبدالمنعم بن بشیر انصاری: ابن معین نے ابو مودود کو اس کی دو سو حدیثیں ارسال کیں، انھوں نے کہا: خدا سے ڈرو، سب جھوٹی و جعلی ہیں۔ (۵)

۳۵۷۔ عبدوس بن خلاد: ابوزرعہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۶)

۳۵۸۔ عبدالوہاب ضحاک عرضی: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۷)

۳۵۹۔ عبدالوہاب بن عطا خفاف: متروک الحدیث وجھوٹا تھا۔ (۸)

۳۶۰۔ عبید بن قاسم: کذاب، خبیث وحدیث ساز تھا۔ (۹)

۱۔ شذرات الذہب، ج۴، ص۲۷۶ (ج۶، ص۴۵۳)

۲۔ لسان المیزان، ج۴، ص۶۶ (ج۴، ص۸۷ نمبر ۵۳۰۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۱۶ (ج۲، ص۲۱۴)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۵۴ (ج۲، ص ۶۶۶ نمبر ۵۲۵۹) لسان المیزان، ج۴، ص۷۱ (ج۴، ص۸۴ نمبر ۵۳۱۹) تذکرۃ الموضوعات، ص۸۴ (ص۶۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۲۸، ۲۶۹، ج۲، ص۳۹، ۶۰ (ج۱، ص۲۳۶، ۴۶۰، ج۲، ص۷۴، ۱۰۷)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۱۳۳، مجمع الزوائد، ج۹، ص۳۱، میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۵۵ (ج۲، ص ۶۶۸ نمبر ۵۲۷۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۱، (ج۱، ص۱۸، ۵۶)

۵۔ میزان الاعتدال، (ج۲، ص۶۶۹ نمبر ۵۲۷۱) لسان المیزان، ج۴، ص۷۵ (ج۴، ص۸۸ نمبر ۵۳۲۶)

۶۔ لسان المیزان، ج۴، ص۹۵ (ج۴، ص۱۱۱ نمبر ۵۳۸۶)

۷۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص ۲۶۸، تاریخ ابن عساکر، ج۵، ص ۱۴۸، ج۷، ص ۲۴۱ (ج۳۷، ص ۳۴۴ نمبر ۴۳۷۱) تہذیب التہذیب، ج۶، ص ۴۴۷ (ج۶، ص ۳۹۵) میزان الاعتدال، ج۲، ص ۱۶۰ (ج۲، ص ۶۷۹ نمبر ۵۳۱۶) لسان المیزان، ج۶، ص۴۱ (ج۶، ص۴۸ نمبر ۸۳۹۴)

۸۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۶۲ (ج۲، ص۶۸۱ نمبر ۵۳۲۲)

۹۔ تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۹۵، میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۷۱ نمبر ۵۳۳۶) تہذیب التہذیب، ج۷، ص۷۳ (ج۷، ص۶۷)

۳۶۱۔عبیداللہ بن تمام: ساجی کہتے ہیں کہ وہ کذاب ہے، اکثر نے تکذیب کی ہے۔(۱)

۳۶۲۔عبیداللہ بن سفیان غدانی: کذاب تھا۔(۲)

۳۶۳۔عتاب بن ابراہیم: کذاب تھا، خلیفہ مہدی کے تقرب کے لئے حدیثیں گڑھتا تھا۔(۳)

۳۶۴۔عثمان بن خالد بن عمر: موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا اور حدیثیں دگرگوں کر دیتا تھا۔(۴)

۳۶۵۔عثمان بن عبد الرحمٰن زہری: کذاب، متروک الحدیث اور موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۵)

۳۶۶۔عثمان بن عبداللہ مغربی: حدیث ساز و جھوٹا تھا۔(۶)

۳۶۷۔عثمان بن عبداللہ اموی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۷)

۳۶۸۔عثمان بن عفان سجستانی: ابن خزیمہ قسم کے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ حدیث میں چوری کرتا تھا۔(۸)

۳۶۹۔عثمان بن مطر شیبانی: کذاب تھا، ثقہ لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔(۹)

۱۔لسان المیزان، ج۴، ص۹۸ (ج۴، ص۱۱۴ نمبر ۵۳۹۸)

۲۔تاریخ بغداد، ج۱، ص۳۷، ج۱۰، ص۳۱۳، میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۶۷ (ج۳، ص۹ نمبر ۵۳۶۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۴۷۳.

۳۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۰، ص۱۵۴ (ج۱۰، ص۱۶۳)

۴۔تہذیب التہذیب، ج۷، ص۱۱۴ (ج۷، ص۱۰۵)

۵۔تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۲۸۰، تہذیب التہذیب ج۷، ص۱۳۳ (ج۷، ص۱۲۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۵۴ (ج۱، ص۱۰۳)

۶۔تذکرۃ الموضوعات، ص۵۴، ۵۸، (۳۹، ۴۱)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۸۳ (ج۳، ص۴۱ نمبر ۵۵۲۳) تذکرۃ الموضوعات، ص۳۸ (ص۲۷) لسان المیزان ج۴، ص۱۴۵ (ج۴، ص۱۶۵ نمبر ۵۵۳۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۰، ۲۲، ج۲، ص۴۷، ۱۴۶، ۱۷۵ (ج۱، ص۳۸، ۴۳، ج۲، ص۱۰۱، ۲۷۸-۳۲۷)

۸۔میزان الاعتدال، ج۲، ص۱۸۶ (ج۳، ص۴۹ نمبر ۵۵۴۱) لسان المیزان، ج۴، ص۲۳۸ (ج۴، ص۱۷۱ نمبر ۵۵۴۷)

۹۔تذکرۃ الموضوعات، ص۵۶، ۱۱۵ (ص۴۰، ۸۱) تہذیب التہذیب، ج۷، ص۱۵۵ (ج۷، ص۱۴۰)

۳۷۰۔عثمان بن معاویہ: ان بزرگ کی کسی روایت کو ارباب ثقہ نے نقل نہیں کیا۔(۱)

۳۷۱۔عبداللہ بن مقسم بری: مشہور امام ہیں لیکن جعلی حدیثوں کے لئے مشہور ہیں، ۲۵ ہزار جعلی حدیثیں بیان کی ہیں۔(۲)

۳۷۲۔عذافر بصری: سلیمان کہتے کہ یہ حدیث سازوں کی صف میں ہے۔(۳)

۳۷۳۔عصمۃ بن محمد خزرجی: کذاب وحدیث ساز تھا، لوگوں پر بہت جلد اثر ڈالتا لیکن سخت جھوٹا تھا۔(۴)

۳۷۴۔عطاء بن عجلان عطار: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۵)

۳۷۵۔عطیہ بن سفیان: کذاب تھا۔(۶)

۳۷۶۔علاء بن زید ثقفی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۷)

۳۷۷۔ علاء بن عمر حنفی کوفی: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۸)

۳۷۸۔ علاء بن مسلمۃ الرواس: حدیث ساز تھا اور مہمل روایتیں نقل کرتا تھا۔(۹)

۳۷۹۔علی بن احمد واعظ شروانی (مولف اخبار الحلاج): کذاب وعیاش تھا۔(۱۰)

۱۔کتاب المجروحین، (ج۲،ص۹۷) لسان المیزان، ج۳،ص۱۵۳ (ج۴،ص۱۷۷ نمبر۵۵۶۶)

۲۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۹۱ (ج۳،ص۵۶ نمبر۵۵۶۸)

۳۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۹۳.

۴۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۲۸۶۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۱۹۶ (ج۳،ص۶۸ نمبر۵۶۳۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۴۱.

۵۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۰۰ (ج۳،ص۷۵ نمبر۵۶۴۴) مجمع الزوائد، ج۲،ص۱۷۲، تہذیب التہذیب، ج۷،ص۲۰۸ (ج۷،ص۱۸۶)

۶۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۰۱ (ج۳،ص۸۰ نمبر۵۶۶۸)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۱۱ (ج۳،ص۹۹ نمبر۵۷۲۹) تذکرۃ الموضوعات، ص۱۱۴ (۸۳،۸۰) تہذیب التہذیب ج۸، ص۱۸۳ (ج۸،ص۱۶۲)

۸۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۱۳ (ج۳،ص۱۰۳ نمبر۵۷۳۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۵۰ (ج۱،ص۹۵)

۹۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۱۴ (ج۳،ص۱۰۵ نمبر۵۷۴۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۱۲۰، ۳۲۰)

۱۰۔لسان المیزان، ج۴،ص۲۰۵ (ج۴،ص۲۳۶ نمبر۵۷۴۷)

۳۸۰۔علی بن امیرک خرانی مروزی: محدث وکذاب تھا۔ زینب شعریہ کے اشعار کے مفاہیم پر حدیثیں گڑھتا تھا۔(۱)

۳۸۱۔علی ابن جمیل رقی وضاح: ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا اور حدیث میں چوری بھی کرتا۔(۲)

۳۸۲۔علی ابن جہم خراسانی: پکا جھوٹا اور ناصبی تھا، علیؑ وآل محمدؐ کی مذمت کرتا تھا۔ وہ اپنے باپ پر اس لئے لعنت بھیجتا تھا کہ اس نے اس کا نام علی رکھ دیا تھا۔ ایک طرف یہ حال اور دوسری طرف دیکھئے کہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ شخص مشہور شاعر اور معتبر شخص تھا۔ اگر چہ علیؑ کی تحقیر کرتا تھا اور انھیں ظالم سمجھتا تھا۔ یعنی علیؑ کی توہین کرنے والا ابن کثیر کے نزدیک معتبر ہوسکتا ہے؟(۳)

۳۸۳۔علی بن حسن معروف بہ ابن کربنب: نہایت جھوٹا تھا اور حدیث سازی کرتا تھا۔(۴)

۳۸۴۔علی بن حسن بغدادی: کذاب اور بنام شیوخ حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۵)

۳۸۵۔علی بن حسن بن یعمر شامی مصری: مالک، ثوری اور ابن ذئب جیسوں کے نام سے حدیثیں روایت کرتا تھا۔(۶)

۳۸۶۔علی بن حسن رصافی: حدیث ساز تھا اور خدا پر افترا کرتا تھا۔(۷)

۳۸۷۔علی بن ظبیان عبسی: متروک الحدیث، کذاب، حدیث ساز اور بہت خبیث تھا۔(۸)

۱۔لسان المیزان، ج۴، ص۲۰۷ (ج۴، ص۲۳۸ نمبر ۵۷۵۲)

۲۔تذکرۃ الموضوعات، ص۴۷، ۱۰۹ (ص۵۲، ۷۷) میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۲۰ (ج۳، ص۱۱۷ نمبر ۵۸۰۰) لسان المیزان، ج۴، ص۲۰۹ (ج۴، ص۲۴۱ نمبر ۵۷۶۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۶۵، ج۲، ص۷ (ج۱، ص۳۱۹ ج۲ ص۱۲)

۴۔تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۳۸۵، لسان المیزان، ج۴، ص۲۱۵ (ج۴، ص۲۴۷ نمبر ۵۷۷۲)

۵۔میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۲۲ (ج۳، ص۱۲۲ نمبر ۵۸۲۱)

۶۔لسان المیزان، ج۴، ص۲۱۳ (ج۴، ص۲۴۴ نمبر ۵۷۷۰)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۲۳ (ج۳، ص۱۲۴ نمبر ۵۸۲۶)

۸۔تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۴۴۴، میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۲۸ (ج۳، ص۱۳۴ نمبر ۵۸۷۱) تہذیب التہذیب، ج۷، ص۳۴۲ (ج۷، ص۳۰۰)

۳۸۸۔علی بن عبدۃ المکتب: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱)

۳۸۹۔علی بن عبداللہ بردانی: غیر معتبر آدمی تھا اور حدیثیں گڑھتا تھا۔(۲)

۳۹۰۔علی بن عبداللہ ہمذانی: جھوٹا تھا، اس نے نماز رغائب وضع کی ہے۔(۳)

۳۹۱۔علی بن عروہ دمشقی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۴)

۳۹۲۔علی بن فرس: اس کی طرف جعلی حدیثوں کو منسوب کیا گیا ہے۔(۵)

۳۹۳۔علی بن قرین بصری: کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔(۶)

۳۹۴۔ علی بن مجاہد بن مسلم کابلی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۷)

۳۹۵۔ علی بن محمد مروزی: جھوٹا محدث تھا۔(۸)

۳۹۶۔علی بن محمد زہری: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۹)

۳۹۷۔علی بن محمد بن سری: کذاب وحدیث ساز تھا، جنھیں نہیں دیکھا ان سے روایت کرتا تھا۔(۱۰)

۱۔تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۹،

۲۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۱ (ج ۳، ص ۱۴۲ نمبر ۵۸۷۷) تاریخ بغداد، (ج ۱۲، ص ۶۳ ۶۳)

۳۔المنتظم، ج ۸، ص ۱۴ (ج ۱۵، ص ۱۶۱ نمبر ۳۱۱۸) البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۲، ص ۱۶ (ج ۱۲، ص ۲۱) شذرات الذہب، ج ۳، ص ۲۰۱ (ج ۵، ص ۷۴)

۴۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۳۳ (ج ۳، ص ۱۴۵ نمبر ۵۸۹۱) تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۶۵ (ج ۷، ص ۳۱۹) اسنی المطالب، ص ۴۹ (ص ۹۷ حدیث ۲۴۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۴۷، ۹۳ (ج ۲، ص ۸۸، ۱۶۹)

۵۔الاصابۃ، ج ۳، ص ۴۹۸.

۶۔تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۵۱، اسنی المطالب، ص ۱۱۰ (ص ۲۱۳ حدیث ۶۷۴) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۳۶ (ج ۳، ص ۱۵۱ نمبر ۵۰۴۱) لسان المیزان ج ۴، ص ۲۵۱ (ج ۴، ص ۲۸۸ نمبر ۵۸۹۱)

۷۔تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۰۷، خلاصۃ التہذیب، ص ۲۳۵ (ج ۲، ص ۲۵۵ نمبر ۵۰۴۱) تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۷۸ (ج ۷، ص ۳۳۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳۵۹ (ج ۱، ص ۳۵۹)

۸۔شذرات الذہب، ج ج ۳، ص ۸ (ج ۴، ص ۲۷۱)

۹۔تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۹۲، اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۳، ۸۰ (ج ۲، ص ۴، ۱۱۴)

۱۰۔تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۹۱.

۳۹۸۔ علی بن محمد موصلی: کذاب وغلط کار تھا، سندیں مشکوک بیان کرتا تھا۔ (۱)

۳۹۹۔ علی بن معاذ عیسی: کذاب تھا۔ (۲)

۴۰۰۔ علی بن یعقوب وراق: حدیث ساز تھا۔ (۳)

۴۰۱۔ عمار بن زربی بصری: حدیث ساز ومتروک الحدیث تھا۔ (۴)

۴۰۲۔ عمار بن عطیہ کوفی: دروغ گو تھا۔ (۵)

۴۰۳۔ عمار بن مطر رہاوی: عقیلی، ابن عدی وحاتم غیر معتبر سمجھتے ہیں۔ (۶)

۴۰۴۔ عمارہ بن زید: حدیث ساز تھا۔ (۷)

۴۰۵۔ عمر بن ابراہیم کردی ہاشمی: کذاب وغیر معتبر تھا۔ (۸)

۴۰۶۔ عمر بن اسماعیل بن مجالد: کذاب، حدیث ساز اور خبیث تھا۔ (۹)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۸۳، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۳۷ (ج ۳، ص ۱۵۴ نمبر ۵۹۲۷)

۲۔ لسان المیزان، ج ۴، ص ۲۶۳ (ج ۴، ص ۳۰۳ نمبر ۵۹۳۴)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۴۱ (ج ۳، ص ۱۶۳ نمبر ۵۹۷۰) لسان المیزان، ج ۴، ص ۲۶۷ (ج ۴، ص ۳۰۸ نمبر ۵۹۵۲)

۴۔ الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۵، ص ۶۷ نمبر ۱۲۵۵) لسان المیزان، ج ۴، ص ۲۷۱ (ج ۴، ص ۳۱۲ نمبر ۵۹۷) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۲۳ (ج ۱، ص ۴۶۸)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۲۵۴۔

۶۔ فی ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۴۷ نمبر ۱۲۵۱) الجرح والتعدیل (ج ۶، ص ۳۴۹ نمبر ۱۲۹۸) الضعفاء الکبیر، (ج ۳، ص ۳۲۷ نمبر ۱۳۴۷) السنن الکبریٰ، ج ۸، ص ۳۰، لسان المیزان، ج ۴، ص ۲۷۵ (ج ۴، ص ۳۱۶ نمبر ۵۹۸۵)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۴۸ (ج ۱۳، ص ۱۷۷ نمبر ۶۰۲۵) استیعاب ج ۱، ص ۳۳۱ (نمبر ۲۲۴۳) الاصابۃ، ج ۳، ص ۳۳۲.

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۲۰۲، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۴۸، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۴۹ (ج ۳، ص ۱۷۹ نمبر ۶۰۴۴) لسان المیزان، ج ۴، ص ۲۸۰ (ج ۴، ص ۳۲۲ نمبر ۶۰۱۰) اسنی المطالب، ص ۲۰۵ (ص ۴۱۳ حدیث ۱۳۳) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۵۲، ج ۲، ص ۱۱۸ (ج ۱، ص ۲۹۴، ج ۲، ص ۲۱۷)

۹۔ تاریخ بغداد، (ج ۱۱، ص ۲۰۴، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۵۰ (ج ۴، ص ۱۸۲ نمبر ۶۰۵۵) تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۴۲۸ (ج ۷، ص ۳۷۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۲۸ (ج ۲، ص ۴۲۸) خلاصۃ التہذیب، ص ۲۳۸ (ج ۲، ص ۲۶۵ نمبر ۵۱۲۵)

۴۰۷۔عمر بن جعفر وراق: حافظ حدیث مگر کذاب تھا۔(۱)

۴۰۸۔عمر بن حبیب عدوی بصری: ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے۔(۲)

۴۰۹۔عمر بن حسن معروف بہ ابن دحیہ: اس کی روایات ثقہ لوگوں نے مسترد کی ہیں اور تکذیب کی ہے۔(۳)

۴۱۰۔عمر بن حفص دمشقی: معروف خیاط کے نام سے حدیثیں روایت کرتا تھا جب کہ ان کے ڈھائی سو سال بعد پیدا ہوا ہے۔(۴)

۴۱۱۔عمر بن راشد جاری: اس کی حدیث جھوٹی اور جعلی ہوتی تھیں۔(۵)

۴۱۲۔عمر بن رباح مصری: دجال ومتروک الحدیث تھا، ثقہ لوگوں سے روایت کرتا تھا۔(۶)

۴۱۳۔عمر بن سعد خولانی: حدیث ساز تھا۔(۷)

۴۱۴۔عمر بن سعید دمشقی: ساجی کے نزدیک کذاب اور ابن عدی کے نزدیک غیر معتبر ہے۔(۸)

۴۱۵۔عمر بن شاکر بصری: اس کی کتاب میں بیس حدیثیں غیر معتبر ہیں۔(۹)

۴۱۶۔عمر بن صبیح خراسانی: کذاب وحدیث ساز تھا، کذب وبدعت میں اس کی مثال دنیا میں

۱۔تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۲۴۷، تذکرۃ الحفاظ، ج۳،ص۱۳۸(ج۳،ص۹۳۴نمبر۸۸۷)

۲۔التاریخ (ج۴،ص۱۳۴نمبر۳۵۵۸) خلاصۃ تہذیب،ص۲۳۸(ج۲،ص۲۶۶نمبر۵۱۳۴) میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۵۱ (ج۳،ص۱۸۴نمبر۶۰۶۷)

۳۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۳،ص۱۴۴(ج۱۳،ص۱۶۹)

۴۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۵۴(ج۳،ص۱۹۰نمبر۶۰۸۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۳۷،(ج۳،ص۳۷)

۵۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۵۷(ج۳،ص۱۹۵نمبر۶۱۰۳) تذکرۃ الموضوعات،ص۴۲(۳۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۲۱، ج۲،ص۱۶۸(ج۱،ص۲۳۴، ج۲،ص۳۱۴)

۶۔تہذیب التہذیب، ج۷،ص۴۴۸(ج۷،ص۳۹۳) میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۵۷(ج۳،ص۱۹۷نمبر۶۱۰۹)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۵۸(ج۳،ص۱۹۹نمبر۶۱۱۷) تذکرۃ الموضوعات،ص۲۹(۲۱)

۸۔الکامل فی ضعفاء الرجال، (۵،ص۵۷نمبر۱۲۳۱) ج۲،ص۲۶۰(ج۳،ص۲۰۳نمبر۶۱۳۵)

۹۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۶۰(ج۳،ص۲۰۳نمبر۶۱۳۵)

کہیں نہیں ملتی۔(۱)

۴۱۷۔عمر بن عمرو عسقلانی: ابن عدی کے نزدیک ثقہ لوگوں کے نام سے جعلی حدیثیں بیان کرتا۔(۲)

۴۱۸۔عمر بن عیسیٰ اسلمی: ابن حبان کے نزدیک ثقہ لوگوں کے نام جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۳)

۴۱۹۔عمر بن محمد بن سری وراق: حدیث چور تھا اور سند و متن کو دگرگوں کرتا تھا۔(۴)

۴۲۰۔عمر بن محمد ابو حفص: غیر معتبر اور حدیث ساز تھا۔(۵)

۴۲۱۔عمر بن مدرک قاضی بلخی: کذاب تھا۔(۶)

۴۲۲۔عمر بن موسیٰ میثمی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۷)

۴۲۳۔عمر بن ہارون بلخی: کذاب، خبیث اور متروک الحدیث تھا۔(۸)

۴۲۴۔عمر بن یزید رفاء بصری: جھوٹا تھا اور اسکی حدیثیں غیر معتبر ہوتی ہیں۔(۹)

۴۲۵۔عمرو بن ازہر عتکی: کذاب، حدیث ساز اور متروک الحدیث تھا۔(۱۰)

۱۔میزان الاعتدال، (ج۲،ص۲۶۲ (ج۳۔ص۲۰۶نمبر نمبر۶۱۰۴۷) تذکرۃ الموضوعات، ص۷۷(۵۴) تہذیب التہذیب، ج۷،ص۴۶۳ (ج۷،ص۴۰۷)

۲۔الکامل فی الرجال، (ج۵،ص۶۶ نمبر۱۲۴۳) لسان المیزان، ج۴،ص۳۲۰ (ج۴،ص۳۶۷ نمبر۶۱۱۳)

۳۔لسان المیزان، ج۴،ص۳۲۱ (ج۴،ص۳۶۸ نمبر۶۱۱۵)

۴۔لسان المیزان، ج۴،ص۳۲۱ (ج۴،ص۳۶۸ نمبر۶۱۱۵)

۵۔تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۲۴۲.

۶۔تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۲۱۲، میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۷۰ (ج۳،ص۲۲۳ نمبر۶۶۱۴)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۷۱ (ج۳،ص۲۲۴ نمبر۶۲۲۲) نصب الرایۃ، ج۱،ص۱۸۷، مستدرک علی الصحیحین ج۳،ص۱۲۴ (ج۳،ص۱۳۴ حدیث ۴۶۲۶) اسنی المطالب، ص۴۳ (ص۹۰ حدیث ۲۱۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۸۳، ۱۳۸، ۲۲۰ (ج۲،ص۱۵۲، ۲۵۶، ۴۱۲)

۸۔تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۱۸۹، میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۷۳ (ج۳،ص۲۲۸ نمبر۶۲۳۷) اسنی المطالب، ص۱۶۱ (ص۳۲۴ حدیث ۱۰۴۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۳۶ (ج۲،ص۶۸)

۹۔لسان المیزان، ج۴،ص۳۳۹ (ج۴،ص۳۸۹ نمبر۶۱۷۵)

۱۰۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۱۹۴، میزان الاعتدال، ج۲،ص۲۸۱ (ج۳،ص۲۴۵ نمبر۶۳۱۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۶۵، ج۲،ص۶۵.

۴۲۶۔ عمرو بن بحر جاحظ: بہت کتابیں لکھیں، بہت جھوٹا تھا، خدا اور رسولؐ پر جھوٹ باندھتا۔(۱)

۴۲۷۔ عمرو بن بکر سکسکی: جھوٹا انسان تھا۔(۲)

۴۲۸۔ عمرو بن جریر بجلی: ابوحاتم نے تکذیب کی ہے۔(۳)

۴۲۹۔ عمرو بن جمیع: کذاب، خبیث و غیر معتبر تھا۔(۴)

۴۳۰۔ عمرو بن حصین: کذاب و خبیث تھا۔(۵)

۴۳۱۔ عمرو بن حمید قاضی دینور: حدیث سازوں کی صف میں ہے۔(۶)

۴۳۲۔ عمرو بن خالد قرشی: کذاب و غیر معتبر تھا۔(۷)

۴۳۳۔ عمرو بن خلیف ختناوی: حدیث ساز تھا۔ اس کی حدیث ہے کہ ابن عباس نے رسولؐ سے روایت کی ہے کہ میں بہشت پہونچا تو ایک بھیڑیئے کو دیکھا۔ پوچھا: یہاں بھیڑیا؟ اس نے کہا: میں نے پولیس کے بیٹے کو کھایا تھا اس لئے جنت میں ہوں۔ فرمایا: اگر تو نے پولیس کو کھایا ہوتا تو اعلیٰ علیین میں ہوتا۔(۸)

۴۳۴۔ عمر بن زیاد باہلی: ابوحاتم و ابن عدی کہتے ہیں کہ پکا جھوٹا اور غیر معتبر تھا۔(۹)

۱۔ لسان المیزان، ج۴، ص۳۵۶ (ج۴، ص۴۰۹ نمبر ۶۲۵۰)

۲۔ لسان المیزان، ج۵، ص۲۷۰) ج۵، ص۳۰۵ نمبر ۷۷۰۹) کتاب المجروحین، (ج۲، ص۷۸)

۳۔ لسان المیزان، ج۴، ص۳۵۸ (ج۴، ص۴۱۲ نمبر ۶۲۵۷)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۱۹۱، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۸، ۹۸، ۱۰۳ (ج۲، ص۱۴، ۱۷۹، ۱۸۹، ۱۶۳، ۱۶۴)

۵۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۳۹۰، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۰۳ (ج۱، ص۱۹۸)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۸۶ (ج۳، ص۲۵۶ نمبر ۶۳۵۶)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۸۶ (ج۳، ص۲۵۷ نمبر ۶۳۴۹) نصب الرایۃ، ج۱، ص۴۱، ۱۸۷، مجمع الزوائد، ج۱، ص۲۴۶، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۶۰ (ج۲، ص۳۲۲)

۸۔ کتاب المجروحین، (ج۲، ص۸۰) تذکرۃ الموضوعات، ص۴۶ (۳۳) میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۸۷ (ج۳، ص۲۵۸ نمبر ۶۳۶۲) لسان المیزان، ج۴، ص۳۶۳ (ج۴، ص۴۱۸ نمبر ۶۲۶۹)

۹۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۵، ص۱۵۱ نمبر ۱۳۱۶) تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۲۰۵، میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۸۸ (ج۳، ص۲۶۰ نمبر ۶۳۷۱ مستدرک علی الصحیحین ج۳، ص۶۴ (ج۳، ص۶۷ حدیث ۴۴۱۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱ ص۳۹۲ (ج۱، ص۳۹۲)

۴۳۵۔عمرو بن عبید معتزلی بصری: بدکار و کذاب تھا۔(۱)

۴۳۶۔عمرو بن مالک فقیمی: کذاب و حدیث چور تھا۔(۲)

۴۳۷۔عمرو بن محمد بن اعشم: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۳)

۴۳۸۔عمرو بن واقد دمشقی: دحیم کہتے تھے کہ ہمارے شیوخ اس سے روایت نہیں لیتے۔ بیشک (۴) وہ کذاب تھا۔

۴۳۹۔عنبسہ بن عبدالرحمٰن: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۵)

۴۴۰۔عوانہ ابن حکم: بنی امیہ کی مدح میں حدیثیں گڑھتا تھا۔(۶)

۴۴۱۔عیسیٰ بن زید ہاشمی: کذاب تھا۔(۷)

۴۴۲۔عیسیٰ بن عبدالعزیز لخمی: بیان حدیث میں غیر معتبر تھا۔(۸)

۴۴۳۔عیسیٰ بن یزید بن داب لیثی مدینی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ ابن مناذر کہتے ہی کہ ابن داب سے ہرگز روایت نہ کرو، وہ دوسروں کو ہلاک کرنے والا ہے، جھوٹی حدیثوں سے نجات کا طالب ہے، اس کے پیچھے چلنا سراب کے مانند ہے۔(۹)

۱۔تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۱۸۲، نصب الرایۃ، ج ۱، ص ۴۹.

۲۔لسان المیزان، ج ۴، ص ۳۷۴، (ج ۴، ص ۴۳۲ نمبر ۶۳۱۵)

۳۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۰ (ج ۳، ص ۲۸۶ نمبر ۶۴۳۱) تذکرۃ الموضوعات، (ص ۵۲، ۵۵، ۵۷، ۷۰، ۷۴، ۷۹، ۸۱، ۱۰۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۳، ص ۱۰۲ (ج ۲، ص ۱۸۷)

۴۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۲ (ج ۳، ص ۲۹۱ نمبر ۶۴۶۵)

۵۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۰۷ (ج ۳، ص ۳۰۱ نمبر ۶۵۱۲) تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۱۶۱ (ج ۸، ص ۱۴۳)

۶۔لسان المیزان، ج ۴، ص ۳۸۶ (ج ۴، ص ۴۴۶ نمبر ۶۳۷۵)

۷۔لسان المیزان، ج ۴، ص ۳۹۵ (ج ۴، ص ۴۵۷ نمبر ۶۴۱۴)

۸۔لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۰۲ (ج ۴، ص ۴۶۴ نمبر ۵۴۳۲)

۹۔تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۱۵۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۱۹ (ج ۳، ص ۳۲۷ نمبر ۶۶۲۵)

(غ)

۴۴۴۔ غنیم بن سالم: مشہور کذاب تھا، اس کی تمام روایات حیرتناک ہوتی تھیں۔(۱)

۴۴۵۔ غیاث ابن ابراہیم نخعی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۲)

(ف)

۴۴۶۔ فضل بن احمد لولوی: اس نے اسماعیل بن عمرو سے زیادہ حدیثیں گڑھی ہیں۔ اس لئے کذاب تھا۔(۳)

۴۴۷۔ فضل بن جبار: کذاب ہے۔(۴)

۴۴۸۔ فضل بن سکین قطیعی سندی: ابن معین لعنت کر کے کہتے کہ کذاب تھا۔(۵)

۴۴۹۔ فضل بن سھل اسفرائنی: کذب سے متہم تھا۔(۶)

۴۵۰۔ فضل بن شہاب: یحییٰ کے نزدیک کذاب تھا۔(۷)

۴۵۱۔ فضل بن عیسیٰ: کذاب تھا۔(۸)

۴۵۲۔ فضل بن محمد عطار باہلی: کذاب وحدیث ساز تھا، متن میں اپنی طرف سے اضافہ کردیتا

۱۔ کتاب المجروحین، (ج ۲، ص ۲۰۲) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۲۳ (ج ۳، ص ۳۳۶ نمبر ۶۶۷۱) لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۲۱ (ج ۴، ص ۴۸۹ نمبر ۶۵۰۲) تذکرۃ الموضوعات، ص ۸۸، ۹۴ (ص ۶۲، ۶۶)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۲۶، نصب الرایۃ، ج ۴، ص ۲۳۹، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۲۳ (ج ۳، ص ۳۳۷ نمبر ۶۶۷۱) اسنی المطالب، ص ۵۰ (ص ۱۰۰ حدیث ۲۵۲) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۱۶، ۱۲۳ (ج ۲، ص ۲۱۴، ۲۲۷)

۳۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۴۳۷ (ج ۴، ص ۵۱۱ نمبر ۶۵۴۴)

۴۔ مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۱۱۲۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۶۲۔ لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۴۱ (ج ۴، ص ۵۱۶ نمبر ۶۵۵۸)

۶۔ المنتظم، ج ۱۰، ص ۱۵۵ (ج ۱۸، ص ۹۳ نمبر ۴۱۸۷) لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۴۲ (ج ۴، ص ۵۱۷ نمبر ۶۵۶۰)

۷۔ لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۴۲ (ج ۴، ص ۵۱۷ نمبر ۶۵۶۱)

۸۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۶۷ (ج ۲، ص ۳۱۲)

تھا۔(۱)

۴۵۳۔فہد بن عوف: کذاب تھا۔(۲)

۴۵۴۔فیض بن وثیق: کذاب وخبیث تھا۔(۳)

(ق)

۴۵۵۔قاسم بن ابراہیم ملطی: کذاب ومتہم بہ جعل تھا۔(۴)

۴۵۶۔قاسم بن ابی سفیان معمری: خبیث وکذاب تھا۔(۵)

۴۵۷۔قاسم بن عبداللہ مدنی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۶)

۴۵۸۔قاسم بن محمد فرغانی: فاحش حدیث ساز تھا۔(۷)

۴۵۹۔قطن بن صالح دمشقی: کذاب تھا۔(۸)

(ک)

۴۶۰۔کادح بن رحمہ: کذاب تھا۔(۹)

۱۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۳۳(ج۳،ص۳۵۸نمبر۶۷۴۸)لسان المیزان، ج۴،ص۴۴۸(ج۴،ص۵۲۳نمبر۶۵۷۹)

۲۔لسان المیزان، ج۴،ص۴۵۵(ج۴،ص۵۳۱نمبر۶۶۱۳)

۳۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۳۹۸،میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۳۷(ج۳،ص۳۶۶نمبر۶۷۸۷) کنز العمال، ج۶،ص۱۳۴(ج۱۱،ص۵۳۵حدیث۳۲۴۹۷)

۴۔تاریخ بغداد، ج۸،ص۷۷،ج۱۲،ص۴۴۶،میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۳۷(ج۳،ص۳۶۷نمبر۶۷۹۰)اللآلی المصنوعۃ،ج۱،ص۸(ج۱،ص۱۴)

۵۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۴۲۵۔

۶۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۳۹(ج۳،ص۳۷۱نمبر۶۸۱۲)تہذیب التہذیب، ج۸،ص۳۲۰(ج۸،ص۲۸۷)اسنی المطالب،ص۸۰،۲۳۳(ص۱۵۲حدیث۴۴۴)اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۹۲(ج۲،ص۱۶۷)

۷۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۴۲(ج۳،ص۳۷۹نمبر۶۸۳۸)اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۸(ج۲،ص۱۴)

۸۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۴۸(ج۳،ص۳۹۱نمبر۶۹۰۰)

۹۔میزان الاعتدال، ج۲،ص۳۵۱(ج۳،ص۳۹۹نمبر۶۹۲۷)اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۰۶،ج۲،ص۱۱۴(ج۱،ص۲۰۵،ج۲،ص۲۱۱)

۴۶۱۔ کثیر بن زید اسلمی: امام شافعی اسے جھوٹ کا ستون کہتے تھے۔(۱)

۴۶۲۔ کثیر بن سلیم بن ہاشم ایلی: حدیث ساز تھا۔(۲)

۴۶۳۔ کثیر بن عبداللہ بن عمرو مزنی: جھوٹ کا ستون تھا۔(۳)

۴۶۴۔ کثیر بن مروان شامی: کذاب تھا، اس کی حدیثوں سے احتجاج صحیح نہیں۔(۴)

۴۶۵۔ کلثوم بن جوشن قشیری: معتبر لوگوں کے نام سے جعلی حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۴)

(ل)

۴۶۶۔ لاحق بن حسین مقدسی: کذاب و تہمت زدہ تھا، جن سے حدیث نہیں سنی ان کے نام سے حدیث بیان کرتا، طرغال و طربال جیسے اجنبی راویوں سے حدیث بیان کرتا۔ اکثر محدثین اسے غیر معتبر سمجھتے ہیں۔(۵)

(م)

۴۶۷۔ مامون بن احمد سلمی ہروی: دجال و حدیث ساز تھا، نادرست مطالب روایت کرتا تھا۔(۶)

۴۶۸۔ مبارک بن فاخر: لغت و ادب کا امام تھا کذاب تھا اور تزویر میں مہارت تھی۔ ان سنی باتوں

۱۔ اسنی المطالب، ص ۲۳۸ (ص ۴۸۹ حدیث ۱۵۶۴)

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۸ (۲۰) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۰۲ (ج ۲، ص ۳۷۸)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۵۴ (ج ۳، ص ۴۰۶ نمبر ۶۹۴۳) اسنی المطالب، ص ۱۷ (ص ۴۳ حدیث ۴۸) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۴۹ (ج ۱، ص ۹۳)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۸۲، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۵۶ (ج ۳، ص ۴۰۹ نمبر ۶۹۵۰) لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۸۴، ج ۶، ص ۴۳۳ (ج ۴، ص ۵۷۱ نمبر ۶۷۳۸، ج ۷، ص ۴۰۴ نمبر ۱۰۹۲)

۴۔ تہذیب التہذیب، ج ۸، ص ۴۴۳ (ج ۸، ص ۳۹۷) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۳۵۷ (ج ۳، ص ۴۱۳ نمبر ۶۹۶۸)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۴۴، ج ۱۴، ص ۱۰۰ کشف الخفا، ج ۱، ص ۲۳۵، اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۵۹، ج ۲، ص ۱۲۰ (ج ۱، ص ۱۱۳، ج ۲، ص ۲۹۷)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴ (ج ۳، ص ۴۲۹) تذکرۃ الموضوعات، ص ۸۷، ۱۱۱ (ص ۶۱ و ۶۶) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۸۰ (ج ۲، ص ۴۵)

کی روایت کرتا تھا۔(۱)

۴۶۹۔مبشر بن عبید حمصی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۲)

۴۷۰۔مجاشع بن عمرو: دروغ گو تھا۔(۳)

۴۷۱۔مجاعہ بن ثابت خراسانی: کذاب اور کمینہ تھا۔(۴)

۴۷۲۔محمد بن ابان رازی: دجال وکذاب تھا۔(۵)

۴۷۳۔محمد بن ابراہیم سعدی فریابی: حدیث ساز تھا۔(۶)

۴۷۴۔محمد بن ابراہیم شامی زاہد: کذاب تھا۔(۷)

۴۷۵۔محمد بن ابراہیم طیالسی: بدمعاش، دجال وحدیث ساز تھا۔اس کی حدیث چوری میں ذرا بھی شک نہیں۔(۸)

۴۷۶۔محمد بن ابی نوح: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۹)

۴۷۷۔محمد بن احمد کشی: کذاب ومکار تھا۔(۱۰)

۱۔المنتظم، ج۹،ص۱۵۴(ج۱۷،ص۱۰۶نمبر۳۷۷۱)شذرات الذہب، ج۳،ص۳۱۲(ج۵،ص۴۲۷

۲۔سنن بیہقی، ج۷،ص۲۴۰، زاد المعاد، ج۱،ص۱۲۳(ج۱،ص۱۲۰)میزان الاعتدال، ج۳،ص۶(ج۳،ص۴۳۳نمبر۷۰۵۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۸۳، ج۲،ص۷۴، ۹۱(ج۱،ص۱۶۰، ج۲،ص۱۳۳، ۱۶۵)

۳۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۵۰، میزان الاعتدال، ج۳،ص۷(ج۳،ص۴۳۶نمبر۷۰۶۶)اسنی المطالب، ص۳۶، ۵۸(ص ۷۵، ۱۱۴حدیث۱۶۱، ۲۹۸)اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۲۷، ج۲،ص۲۲۷(ج۱،ص۲۴۵، ج۲،ص۴۲۶)

۴۔تاریخ بغداد، ج۱۳،ص۲۶۲.

۵۔لسان المیزان، ج۵،ص۳۳(ج۵،ص۴۰نمبر۶۹۰۰)

۶۔میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۳(ج۳،ص۴۴۸نمبر۷۱۱۳)

۷۔میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۱(ج۳،ص۴۴۵نمبر۷۱۰۲)تذکرۃ الموضوعات، ص۳۶، ۷۱، ۱۰۴، ۱۰۵(ص ۲۶، ۴۷، ۵۰، ۷۵)تہذیب التہذیب، ج۹،ص۱۴(ج۹،ص۱۳)اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۹۲، ۱۰۰(۲،ص۱۶۸، ۱۸۳)

۸۔لسان المیزان، ج۴،ص۲۲(ج۵،ص۲۸نمبر۶۷۸۰)

۹۔تاریخ بغداد، ج۲،ص۳۱۱.

۱۰۔لسان المیزان، ج۵،ص۳۹(ج۵،ص۴۷نمبر۶۹۲۱)

۴۷۸۔ محمد بن احمد رسعنی:

کذاب وحدیث ساز تھا، عروبہ کہتے ہیں کہ اس سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔(۱)

۴۷۹۔ محمد بن احمد قزوینی: ابن نجار کہتے ہیں کہ میں نے کچھ لوگوں کو اس کی مذمت کرتے سنا۔(۲)

۴۸۰۔ محمد بن احمد (قاضی حلب) انماطی نے اس کی تکذیب کی ہے۔(۳)

۴۸۱۔ محمد بن احمد اہوازی: کذاب تھا۔(۴)

۴۸۲۔ محمد بن احمد ابوحزام: حدیث ساز تھا۔(۵)

۴۸۳۔ محمد بن احمد باہلی: متن وسند کو اتھل پتھل کر دیتا اور حدیث چراتا تھا۔(۶)

۴۸۴۔ محمد بن احمد عامری مصری: اس کی ایک کتاب جعلی حدیثوں سے بھری ہے۔(۷)

۴۸۵۔ محمد بن احمد بن محروم مصری: جھوٹا تھا۔(۸)

۴۸۶۔ محمد بن احمد نحاس عطار: کذاب تھا۔(۹)

۴۸۷۔ محمد بن احمد زیوندی: متہم بہ حدیث سازی تھا، حاکم نے مذمت کی ہے۔(۱۰)

۴۸۸۔ محمد بن احمد اسحاق ابو بکر مدینی: مشہور صاحب سیرت۔ ہشام بن عروۃ کہتے کہ وہ خبیث، دشمن خدا، جھوٹا اور دجال تھا۔(۱۱)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۶ (ج ۳، ص ۴۵۸ نمبر ۱۴۷) لسان المیزان، ج ۵، ص ۴۰ (ج ۵، ص ۴۸ نمبر ۶۹۲۳)

۲۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۵۹ (ج ۵، ص ۶۸ نمبر ۶۹۸۱)

۳۔ المنتظم، ج ۹، ص ۵۲ (ج ۱۶، ص ۲۸۸ نمبر ۳۶۰۵) لسان المیزان، ج ۵، ص ۶۱ (ج ۵، ص ۷۰ نمبر ۶۹۸۷)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵ (ج ۳، ص ۴۵۵ نمبر ۷۱۳۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۵۴ (ج ۵، ص ۶۳ نمبر ۶۹۶۸)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵ (ج ۳، ص ۴۵۵ نمبر ۷۱۳۵) لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۴ (ج ۲، ص ۴۲ نمبر ۶۷۰۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۴۰ (ج ۲، ص ۷۶)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۷، ۱۹۔

۸۔ لسان المیزان، ج ۵ ص ۵۵ (ج ۵، ص ۶۴ نمبر ۶۹۷۰)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۹۔

۱۰۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۴۳ (ج ۵، ص ۵۱ نمبر ۶۹۳۱)

۱۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱، ص ۲۲۲، ۲۲۳۔

۴۸۹ محمد بن اسحاق بلخی: حافظ تھا لیکن پکا جھوٹا تھا۔(۱)

۴۹۰۔ محمد بن اسحاق عکاشی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۲)

۴۹۱۔ محمد بن اسحاق ضبی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔(۳)

۴۹۲۔ محمد بن اسعد حکیمی فقیہ حنفی: بے مروت اور کذاب تھا۔(۴)

۴۹۳۔ محمد بن اسماعیل: موسیٰ بن نصر نے تکذیب کی ہے۔(۵)

۴۹۴۔ محمد بن اسماعیل وساسی: حدیث ساز تھا۔(۶)

۴۹۵۔ محمد بن اسماعیل عوام: جھوٹا اور مکار تھا۔(۷)

۴۹۶۔ محمد بن ایوب رقی: بنام مالک حدیثیں گڑھتا تھا۔(۸)

۴۹۷۔ محمد بن ایوب بن سوید رملی: وہ اور اس کا باپ حدیث ساز تھے۔(۹)

۴۹۸۔ محمد بن تمیم فاریابی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۱۰)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱۰، ص۹۰، المنتظم، ج۵، ص۱۴۸ (ج۱۱، ص۳۲۷ نمبر۱۴۷۲) میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۴ (ج۳، ص۴۷۵ نمبر۷۱۹۹)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۵ (ج۳، ص۴۷۶ نمبر۷۲۰۲) تذکرۃ الموضوعات، ص۱۳، ۲۷، ۸۰ (ص۱۰، ۲۰، ۵۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۹۰ (ج۱، ص۱۷۴)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۲۳۹، المنتظم، ج۵، ص۱۴۸ (ج۱۱، ص۲۴۴ نمبر۱۳۹۹) میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۵ (ج۳، ص۴۷۷ نمبر۷۲۰۴)

۴۔ الجواہر المضیۃ، ج۲، ص۳۳ (ج۳، ص۸۹ نمبر۱۲۳۱)

۵۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۵۳، المنتظم، ج۷، ص۲۲ (ج۱۴، ص۱۵۹ نمبر۲۶۳۸)

۶۔ لسان المیزان، ج۵، ص۷۷ (ج۵، ص۷۰۳۷) مجمع الزوائد، ج۹، ص۸۲.

۷۔ لسان المیزان، ج۵، ص۷۹ (ج۵، ص۹۱ نمبر۷۰۴۴)

۸۔ لسان المیزان، ج۵، ص۱۰۰ نمبر۷۰۷۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۳۳۸ (ج۱، ص۳۳۹)

۹۔ لسان المیزان، ج۵، ص۸۷ (ج۵، ص۹۹ نمبر۷۰۷۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۰۷ (ج۱، ص۱۷۰)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۳۴۳، میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۳ (ج۳، ص۳۹۴ نمبر۷۲۹۰) لسان المیزان، ج۵، ص۹۸، ۲۸۸ (ج۵، ص۹۹ نمبر۷۰۷۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۰۱، ج۲، ص۴۹، ۸۵ (ج۱، ص۱۷۰)

۴۹۹۔محمد بن حاتم مروزی: جھوٹا تھا اور جعلی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۱)

۵۰۰۔محمد بن حاتم کشی: کذاب تھا۔(۲)

۵۰۱۔محمد بن حجاج واسطی لخمی:۔کذاب، خبیث اور حدیث ساز تھا۔(۳)

۵۰۲۔محمد بن حسان کوفی خزاز: ابوحاتم کہتے ہیں کہ کذاب تھا۔(۴)

۵۰۳۔محمد بن حسان اموی: کذاب تھا۔(۵)

۵۰۴۔محمد بن حسان سمتی: کذاب تھا اور مسجد الحرام میں جھوٹ بولتا تھا۔(۶)

۵۰۵۔محمد بن حسن بن ابی یزید ہمدانی کوفی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔(۷)

۵۰۶۔محمد بن حسن شیبانی: کذاب تھا۔(۸)

۵۰۷۔محمد بن حسن اہوازی: کذاب و حدیث کا چور تھا۔(۹)

۵۰۸۔محمد بن حسن: محدث و مفسر تھا لیکن کذاب تھا اور ذہبی کے نزدیک آخر زمانے کا دجال تھا۔(۱۰)

۱۔معرفۃ الرجال (ج۱،ص۹۳ نمبر۳۶۳) تاریخ بغداد، ج۲،ص۲۶۷، ج۵،ص۱۱۳.

۲۔میزان الاعتدال، ج۳،ص۳۷ (ج۳،ص۵۰۳ نمبر۷۳۳۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۷۶ (ج۲،ص۱۳۶)

۳۔تاریخ بغداد، ج۲،ص ۲۷۹، لسان المیزان ، ج۵،ص ۱۱۶ (ج۵،ص ۱۳۲ نمبر ۷۱۷۵) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص ۱۸۴ (ج۱،ص۱۸۴)

۴۔لسان المیزان، ج۵،ص۱۲۱ (ج۵،ص۱۳۷ نمبر۷۱۹۴)

۵۔ج۳،ص۴۱ (ج۳،ص۵۱۲ نمبر۷۳۷۱)

۶۔تاریخ بغداد، ج۲،ص۲۷۵.

۷۔الجرح والتعدیل ، ج۳،ص ۲۲۵ (ج۷،ص ۲۲۵) میزان الاعتدال، ج۳،ص ۴۲ (ج۳،ص ۵۱۴ نمبر ۷۳۸۲) اسنی المطالب، ص۱۷۱، ۲۲۰ (ص ۱۳۵، ۲۸۴ حدیث ۳۸۲، ۱۳۴۱) مجمع الزوائد، ج۱،ص ۱۲۸، اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص ۱۵۷ (ج۲، ص۲۹۳) ۹ کشف الخفاء ج۱،ص۲۱۵.

۸۔التاریخ (ج۴،ص۳۶۴ نمبر۱۷۷۰) تاریخ بغداد، ج۲،ص۱۸۱.

۹۔المنتظم، ج۸،ص ۹۳ (ج۱۵،ص ۲۵۹ نمبر ۳۲۰۶) میزان الاعتدال، ج۳،ص ۴۳ (ج۳،ص ۵۱۶ نمبر ۷۳۸۸) لسان المیزان، ج۵،ص۱۲۵ (ج۵،ص۲۰۷) البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲،ص۴۱ (ج۲،ص۵۱)

۱۰۔میزان الاعتدال، ج۳،ص۴۳ (ج۳،ص۵۱۶ نمبر۷۳۹۰)

۵۰۹۔ محمد بن حسن بن زبالہ: کذاب ومتروک الحدیث تھا، روایتیں کمزور ہوتی تھیں۔(۱)

۵۱۰۔ محمد بن حسن قطائعی: اس کی روایات وضعی ہوتی تھیں۔(۲)

۵۱۱۔ محمد بن حسن بن کوثر ابوبحر بربہاری: کذاب تھا۔(۳)

۵۱۲۔ محمد بن حسن نیشاپوری: حدیث ساز تھا۔(۴)

۵۱۳۔ محمد بن حسین ابوبکر وراق: حدیث ساز تھا اور سند ومتن میں الٹ پھیر کرتا تھا۔(۵)

۵۱۴۔ محمد بن حسین شامی: سخت جھوٹا تھا۔(۶)

۵۱۵۔ محمد بن حسین مقدسی: حدیث ساز تھا۔(۷)

۵۱۶۔ محمد بن حسین قطان بلخی: ابن ناجیہ نے تکذیب کی ہے۔(۸)

۵۱۷۔ محمد بن حمید رازی: حافظ، عالملیکن کذاب وخبیث تھا۔(۹)

۵۱۸۔ محمد بن حسین بن عمران ابوعمر: حدیثیں گڑھتا تھا۔(۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۲ (ج ۳، ص ۵۱۴ نمبر ۷۳۸۰)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۹۴۔

۳۔ المنتظم، ج ۷، ص ۶۴ (ج ۱۴، ص ۲۱۹ نمبر ۲۷۱۰) لسان المیزان، ج ۵، ص ۱۳۱ (ج ۵، ص ۱۴۸ نمبر ۷۲۲۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۶ (ج ۳، ص ۵۲۳ نمبر ۷۴۱۹) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۴۸، المنتظم، ج ۸، ص ۶ (ج ۱۵، ص ۱۵۰ نمبر ۳۱۰۵) شذرات الذہب، ج ۳، ص ۱۹۶ (ج ۵، ص ۶۷)

۵۔ المنتظم، ج ۸، ص ۳۳ (ج ۵، ص ۱۸۷ نمبر ۱۳۵۲) میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۵۲۴) البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۲۳ (ج ۱۲، ص ۲۹)

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۷ (ج ۳، ص ۵۲۵ نمبر ۷۴۲۸)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۷ (ج ۳، ص ۵۲۵ نمبر ۷۴۲۸)

۸۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۱، ص ۱۳۰ (ج ۱۱، ص ۱۴۸)

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۶۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۹ (ج ۳، ص ۵۳۰ نمبر ۷۴۵۳) شذرات الذہب، ج ۲، ص ۱۱۸ (ج ۳، ص ۲۲۳) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۱۶ (ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۳۰)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۲۳۵۔

۵۱۹۔ محمد بن خالد واسطی طحان: مرد کذاب وخبیث تھا۔(۱)

۵۲۰۔ محمد بن خلید حنفی کرمانی: سخت جھوٹا تھا۔(۲)

۵۲۱۔ محمد بن خلیل ذہلی: حدیثیں گڑھتا تھا۔(۳)

۵۲۲۔ محمد بن داب مدنی: کذاب تھا۔(۴)

۵۲۳۔ محمد بن داؤد بن دینار فارسی: جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔(۵)

۵۲۴۔ محمد بن ززام: کذاب تھا۔(۶)

۵۲۵۔ محمد بن زکریا حصیب: حدیثیں گڑھتا تھا۔(۷)

۵۲۶۔ محمد بن زیاد جزری: حدیثیں گڑھتا تھا۔(۸)

۵۲۷۔ محمد بن زیاد یشکری: کذاب، حدیث ساز، اندھا اور خبیث تھا۔ بغداد کے نامی جھوٹوں میں سے تھا۔(۹)

۵۲۸۔ محمد بن زیاد طحان: اس کی حدیثیں جعلی ہوتی تھیں۔(۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۱۸ (ج۳، ص۵۳۳ نمبر ۷۴۶۷)

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۸، (ص۶)

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۱۳، (ص۱۰) میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۲۴ (ج۳، ص۵۳۹ نمبر ۷۴۹۶)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۲۴ (ج۳، ص۵۴۰ نمبر ۷۴۹۸)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۲۴ (ج۳، ص۵۴۰ نمبر ۷۴۹۹) لسان المیزان، ج۴، ص۱۰۶ (ج۴، ص۱۲۳ نمبر ۵۴۱۵، ج۴، ص۱۵۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۰۳، ج۲، ص۹۹ (ج۱، ص۱۹۹، ج۲، ص۱۸۲)

۶۔ تذکرۃ الحفاظ، ج۴، ص۳۵ (ج۴، ص۱۲۳۹ نمبر ۱۰۵۱)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۵۸ (ج۳، ص۵۴۹ نمبر ۷۵۳۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۵۱، ۱۲۱ (ج۲، ص۹۸، ۲۳۴)

۸۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۳، ۲۷، ۸۸ (ص۳، ۲۰، ۴۷)

۹۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۲۸۰۔۱۲۷۹ اسنی المطالب، ص۱۷ (ص۱۴ حدیث ۴۲) میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۰ (ج۳، ص۵۵۴ نمبر ۷۵۴۷)

۱۰۔ زاد المعاد، ج۱، ص۲۰۱ (ج۱، ص۱۴۲)

۵۲۹۔ محمد بن سعید مصلوب شامی: عمداً حدیثیں گڑھتا اور کذاب تھا۔ (۱)

۵۳۰۔ محمد بن سعید ازرق: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۲)

۵۳۱۔ محمد بن سعید مروزی بورقی: حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۳)

۵۳۲۔ محمد بن سلیم بغدادی: جھوٹی حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (۴)

۵۳۳۔ محمد بن سلیمان بن ابی فاطمہ: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۵)

۵۳۴۔ محمد بن سلیمان بن دبیر: ثقہ لوگوں کے نام سے حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۶)

۵۳۵۔ محمد بن زیاد: حدیث سازی کرتا تھا۔ (۷)

۵۳۶۔ محمد بن سلیمان: سب نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۸)

۵۳۷۔ محمد بن سنان قزاز بصری: ابوداؤد وغیرہ نے تکذیب کی ہے۔ (۹)

۵۳۸۔ محمد بن سہل عطار: حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۵۳۹۔ محمد بن شجاع ثلجی فقیہ عراق: کذاب اور حدیث میں حیلہ کرتا تھا۔ (۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۱۶۸، میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۴ (ج۳، ص۵۶۱ نمبر۷۵۹۲)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۵ (ج۳، ص۵۶۵ نمبر۷۶۰۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۶۳ (ج۱، ص۲۶۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۳۰۹، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۳۸، ج۲، ص۸۵ (ج۱، ص۴۵۷، ج۲، ص۱۵۳)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۹ (ج۳، ص۵۷۴ نمبر۷۶۴۵)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۹ (ج۳، ص۵۷۳ نمبر۷۶۳۵ و ۷۶)

۶۔ کتاب المجروحین، (ج۲، ص۳۱۴)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۹ (ج۳، ص۵۷۳ نمبر۷۶۳۷)

۸۔ کتاب المجروحین، (ج۲، ص۳۰۴) الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۶، ص۲۷۵ نمبر۱۷۶۰) میزان الاعتدال، ج۳، ص۶۷ (ج۳، ص۵۷۰ نمبر۷۶۲۴) تاریخ بغداد، ج۵، ص۲۹۷

۹۔ شذرات الذہب، ج۲، ص۱۶۱ (ج۳، ص۳۰۳) مجمع الزوائد، ج۲، ص۱۳۹)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۳۱۵، میزان الاعتدال، ج۳، ص۷۱ (ج۳، ص۵۷۶ نمبر۷۶۵۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۹۹ (ج۲، ص۱۸۱)

۱۱۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۳۵۱، المنتظم، ج۵، ص۵۸ (ج۱۲، ص۲۰۹ نمبر۱۷۲۴) میزان الاعتدال، ج۳، ص۷۱ (ج۳، ص۵۷۷ نمبر۷۶۶۴) شذرات الذہب، ج۲، ص۱۵۱ (ج۳، ص۲۸۵) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۳۔

۵۴۰۔ محمد بن ضو بن صلصال: کذاب وشرابی تھا۔(۱)

۵۴۱۔ محمد بن عبد بن عامر سمرقندی: کذاب اور جعلی حدیث گڑھنے میں مشہور تھا۔(۲)

۵۴۲۔ محمد بن عبدہ قاضی بصری: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۳)

۵۴۳۔ محمد بن عبدالرحمان بن بجیر: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۴)

۵۴۴۔ محمد بن عبدالرحمان ابو جابر بیاضی: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۵)

۵۴۵۔ محمد بن عبدالرحمان بیلمانی: اپنے باپ سے دو سو جھوٹی حدیثوں پر مشتمل کتاب پائی۔(۶)

۵۴۶۔ محمد بن عبدالرحمان قشیری: کذاب، متروک الحدیث اور حدیثیں گڑھتا تھا۔(۷)

۵۴۷۔ محمد بن عبدالرحمان بن غزوان: کذاب وحدیث ساز تھا، ثقہ لوگوں کے نام سے حدیثیں بیان کرتا تھا۔(۸)

۵۴۸۔ محمد بن عبدالعزیز جارودی عبادانی: حافظ اور دروغ گو تھا۔(۹)

۵۴۹۔ محمد بن عبدالقادر بن سماک واعظ: کذاب تھا، اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔(۱۰)

۱۔ تاریخ بغدا، ج۵، ص۳۷۴.

۲۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص ۳۸۸ میزان الاعتدال، ج۳، ص ۹۶ (ج۳، ص ۶۳۳ نمبر ۷۹۰۰) لسان المیزان، ج۵، ص۲۷۲ (ج۵، ص۳۰۷ نمبر ۷۷۱۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۲،۳ (ج۱، ص۲۳۴،۴)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۹۶ (ج۳، ص۶۳۴ نمبر ۷۹۰۲)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۹۰ (ج۳، ص۶۲۱ نمبر ۷۸۴۰) لسان المیزان، ج۵، ص۲۴۶ (ج۳، ص۲۷۸ نمبر ۷۶۳۷)

۵۔ الجرح والتعدیل، ج۳، ص۳۲۵ (ج۷، ص۳۲۵) میزان الاعتدال، ج۳، ص۸۹ (ج۳، ص۶۱۷ نمبر ۷۸۲۶)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۸۹ (ج۳، ص۶۱۷ نمبر ۷۸۲۷) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۳۹ (ج۱ص۴۶۰) کشف الخفاج۲، ص۷۱.

۷۔ الجرح والتعدیل، ج۳، ص۳۲۵ (ج۷، ص۳۲۵) میزان الاعتدال، ج۳، ص۹۲ (ج۳، ص۶۲۳ نمبر ۷۸۴۹)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص ۳۱۱، میزان الاعتدال، ج۳، ص ۹۳ (ج۳، ص ۶۲۵ نمبر ۷۸۵۷) تذکرۃ الموضوعات، ص ۴۰ (ص۲۹) لسان المیزان، ج۵، ص۲۵۳ (ج۵ص۲۲۳ نمبر ۷۶۵۷)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۲، ص۹۴ (ج۳، ص۶۳۰ نمبر ۷۸۸۲)

۱۰۔ المنتظم، ج۹، ص۱۶۱ (ج۷، ص۱۱۴ نمبر ۳۷۸۳) میزان الاعتدال، ج۲، ص۹۴ (ج۳، ص۶۳۰ نمبر ۷۸۸۲) لسان المیزان، ج۵، ص۲۶۳ (ج۵، ص۲۹۸ نمبر ۷۶۸۹)

۵۵۰۔ محمد بن عبد اللہ بن ابی سبرہ ابوبکر مدنی: کذاب، کمینہ اور حدیثیں گڑھتا تھا، مدینہ میں فتویٰ دیتا تھا۔(۱)

۵۵۱۔ محمد بن عبد اللہ اشنانی: کذاب، دجال، حدیث ساز اور سخت متعصب تھا۔(۲)

۵۵۲۔ محمد بن عبد اللہ ابو سلمہ: کذاب تھا۔(۳)

۵۵۳۔ محمد بن عبد اللہ بن علاثہ: حدیث ساز تھا۔(۴)

۵۵۴۔ محمد بن عبد اللہ بغدادی: بزرگ کذاب تھا۔(۵)

۵۵۵۔ محمد بن عبد الملک انصاری مدنی: کذاب و حدیث ساز تھا، احمد نے اس کی ساری حدیثیں جلا ڈالی تھیں۔(۶)

۵۵۶۔ محمد بن عبد الواحد غلام ثعلب: خطیب کہتے تھے کہ اگر مرغی اڑتی تو کہتا کہ اعرابی نے مجھ سے روایت کی ہے اور اس کے بارے میں حدیث سنا دیتا تھا۔ کسی نے اس کی توثیق نہیں کی ہے۔ ابن نجار کہتے ہیں کہ اس نے معاویہ کی مدح میں جھوٹی حدیثیں گڑھی ہیں۔(۷)

۵۵۷۔ محمد بن عثمان قاضی نصیبی: کذاب تھا، شیعوں کے مطلب کی غلط حدیثیں روایت کرتا اور گڑھتا تھا۔(۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۷۰، تہذیب التھذیب، ج ۱۲، ص ۲۷ (ج ۱۲، ص ۳۱) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۸۰ (ج ۳، ص ۵۹۶ نمبر ۷۷۵۱)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۴۴۱، ۴۴۲، اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۷۳ (ج ۱، ص ۲۷۲)

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۴۳، ۹۵ (ص ۳۱، ۶۷)

۴۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۵۴، (۳۸)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۳۸۔

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۴۰، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۵ (ج ۳، ص ۶۳۱ نمبر ۷۸۸۹) مجمع الزوائد، ج ۱، ص ۱۲۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۸، ۱۳۸، ۲۲۳ (ج ۲، ص ۱۷۹، ۲۵۶، ۴۱۸)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۲ ص ۳۵۷، لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۶۸ (ج ۵، ص ۳۸۵ نمبر ۸۱۸۶)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۵۲، لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۸۱ (ج ۵، ص ۳۱۹ نمبر ۷۷۵۱)

۵۵۸۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ: اکثر محدثین کے نزدیک کذاب اور حدیث ساز تھا۔(۱)

۵۵۹۔ محمد بن عثیم: کذاب و متروک الحدیث تھا، اس سے روایت کرنا صحیح نہیں۔(۲)

۵۶۰۔ محمد بن عکاشہ کرمانی: دروغ گو، حدیث ساز اور غلط مطلب کی روایت بیان کرتا تھا اور رورو کر حدیث سناتا تھا۔(۳)

۵۶۱۔ محمد بن علی بن موسیٰ سلمی دمشقی: مشائخ کے نام سے جھوٹی حدیثیں سناتا تھا۔(۴)

۵۶۲۔ محمد بن علی بن ودعان: اس کی تمام احادیث جھوٹی ہیں، متن و سند میں ملاوٹ کرتا تھا۔(۵)

۵۶۳۔ محمد بن علی سمرقندی: کذاب تھا، ثقہ لوگوں کے نام سے روایات نقل کرتا تھا۔(۶)

۵۶۴۔ محمد بن عمر بن فضل جعفی: کذاب تھا۔(۷)

۵۶۵۔ محمد بن عیسیٰ اندلسی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۸)

۵۶۶۔ محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن تمیم: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۹)

۵۶۷۔ محمد بن فرات کوفی: جھوٹا تھا، محارب سے موضوع روایات سناتا تھا۔(۱۰)

۵۶۸۔ محمد بن فرخان بن روزبہ: غلط حدیثیں سناتا ثقہ لوگوں کے نام سے روایت گڑھتا تھا۔(۱۱)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۳، ص۴۷، ۴۵۔

۲۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۰۲ (ج۳، ص۶۴۴ نمبر ۷۹۳۷)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۰۴ (ج۳، ص۶۵۰ نمبر ۷۹۵۶) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۳۴، ۱۳۴، ۲۰۹ (ج۲، ص۶۵، ۲۲۸، ۳۹۱)

۴۔ لسان المیزان، ج۵، ص۳۱۶ (ج۵، ص۳۵۶ نمبر ۷۸۲۴)

۵۔ لسان المیزان، ج۵، ص۳۰۵ (ج۵، ص۳۴۵ نمبر ۷۸۱۲)

۶۔ لسان المیزان، ج۵، ص۲۹۴ (ج۵، ص۳۳۳ نمبر ۷۷۸۵)

۷۔ تاریخ بغداد، ج۳، ص۳۲، میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۱۴ (ج۳، ص۶۷۱ نمبر ۸۰۰۷

۸۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۴۵ (ص۳۲) لسان المیزان، ج۵، ص۳۳۴ (ج۵، ص۳۷۷ نمبر ۷۸۹۱)

۹۔ لسان المیزان، ج۵، ص۳۳۵ (ج۵، ص۳۷۸ نمبر ۷۸۹۲)

۱۰۔ تاریخ بغداد، ج۳، ص۱۶۳، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۲۳۹ (ج۲، ص۴۵۰)

۱۱۔ لسان المیزان، ج۵، ص۳۴۰ (ج۵، ص۳۸۴ نمبر ۷۹۰۸) میزان الاعتدال، (ج۴، ص۴ نمبر ۸۰۵۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۰۳، ۲۷۴ (ج۱، ص۱۹۹۔۱۹۸)

۵۶۹۔ محمد بن فضل بن عطیہ مروزی: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۱)

۵۷۰۔ محمد بن فضل یعقوبی واعظ: کذاب تھا اور مخلوط احادیث سناتا تھا۔ (۲)

۵۷۱۔ محمد بن قاسم ابوبکر بلخی: حدیث گڑھتا تھا۔ (۳)

۵۷۲۔ محمد بن قاسم طالقانی: کذاب، خبیث اور مرجئہ کا آدمی تھا۔ (۴)

۵۷۳۔ محمد بن مجیب کوفی: کذاب، دشمن خدا تھا اور حدیث میں نسیان کرتا تھا۔ (۵)

۵۷۴۔ محمد بن مجیب ابو ہمام قرشی: کذاب ونسیان حدیث کا شکار تھا۔ (۶)

۵۷۵۔ محمد بن محرم: کذاب تھا۔ (۷)

۵۷۶۔ محمد بن محصن اسدی: لائق اعتماد نہیں تھا، متروک الحدیث، کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۸)

۵۷۷۔ محمد بن محمد جرجانی: حافظ و امام تھا، لیکن گمنام شیوخ کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا۔ ابو سعید نقاش قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حدیث ساز تھا۔ (۹)

۵۷۸۔ محمد بن محمد بن عبد الرحمان خشاب ثعلبی: شراب خوار اور وضع حدیث کے سلسلے میں بطور مثل

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۵۱، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۰، ج ۴، ص ۵ نمبر ۸۰۵۶) تذکرۃ الموضوعات، ص ۷۶ (ص ۵۴) مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۶۷، اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۰۹، ج ۲، ص ۲۲۰ (ج ۱، ص ۲۱۰، ج ۲، ص ۴۱۲)

۲۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۳۴۲ (ج ۵، ص ۳۸۶ نمبر ۷۹۱۳)

۳۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۲، ص ۴۱۶)

۴۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۱، ج ۲، ص ۱۰۲، ۱۷۱، ۲۳۴ (ج ۱، ص ۴۰، ج ۲، ص ۱۶۸، ۳۵۹، ۴۳۹)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۹۸، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۸ (ج ۴، ص ۲۴ نمبر ۸۱۱۶) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۶۵ (ج ۴، ص ۲۴ نمبر ۸۱۱۶)

۶۔ مجمع الزوائد، ۹، ص ۵۱، اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۱۵ (ج ۱، ص ۲۲۲)

۷۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۶۱ (ج ۲، ص ۱۰۷)

۸۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۹ (ج ۴، ص ۲۵ نمبر ۸۱۲۰) تذکرۃ الموضوعات، ص ۹۳ (ص ۶۶) تہذیب التہذیب، ج ۹، ص ۴۳۰ (ج ۹، ص ۳۸۱) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۰۹ (ج ۲، ص ۲۰۰)

۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۸۱ (ج ۳، ص ۹۸۴ نمبر ۹۱۹)

بیان کیا جاتا تھا۔(۱)

۵۷۹۔محمد بن محمد بن معمر محدث: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۲)

۵۸۰۔محمد بن محمد باغندی: حدیث میں تدلیس کرتا تھا اور خبیث تھا۔(۳)

۵۸۱۔محمد بن مروان سدی صغیر: کذاب، غیر معتبر اور حدیث ساز تھا۔اس سے ہرگز حدیث نہ لینا چاہئے۔(۴)

۵۸۲۔محمد بن مزید ابو بکر خزاعی معروف بہ ابن ابی الازہر نحوی: نہایت جھوٹا تھا، مسند خطیب میں ہے کہ کذاب تھا۔(۵)

۵۸۳۔محمد بن مستنیر ابوعلی نحوی معروف بہ قطرب: ابن سکیت کہتے ہیں کہ لغت میں دروغ گو تھا اس لئے اس کا نام ذکر نہیں کیا۔(۶)

۵۸۴۔محمد بن مسلمۂ واسطی: باطل حدیثیں وضع کرتا تھا۔(۷)

۵۸۵۔محمد بن معاویہ ابوعلی نیشاپوری: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۸)

۵۸۶۔محمد بن مندہ: کذاب ودروغ گو تھا۔(۹)

۱۔لسان المیزان، ج۵،ص۳۵۹ (ج۵،ص۴۰۶ نمبر۷۹۶۲)

۲۔لسان المیزان، ج۵،ص۳۶۹ (ج۵،ص۴۱۷ نمبر۷۹۸۲)

۳۔لسان المیزان، ج۵،ص۳۶۰ (ج۵،ص۴۰۷ نمبر۷۹۶۵)

۴۔تاریخ بغداد، ج۳،ص۲۹۲، میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۳۲ (ج۴،ص۳۲ نمبر۸۱۵۴) اسنی المطالب، ص۲۱۶ (ص۳۳۲، ۴۴۰ حدیث ۱۰۷۰، ۱۴۲۱) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۱۲، ۱۰۱، ۲۸۳ (ج۲،ص۲۲، ۱۸۵، ۴۵۴)

۵۔میزان الاعتدال، ج۳،ص۳۵۰ (ج۴،ص۳۵ نمبر۸۱۶۳) الاصابۃ، ج۲،ص۳۸۶، البغیۃ الوعاۃ، ص۱۰۴ (ج۱،ص۲۴۲ نمبر۴۴۲) مفتاح السعادۃ، ج۱،ص۱۳۷ (۱،ص۱۵۷)

۶۔بغیۃ الوعاۃ، ص۱۰۴ (ج۱،ص۲۴۲ نمبر۴۴۴)

۷۔تاریخ بغداد، ج۳،ص۳۰۷، لسان المیزان، ج۵،ص۳۸۲ (ج۵،ص۴۳۲ نمبر۸۰۲۵)

۸۔تاریخ بغداد، ج۳،ص۲۷۴۔۲۷۲، میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۳۸ (ج۴،ص۴۴ نمبر۸۱۸۸) مجمع الزوائد، ج۱،ص۴۹۴، اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۱۴، ج۲،ص۲۰۶ (ج۱،ص۴۵، ج۲،ص۳۸۵)

۹۔لسان المیزان، ج۵،ص۳۹۳ (ج۵،ص۴۴۵ نمبر۸۰۵۸)

۵۸۷۔ محمد بن منذر تابعی: کذاب تھا۔ (۱)

۵۸۸۔ محمد بن منصور بن جیکان: کذاب تھا۔ (۲)

۵۸۹۔ محمد بن مہاجر طالقانی: کذاب تھا اور حدیث وضع کرتا تھا۔ (۳)

۵۹۰۔ محمد بن مہلب حرانی: حدیث ساز تھا۔ (۴)

۵۹۱۔ محمد بن موسیٰ بن ابی نعیم واسطی: کذاب و خبیث تھا۔ (۵)

۵۹۲۔ محمد بن نعیم نصیبی: کذاب تھا۔ (۶)

۵۹۳۔ محمد بن ہارون ہاشمی: حدیث میں نسیان کا شکار اور متہم بہ کذب تھا۔ (۷)

۵۹۴۔ محمد بن نمیر فاریابی: حدیث ساز تھا۔ (۸)

۵۹۵۔ محمد بن ولید قلانسی بغدادی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۹)

۵۹۶۔ محمد بن ولید قرطبی: حدیث ساز تھا۔ (۱۰)

۵۹۷۔ محمد بن ولید یشکری: ازدی نے اس کی تکذیب کی ہے۔ (۱۱)

۱۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۱۰ (ج۱، ص۲۱۲)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۴۰ (ج۴، ص۴۸ نمبر ۸۲۱۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۳، ص۳۰۳، نصب الرایۃ، ج۱، ص۴۱۷، میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۴۰ (ج۴، ص۴۹ نمبر ۸۲۱۸) لسان المیزان، ج۵، ص ۳۹۷ (ج۵، ص ۴۴۸ نمبر ۸۰۸۳) تذکرۃ الموضوعات، ص ۸۴ (ص۵۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص ۱۲۷، ج۲، ص۳۲، ۱۲۳ (ج۱، ص۲۳۶، ج۲، ص۶۰، ۲۲۸)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳ ص۱۰۳ (ج۴، ص۴۹ نمبر ۸۲۲۰)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۴۱ (ج۴، ص۴۹ نمبر ۸۲۲۳)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۴۴، (ج۴، ص۵۶ نمبر ۸۲۶۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۴۶ (ج۲، ص۸۷)

۷۔ تاریخ بغداد، ج۷، ص۳۰۲.

۸۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۴۴ (ج۴، ص۶ نمبر ۸۲۷۱)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۴۵) ج۴، ص۵۹ نمبر ۸۲۹۵)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۴۶ (ص۶۰ نمبر ۸۲۹)

۱۱۔ لسان المیزان ج۵، ص۴۱۹ (ج۵، ص۵۷۴ نمبر ۱۸۶۳)

۵۹۸۔ محمد بن یحییٰ بن رزین مصیصی: دجال وحدیث ساز تھا۔(۱)

۵۹۹۔ محمد بن یزید مستملی: حدیث چور وحدیث ساز تھا۔(۲)

۶۰۰۔ محمد بن یزید معدنی: کذاب وخبیث تھا۔(۳)

۶۰۱۔ محمد بن یزید عابد: حدیث ساز تھا، مدح معاویہ میں حدیثیں گڑھتا تھا۔(۴)

۶۰۲۔ محمد بن یوسف: کذاب تھا، بنام طبرانی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۵)

۶۰۳۔ محمد بن یوسف رازی: شیخ، دجال وکذاب تھا۔(۶)

۶۰۴۔ محمد بن یونس کدیمی: (محدث بصرہ) کذاب تھا ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں وضع کیں۔(۷)

۶۰۵۔ محمش نیشاپوری: حدیث ساز تھا۔(۸)

۶۰۶۔ محمود بن علی طواری: کذاب تھا۔(۹)

۶۰۷۔ مروان بن سالم دمشقی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۱۰)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۴۷ (ج ۴، ص ۶۳ نمبر ۸۳۰۳) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳، ۵۲، ۲۵۳ ج ۱، ص ۴، ۱۰۰، ۲۶۳)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۴۹ (ج ۴، ص ۶۶ نمبر ۸۳۱۶)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۴۹ (ج ۴، ص ۶۷ نمبر ۸۳۱۸)

۴۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۴۳۲ (ج ۵، ص ۴۸۹ نمبر ۸۱۹۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۴۳۶ (ج ۵، ص ۴۹۴ نمبر ۸۲۱۶) میزان الاعتدال، (ج ۴، ص ۷۳ نمبر ۸۳۳۵) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۲۱۶.

۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۱ (ج ۴، ص ۷۲ نمبر ۸۳۴۴) تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۹۷.

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۴۴۱، تذکرۃ الموضوعات، ص ۱۴، ۱۸ (ص ۱۰، ۱۳، ۱۵) شذرات الذہب، ج ۲، ص ۱۹۴ (ج ۳، ص ۳۶۲) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۲ (ج ۴، ص ۷۴ نمبر ۸۳۵۳) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۴۲، ۲۱۵ (ج ۲، ص ۲۶۴، ۴۰۲) تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۱۷۵ (ج ۲، ص ۶۱۸ نمبر ۶۴۵)

۸۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۵ (ج ۲، ص ۲۸)

۹۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۴ (ج ۴، ص ۷۸ نمبر ۸۳۶۶) الاصابۃ، ج ۱، ص ۱۲۴.

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۵۹ (ج ۴، ص ۹۰ نمبر ۸۴۲۵) تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۹۳ (ج ۱۰، ص ۸۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۸۱ (ج ۱، ص ۱۵۷)

۶۰۸۔ مروان بن شجاع حرانی: موثق لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔(۱)

۶۰۹۔ مروان بن عثمان ذرقی: کذاب تھا۔(۲)

۶۱۰۔ مطہر بن سلیمان: کذاب تھا۔(۳)

۶۱۱۔ معاویہ بن حلبی: حدیث گڑھتا تھا۔(۴)

۶۱۲۔ معلّیٰ بن صبیح موصلی: عبادت گذار مگر پکا جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔(۵)

۶۱۳۔ معلّیٰ بن ہلال بن سوید: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۶)

۶۱۴۔ مقاتل بن سلیمان بلخی: کذاب ودجال تھا۔(۷)

۶۱۵ منذر بن زیاد طائی: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۸)

۶۱۶۔ منصور بن عبداللہ ہروی: کذاب تھا۔(۹)

۶۱۷۔ منصور بن مجاہد: حدیث ساز تھا۔(۱۰)

۱۔ تہذیب التہذیب، (ج۱۰،ص۸۵) میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۶۰ (ج۴،ص۹۱ نمبر ۸۴۲۸)

۲۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۱۵، (ج۱،ص۲۹)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱۳،ص۲۲۰، میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۷۷ (ج۴،ص۱۲۹ نمبر ۸۵۹۵)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۸۲ (ج۴،ص۱۴۰ نمبر ۸۶۳۸)

۵۔ لسان المیزان، ج۶،ص۶۴ (ج۶،ص۷۵ نمبر ۸۴۸۴)

۶۔ العلل ومعرفۃ الرجال، ج (ج۱،ص۵۱۰ نمبر ۱۱۹۲) تاریخ بغداد، ج۸،ص۶۳، تذکرۃ الحفاظ، ج۳،ص۱۱۲، میزان الاعتدال، ج۳،ص۱۸۷ (ج۴،ص۱۵۲ نمبر ۸۶۷۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۲،ص۴۷ (ج۲،ص۸۸)

۷۔ تاریخ بغداد، ج۱۳،ص ۱۶۸، تاریخ ابن عساکر، ج۵،ص ۱۶۰، میزان الاعتدال، ج۳،ص ۱۹۶ (ج۴،ص ۱۷۳ نمبر ۸۷۴۱) تہذیب التہذیب، ج۱۰،ص۲۸۴ (ج۱۰،ص۲۴۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص ۱۲۸، ج۲،ص۶۰، ۱۲۲ (ج۱،ص۲۴۷، ج۲،ص۱۰۶، ۲۲۶)

۸۔ میزان الاعتدال، ج۳،ص۲۰۰ (ج۴،ص۱۸۱ نمبر ۸۷۵۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۴۴ (ج۱،ص۴۴)

۹۔ شذرات الذہب، ج۳ص۱۶۲ (ج۵،ص۹)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج۳ص۲۰۶ (ج۴،ص۱۹۵ نمبر ۸۷۲۷)

٦۱۸۔منصور بن موفق: حدیث ساز تھا۔(۱)

٦۱۹ مہدی بن ہلال بصری: کذاب، بدعتی اور حدیثیں گڑھتا تھا، عام طور سے اس کی احادیث غلط ہیں۔(۲)

٦۲۰۔مہلب بن ابی صفرہ: والی خراسان تھا، سخت جھوٹا تھا۔صاحب استیعاب لکھتے ہیں کہ وہ معتبر تھا جو لوگ اسے جھوٹا کہتے ہیں اس کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ خوارج سے جنگ میں غالب آنے کیلئے جھوٹ بولتا تھا۔(۳)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: صاحب استیعاب کی یہ توجیہ تقریباً وہی ہے جو معاویہ کی حدیث سازی کی صفائی میں پیش کی جاتی ہے۔

٦۲۱۔مہلب بن عثمان: کذاب تھا۔(۴)

٦۲۲۔موسیٰ ابتی: حدیث سازوں کے گروہ میں تھا۔(۵)

٦۲۳۔موسیٰ بن ابراہیم مروزی: کذاب تھا۔(٦)

٦۲۴۔موسیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی صنعانی: دجال وحدیث ساز تھا۔(۷)

٦۲۵۔موسیٰ بن محمد ابو طاہر دمیاطی مقدسی: کذاب وحدیث ساز تھا اور معتبر لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔(۸)

۱۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۰۳(ج۴، ص۱۸۸نمبر۸۷۹۳)اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۹٦(ج۲، ص۱۷٦)

۲۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۰٦(ج۴، ص۱۹۵نمبر۸۸۲۷)

۳۔المعارف ص۱۷۵(ص۳۹۹)استیعاب(ج۴، ص۱٦۹۲نمبر۳۰۴٦)الاصابۃ، ج۳، ص۵۳٦.

۴۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۰۷(ج۴، ص۱۹۷نمبر۸۸۳۱)

۵۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۲۱(ج۴، ص۲۲۸نمبر۸۹۴۸)

٦۔اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۹۱(ج۲، ص۳۵۷)

۷۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۱۳(ج۴، ص۲۱۱نمبر۸۸۹۱)اسنی المطالب، ص۱۲٦(ص۲۴۷حدیث۱۹۱۷)اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۷(ج۱، ص۴۲۲)

۸۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۱۷(ج۴، ص۲۱۹نمبر۸۹۱۵)لسان المیزان، ج٦، ص۱۲۸(ج٦، ص۱۴۹نمبر۸٦۷۹)اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۴۲۲(ج۱، ص۴۲۲)

۶۲۶۔ موسیٰ بن مطیر: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔(۱)

۶۲۷۔ میسرہ بن عبد ربہ فارسی بصری: کذاب وحدیث ساز تھا۔ فضیلت قزوین میں چالیس حدیثیں گڑھ ڈالی اور کہا کہ تشویق مردم کے لئے گڑھی ہیں۔ اکثر لوگ اسے زاہد سمجھتے تھے۔(۲)

۶۲۸۔ میسرہ بن عبید: کذاب تھا۔(۳)

(ن)

۶۲۹۔ نافع بن ہرمزابو ہرمز حمال: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۴)

۶۳۰۔ نصر بن باب خراسانی: کذاب، خبیث اور دشمن خدا تھا۔(۵)

۶۳۱۔ نصر بن حماد بجلی وراق: کذاب ونسیان حدیث کا شکار تھا، نہایت کمینہ تھا۔(۶)

۶۳۲۔ نصر بن طریف: وضع احادیث میں مشہور تھا۔(۷)

۶۳۳۔ نصر بن قدید بن یسار: عقیلی وابن معین کے نزدیک کذاب تھا۔(۸)

۶۳۴۔ نصر اللہ بن ابی العز شیبانی: کذاب، شریعت کے معاملے میں لاپرواہ اور قاضی تھا۔(۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۱۸ (ج ۴، ص ۲۲۳ نمبر ۸۹۲۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۲۳، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۲۲ (ج ۴، ص ۲۳۰ نمبر ۸۹۵۸) لسان المیزان، ج ۶، ص ۱۴۰ (ج ۶، ص ۱۶۲ نمبر ۸۷۱۷) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۴۲ (ج ۱، ص ۸۱، ج ۲، ص ۳۷۳)

۳۔ اسنی المطالب، ص ۲۶۰ (ص ۳۵۳ حدیث ۱۷۲۰)

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۲۷ (ج ۴، ص ۲۴۳ نمبر ۹۰۰۰) تذکرۃ الموضوعات۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۷۹، لسان المیزان، ج ۶، ص ۱۵۱ (ج ۶، ص ۱۸۰ نمبر ۸۷۶۸)

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۸۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۳۰ (ج ۴، ص ۲۵۰ نمبر ۹۰۲۹) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۳۰۰ (ج ۱، ص ۳۰۰)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۳۱ (ج ۴، ص ۲۵۱ نمبر ۹۰۳۴)

۸۔ الضعفاء الکبیر (ج ۴، ص ۲۹۹ نمبر ۱۸۹۷) میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۳۲ (ج ۴، ص ۲۵۳ نمبر ۹۰۴۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۹۰ (ج ۲، ص ۳۵۵)

۹۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۳، ص ۲۱۸ (ج ۱۳، ص ۲۵۲) شذرات الذہب، ج ۵، ص ۲۸۵ (ج ۷، ص ۴۹۲)

۶۳۵۔ نضر بن سلمہ مروزی: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۱)

۶۳۶۔ نضر بن شفی: پکا جھوٹا تھا۔ (۲)

۶۳۷۔ نضر بن طاہر: حدیث چور اور جھوٹا تھا۔ (۳)

۶۳۸۔ نعیم بن حماد اعور: دین کے لئے جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۴)

۶۳۹۔ نعیم بن سالم بن قنبر: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۵)

۶۴۰۔ نہشل بن سعید بصری: کذاب ومتروک الحدیث تھا۔ (۶)

۶۴۱۔ نوح بن ابی مریم: شیخ اور کذاب تھا فضائل قرآن میں حدیثیں وضع کی ہیں۔ (۷)

۶۴۲۔ نوح بن دراج: ذہبی کے نزدیک کذاب تھا۔ (۸)

۶۴۳۔ نوح بن جعونہ: کذاب وحدیث ساز تھا۔ (۹)

۶۴۴۔ نوح بن مسافر: حدیث گڑھتا تھا۔ (۱۰)

۱۔ لسان المیزان، ج۶، ص۱۶۰ (ج۶، ص۱۹۲ نمبر ۸۸۰۵) الاصابۃ ج۲، ص۳۸۰.

۲۔ لسان المیزان، ج۶، ص۱۶۱ (ج۶، ص۱۹۳ نمبر ۸۸۰۸)

۳۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۳۴ (ج۴، ص۲۵۸ نمبر ۹۰۷۰)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص ۲۵۱ (ج۴، ص ۲۶۷ نمبر ۱۹۰۲) شذرات الذہب، ج۲، ص ۶۷ (ج۳، ص ۱۳۴) تہذیب التہذیب، ج۱۰، ص۴۶۳ (ج۱۰، ص ۴۰۹) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص ۱۵ (ج۱، ص ۲۹) الجوہر النقی مطبوع بر حاشیہ سنن بیہقی، ج۳، ص۳۰۵.

۵۔ اسنی المطالب، ص۱۰۳ (ص۱۹۹ حدیث ۶۱۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۲، ج۲، ص۴۷ (ج۱، ص۴۳، ج۲، ص۸۹)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۴۳ (ج۴، ص۲۷۵ نمبر ۹۱۲۷) مجمع الزوائد، ج۱، ص۱۲۲، ۲۴۰، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۰۳، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۹، ۲۳۰ ج۲، ص۱۲۷ (ج۱، ص۱۹۸، ۲۰۵، ۲۳۰، ۴۵۲، ج۲، ص۲۳۵)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۸۷ (ج۴، ص۲۷۹ نمبر ۹۱۹۷) اسنی المطالب، ص۲۰، ۱۱۰ (ص۴۷، ۲۱۳ حدیث ۵۶، ۶۷۵) اللآلی المصنوعۃ، ج۳، ص۳ (ج۲، ص۲۲۷)

۸۔ مستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۵۵، ۱۷۱ (ج۳، ص۱۶۶، ۱۸۷ حدیث ۴۶۹۴، ۴۷۹۸)

۹۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۴۴ (ج۴، ص۲۷۵ نمبر ۹۱۳۱)

۱۰۔ تذکرۃ الموضوعات، ص۱۱۸ (ص۸۳)

(ہ)

۶۴۵۔ ہارون بن حبیب بلخی: کذاب تھا۔(۱)

۶۴۶۔ ہارون بن حیان رقی: حدیث ساز تھا۔(۲)

۶۴۷۔ ہارون بن زیاد: ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔(۳)

۶۴۸۔ ہارون بن محمد ابوالطیب: کذاب تھا۔(۴)

۶۴۹۔ ہبۃ اللہ بن مبارک: دروغ گو حافظ تھا، ائمہ حدیث کے نزدیک کذاب مشہور تھا۔(۵)

۶۵۰۔ ہشام بن عمار ابوالولید سلمی: خطیب ومحدث دمشق، اس کی چار سو سے زیادہ حدیثوں کی کوئی اصل نہیں۔(۶)

۶۵۱۔ ہناد بن ابراہیم نسفی: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۷)

۶۵۲۔ ہیثم بن عدی طائی: کذاب وکمینہ تھا، اس کی کنیز کا بیان ہے کہ میرا آقا رات بھر عبادت کرتا اور صبح کو مسند حدیث پر بیٹھ کر جھوٹ گڑھتا تھا۔(۸)

۶۵۳۔ ہیثم بن عبدالغفار طائی بصری: کذاب وحدیث ساز تھا۔(۹)

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۴۷ (ج ۴، ص ۲۸۳ نمبر ۹۱۵۳)

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۴۷ (ج ۴، ص ۲۸۳ نمبر ۹۱۵۴)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۴۷ (ج ۴، ص ۲۸۳ نمبر ۹۱۵۷)

۴۔ اسنی المطالب، ص ۲۰۸ (ص ۴۲۲ حدیث ۱۳۶۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۶۲ (ج ۱، ص ۱۲۰)

۵۔ المنتظم، ج ۹، ص ۱۸۳ (ج ۱۷، ص ۱۴۴ نمبر ۳۸۳۲) شذرات الذہب ج ۴، ص ۲۶) ج ۶، ص ۴۲)

۶۔ شذرات الذہب، ج ۲، ص ۱۱۰ (ج ۳، ص ۲۱۰)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۵۹ (ج ۴، ص ۳۱۰ نمبر ۹۲۵۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۱۴۲، ۱۴۴ (ج ۲، ص ۲۶۴، ۲۶۸)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۵۲، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۶۵ (ج ۴، ص ۳۲۴ نمبر ۹۳۱۱) نصب الرایۃ، ج ۱، ص ۱۰۲، اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۳ (ج ۲، ص ۵) مجمع الزوائد، ج ۱۰، ص ۱۰.

۹۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۵۵، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۲۶۵ (ج ۴، ص ۳۲۳ نمبر ۹۳۱۰)

(و)

٦۵۴۔ ولید بن سلمہ طبرانی ازدی: کذاب تھا اور ثقہ لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔(۱)

٦۵۵۔ ولید بن عبداللہ ہمدانی: کذاب و کمینہ تھا۔(۲)

٦۵٦۔ ولید بن فضل عنزی: حدیث ساز تھا۔(۳)

٦۵۷۔ ولید بن محمد موقری غلام بنی امیہ: کذاب اور متروک الحدیث تھا۔(۴)

٦۵۸۔ وہب بن حفص بجلی حرانی: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۵)

٦۵۹۔ وہب بن وہب قاضی ابو البختری قرشی مدنی: پکا جھوٹا، کذاب، خبیث، دجال، دشمن خدا اور رات بھر جاگ کر حدیثیں گڑھتا تھا۔ اس نے افترا پردازی میں دین و دیانت کو بہت نقصان پہنچایا۔(٦)

(ی)

٦٦۰۔ یحیٰی بن ابی انیسہ جزری رہاوی: کذاب و متروک الحدیث تھا۔(۷)

٦٦۱۔ یحیٰی بن سکن بصری: کذاب و حدیث ساز تھا۔(۸)

۱۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۷۱ (ج۴، ص۳۳۹ نمبر ۹۳۷۲)

۲۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۴۷۰.

۳۔ کتاب المجروحین، (۳، ص۸۲) میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۷۳ (ج۴، ص۳۴۳ نمبر ۹۳۹۴) تذکرۃ الموضوعات، ص۲۷ (ص۲۰)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۷۵ (ج۴، ص۳۴٦ نمبر ۹۴۰۰) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۲۸ (ج۱، ص۴۳۹)

۵۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۷۷ (ج۴، ص۳۵۱ نمبر ۹۴۲۵) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۴۵، ج۲، ص۲۱۵ (ج۱، ص۸٦، ج۲، ص۴۰۲.

٦۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۴۸۵، میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۷۸ (ج۴، ص۳۵۳ نمبر ۹۴۳۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۴۴، ۴۵ (ج۱، ص۸۴، ۱۰۴) لسان المیزان، ج٦، ص۲۳۲ (ج٦، ص۲۸۲ نمبر ۹۰٦۸)

۷۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۸۳ (ج۴، ص۳٦۴ نمبر ۹۴٦۳) تذکرۃ الموضوعات، ص۹۵ (ص٦۷، ۷۳)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۱۴٦، اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۴۱ (ج۱، ص۲۷۲)

۶۶۲۔ یحییٰ بن شبیب یمانی: سفیان اور حمید الطویل سے جھوٹی حدیثیں روایت کرتا تھا۔(۱)

۶۶۳۔ یحییٰ بن عبدویہ: کذاب اور برا انسان تھا۔(۲)

۶۶۴۔ یحییٰ بن عقبہ بن ابی العیزار: کذاب، خبیث اور دشمن خدا تھا۔(۳)

۶۶۵۔ یحییٰ بن علاء: مطرف سے روایت کرتا تھا، کذاب وحدیث ساز تھا۔(۴)

۶۶۶۔ یحییٰ بن علی بن عبدالرحمٰن بلنسی مالکی (امام جماعت مسجد عتمہ): کذاب تھا۔(۵)

۶۶۷۔ یحییٰ بن عنبسہ قرشی بصری: کذاب، دجال اور حدیث ساز تھا۔(۶)

۶۶۸۔ یحییٰ بن محمد برادر حرملہ تجیبی: حرملہ پر حدیث گڑھی۔(۷)

۶۶۹۔ یحییٰ بن میمون بصری: کذاب، دجال ومتروک الحدیث تھا۔(۸)

۶۷۰۔ یحییٰ بن ہشام غسانی: کذاب، دجال اور حدیث ساز تھا۔(۹)

۱۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۹۳ (ج۴، ص۳۸۵ نمبر۹۵۴۳) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۵، ۱۴۵ (ج۲، ص۲۷، ۲۷۰)

۲۔تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۱۶۶.

۳۔لسان المیزان، ج۷، ص۲۷۰ (ج۶، ص۳۳۰ نمبر۹۱۸۶)

۴۔نصب الرایۃ، ج۱، ص۱۲۵.

۵۔لسان المیزان، ج۴، ص۴۹، ج۶، ص۲۷۰ (ج۴، ص۵۸ نمبر۵۲۴۲، ج۶، ص۳۳۱ نمبر۹۱۸۷)

۶۔الکامل فی ضعفا الرجال، (ج۷، ص۲۵۴ نمبر۲۱۵۵) تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۱۶۲، میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۹۹ (ج۴، ص۴۰۰ نمبر۹۵۹۹) تذکرۃ الموضوعات، ص۳۷ (۷۶) اسنی المطالب، ص۱۲۳ (ص۲۴۲ حدیث ۷۶۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۶۸، ۷۵، ۱۲۳، ۲۱۰ (ج۲، ص۱۲۲، ۱۳۵، ۲۲۸، ۳۹۳)

۷۔لسان المیزان، ج۶، ص۲۷۵ (ج۶، ص۳۳۷ نمبر۹۲۰۵)

۸۔میزان الاعتدال، ج۳، ص ۳۰۵ (ج۴، ص ۴۱۱ نمبر ۹۶۴۰) تہذیب التہذیب، ج۱۱، ص ۲۹۱ (ج۱۱، ص ۲۵۴) اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۱۲۵ (ج۲، ص۲۳۰)

۹۔تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۱۶۴، تذکرۃ الموضوعات، ص ۵۷، ۱۰۱، ۱۰۴، ۱۱۰ (ص ۴۱، ۷۱، ۷۳، ۷۷) میزان الاعتدال، ج۳، ص ۳۰۵ (ج۴، ص ۴۱۲ نمبر ۹۶۴۳) اسنی المطالب، ص ۱۶۹ (ص ۳۴۰ حدیث ۱۱۰۸) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص ۶۴، ج۲، ص۴۴، ۱۲۲ (ج۱، ص۱۲۳، ج۲، ص۸۲، ۲۲۶)

۶۷۱۔ یزید بن خالد عمی: کذاب تھا۔(۱)

۶۷۲۔ یزید بن ربیعہ دمشقی: کذاب اور مشہور جھوٹا تھا۔(۲)

۶۷۳۔ یزید بن عیاض لیثی بصری: کذاب، حدیث ساز اور غیر ثقہ نیز متروک الحدیث تھا۔(۳)

۶۷۴۔ یزید بن مروان خلال: کذاب تھا۔(۴)

۶۷۵۔ یعقوب بن اسحاق عبسی: محدثین اسے جھوٹا سمجھتے تھے۔(۵)

۶۷۶۔ یعقوب بن ولید ازدی مدنی:۔ بہت بڑا جھوٹا تھا اور حدیث سازی کرتا تھا۔(۶)

۶۷۷۔ یعقوب بن یوسف اعشی: کذاب وبدکار تھا۔(۷)

۶۷۸۔ یعلی ابن اشدق عقیلی: کذاب وکمینہ تھا۔(۸)

۶۷۹۔ یمان بن عدی: حدیث ساز تھا۔(۹)

۶۸۰۔ یوسف بن جعفر خوارزمی: حدیث سازی کرتا تھا۔(۱۰)

۶۸۱۔ یوسف بن خالد سمتی فقیہ: کذاب وحدیث ساز تھا، اسی نے ابوحنیفہ کے قیاس کا بصرہ میں

۱۔ اسنی المطالب، ص ۱۴۰ (ص ۲۷۷ نمبر ۲۱۵۳)

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۳۹۵ (ج ۱۵، ص ۱۹ نمبر ۱۶۹۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۳۰، مجمع الزوائد ج ۱، ص ۱۲۱، ج ۲، ص ۱۷۳۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۳۲۸۔ ۵۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۹۰۔

۶۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۶۶، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲۵ (ج ۴، ص ۴۵۵ نمبر ۹۸۲۹) تاریخ ابن عساکر، ج ۴، ص ۲۳۱، اسنی المطالب، ص ۱۵۹ (ص ۳۲۱ حدیث ۱۰۳۴) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۱۸۔ ج ۲، ص ۱۲، ۱۳۶ (ج ۱، ص ۲۲۸، ج ۲، ص ۲۳، ۲۷۴)

۷۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲۶ (ج ۴، ص ۴۵۵ نمبر ۹۸۳۱)

۸۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۷، ص ۲۸۸ نمبر ۲۱۸۶) میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۶، ج ۳، ص ۳۲۶ (ج ۲، ص ۴۰۰ نمبر ۴۲، ۴۲، ج ۴، ص ۴۵۶ نمبر ۹۸۳۴)

۹۔ اللآلی المصنوعۃ، ج ۲، ص ۹۶، ۹۹ (ج ۲، ص ۱۷۶، ۱۸۰)

۱۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲۹ (ج ۴، ص ۴۶۳ نمبر ۹۸۶۰)

پر چار کیا۔(۱)

۶۸۲۔یوسف بن سفر دمشقی: کذاب، متروک الحدیث، جھوٹ گڑھتا اور غلط باتیں روایت کرتا تھا۔(۲)

۶۸۳۔ابن زبالہ: اس نے ایک لاکھ حدیثیں وضع کیں، جب احمد بن صالح کو معلوم ہوا تو سب کو چھوڑ دیا۔(۳)

۶۸۴۔ابن شوکر: سند کے ساتھ حدیث گڑھتا تھا۔(۴)

۶۸۵۔ابن صقر: کذاب و حدیث چور تھا، مشائخ کے نام سے حدیث گڑھتا تھا۔(۵)

۶۸۶۔ابوبکر بن عثمان: کذاب و دروغ گو تھا۔(۶)

۶۸۷۔ابوبکر بن ابی الازہر۔حدیث گڑھتا تھا۔(۷)

۶۸۸۔ابو جابر بیاض۔کذاب تھا۔(۸)

۶۸۹۔ابوالحسن بن نوفل راعی بلا کا جھوٹا تھا۔(۹)

۶۹۰۔ابوحیان توحیدی: اس کی بہت زیادہ تصنیفات ہیں۔اس کا نام علی بن محمد بن عباس تھا۔مہلبی نے اس کی بداعتقادی سے جلاوطن کر دیا تھا۔ابن مالی کے نزدیک کذاب و بدکار تھا۔ابن جوزی اس کو زندیق کہتے ہیں۔

۱۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۲۹ (ج۴، ص۴۶۳ نمبر ۹۸۶۳) تہذیب التہذیب، ج۱۱، ص۴۱۳ (ج۱۱، ص۳۶۱) سندی کی حاشیہ ابن ماجہ ج۱، ص۳۹۵۔

۲۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۳۱ (ج۴، ص۴۶۶ نمبر ۹۸۷۱) مجمع الزوائد، ج۱، ص۸۲، اللآلی المصنوعۃ، ج۲، ص۴۸، ۱۳۹ (ج۲، ص۹۱، ۲۵۶)

۳۔تاریخ بغداد، ج۴، ص۲۰۰۔

۴۔تاریخ بغداد، ج۴، ص۱۵۲۔

۵۔تاریخ بغداد، ج۲، ص۲۱۹۔

۶۔لسان المیزان، ج۶، ص۳۴۹ (ج۷، ص۲۰ نمبر ۱۳۶)

۷۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۵۰ (ج۴، ص۵۰۶ نمبر ۱۰۰۸۲)

۸۔المحلی، ج۴، ص۲۱۷۔

۹۔لسان المیزان، ج۶، ص۳۶۴ (ج۷، ص۳۵ نمبر ۳۱۲)

جعفر بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس نے ابو بکر و عمر کی طرف منسوب کر کے علیؑ کی مذمت میں کتاب لکھی اور کہا کہ اسے شیعوں کی رد میں لکھا ہے کیونکہ ایک مجلس میں وزراء موجود تھے، سبھی علیؑ کے سلسلے میں غلو کر رہے تھے، ان کی رد میں یہ کتاب لکھی۔ اس طرح اس نے اپنی حدیث سازی کا خود ہی اعتراف کیا۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ بحوالہ ابن جماعۃ، ابن علاج کے خط سے معلوم ہوا کہ اکثر دانشوروں کو اس کی اس جعلی تصنیف سے آگاہی تھی۔ اس رسالے میں حضرت ابو بکر و عمر کے لئے ایسی بات لکھی گئی ہے جس سے شیعوں کے شیخین کے بارے میں عقیدے کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس رسالے کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ احادیث جعلی ہیں، دوسرے یہ کہ ابو بکر نے ابو عبدہ کی چاپلوسی کی ہے کہ علیؑ تک میری بات پہونچا دیں حالانکہ ابو بکر چاپلوسی سے دور تھے۔ مزید اس کے سابقین کے متعلق غلط عقائد کا شیاع ہوتا ہے۔ (۱)

۶۹۱۔ ابو خلف اعمی بصری: خادم انس، کذاب تھا۔ (۲)

۶۹۲۔ ابو الخیر شیخ بغدادی: کذاب تھا۔ (۳)

۶۹۳۔ ابو سعد مدائنی: حدیث سازی کرتا تھا۔ (۴)

۶۹۴۔ ابو سعید قدری: پکا جھوٹا تھا۔ (۵)

۶۹۵۔ ابو سلمہ عاملی شامی ازدی: کذاب و حدیث ساز تھا۔ (۶)

۶۹۶۔ ابو الطیب حربی: کذاب و خبیث تھا اس کی حدیثوں پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ (۷)

۶۹۷۔ ابو علی بن عمر مذکر نیشاپوری: دروغ گو تھا اور حدیث کی چوری میں مشہور تھا۔ (۸)

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۴، ص ۳۱۸ نمبر ۱۱۳۷)

۲۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۸۷ (ج ۱۲، ص ۹۵)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۴۱۷، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۵۷ (ج ۴، ص ۵۲۱ نمبر ۱۰۱۶۳)

۴۔ لسان المیزان، ج ۶، ص ۳۸۳ (ج ۷، ص ۵۳ نمبر ۴۸۶)

۵۔ لسان المیزان، ج ۶، ص ۳۸۴ (ج ۷، ص ۵۵ نمبر ۴۹۷)

۶۔ تہذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۱۱۹ (ج ۱۲، ص ۱۳۰)

۷۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۴۰۶۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۶۶ (ج ۴، ص ۵۴۱ نمبر ۱۰۳۳۰)

۸۔ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۱۳۰۔

۶۹۸۔ابوالقاسم جہنی: غیر معمول دروغ گوئی کے شواہد ملتے ہیں۔(۱)

۶۹۹۔ابوالمغیرہ: پکا جھوٹا اور خبیث ترین آدمی تھا۔(۲)

۷۰۰۔ابوالمہزم: کذاب تھا۔(۳)

﴿إِنَّ هَٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَا هُمْ فِيهِ وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

''ان لوگوں کا نظام برباد ہونے والا اور ان کے اعمال باطل ہیں''۔(۴)

معیارِ نظر

یہ جو کچھ بھی پیش کیا گیا دریائے کذب کا کچھ قطرہ تھا۔ممکن ہے قارئین اسی کو بہت زیادہ سمجھیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی آپ کے پیش نظر رہنا چاہئے کہ جھوٹ کا پلندہ تیار کرنے اور خدا، رسولؐ، صحابہ و تابعین کے نام سے حدیث سازی صرف جھوٹے اور مکار ہی نہیں کرتے تھے بلکہ پرہیز گار علماء اور معتبر مشائخ بھی محض قربۃً الی اللہ یہ ''فریضہ'' انجام دیتے تھے۔اسی لئے یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں:

''پرہیزگاروں کو ہم نے حدیث کے سلسلے میں سب سے زیادہ جھوٹا پایا، شائستہ کردار بھی حدیث میں جھوٹ بولتے تھے اور عابدوں اور زاہدوں نے حدیث میں بہت جھوٹ بولا ہے''۔(۵)

قرطبی، التذکار(۶) میں لکھتے ہیں کہ حدیث سازوں نے فضیلت قرآن اور دیگر اعمال کے سلسلے میں جو احادیث گڑھی ہیں ان کی طرف التفات نہیں کرنا چاہئے۔کیونکہ انھوں نے بقصد قربت یہ کام انجام دیا ہے تاکہ لوگ اعمال نیک کی طرف مائل ہوں۔چنانچہ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم مروزی، محمد بن عکاشہ اور احمد جویباری کی روایات اسی قسم کی ہیں۔

۱۔معجم الادباء(ج۳،ص۱۲۳)

۲۔تاریخ بغداد، ج۱۴،ص۴۱۰۔ ۳۔اللآلی المصنوعۃ، ج۱،ص۹۹(ج۱،ص۱۹۹)

۴۔سورۂ اعراف،آیت ۱۳۹۔

۵۔مقدمہ صحیح مسلم(ج۱،ص۴۲) تاریخ بغداد، ج۲،ص۹۸(نمبر۴۹۳) اللآلی المصنوعۃ(ج۲،ص۴۷۰)

۶۔التذکار،ص۱۵۶۔۱۵۵۔

ابوعصمہ سے پوچھا گیا: تم نے عکرمہ وابنِ عباس سے اچانک اتنے فضائل قرآن کہاں سے جمع کر لئے؟ جواب دیا: میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن سے منحرف ہو کر فقہ ابوحنیفہ اور مغازی ابواسحاق کی طرف ملتفت ہو گئے ہیں اس لئے یہ روایات محض خوشنودیٔ خدا کے لئے وضع کی ہیں۔

قرطبی نے حاکم اور محدثین کے حوالے سے ایک پرہیز گار کا واقعہ نقل کیا ہے: اس سے پوچھا گیا کہ فضائل قرآن میں اتنی حدیثیں کیوں وضع کیں؟ جواب دیا کہ میں نے لوگوں کو قرآن سے روگردانی کرتے دیکھا تو انھیں مائل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ پوچھا گیا: پھر حدیث رسولؐ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ جو مجھ پر عمداً دروغ بافی کرے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے؟ جواب دیا: میں نے ان کے نقصان کے لئے نہیں، فائدے کے لئے ایسا کیا ہے۔

لہٰذا اس معاملے میں سب سے زیادہ نقصان رساں زاہد و پرہیزگار ہی ہیں۔ انھوں نے حدیث سازی کو عمل نیک سمجھ کر انجام دیا۔ لوگوں نے ان کی ظاہری حالت دیکھ کر ان حدیثوں کو مان لیا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

میسرہ بن عبدربہ سے پوچھا گیا: یہ احادیث کہاں سے لائے؟ اس نے کہا: میں نے لوگوں کو دین و شریعت کی طرف مائل کرنے کے لئے ایسا کیا ہے، مجھے خدا سے اس عمل نیک کا بدلہ ملنے کی امید ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ حسن، محض خوشنودی خدا کے لئے اور نعیم بن حماد، تقویت سنت کے لئے حدیث وضع کرتا ہے۔(۱) اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ جھوٹ اور تہمت میں کوئی برائی نہیں رہ گئی تھی۔

حرب بن میمون، مجتہد و عابد شب زندہ دار جو پکا جھوٹا ہے۔

ہثیم طائی، جو تمام رات عبادت کرتا ہے صبح کو مجلس حدیث میں جھوٹ کے طومار باندھتا ہے۔

محمد بن ابراہیم، پرہیزگار بھی ہے اور کذاب و حدیث ساز بھی۔

یہ معلّیٰ بن صبیح، موصل کا بڑا عبادت گذار جو جعلی حدیثوں کے ڈھیر لگا رہا ہے۔

حافظ عبدالمغیث حنبلی، جس کے ماتھے پر سیاہ داغ ہے، لوگوں میں معتبر بھی ہے۔ صداقت و دینداری

۱۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۸۸ (ج ۵، ص ۳۲۶ نمبر ۷۷۶۸)

میں مشہور ہے اور پھر یزید بن معاویہ کے فضائل میں کتاب بھی لکھ ماری ہے۔

یہ معلی بن ہلال، عبادت گذار و جھوٹا ہے۔

ابو عمر زاہد، جس نے معاویہ کے فضائل میں کتاب لکھی ہے۔ احمد باہلی، بڑا زاہد اور تارک الدنیا تھا اور حدیث سازی میں پکا دنیادار۔ شیطان نے برائیوں کو اس طرح اس کی نظر میں پیش کیا تھا کہ اچھائی بن گئی تھیں۔

بردانی صاحب نے بھی فضائل معاویہ میں بیت المال کا حق نمک ادا کیا ہے۔

وہب بن حفص صاحب کو دیکھئے، انھوں نے بیس سال تک کسی سے کلام نہیں کیا۔ بڑے زاہد و عابد تھے لیکن جب بولے تو ایسا سڑا جھوٹ بولے کہ جس سے تعفن کی بو آتی تھی۔

ابو البشر مروزی فقیہ اور بڑے پابند شریعت، ابو داؤد نخعی عابد نیک شب زندہ دار، ابو یحییٰ وکار، نیک و پارسا، فقیہ و عبادت گذار۔ ابراہیم بن محمد، عابد و زاہد۔ (۱) ابراہیم اشہلی جنھوں نے ساٹھ سال تک روزے رکھے۔ (۲) جعفر بن زبیر اور ابان بن ابی عیاش، (۳) یہ سبھی عبادت گذار، صالح، پابند شریعت اور اپنے وقت کے مجتہد لیکن حدیث سازی کے تعفن سے دماغ جل جاتا ہے۔

ان جعلی حدیث بنانے والوں میں مختلف جذبات وطبقات کے افراد ہیں: امام مقتدی، مشہور محدث، فقیہ حجت اور مشائخ و حفاظ اور لمبی چوڑی زبان والے خطیب ہیں۔ ان سب نے محض خدمت دین کے لئے جھوٹ کا خرمن لگایا، اپنے امام کی تعظیم میں دروغ بافی کی۔ اسی لئے ان کے جھوٹ کا پول کھل گیا اور ارباب رجال نے ان کی قلعی کھول دی۔

مدح ابو حنیفہ میں:

ذرا ان لوگوں کو دیکھئے جنھوں نے مدح ابو حنیفہ میں حدیث رسول گڑھی کہ عنقریب میرے بعد

۱۔ لسان المیزان، ج۱ص۹۹ (ج۱، ص۷۰۹ نمبر ۲۹۵)

۲۔ تہذیب التہذیب ج۱، ص۱۰۴ (ج۱، ص۹۰)

۳۔ تہذیب التہذیب ج۱، ص۹۹ (ج۱، ص۸۵)

نعمان بن ثابت نامی ایک شخص پیدا ہوگا، اس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ میرا دین اور میری سنت اس کے ہاتھوں زندہ ہوگی۔(۱)

ہر صدی میں میری امت کے سابقین ہوں گے اپنے عہد کے سابق ابوحنیفہ ہیں۔(۲)

میری امت کا ایک شخص نعمان بن ثابت ہوگا، جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ میری امت کا چراغ ہے۔(۳)

نعمان میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی اس کی وجہ سے خدا نئے سرے سے دین کو زندگی عطا کرے گا۔

ان روایت کو ابن عدی اور ابن معین وغیرہ نے موضوع اور باطل کہا ہے۔ کذاب اور حدیث ساز راویوں نے مدح سرائی کے لئے یہ جھوٹ کا طومار باندھا ہے۔(۴)

عنقریب میرے بعد نعمان بن ثابت جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی پیدا ہوگا، خدا اس کے ہاتھوں میرا دین اور میری سنت زندہ کرے گا۔(۵) ایک روایت میں ہے کہ وہ میری سنت زندہ کرے گا اور بدعت ختم کرے گا، اس کا نام نعمان بن ثابت ہوگا۔ اس کا راوی ابراہیم خبیث ہے جو کذاب وحدیث ساز تھا۔

(۶) ایک روایت ہے: تمام انبیاء میرے اوپر فخر کریں گے اور میں ابوحنیفہ پر فخر کروں گا۔ وہ پروردگار کے نزدیک پرہیزگار شخص ہوگا، علم کا پہاڑ اور انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہوگا۔ پس جو اس سے محبت کرے گویا اس نے مجھ سے محبت کی۔ جو اس سے نفرت کرے گا گویا مجھ سے نفرت کی۔ ابن جوزی اس حدیث کو موضوع اور عجلونی غیر صالح کہتے تھے۔(۷)

ایک روایت میں ہے: اگر موسیٰ وعیسیٰ کی امت میں ابوحنیفہ جیسے لوگ ہوتے تو یہودی و نصرانی

۱۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۲۸۹ (۷۶۸)

۲۔ خوارزمی کی مناقب ابوحنیفہ ج۱، ص۱۶۔ ۳۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۳۳۵۔

۴۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۲، ص۱۶۱ نمبر ۵۶۹) علی قاری کی موضوعات الکبریٰ (ص۱۶) کشف الخفا، ج۱، ص۳۳۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۲۸۹ (نمبر ۷۶۸) اور کشف الخفاج۱، ص۳۳ پر اس کے جعلی ہونے کی تصریح ہوئی ہے۔

۶۔ کتاب الثقات (ج۸، ص۷۸) ۷۔ کشف الخفا، ج۱، ص۳۳۔

نہیں ہوتے۔ عجلونی کہتے ہیں کہ موضوع ہے۔(۱) ایک روایت ہے: آدمؑ میرے اوپر فخر کریں گے اور میں ابوحنیفہ پر فخر کروں گا جو میری امت کے چراغ ہیں۔ یہ حدیث بھی عجلونی کے نزدیک جعلی ہے۔(۲)

میری امت میں ابوحنیفہ نامی شخص ہوگا جس کے دونوں شانوں کے درمیان تل ہوگا۔ خدا اس کے ہاتھوں سے میری سنت زندہ کرے گا۔ خوارزمی نے اس کو نقل کیا ہے مگر اس کے راوی گمنام ہیں۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ بعد رسولؐ خراسان سے ایک چاند چمکے گا جس کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی۔ اس کی سند باطل ہے۔

ابوالبختری کذاب کی روایت بھی سنئے:

ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آئے، امام کی نظر پڑی تو فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے ہاتھوں میرے جد کی مردہ سنت زندہ ہوگی، تم غمگین کی پناہ گاہ، فریادرس اور سرگشتہ لوگوں کا وسیلہ ہو۔(۳)

اب ان لوگوں کے متعلق کیا لکھا جائے جنھوں نے مناقب ابوحنیفہ میں ضخیم کتابیں لکھ کر ان بے ہودہ مطالب اور بدبودار جھوٹ کے ڈھیر لگا دئے ہیں۔ یہ سمجھتے تھے کہ کبھی ہمارا جھوٹ ظاہر ہی نہ ہوگا۔

مریدان ابوحنیفہ انھیں رسول خداؐ سے بھی اعلم سمجھتے تھے۔ ابن جریر کا بیان ہے کہ میں کوفہ سے بصرہ گیا، وہاں ابن مبارک سے ملاقات ہوئی، پوچھا: تم نے لوگوں کو کیوں چھوڑ دیا ہے؟ میں نے کہا: چونکہ وہاں لوگ سمجھتے ہیں کہ ابوحنیفہ رسول خداؐ سے بھی زیادہ اعلم تھے۔ یہ کہہ کے اس قدر روئے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔(۴)

ابن جریری کا بیان ہے کہ میں ابن مبارک کے پاس گیا، ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ دو شخص میرے پاس جھگڑتے ہوئے آئے، ایک کہہ رہا تھا ابوحنیفہ یہ کہتے ہیں۔ دوسرا کہہ رہا تھا کہ رسول خداؐ کا یہ ارشاد ہے۔ پہلے نے کہا: رسول خداؐ سے زیادہ امام ابوحنیفہ اعلم تھے۔ ابن مبارک نے کہا: پھر بیان کرو

۱۔ کشف الخفا، ج۱، ص۳۳۔ ۲۔ کشف الخفا، ج۱، ص۳۳۔

۳۔ خوارزمی کی مناقب ابوحنیفہ، ج۱، ص۱۹۔ ۴۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۴۴۱۔

اس نے دوبارہ بیان کیا۔ ابن مبارک چیخ پڑے: یہ سراسر کفر ہے۔ میں نے کہا: یہ کفر تو آپ کی وجہ سے پھیلا ہے، آپ ہی کی وجہ سے لوگوں نے کافر کو اپنا امام بنالیا ہے۔ ابن مبارک نے جھلا کے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: اس لئے کہ آپ نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے۔ یہ سن کر ابن مبارک کہنے لگے: میں ابوحنیفہ سے روایت کرنے پر استغفار کرتا ہوں۔ (۱)

فضیل بن عیاض کہتے ہیں کہ ان کے دل محبت ابوحنیفہ میں ڈوبے ہوئے ہیں اس لئے ان سے زیادہ اعلم کسی کو نہیں سمجھتے۔ (۲) اور سنئے، فقیہ عراق محمد بن شجاع نے تردید حدیث رسولؐ اور تائید قیاس ابوحنیفہ میں بڑی تحقیقی کتاب لکھی ہے۔ (۳)

مذمت ابوحنیفہ میں:

ان جعلی حدیثوں اور یاوہ گوئیوں کے برخلاف مذمت ابوحنیفہ میں بھی ڈھیروں اقوال ہیں۔ سب کو تو بیان نہیں کیا جاسکتا بعض نمونے ملاحظہ فرمائیے:

امام بخاری نے ضعیف اور متروک الحدیث لوگوں میں ابوحنیفہ کا نام بھی شامل کیا ہے۔ (۴)
سفیان ثوری سے لوگوں نے سنا کہ ابوحنیفہ نے دوبارہ کفر سے توبہ کی۔ نعیم، فزاری کا بیان نقل کرتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ کے سامنے مرگ ابوحنیفہ کی خبر آئی۔ فرمایا: خدا اس پر لعنت کرے، اس نے اسلام کی رسی بکھیر دی، اسلام میں اس سے بدتر کوئی پیدا نہیں ہوا۔ بخاری نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مخالف، ساجی اپنی کتاب علل میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ سے خلق قرآن کے معاملے میں توبہ کرائی گئی اور اس نے توبہ کی۔ ابن الجارود نے ضعیف و متروک راویوں میں ابوحنیفہ کا نام بھی لکھا ہے۔

امام مالک نے سفیان ثوری کی طرح کہا کہ ابوحنیفہ اسلام کا بدترین فرزند تھا۔ اگر اس نے اسلام

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۴۴۲۔
۲۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۶، ص ۳۵۸۔
۳۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۵۱۔
۴۔ الانتقائی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء ص ۱۴۹۔

کے خلاف تلوار سے جنگ کی ہوتی تو اتنا نقصان نہ پہونچتا۔ (۱) ساجی نے وکیع کا بیان نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ نے دو سو حدیث رسولؐ کی مخالفت کی۔ (۲)

ابن مبارک سے کہا گیا کہ آپ ابو حنیفہ کے پیرو ہیں۔ کہنے لگے کہ جب اس کو نہیں پہچانتا تھا تو اس کے یہاں آمد و رفت تھی، پہچان لیا ہے تو چھوڑ دیا ہے۔ ابو عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ ابو حنیفہ نے انھیں کئی بار مختلف جگہوں پر اپنا پرچار کرنے کے لئے بھیجنا چاہا لیکن وہ نہیں گئے۔

امام طحاوی نے ایک شخص کا بیان نقل کیا ہے کہ اس نے اپنے حریف سے کہا: اگر تم جھوٹے ہو تو تم پر ابو حنیفہ یا زفر کا گناہ لازم ہو جائے، جس نے دین میں قیاس کو رائج کر کے شریعت کی مخالفت کی۔ (۳)

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ کہتے تھے کہ اصحاب ابو حنیفہ سے کوئی چیز روایت کرنا مناسب نہیں۔ (۴)

مالک بن انس کہتے تھے کہ ابو حنیفہ نے دین کے ساتھ کھلواڑ کیا جو دین کے ساتھ کھلواڑ کرے وہ دیندار نہیں ہو سکتا۔ (۵) انھوں نے ولید بن مسلم سے پوچھا: ابو حنیفہ سے کچھ حاصل کیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ کہا: آئندہ سے اس کی کوئی بات ذکر نہ کرنا۔ (۶)

ابن ابی لیلیٰ نے ابو حنیفہ کے کچھ اشعار نقل کر کے انھیں مرجئہ اور کافر کہا ہے۔ (۷)

یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے چار سو سے زیادہ حدیثیں رد کر دیں۔

مالک کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے بدتر اسلام میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔ فتنۂ ابو حنیفہ ابلیس سے بھی بدتر ہے۔

عبد الرحمٰن بن مہدی کہتے تھے کہ اسلام میں فتنۂ دجال کے بعد سب سے بڑا فتنہ، ابو حنیفہ کا ہے۔

شریک کہتے تھے کہ اگر ہر قبیلے میں شرابی لوگ بھرے پڑے ہوں اس سے کہیں بہتر ہیں کہ اس قبیلے میں کوئی ابو حنیفہ کا صحابی ہو۔

۱۔ الانتقاء، ص ۱۵۰۔ ۲۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۴۰۷۔

۳۔ الانتقاء، ص ۱۵۲۔ ۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۵۹، ۲۶۰ (نمبر ۷۵۵۸)

۵۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۶، ص ۳۲۵، تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۴۰۰۔

۶۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۶، ص ۳۲۵۔ ۷۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۸۰۔

امام اوزاعی کہتے ہیں: ابو حنیفہ اسلام کی طرف تیزی سے بڑھے اور اسلام کی رسی کو پارہ پارہ کر دیا، اس سے زیادہ بدتر بچہ اسلام میں پیدا ہی نہیں ہوا۔

سفیان ثوری کو جب خبر وفات سنائی گئی تو کہا کہ خدا کا شکر جس نے مسلمانوں کو ابو حنیفہ کے شر سے نجات دی۔ اس نے اسلام کی رسی پارہ پارہ کر دی، اسلام میں اس سے بدتر کوئی مولود نہیں ہوا۔

ان کے سامنے ابو حنیفہ کا تذکرہ ہوتا تو کہتے: وہ بے جانے بوجھے مسائل میں اپنی رائے دیدیتا ہے۔

عبداللہ بن ادریس کہتے تھے کہ ابو حنیفہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

ابن ابی شیبہ اسے یہودی سمجھتے تھے۔

احمد بن حنبل کا فتویٰ تھا کہ ان سے کوئی روایت نہ کی جائے۔(۱)

ابو حفص کہتے کہ ابو حنیفہ حافظ نہیں صاحب قیاس ہے، اس کی حدیثیں مضطرب ہیں، وہ خواہشات کا بندہ ہے۔

دوسرے ائمہ اہل سنت:

دوسرے امام شافعی ہیں جن کے لئے حدیث رسولؐ وضع کی گئی۔ ایک روایت ہے کہ اس عالم قریش سے تمام کرۂ ارض مملو ہوگا۔(۲) مزنی نے خواب دیکھا کہ رسولؐ سے شافعی کے متعلق سوال کر رہے ہیں رسولؐ نے فرمایا: جسے میری محبت اور سنت کا دعویٰ ہے اسے شافعی کے مفاہیم سے استفادہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔(۳)

محمد بن نصر ترمذی فرماتے ہیں کہ ۲۹ رسال تک امام مالک سے حدیث کا درس لیا، مجھے امام شافعی کا

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۱۷۔

۲۔ ابن الحوت نے اسنی المطالب، ص ۱۴ (ص ۲۷ حدیث ۳۱) پر اسی کو ضعیف کہا ہے۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۶۹۔

عرفان نہیں تھا۔ ایک دن مسجد النبیؐ میں اونگھ آ گئی، رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپ سے پوچھا: کیا میں فقہ حنفی لکھوں؟ فرمایا: نہیں۔ عرض کی: فقہ مالکی لکھوں؟ فرمایا: اگر میری حدیث سے موافق ہو۔ پوچھا: فقہ شافعی لکھوں؟ رسول خداؐ نے مجھے گھور کر دیکھا اور خشم آلود انداز میں فرمایا: اسے فقہ شافعی نہ کہو، وہ بالکل میری سنت ہے۔ یہ سن کر میں فوراً مصر آیا اور فقہ شافعی لکھنے لگا۔ (۱)

احمد بن نصر نے بھی خواب میں رسول خداؐ سے پوچھا تو آپ نے فقہ شافعی کا حکم دیا۔ دوبارہ پوچھا تو فرمایا کہ فقہ احمد بن حنبل کی پیروی کرو کیونکہ وہ فقیہ، پرہیزگار اور زاہد ہے۔ (۲)

احمد بن حسن ترمذی نے بھی اُونگھ کی حالت میں رسول ﷺ سے سوال کیا: فقہ حنفی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: تُف ہے اس پر، اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ امام مالک کے متعلق فرمایا: لیکن غلطی کی۔

امام شافعی کے متعلق فرمایا: بھتیجے پر میرے باپ قربان ہو جائیں میری سنت زندہ کر دی۔ (۳)

انھیں کا ایک دوسرا خواب ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: ابوحنیفہ کو تو میں جانتا ہی نہیں۔ امام مالک کچھ پڑھا لکھا ہے۔ امام شافعی کو فرمایا کہ میرے بعد وہی ایک ہے۔ (۴)

اس کے ساتھ یہ حدیث رسول بھی پڑھئے: عنقریب میری امت میں ابوحنیفہ نامی شخص ہوگا میری امت کا چراغ ہے۔ عنقریب میری امت میں ابلیس کے فتنے سے بھی بڑا فتنہ شافعی فتنے کی شکل میں رونما ہوگا۔ (۵)

دمشق کے قاضی محمد بن موسیٰ کہتے تھے کہ اگر میرا بس چلتا تو شافعیوں سے جزیہ لیتا۔ (۶)

مالکیوں نے بھی اس اونچی ہانک میں اپنے کو پیچھے نہیں رکھا ہے۔ ایک حدیث وضع کی ہے کہ اگر

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج۲، ص۴۸ (ج۵، ص۳۴۱ نمبر ۱۳۶)

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج۲، ص۴۸ (ج۵، ص۳۴۱ (ص۱۳۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۶۹.   ۴۔ تاریخ بغداد، ج۴، ص۲۳۱.

۵۔ تاریخ بغداد، ج۵، ص۳۰۹ نمبر (۲۸۲۱) کشف الخفاء ج۱، ص۳۳. اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۲۷ (ج۱، ص۴۵۷)

۶۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۱۷۵ (ج۱۲، ص۲۱۶) لسان المیزان، ج۵، ص۴۰۲ (ج۵، ص۴۵۵ نمبر ۸۰۹۷)

تمام دنیا والے دنیا کا چکر لگائیں تو امام مالک سے زیادہ اعلم نہیں پائیں گے۔(۱) گویا کہ امام مالک کے بعد مدینہ، علم و دانش سے خالی ہوگیا تھا۔ حدیث ثقلین کے مصداق آل محمدؐ وہاں نہیں تھے، گویا امام مالک، صادق آل محمدؐ کے شاگرد نہیں تھے۔

احمد بن حنبل کے مطابق ابن ابی ذئب امام مالک سے افضل تھے۔(۲)

یحییٰ بن سعید کے مطابق سفیان، حدیث وفقہ میں امام مالک سے بڑھے ہوئے تھے۔(۳)

عطیہ بن اسباط کی سنئے: جب کہ تمام روئے زمین مالک کے علم سے بھرا ہوا تھا تب بھی ابوحنیفہ زیادہ فقیہ تھے۔(۴) اور یحییٰ بن صالح تو مالک سے زیادہ فقیہ، محمد بن حسن شیبان کو سمجھتے تھے۔(۵)

امام احمد بن حنبل کے بیان کے مطابق ابن ابی ذئب نے ''البیّعین بالخیار'' کے معاملے میں فتویٰ دیا تھا کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو گردن ماردو۔ جب کہ مالک نے اس کی تاویل کی ہے تردید نہیں کی۔(۶) مالکیوں کا گمان ہے کہ رسول خداؐ نے ان کے امام کو سراہا ہے۔(۷) لیکن حنبلیوں نے اپنا پروپگنڈہ سب سے بڑھ چڑھ کر کیا ہے جس کو اسی جلد کے گذشتہ صفحات میں بیان کیا ہے جسے سن کر کان جھنجھنا اٹھتے ہیں۔ کوئی ان کے جھوٹ کی اڑان تک پہونچنے سے قاصر ہے۔ ابن جوزی کی مناقب احمد میں ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ امام شافعی نے مجھے خط دیا کہ اس کا جواب امام احمد بن حنبل سے لے آؤ۔ وہ خط لئے بغداد پہونچے تو احمد نماز صبح پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو خط دیا۔ پوچھا: اسے تم نے دیکھا ہے؟ ربیع نے کہا: نہیں۔ خط کھول کر پڑھا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ربیع نے پوچھا: اس میں کیا ہے؟ احمد بولے: شافعی نے رسول کا خواب نقل کیا ہے کہ میرا اسلام احمد بن حنبل کو پہونچا دینا اور کہنا کہ بہت جلد تمہارا امتحان ہونے والا ہے، خلق قرآن کے سلسلے میں ان کی تائید نہ کرنا خدا تمہارا نام قیامت تک زندہ

۱۔ ابن الحوت نے اسنی المطالب، ص ۱۴ (ص ۳۷ حدیث ۳۱) پر اس کو گڑھی ہوئی حدیث کہا ہے۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲ ص ۲۹۸۔ ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۹ ص ۱۶۴۔

۴۔ قاری کی مناقب ابوحنیفہ مطبوع بر الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ ص ۴۶۱۔

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۲ ص ۱۷۵۔ ۶۔ تاریخ بغداد، ج ۲ ص ۳۷۷۔

۷۔ حلیۃ الاولیاء، ج ۶ ص ۳۱۷۔

رکھے گا۔ ربیع نے کہا: آپ کو مبارک ہو۔ پھر احمد نے ربیع کو اپنا لباس اتار کر دیا۔ خط کا جواب لے کر شافعی کے پاس واپس آیا۔ شافعی نے پوچھا: کیا دیا؟ عرض کیا: بدن کا لباس۔ شافعی نے کہا: پھر تمہارا یہ تبرک چھینوں گا نہیں۔ اسے بھگو کر دونوں نے پانی بانٹ لیا۔ روزانہ اس پانی کو شافعی اپنے منہ پر ملتے تھے۔(۱)

فقیہ احمد بن محمد یازودی کو اختلاف فقہ میں سخت اختلاج تھا۔ گروہ سے علیحدہ ہو کر سخت مغموم تھے، ندامت میں دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی کہ خدایا مجھے اپنے محبوب راستے کی رہنمائی فرما۔ خواب میں دیکھا کہ مسجد الحرام میں رسول خداؐ کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہیں۔ داہنی طرف شافعی اور احمد بن حنبل ہیں، بائیں طرف بشر مریسی ہے۔ خدمت رسولؐ میں عرض کی: ان دونوں کے اختلاف کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی کیا کروں؟ آپ نے شافعی و حنبل کی طرف اشارہ کیا کہ انھیں میں نے کتاب، حکم و نبوت عطا کیا ہے، بشر مریسی کی طرف اشارہ کر کے کہا: اگر لوگ اس سے منکر ہو جائیں تو دوسرے عقیدت مند معین کر دوں گا جو اس کا انکار نہ کریں گے۔ دوسرے دن یازودی نے ہزار دینار صدقہ کیا اور سمجھ لیا کہ حق شیخین کے ساتھ ہے۔(۲)

حنبلیوں کا غلو سنئے: ان کا عقیدہ ہے کہ خدا نے اس امت کے دو مردوں کو عزت بخشی تیسرے کو نہیں: ابو بکر کو مرتدین کے معاملے میں اور احمد بن حنبل کو آزمائش خلق قرآن کے معاملے میں۔

اور سنئے: رسول خداؐ کے بعد کسی نے بھی دین اسلام کی خدمت احمد بن حنبل سے زیادہ نہیں کی۔ مدینی کے اس قول پر میمونی دہاڑے: کیا ابو بکر نے بھی؟ جواب دیا: ہاں، ابو بکر نے بھی کیونکہ ابو بکر کے تو مددگار تھے اور امام احمد بن حنبل اکیلے تھے۔(۳)

اس کے برخلاف ابو علی کرابیسی شافعی امام احمد پر اعتراض کرتے تھے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس چھوکرے کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اگر کہتا ہوں کہ قرآن مخلوق ہے تو کہتا ہے کہ بدعت ہے۔ اگر

۱۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۱۰، ص۳۳۱ (ج۱۰، ص۳۶۵)

۲۔ تاریخ ابن عساکر، ج۱، ص۴۵۴ (ج۵، ص۲۲۶ نمبر ۱۲۲)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۴، ص۴۱۸۔

کہوں غیر مخلوق ہے تب بھی کہتا ہے کہ بدعت ہے۔(۱)

مرجان خادم کو حنبلیوں سے سخت اختلاف تھا۔ مکہ میں جہاں ابن طباخ حنبلی نماز پڑھاتا تھا اس نے وہ دیوار منہدم کرادی تھی۔ وہ ابن جوزی حنبلی سے کہتا تھا کہ میری زندگی کا صرف ایک مقصد ہے کہ تم لوگوں کا مذہب ملیامیٹ کردوں۔ اس کی موت پر ابن جوزی بہت زیادہ خوش ہوئے تھے۔(۲)

ابوسعید سمعانی کو بھی حنبلیوں سے شدید پرخاش تھی۔ انھیں بے حیا اور بے دین کہتا تھا۔(۳) اور محمد بن محمد ابوالمظفر الوردی تو حنبلیوں پر جزیہ لگانے کے بھی قائل تھے۔(۴)

ایسے ہی مخالفین میں فیروز آبادی صاحب قاموس اور عجلونی (۵) بھی ہیں۔ فیروز آبادی اپنی کتاب ''سفر السعادۃ'' (۶) میں لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے سلسلے میں جتنے بھی فضائل نقل کئے گئے ہیں سب جھوٹ کا طومار ہیں۔

صاحب اسنی المطالب، لکھتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے بارے میں کوئی حدیث نہیں۔ سب غلط اور بالکل غلط ہے۔(۷)

جعلی حدیثوں کی فہرست

ایک محقق اگر تمام جعلی اور جھوٹی حدیثوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہے تو ناکام رہے گا کیونکہ یہ تمام احادیث مختلف صحاح ومسانید میں بکھری پڑی ہیں اور اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب بھی نہیں ہے۔ میں نے تفحص کے بعد ایک فہرست بنائی ہے آپ بھی دیکھئے:

ابوسعید ابان بن جعفر نے تین سو سے زیادہ حدیثیں گڑھی ہیں۔

۱۔ تاریخ بغداد، ج۸، ص۶۴ (نمبر ۴۱۳۹)

۲۔ المنتظم، ج۱۰، ص۲۲۴ (ج۱۴، ص۱۷۸ نمبر ۴۲۶۹) البدایۃ والنہایۃ، ج۱۲، ص۲۵۰ (ج۱۲، ص۳۱۱)

۳۔ المنتظم، ج۱۰، ص۲۲۴ (ج۸، ص۱۷۸ نمبر ۴۲۶۹)

۴۔ المنتظم، ج۱۰، ص۲۳۹ (ج۱۸، ص۱۹۸ نمبر ۴۲۹۲)

۵۔ کشف الخفا، ج۲، ص۴۲۰۔

۶۔ سفر السعادۃ (ج۲، ص۲۱۲)

۷۔ اسنی المطالب، ص۱۴ (ص۲۷ حدیث، ۳۱)

ابو علی احمد جو یباری نے دس ہزار، مروزی نے دس ہزار اور ابو سہل حنفی نے پانچ سو جھوٹی حدیثوں کا انبار لگایا۔

بشر بن حسین اصفہانی کی کتاب میں ایک سو پچاس، بشر بن عون کی کتاب میں سو اور جعفر بن زبیر کے یہاں چار سو جھوٹی حدیثیں ہیں۔

جھوٹی حدیثوں کی فہرست دیکھئے

۱۔ حارث بن اسامہ	۳۰ حدیث	۱۴۔ ابن ابی العوجاء	۴۰۰۰ حدیث
۲۔ حسن عدوی	۱۰۰۰ حدیث	۱۵۔ عبداللہ قزوینی	۲۰۰ حدیث
۳۔ حکم بن عبداللہ	۵۰ حدیث	۱۶۔ عبداللہ قدامی	۱۵۰ حدیث
۴۔ دینار حبشی	۱۰۰ حدیث	۱۷۔ عبداللہ روحی	۱۰۰ حدیث
۵۔ زید بن حسن	۴۰ حدیث	۱۸۔ عبدالمنعم	۲۰۰ حدیث
۶۔ زید بن رفاعہ	۴۰ حدیث	۱۹۔ عثمان بن مقسم	۲۵۰۰۰ حدیث
۷۔ سلیمان بن عیسیٰ	۲۰ حدیث	۲۰۔ عمر بن شاکر	۲۰ حدیث
۸۔ شیخ بن ابو خالد بصری	۴۰۰ حدیث	۲۱۔ محمد بیلمانی	۲۰۰ حدیث
۹۔ صالح قیراطی	۱۰۰۰۰ حدیث	۲۲۔ محمد کدیمی	۱۰۰۰ حدیث
۱۰۔ عبدالرحمٰن بن داؤد	۴۰ حدیث	۲۳۔ واقدی	۳۰۰۰۰ حدیث
۱۱۔ عبدالرحیم فاریابی	۵۰۰ حدیث	۲۴۔ معلیٰ واسطی	۹۰ حدیث
۱۲۔ عبدالعزیز	۱۰۰ حدیث	۲۵۔ میسرہ بصری	۴۰ حدیث
۱۳۔ نوح بن ابی مریم	۱۱۴ حدیث	۲۶۔ ہشام بن عمار	۴۰۰ حدیث

ان جھوٹی حدیثوں کا کل مجموعہ ۹۸۶۸۴ ہوتا ہے۔

اب ان کے بعد ان ناموں کا بھی اضافہ کیجئے:

عباد بصری ________ ساٹھ ہزار جھوٹی احادیث

عمر بن ہارون ______ ستر ہزار جھوٹی احادیث

ابن زبالہ ______ ایک لاکھ جھوٹی احادیث

محمد بن حمید ______ پچاس ہزار جھوٹی احادیث

عبداللہ رازی ______ دس ہزار جھوٹی احادیث

نصر ______ بیس ہزار جھوٹی احادیث

ان تمام کا مجموعہ ____ چار لاکھ آٹھ ہزار چھ سو چوراسی (۴۰۸۶۸۴) ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ جعلی حدیثوں کا جس قدر انبار ہے ان کے مقابلے میں یہ فہرست قطعی نامکمل اور ناچیز ہے۔ ان کے علاوہ جن لوگوں نے جعلی حدیثوں کو جمع کر کے کتابیں لکھی ہیں ان کے نام بھی دیکھتے چلئے:

احمد بن ابراہیم مزنی — احمد حمانی — اسحاق بن محمشاذ

ایوب بن مدرک حنفی — بریہ بن محمد البیع — حسن بن علی اہوازی

حسین بن داؤد بلخی — داؤد بن عفان — زکریا بن درید

عبدالرحمٰن بن حماد — عبدالعزیز بن زواد — عبدالکریم بن عبدالکریم

عبداللہ بن حارث — عبداللہ بن عمیر — عبد الغیث بن زہیر حنبلی۔ اس کمینے نے فضائل یزید میں ایک جھوٹی حدیثوں کی کتاب جمع کی ہے۔

عبید بن قاسم — علاء بن زید بصری — لاحق بن حسین مقدسی

محمد بن احمد مصری — محمد بن حسن سلمی — محمد بن عبدالواحد زاہد۔ فضائل معاویہ پر کتاب جمع کی ہے۔

محمد بن یوسف رقی — موسیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی

متذکرہ تمام افراد کی جھوٹی حدیثوں پر مشتمل کتاب ہے۔

اس طرح ان جھوٹی حدیثوں کا انبار کیا جائے تو یحییٰ بن معین کی بات صحیح نکلے گی کہ ان جھوٹے

محدثوں کی کتابوں کو جمع کیا جائے تو ایک تنور روشن کر کے روٹیاں پکائی جاسکتی ہیں۔(۱)

امام بخاری کہتے ہیں کہ میں نے دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد کی ہیں۔(۲) اسحاق بن اَبراہیم حنبلی کو چار ہزار جھوٹی حدیثیں یاد تھیں۔(۳) یحیٰ بن معین کہتے تھے کہ کسی محدث نے جھوٹوں کی ایک ہزار سے کم حدیثیں جمع نہیں کی ہیں۔(۴) خطیب بغدادی کے بقول کوفیوں اور خراسانیوں کے پاس جعلی حدیثوں کا نسخہ زیادہ تر ہے۔ بحمد اللہ بغداد والوں کے پاس جھوٹی اور جعلی حدیثوں کا انبار کم ہے۔(۵)

ابن ابی سبرہ کذاب وضاع کہتا تھا: میرے پاس ستر ہزار جھوٹی حدیثیں حلال وحرام سے متعلق ہیں۔(۶)

ائمہ حدیث نے صحاح ومسانید کی جمع وترتیب میں معتبر حدیثیں لکھیں اور باقی کو ترک کر دیا۔

ان کی تفصیل سنئے:

ابو داؤد سجستانی نے اپنی سنن میں پانچ لاکھ حدیثوں میں سے ۴۸۰۰ کا انتخاب کیا۔(۷)

صحیح بخاری میں چھ لاکھ حدیثوں میں سے غیر تکراری ۲۷۶۱ کا انتخاب ہوا۔(۸)

صحیح مسلم میں تین لاکھ حدیثوں میں سے غیر تکراری صرف چار ہزار کا انتخاب ہوا۔(۹)

مسند احمد بن حنبل میں ساڑھے سات لاکھ حدیث میں سے تیس ہزار کا انتخاب ہوا۔(۱۰)

۱۔ تاریخ بغداد، ج۱۴، ص۱۸۴ (نمبر ۴۸۴۷)

۲۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، ج۱، ص۳۳ (ج۱، ص۵۹)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۶، ص۳۵۲ (نمبر ۳۳۸۱)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۴۳۔ ۵۔ تاریخ بغداد، ج۱، ص۴۴۔

۶۔ تہذیب التہذیب ج۱۲، ص۲۷ (ج۱۲، ص۳۲)

۷۔ تذکرہ الحفاظ، ج۲، ص۱۵۴ (ج۲، ص۹۳ نمبر ۶۱۵) تاریخ بغداد، ج۹، ص۵۷ (نمبر ۴۶۳۸) المنتظم، ج۵، ص۹۷ (ج۱۲، ص۲۶۸ نمبر ۱۸۱۱)

۸۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۸ (نمبر ۴۲۴) ارشاد الساری، ج۱، ص۲۸ (ج۱، ص۵۰) صفۃ الصفوۃ، ج۴، ص۱۴۳ (ج۱۶۹ نمبر ۷۱۲)

۹۔ المنتظم، ج۵، ص۳۲ (ج۱۲، ص۱۷۱ نمبر ۱۶۶۷) تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۱۵۱، ۱۵۷ (ج۲، ص۵۸۹ نمبر ۶۱۳) نووی کی شرح صحیح مسلم ج۱، ص۳۲ (ج۱، ص۲۱)

۱۰۔ طبقات شعرانی، ج۲، ص۱۷ (ج۲، ص۴۳۱ نمبر ۴۳۸) تذکرۃ الحفاظ، ج۲، ص۱۷ (ج۲، ص۴۳۱ نمبر ۴۳۸)

احمد بن فرات نے پندرہ لاکھ حدیثوں میں سے تین لاکھ کا انتخاب کیا۔(۱)

اس احتیاط و انتخاب کے باوجود متذکرہ کتابوں میں جعلی اور جھوٹی حدیثیں بھری پڑی ہیں۔

اعتبار کی بات

یہ تو غیر معتبر لوگوں کی بات تھی، معتبر افراد بھی قارئین کو حیرت میں ڈال دیں گے۔

آیئے ذرا ثقہ ور معتبر لوگوں کی بھی معرفت حاصل کریں:

۱۔ زیاد بن ابیہ: تاریخ میں اس کے باپ کی داستانیں بھری ہیں۔ خلیفہ بن خیاط اس کو معتبر مانتے تھے۔ احمد بن صالح اس کو جھوٹا نہیں سمجھتے تھے۔(۲)

۲۔ عمر بن سعد: قاتل امام حسینؑ، عجلی اس کو ثقہ اور معتبر مانتے تھے۔(۳)

۳۔ عمران بن حطان: جس نے ابن ملجم کی تعریف میں اشعار کہے ہیں۔ عجلی اس کو معتبر مانتے ہیں اور صحیح بخاری میں اس سے حدیث لی گئی ہے۔(۴)

۴۔ سماعیل بن اوسط: حجاج بن یوسف ثقفی کا یار غار جس نے سعید بن جبیر کو گرفتار کر کے حجاج کے سامنے پیش کیا تھا۔ ابن معین و ابن حبان معتبر سمجھتے ہیں۔(۵)

۵۔ اسد بن وداعہ شامی: عابد شب زندہ دار، حضرت علیؑ کو گالیاں دیتا تھا۔ نسائی اسے معتبر مانتے ہیں۔(۶)

۱۔ خلاصۃ التہذیب ص۹ (ج۱، ص۲۷ نمبر۱۰۴)

۲۔ تاریخ ابن عساکر ج۵، ص۴۰۶، ۴۱۴ (ج۹، ص۱۶۲ نمبر۲۳۰۹)

۳۔ خلاصۃ التہذیب ص۱۴۰ (ج۲، ص۲۷۰ نمبر۵۱۶۵)

۴۔ تاریخ الثقات، (ص۳۷۳ نمبر۱۳۰۰)

۵۔ ابن حبان (ج۶، ص۳۰) میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۰۳ (ج۱، ص۲۲۲ نمبر۸۵۳) السان المیزان، ج۱، ص۳۹۵ (ج۱، ص۴۴۱ نمبر۱۲۲۸)

۶۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۱۹۷ (ج۱، ص۲۰۷ نمبر۸۱۶) لسان المیزان، ج۱، ص۳۸۵ (ج۱، ص۴۲۹ نمبر۱۲۱۱)

۶۔ابوبکر محمد بن ہارون: ناصبی اور مشہور دشمن علیؑ۔ خطیب بغدادی نے اس کی توثیق کی ہے۔(۱)

۷۔خالد قسری: ناصبیوں کا امیر، ذہبی و ابن کثیر نے اس کی یوں تعریف کی ہے: بڑا بد معاش تھا، علیؑ کو گالیاں دیتا تھا، اس کی ماں نصرانی تھی، اس کا دین مشکوک تھا، اپنی ماں کے لئے گھر میں کلیسا بنوایا تھا۔اس کے باوجود ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے۔(۲)

۸۔اسحاق بن سوید عدوی بصری: علانیہ علیؑ سے دشمنی کا اظہار کرتا۔ احمد، ابن معین و نسائی اسے معتبر سمجھتے ہیں۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی میں اس کی روایتیں موجود ہیں۔(۳)

۹۔نعیم بن ابی ہند: ناصبی اور دشمن علیؑ تھا، اس کے باوجود نسائی اس کی توثیق کرتے ہیں۔(۴)

۱۰۔حریز بن عثمان: یہ شخص مسجد میں نماز پڑھ کر جب تک ستر بار حضرت علیؑ پر لعنت نہیں پڑھ لیتا تھا باہر نہیں نکلتا تھا۔ اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں کہ مکہ کے سفر میں میرا اس کا ساتھ ہوگیا۔ راستے بھر حضرت علیؑ پر لعنت کرتا رہا۔ کہنے لگا: لوگ روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، حدیث صحیح ہے لیکن سننے والوں نے غلطی کی ہے۔ میں نے پوچھا: کیسے؟ کہنے لگا کہ حدیث رسولؐ ہے: یا علیؑ! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کو موسیٰ سے تھی۔ میں نے پوچھا: آپ نے کہاں سے سنا؟ بولا کہ ولید بن عبدالملک نے منبر پر بیان کیا۔(۵) ایسے شخص سے بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور دوسرے لوگ روایت کرتے ہیں۔ ریاض النضرہ میں ہے کہ یہ شخص معتبر ہے لیکن دشمن علیؑ تھا۔(۶)

۱۱۔ازہر بن عبداللہ حمصی: علیؑ کو گالیاں دیتا تھا لیکن عجلی اسے معتبر مانتے ہیں۔(۷) ابوداؤد، ترمذی

۱۔تاریخ بغداد، (ج۳، ص۳۵۷ نمبر ۱۴۶۳) لسان المیزان، ج۵، ص۴۱۱ (ج۵، ص۴۶۵ نمبر ۸۱۴۲)

۲۔البدایۃ والنہایۃ، ج۱۰، ص۲۰، ۲۱ (ج۱۰ ص۲۳) الثقات، (ج۶، ص۲۵۶)

۳۔تہذیب التہذیب، ج۱، ص۲۳۵ (ج۱، ص۲۰۶)

۴۔میزان الاعتدال، ج۳، ص۲۴۳ (ج۴، ص۲۷۱ نمبر ۹۱۱۲)

۵۔تاریخ بن عساکر، ج۴، ص۱۱۵ (ج۱۲، ص۳۳۶ نمبر ۱۲۵۴) تاریخ بغداد، ج۸، ص۲۵۶۸ (نمبر ۴۳۶۵)

۶۔ریاض النضرۃ ج۲، ص۲۱۶ (ج۳، ص۱۶۹)   ۷۔تاریخ الثقات، (ص۵۹ نمبر ۵۵)

اور نسائی نے اس شخص سے روایت نقل کی ہے۔(۱)

۱۲۔عبد الرحمٰن بن ابراہیم معروف بہ دحیم شامی: کہتا تھا کہ جو شخص اہل شام کو باغی گروہ کہے وہ حرام زادہ ہے۔اس کے باوجود بخاری وغیرہ نے اس سے روایت کی ہے۔(۲)

۱۳۔حافظ عبد المغیث حنبلی: اس نے فضائل یزید بن معاویہ میں کتاب لکھی ہے کہ یزید بڑا دیندار، معتبر اور امین تھا۔(۳)

۱۴۔حافظ زید بن حباب: ابن معین کہتے ہیں کہ معتبر ہے لیکن ثوری کی حدیث اتھل پتھل کر دیتا ہے (۴)۔

۱۵۔خلف بن ہشام: شرابی تھا لیکن حنبلیوں کے امام احمد نے معتبر مانا ہے۔اعتراض کرنے پر جواب ملا کہ اس کا علم ہم تک پہونچا ہے۔خدا قسم! وہ ہمارے نزدیک ثقہ وامین ہے چاہے وہ شراب پئے یا کچھ کرے۔(۵)

۱۶۔خالد بن مسلمہ قرشی: مرجئہ اور دشمن علیؑ تھا،(۶) امام احمد(۷) اور ابن معین اسے معتبر مانتے ہیں۔

یہ دشمنان علیؑ تھے جن سے روایت لی گئی لیکن اس کا دوسرا رخ دیکھئے:

احمد بن حنبل نے سنا کہ عبید اللہ بن موسیٰ عبسی، معاویہ کو برا بھلا کہتا ہے تو اس سے روایت لینا ترک کر دیا۔یحییٰ بن معین کے پاس آدمی بھیج کر کہلوایا کہ عبید اللہ سے حدیثیں بہت زیادہ نقل ہوتی ہیں۔آپ جانتے ہیں کہ وہ معاویہ کو برا کہتا ہے۔اس لئے میں اب اس سے روایت نہیں لیتا۔یحییٰ نے جواب کہلوایا

۱۔تہذیب التہذیب، ج۱،ص۲۰۴ (ج۱،ص۱۷۹)

۲۔الکاشف (ج۲،ص۱۵۴،نمبر ۱۳۶۹) تہذیب التہذیب، (ج۶ص۱۲۰) الثقات (ج۸،ص۳۸۱)

۳۔سیر اعلام النبلاء، (ج۲۱،ص۱۶۰) شذرات الذہب، (ج۶،ص۴۵۳)

۴۔معرفۃ الرجال،ص۲،ص۲۱۴/۷۱۷) خلاصۃ التہذیب ص۱۰۸ (ج۱،ص۳۵۰نمبر ۲۲۴۹)

۵۔تاریخ بغداد، ج۸،ص۳۲۶۔ ۶۔تاریخ ابن عساکر، ج۵ص۵۳ (ج۱۶،ص۸۸نمبر ۱۸۸۴)

۷۔العلل ومعرفۃ الرجال، (ج۲،ص۴۸۳نمبر ۳۱۷۶)

کہ ہم نے اور آپ نے عبدالرزاق سے مذمت عثمان سنی، کیا اس سے روایت کرنا جائز ہے؟ عثمان تو معاویہ سے افضل ہیں۔(۱)

جی ہاں! شیبہ نے منہال بن عمرو کوفی سے روایت لینا اس لئے ترک کردیا تھا کہ اس کے گھر سے گانے کی آواز سن لی تھی۔(۲) یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ ابو یوسف سے روایت لینا اس لئے جائز نہیں کہ یتیموں کا مال سود پر چلاتا ہے۔(۳) اور سنئے، امام بخاری صادق آل محمدؑ سے روایت نہیں لیتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ مجھے ان کی طرف سے کچھ کدورت ہے اگرچہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔(۴) صادق آل محمدؑ سے ابن سعید کا عناد واضح ہے لیکن شافعی، ابن معین، ابن ابی خیثمہ، ابو حاتم، ابن عدی، ابن حبان اور نسائی اسے معتبر سمجھتے ہیں۔(۵) ابو حاتم بستی کہتا ہے کہ امام موسیٰ رضا علیہ السلام اپنے آباء و اجداد سے عجیب وغریب روایتیں بیان کرتے ہیں گویا کہ وہ اشتباہ کا شکار ہیں یا غلطی پر ہیں۔(۶) ابن جوزی نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو ضعیف راوی قرار دیا ہے۔(۷)

﴿فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾(۸)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۴۷ (نمبر ۷۷۸۸)

۲۔ الجرح والتعدیل (ج ۸، ص ۳۵۷)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۴، ص ۲۵۸)

۴۔ تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۱۰۳ (ج ۲، ص ۸۸)

۵۔ معرفۃ الرجال، (ج ۱، ص ۱۱۰ نمبر ۵۱۴) الجرح والتعدیل، (ج ۲، ص ۴۸۷) الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۲، ص ۱۳۴ نمبر ۳۳۴) الثقات، (ج ۶، ص ۱۳۱)

۶۔ کتاب المجروحین، (ج ۲، ص ۱۰۶) الانساب (ج ۳، ص ۷۴) تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۸۸ (ج ۷۔ ص ۳۳۸)

۷۔ لسان المیزان، ج ۲، ص ۲۴۰ (ج ۲، ص ۲۹۸ نمبر ۲۵۳۱)

۸۔ سورۂ بقرہ، آیت ۷۹.

حدیث کے کارخانے

ان جھوٹے مکاروں اور حدیث سازوں نے فضائل کے جو دریا بہائے ہیں اس کے چند قطرے ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کے ہر درخت کے پتوں پر لکھا ہوا ہے: ''خدائے یکتا کے سوا کوئی خدا نہیں، محمدؐ خدا کے رسول ہیں، ابو بکر صدیق ہیں، عمر فاروق ہیں اور عثمان ذوالنورین ہیں''۔ طبرانی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث علی بن جمیل نے گڑھی ہے پھر اسے معروف بن ابی معروف بلخی نے چرائی۔ اس میں عبدالعزیز خراسانی مجہول شخص ہے۔ (۱) ابوالقاسم بن بشران نے امالی میں اسے محمد بن عبد سمرقندی سے روایت کی ہے۔ یہ سمرقندی وہی کذاب ہے جس کے لئے ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی احادیث لائق پیروی نہیں۔ (۲) خطیب بغدادی نے اسے حسین بن ابراہیم سے لیا ہے۔ (۳) ذہبی اس کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل اور جھوٹی ہے۔ (۴)

۲۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: قیامت برپا ہوگی تو منادی زیر عرش سے آواز دے گا: اصحاب محمد کو لاؤ۔ ابو بکر، عمر، عثمان اور علیؑ کو لایا جائے گا۔ ابو بکر سے کہا جائے گا کہ دروازۂ بہشت پر بیٹھ جاؤ جسے چاہو داخل کرو جسے چاہو نکال دو۔ عمر سے کہا جائے گا کہ میزان پر بیٹھ جاؤ جس کا پلہ چاہو بھاری کر دو یا کم

۱۔ المعجم الکبیر، (ج ۱۱، ص ۶۳ حدیث ۱۱۰۹۳)

۲۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۳۷۱ نمبر ۱۵۲۴)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۴، ج ۷، ص ۳۳۷.

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۵۳ (ج ۱، ص ۵۴۰ نمبر ۲۰۱۸) ج ۳، ص ص ۱۸۴ (ج ۴، ص ۱۴۶ نمبر ۸۵۵۰)

کرو۔ عثمان کو ایک درخت عطا کیا جائے گا جسے خدا نے اپنے ہاتھوں سے سینچا ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا کہ اس درخت سے جس کو چاہو حوض کوثر سے ہنکاؤ یا بلاؤ۔ حضرت علیؑ کو دو حلے عطا کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جب سے آسمان زمین خلق ہوئے ہیں یہ تمہارے لئے مہیا تھے۔

اس حدیث کو ابراہیم مصیصی اور احمد بن حسن کوفی نے روایت کیا ہے دونوں ہی پکے جھوٹے ہیں۔ پھر یہ کہ میزان الاعتدال (۱) اور ریاض النضرہ (۲) میں علیؑ کی بات عثمان سے منسوب کی گئی ہے حالانکہ حوض کوثر سے ہنکانے والے علیؑ ہیں جسے اکثر حفاظ نے نقل کیا ہے۔ (۳)

۳۔ انس سے بطور مرفوع: میں نے معاویہ کے علاوہ تمام اصحاب کو جنت میں دیکھا۔ صرف انھیں ستر یا اسی سال نہیں دیکھا پھر وہ ایک اونٹ پر سوار میرے سامنے آئے جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ میں نے پوچھا: اسی سال کہاں تھے؟ جواب دیا: زیر عرش ایک باغیچے میں تھا اور خداوند عالم سے راز و نیاز کر رہا تھا۔ خدا مجھ پر صلوات پڑھ رہا تھا میں اس پر صلوات پڑھ رہا تھا۔ رسول خداؐ نے فرمایا: یہ تمہیں ان گالیوں کا بدلا ملا ہے جو لوگ دنیا میں تمہیں دیتے تھے۔

اس حدیث کو عبداللہ بن حفص وکیل نے گڑھا ہے ابن عدی کہتے ہیں کہ مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے (۴) خطیب، ذہبی، ابن عساکر وغیرہ نے اس روایت کو محض جھوٹ کہا ہے۔ (۵)

۴۔ انس سے بطور مرفوع: شب معراج جب بہشت پہونچا تو ایک حوریہ کو دیکھا، اس نے کہا: میں

۱۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۰، ۴۲ (ج۱، ص۴۰، ۹۰ نمبر ۱۲۴، ۳۳۱)

۲۔ ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۲ (ج۱، ص۴۷)

۳۔ المعجم الصغیر (ج۲، ص۸۹) ذخائر العقبیٰ ص۹۱، ریاض النضرۃ، ج۲، ص۲۱۱ (ج۳، ص۱۶۳) مجمع الزوائد، ج۹، ص۱۳۵، صواعق محرقہ، ص۱۰۴ (ص۱۷۴) احمد کی مناقب علی (ص۲۰ حدیث ۲۷۹، فضائل صحابہ حدیث ۱۱۵۷) کنز العمال، ج۶، ص۴۰۳ (ج۱۳، ص۱۵۷ حدیث ۳۶۸۴۲)

۴۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۴، ص۲۶۴ نمبر ۱۱۰۰)

۵۔ تاریخ بغداد، (ج۹، ص۴۴۹ نمبر ۵۰۷۹) میزان الاعتدال، (ج۲، ص۴۱۰ نمبر ۴۲۷۵) تاریخ ابن عساکر، (ج۲۷، ص۴۶۸ نمبر ۴۴۵۰، مختصر تاریخ دمشق ج۱۵، ص۳۲۱)

عثمان مظلوم کے لئے ہوں۔

ذہبی (۱) نے اسے عباس بن محمد عدوی کے طریق سے نقل کیا ہے جو پکا جھوٹا اور حدیث ساز تھا اور اس کے جعلی ہونے کی تصریح کی۔ ابن حجر، خطیب، ابن جوزی وغیرہ نے اس کو جعلی حدیث کہا ہے۔ (۲)

۵۔ جابر سے بطور مرفوع: خداوند عالم نے میرے اصحاب کو انبیاء کے علاوہ تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے، ان میں چار اصحاب کو منتخب فرمایا ہے اگرچہ میرے سبھی اصحاب اچھے ہیں۔

یہ حدیث عبداللہ بن صالح کی بنائی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ قیامت عبداللہ بن صالح کی برپا کی ہوئی ہے۔ (۳) ابوزرعہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے، خالد مصری نے بنائی ہے اور عبداللہ نے بیان کی ہے۔ نسائی اس کو جعلی حدیث کہتے ہیں۔

۶۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: جس وقت ابوبکر پیدا ہوئے اسی شب خداوند عالم نے بہشت پر نظر کی اور فرمایا: مجھے میرے عزت وجلال کی قسم! جو اس مولود کو دوست رکھے گا اسی کو تیرے اندر داخل کروں گا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث احمد بن عصمت نیشاپوری نے گڑھی ہے۔ (۴) خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ یہ حدیث جعلی ہے اس میں چند نفر گمنام اور مجہول ہیں۔ (۵)

۷۔ ابوہریرہ سے مرفوع:

آسمان دنیا میں اسی ہزار فرشتے ہیں جو دوستداران ابوبکر وعمر کے لئے استغفار کرتے ہیں اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے ہیں جو دشمنان ابوبکر وعمر پر لعنت پڑھتے ہیں۔

۱۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۰ (ج ۲، ص ۳۸۶، نمبر ۴۱۸۲) ج ۳، ص ۲۹۳ (ج ۴، ص ۳۸۵ نمبر ۹۵۴۳)

۲۔ لسان المیزان، ج ۳، ص ۲۴۵، ج ۳، ص ۲۴۸ (ج ۳، ص ۳۰۸ نمبر ۵۵۴۲، ۳۱۱ نمبر ۴۴۵۹، ص ۳۶۳ نمبر ۴۶۰۱) تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۲۹۷، الموضوعات (ج ۱، ص ۳۲۹)

۳۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۴۷ (ج ۲، ص ۴۴۲ نمبر ۴۳۸۳)

۴۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۱۹ نمبر ۴۶۷)

۵۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۳۰۹۔

یہ حدیث بصرے کے مکار ابو سعید حسن بن علی عدوی کی بنائی ہوئی ہے۔ خطیب نے کہا ہے کہ اس حدیث کو عدوی نے بنام کامل بن طلحہ گڑھا ہے۔ اس کے سلسلۂ سند میں ابو عبداللہ زاہد، مجہول ہے۔ (۱)
دیلمی نے اس باب میں اضافہ کرتے ہوئے گڑھا ہے کہ جو شخص تمام صحابہ کو دوست رکھے گا نفاق سے دور رہے گا۔

ذہبی نے اس حدیث کو بھی جعلی کہا ہے۔ (۲) ابن حجر نے انس سے ایک اور روایت لکھ کر کہا ہے کہ یہ دونوں باطل ہیں۔ (۳)

۸۔ انس سے روایت ہے کہ ایک یہودی ابو بکر کے پاس آ کر بولا: قسم اس ذات کی جس نے موسیٰ کو مبعوث فرمایا! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ ابو بکر نے اس کی تحقیر کرتے ہوئے سر نہ اٹھایا کہ جبریل امین رسول خداؐ پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! خداوند عالم بعد سلام فرماتا ہے کہ اس یہودی سے کہہ دو خدا نے جہنم تیرے اوپر حرام کر دی۔ اسکے بعد وہ یہودی خدمت رسولؐ میں آ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔
ایک دوسری حدیث میں ہے کہ خدا نے جہنم سے فرمایا: تیرے اوپر سے دو چیزیں ہٹالیں: طوق اور زنجیر۔ رسول خداؐ نے اس کو حکم خدا سے باخبر کر دیا۔

یہ حدیث بھی حسن بن علی عدوی کی آفت ہے۔ سیوطی نے کہا ہے کہ عدوی و غلام خلیل دونوں ہی حدیث ساز ہیں۔ (۴)

۹۔ براء سے بطور مرفوع: خدا نے ابو بکر کے لئے اعلیٰ علیین میں یاقوت سفید کا قبہ تعمیر فرمایا ہے جس میں ہوائے رحمت چلتی رہتی ہے۔ اس میں چار ہزار در ہیں، جب بھی ابو بکر لقائے الٰہی کے مشتاق ہوتے ہیں اس میں کا ایک در کھول کر خدا کی زیارت کر لیتے ہیں۔

۱۔ تاریخ بغداد، (ج ۷، ص ۳۸۳ نمبر ۳۹۱۰)

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۵۰۸ نمبر ۱۹۰۴)

۳۔ لسان المیزان، ج ۴، ص ۱۰۷ (ج ۴، ص ۱۲۵ نمبر ۴۵۲۱)

۴۔ اللئالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۵۱ (ج ۲، ص ۲۹۲)

یہ حدیث محمد بن عبداللہ ابوبکر اشنانی کی بنائی ہوئی ہے۔ خطیب نے اس کے سلسلۂ سند کے متعلق کہا ہے کہ اس طرح گستاخانہ جھوٹ بولنے پر خدا کبھی معاف نہ کرے گا، اشنانی اسی طرح جھوٹ کا طومار باندھتا ہے۔ احمد ذراع نے اس حدیث کو گڑھا ہے۔ (۱) ذہبی بھی اس حدیث کو اشنانی کا جھوٹ کہتے ہیں۔ (۲)

۱۰۔ انس سے منقول ہے: جب رسول خداؐ غار سے نکلے تو ابوبکر بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں بشارت دوں؟ ابوبکر نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیوں نہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا: خداوند عالم قیامت کے دن سب پر بطور عام اور تم پر بطور خاص تجلی فرمائے گا۔

یہ حدیث سمرقندی کی بنائی ہوئی ہے۔ خطیب نے کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں، اسے محمد سمرقندی نے متن و سند سجا کر گڑھ لیا ہے۔ (۳) یہ اور اسی مفہوم کی دوسری حدیث دونوں باطل ہیں۔ اس کو ذہبی، ابن عدی، فیروز آبادی، سیوطی، عجلونی، ابن حجر اور ابن درویش حوت نے جعلی کہا ہے۔ (۴)

حاکم نے مستدرک میں جابر سے حدیث نقل کی ہے کہ اے ابوبکر! خدا نے تمہیں رضوان اکبر عطا کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے رسولؐ سے پوچھا: رضوان اکبر کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: خداوند عالم آخرت پر بطور عام اور ابوبکر پر بطور خاص تجلی فرمائے گا۔

ذہبی نے تلخیص مستدرک (۵) میں نوٹ لگایا ہے کہ اس حدیث کو محمد بن خالد ختلی نے کثیر بن ہشام، جعفر بن برقان اور ابن سوقہ سے روایت کی ہے۔ میرے خیال میں اسے محمد نے گڑھا ہے۔ میزان (۶)

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۴۴۲۔ ۴۴۱، ج ۹، ص ۴۴۵۔

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۶۰۵ نمبر ۷۷۸۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۸۸، ج ۱۲، ص ۱۹۔

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۱، ۲۳۲ (ج ۳، ص ۱۲۰، ۱۴۴، نمبر ۵۸۰۸، ۵۸۸۶) ج ۲، ص ۲۶۹ (ج ۳، ص ۲۲۲ نمبر ۶۲۰۴) ج ۳، ص ۳۳۶ (ج ۴، ص ۷۷ نمبر ۹۸۹۷) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۵، ص ۲۱۶ نمبر ۱۳۷۰) سفر السعادۃ (ج ۲، ص ۲۱۱) اللآلی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۴۸ (ج ۱، ص ۲۸۶ کشف الخفاء ج ۲، ص ۴۱۹، لسان المیزان، ج ۲، ص ۳۶ (ج ۲، ص ۹۷ نمبر ۱۷۷۱) اسنی المطالب، ص ۶۳ (ص ۱۲۱ حدیث ۳۲۶)

۵۔ المستدرک علی الصحیحین (تلخیص اس کے حاشیہ پر چھپی ہے) ج ۳، ص ۷۸ (ج ۳، ص ۸۳ (ج ۳، ص حدیث ۴۴۶۳)

۶۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۵۳۴ نمبر ۷۴۷۰)

میں ختلی کو پکا جھوٹا کہا گیا ہے کیونکہ اس نے تجلی برائے ابوبکر کی روایت کی ہے۔ ابن مندہ اسے غلط روایت گڑھنے والا کہتے تھے۔ (۱)

۱۱۔ ابوہریرہ سے بطور مرفوع: شب معراج میں جس آسمان سے گذرا اس میں لکھا تھا: محمدؐ رسول اور ابوبکر ان کے جانشین ہیں۔ یہ حدیث عبداللہ بن ابراہیم غفاری کی بنائی ہوئی ہے جسے ذہبی، سیوطی اور ابن حجر نے حدیث ساز کہا ہے۔ (۲)

۱۲۔ انس سے بطور مرفوع: خداوند عالم ہر شب جمعہ ایک لاکھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے لیکن میری امت کے دو قسم کے آدمیوں کو نہیں آزاد کرتا بلکہ انھیں بت پرستوں کے ساتھ جکڑ رکھا ہے، وہ ہیں ابوبکر و عمر کے دشمن، وہ اس امت کے یہودی ہیں۔ پھر فرمایا: سمجھ لو! خدا کی لعنت ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے دشمنوں پر

یہ حدیث مسرہ بن عبداللہ نے بنائی ہے۔ خطیب اور ذہبی نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ (۳)

۱۳۔ انس سے مروی ہے: رسول خداؐ نے ابوبکر و عمر کو ایک دوسرے کے برابر کھڑا کر کے کہا: تم دونوں دنیا و آخرت میں میرے وزیر ہو، میں اور تم دونوں جنت میں اڑنے والے پرندہ کی طرح ہیں، میں اس کا سینہ ہوں اور تم اس کے بال و پر۔ ہم تم جنت میں پرواز کریں گے، زیارت خدا کریں گے بہشت میں بزم منعقد کریں گے۔ پوچھا گیا: کیا بہشت میں بزم بھی سجے گی؟ فرمایا: ہاں، بزم سجے گی، سرگرمیاں ہوں گی۔ پوچھا گیا: بہشت کی سرگرمی کیا ہوگی؟ فرمایا: کبریت احمر کا آشیانہ، اس کا فرش مرطوب موتیوں کا، طیبہ کی ہوا لپکے گی تو اس آشیانہ میں صدا ابھرے گی۔ ایسی خوبصورت صدا کہ بہشتی، دنیا و آخرت فراموش کر جائیں گے

یہ حدیث زکریا بن درید نے گڑھی ہے۔ (۴) ذہبی کہتے ہیں اس کی روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ زکریا اور احمد بن موسیٰ جعلی حدیثوں کا نسخہ رکھتے تھے۔ (۵)

۱۔ الموضوعات (ج۱، ص۳۰۴)

۲۔ میزان الاعتدال، (ج۳، ص۶۰۹ نمبر ۷۸۰۹) لسان المیزان، ج۵، ص۲۳۵ (ج۵، ص۲۶۵ نمبر ۷۶۰۲) اللآلی المصنوعۃ، (ج۱، ص۲۹۶ (تہذیب التہذیب، ج۵، ص۱۳۸ (ج۵، ص۱۲۱)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۳، ص۲۷۲، میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۶۲ (ج۴، ص۹۶ نمبر ۸۴۵۷)

۴۔ کتاب المجروحین (ج۱، ص۳۱۴) ۵۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۴۸ (ج۲، ص۷۴ نمبر ۲۸۷۴)

۱۴۔ انس سے بطور مرفوع: خدا کی شمشیر نیام میں ہے جب تک عثمان زندہ ہیں، جب وہ قتل ہوں گے تو وہ شمشیر نیام سے باہر آجائے گی پھر قیامت تک نیام میں نہ جائے گی۔

ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ جعلی حدیث عمرو بن قائد اور اس کے استاد موسیٰ بن سیار کی آفت ہے اور دونوں ہی کذاب ہیں۔ (۱)

۱۵۔ انس سے بطور مرفوع: جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے، ان کے ہاتھ میں طلائے ناب کا قلم تھا، کہا: خدا نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ اس قلم کو بالائے عرش سے معاویہ کے لئے بھیج رہا ہوں، آپ اسے دیدیجئے اور حکم دیجئے کہ اپنے ہاتھوں سے آیۃ الکرسی لکھ دیں تاکہ قیامت تک آیۃ الکرسی پڑھنے والوں کا ثواب معاویہ کے نامۂ اعمال میں لکھتا رہوں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: کون ہے جو ابو عبد الرحمٰن کو بلالائے؟ ابو بکر گئے اور معاویہ کو اپنے ساتھ لائے۔ رسولؐ نے انھیں قلم دیتے ہوئے کہا: یہ خدا نے تحفہ بھیجا ہے تم اس سے آیۃ الکرسی لکھ دو۔ معاویہ دو زانو ہو کر شکر خدا بجالائے اور آیۃ الکرسی لکھ کر حاضر کیا۔ رسولؐ نے فرمایا: اے معاویہ! خدا نے آیۃ الکرسی پڑھنے والوں کا ثواب تمہارے نامۂ اعمال میں لکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

اس حدیث کو یا حسین بن یحییٰ ختانی نے یا احمد بن عبد اللہ ایلی نے گڑھا ہے۔ سبھی نے اس حدیث کو موضوع اور باطل کہا ہے۔ ذہبی، ابن حجر اور نقاش نے دونوں کو کذاب اور جعل ساز کہا ہے۔ (۲)

۱۶۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے جبرئیل سے معاویہ کو کاتب بنانے کے سلسلے میں مشورہ کیا، جبرئیل نے کہا کہ انھیں کاتب بنائیے کیونکہ وہ امین ہیں۔

ابن عساکر نے سری بن عاصم ہمدانی، حسن بن زیاد اور قاسم بن بہرام سے یہ روایت لی ہے۔ (۳)

۱۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۵، ص۱۴۸ (نمبر ۱۳۱۲) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۶۴ (ج۱، ص۳۱۶) میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۹۹ (ج۳، ص۲۸۳ نمبر ۶۴۲۱)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۵۲، ۲۶۷ (ج۱، ص۱۱۱ نمبر ۴۳۶، ص۵۵۰ نمبر ۲۰۶۵) لسان المیزان، (ج۱، ص۲۱۵ نمبر ۶۳۶) ج۱، ص۲۸۵ (ج۱، ص۳۱۱ نمبر ۸۴۷) اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۱۶ (ج۱، ص۴۱۵)

۳۔ مختصر تاریخ دمشق (ج۲۴، ص۳۰۲)

تینوں کذاب تھے۔ ابن کثیر نے بدایہ میں اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(۱) ذہبی نے اس روایت کو اصرم بن حوشب کذاب سے لیا ہے۔(۲)

۱۷۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ خدا نے پیغمبرؐ پر وحی کی کہ معاویہ کو کاتب بنا لیجئے وہ امین ہیں۔

اس کے سلسلۂ سند میں محمد بن معاویہ کذاب اور اس کا استاد مجہول ہے۔ اس حدیث کے تمام طرق باطل ہیں۔(۳) ذہبی کہتے ہیں کہ شاید محمد بن زہیر سلمی کذاب نے یہ حدیث وضع کی ہے۔(۴)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: عبادہ سے یہ حدیث کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ انھوں نے معاویہ کے خلاف شامیوں کو بغاوت پر اکسایا تھا۔ معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھ بھیجی، انھیں مدینہ بلایا گیا۔ عثمان نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں نے ابو القاسم رسول خداؐ سے حدیث سنی ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو معروف کو منکر اور منکر کو معروف بنا دیں گے۔ خدا کی قسم! معاویہ انھیں میں ہے۔ عثمان چپ ہو گئے۔(۵)

۱۸۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا کے نزدیک امین تین ہیں: میں (رسول خداؐ) جبرئیل اور معاویہ۔

خطیب، نسائی اور ابن حبان اس حدیث کو جعلی کہتے تھے۔(۶) ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہر حیثیت سے باطل ہے۔(۷) حاکم اور ذہبی وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے۔(۸)

۱۹۔ زیاد بن معاویہ (ذریت یزید) کی روایت ہے کہ بنی ہاشم کے دس افراد خدمت رسولؐ میں

۱۔ البدایۃ والنہایۃ، ج۵، ص۳۵۴ (ج۵، ص۳۷۶)

۲۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۹۵ (ج۳، ص۶۳۰ نمبر ۷۸۸۷) ۳۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۱۸ (ج۱، ص۴۲۰)

۴۔ میزان الاعتدال، (ج۱، ص۱۱۶ نمبر ۴۵۱) ج۳، ص۵۹ (ج۳، ص۵۵۱ نمبر ۷۵۴۰)

۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج۷، ص۳۱۱، ۳۱۲ (ج۲۶، ص۱۹۷، ۱۹۸، نمبر ۳۰۷۱)

۶۔ تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۸، کتاب المجروحین (ج۱، ص۱۴۶) ۷۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۱، ص۱۹۲ نمبر ۳۱)

۸۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۲۱۷ (ج۱، ص۴۱۷) میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۳۳ (ج۳، ص۱۴۲ نمبر ۵۸۷۷ ج۱، ص۵۰۲ نمبر ۱۸۸۵) البدایۃ والنہایۃ، ج۸، ص۱۲۰ (ج۸، ص۱۲۸) لسان المیزان، ج۲، ص۲۲۰ (ج۲، ص۴۷۲ نمبر ۲۳۹۱) الموضوعات (ج۲، ص۱۷)

آئے اور کہا: خدا نے آپ کو ہر عظمت عطا کی ہے اور معاویہ آپ کا کاتب ہے، حالانکہ بنی ہاشم میں اس سے بہتر اور موزوں افراد موجود ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ دوسرے شخص کے انتخاب کی وجہ سے رسول خداؐ پر چالیس روز تک وحی نازل نہیں ہوئی۔ چالیس روز کے بعد جبرئیل ایک صحیفے کے ساتھ نازل ہوئے جس میں لکھا تھا: اے محمدؐ! تمہیں حق نہیں ہے کہ جسے خدا نے وحی لکھنے کے لئے معین کیا ہے اسے بدل دو، معاویہ کو کاتب رہنے دو کیونکہ وہ امین ہے۔ اس کے بعد رسولؐ نے معاویہ کو کبھی نہیں بدلا۔

ابن عساکر لکھتے ہیں کہ اس روایت میں سبھی افراد مجہول وگمنام ہیں، ابن حجر کہتے ہیں کہ مسلمہ طور سے یہ حدیث باطل ہے، (۱) قسم خدا کی! یہ حدیث لامذہب نے گڑھی ہے۔

۲۰۔ یزید بن محمد مروزی سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: ایک دن میں رسول خداؐ کے برابر بیٹھا ہوا تھا اتنے میں معاویہ آئے۔ رسول خداؐ نے میرے ہاتھ سے قلم لے کر معاویہ کو تھما دیا۔ میرے دل میں اس سے ذرا بھی کدورت پیدا نہیں ہوئی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے۔

ابن حجر اس حدیث کو مسرہ بن عبداللہ کی گڑھی ہوئی بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا متن باطل اور سند جھوٹی ہے۔ (۲) خطیب بغدادی بھی اسے جعلی اور جھوٹ کہتے ہیں۔ (۳)

۲۱۔ انس سے بطور مرفوع: امین سات ہیں: لوح، قلم، اسرافیل، میکائیل، جبرئیل، محمد اور معاویہ۔

ذہبی نے میزان میں اسے داؤد بن عفان کی جعلی حدیث بتایا ہے۔ (۴) ابن کثیر نے اس حدیث کو ابن عباس سے نقل کر کے کہا ہے کہ بدترین اور ضعیف حدیث ہے۔ (۵)

علامہ امینیؒ: حدیث سازوں کو شرم بھی نہیں آئی۔ معاویہ جیسے بدمعاش اور خائن کو کیسے امین لوگوں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر، (ج ۳۴، ص ۳۰۴ نمبر ۳۷۸۷) لسان المیزان، ج ۳، ص ۴۱۱ (ج ۳، ص ۵۰۱ نمبر ۴۹۸۴)

۲۔ لسان المیزان، ج ۶، ص ۲۰ (ج ۶، ص ۲۴ نمبر ۸۳۱۴) ۳۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۷۲.

۴۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۳۲۱ (ج ۲، ص ۱۲ نمبر ۲۶۳۲) ۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۸، ص ۱۲۰ (ج ۸، ص ۱۲۹)

۲۲۔ واثلہ سے بطور مرفوع: رسولؐ نے فرمایا: خدا نے مجھے، جبرئیل اور معاویہ کو اپنی وحی کا امین قرار دیا اور قریب تھا کہ معاویہ کو کثرت علم و امانت کی وجہ سے رسول بنا دیتا۔ خدا معاویہ کے گناہ بخش دے، اس کا حساب چکتا کر دے، اپنی کتاب کا اسے علم دیا، اسے ہادی و مہدی و وسیلۂ ہدایت قرار دیا۔

ابن عساکر اور حاکم نے اس حدیث پر تنقید کی ہے کہ احمد بن عمر دمشقی مہمل حدیثیں بیان کرتا تھا(۱)

علامہ امینی فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ ضمیر فروش راوی چاہتے ہیں کہ اس طریقے سے وہ بجائے اس کے کہ معاویہ کا مقام بلند کریں، مقام نبوت کو پست کر دیں۔ کیونکہ مقام و مرتبۂ نبوت بہت بلند ہے اور اس ذلیل کا درجہ مقام خلافت سے بھی کہیں پست ہے، للہذا عظمت نبوت گھٹائے بغیر ان کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔

اب آیئے معاویہ کے مریدوں سے پوچھیں: وہ معاویہ کو یہ عظمت کس بنیاد پر دینا چاہتے ہیں؟ کیا اس لئے کہ وہ شجرۂ ملعونہ کی فرد ہیں؟ یا اس لئے کہ وہ مولفۃ القلوب میں تھا؟ یا اس لئے کہ امام مفترض الطاعۃ سے جنگ کی اور انھیں قتل کیا، امیر المومنین پر لعنت کی رسم جاری کی، اہل بیتؑ کے خلاف غلط باتیں منسوب کیں، جھوٹی روایات گڑھیں، بنی امیہ کی مدح میں حدیثوں کے انبار لگائے، زیاد کو اپنا بھائی بنایا، جب کہ حدیث رسولؐ ہے "الولد للفراش..." اپنے ذلیل، کمینے اور شراب خوار بیٹے یزید کو دھونس، دھکار اور دھمکی سے خلیفہ بنایا۔ یہاں تک کہ کے اس کی بدکرداریوں نے اس کا گریباں تھام کر جہنم تک پہونچا دیا؟؟؟

معاویہ کہاں اور علم قرآن کہاں؟ اسے تو ایک آیت کا بھی علم نہیں تھا، اگر تھا تو اس پر عمل نہیں کیا مثلاً آیۃ ﴿أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ کیا حضرت علیؑ اولی الامر نہیں تھے؟ چاہے اولی الامر کی شیعی طرز پر تفسیر کی جائے یا سنی طرز پر۔

آیت ہے کہ جان بوجھ کر مومن کا قتل جہنم کا سزاوار ہے۔ کیا اس نے منتخب روزگار مومنوں کو قتل نہیں کیا، مومنوں کو اذیت نہیں دی؟

۱۔ تاریخ ابن عساکر، ج۷، ص۳۲۲ (ج۷۲، ص۲۳۵ نمبر ۳۲۱۴) اللآلی المصنوعۃ، (ج۱، ص۴۱۷)

کیا وہ امین قرآن ہوسکتا ہے جس نے ایک آیت پر بھی عمل نہیں کیا؟ حدود خداوندی کو پیروں تلے روندڈالا؟ کیا اس کا وفور علم مقام نبوت تک پہونچا سکتا ہے جب کہ وہ آل رسول کا دشمن ہے، مومنوں کا قاتل ہے، انھیں سولی دی جلاوطن کیا، جائیدادیں ضبط کیں؟ وہ کس حیثیت سے تین میں کا ایک یا سات میں میں کا ایک امین ہوگیا؟ کیا مخالفت کی وجہ سے امین ہوگیا یا سنت کو ملیا میٹ کرنے کی وجہ سے امین ہو گیا؟ یا اس لئے کہ مومنوں کا خون بہایا؟ یا اس لئے کہ احکام اسلامی کو پامال کیا یا بدل دیا یا منبر سے اولیاء خدا پر لعنت کی رسم جاری کی؟ کیا انھیں وجہوں سے ضمیر فروش مرید چاہتے ہیں کہ معاویہ پیغمبر ہوجائے؟ آفریں ہے اس ذلیل شخص پر جو پاپ کا بوجھ کاندھے پر اٹھائے مقام نبوت سے سرفراز ہوگیا۔ کاش! یہ بنی امیہ کے چمچے حدیث برنج سے آگے نہ بڑھتے۔ لیکن حیرت ہوتی ہے ان حفاظ کرام پر جو اس قسم کی حدیثوں پر صرف سند کو ضعیف و مہمل کہہ کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

۲۳۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: جبرئیل مجھ پر نازل ہوئے، ان کے پاس ایک کپڑا تھا جس میں جابجا سوراخ تھے۔ میں نے پوچھا: یہ بوسیدہ کپڑا مجھ پر کیوں نازل ہوا ہے؟ کہا کہ خدا نے آسمان پر فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ ان سوراخوں سے نکلیں اور آئیں کیونکہ زمین پر ابوبکر اسی طرح کے سوراخوں سے نکلتے ہیں۔

خطیب نے محمد بن عبداللہ اشنانی سے روایت کی ہے کہ جو کذاب اور حدیث ساز تھا۔ (۱) کتابوں میں صحیح حدیث دیکھ کر ویسی ہی مصیبت نازل کردیتا تھا۔

۲۴۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: خدا نے مجھے چار کی محبت کا حکم دیا ہے: ابوبکر، عمر، عثمان اور علیؑ۔ یہ مصیبت سلیمان بن عیسیٰ سجزی کذاب کی نازل کی ہوئی ہے۔ (۲)

۲۵۔ ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ہر نبی کا دوست ہوتا ہے اور میرے دوست عثمان ہیں۔
یہ حدیث اسحاق بن نجیح ملطی کی گڑھی ہوئی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے کیوں کہ

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۴۴۲۔

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۲۱۸ نمبر ۳۴۹۶) لسان المیزان، ج ۲، ص ۹۹ (ج ۳، ص ۱۱۸ نمبر ۳۹۱۹)

ایک دوسری حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اگر میں اس امت میں کسی کو دوست بناتا تو وہ ابوبکر ہوتے۔(۱)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: ذہبی نے اس حدیث کے باطل ہونے کی جو دلیل دی ہے وہ بھی گڑھی ہوئی ہے چنانچہ شرح ابن ابی الحدید میں اس حدیث کو موضوع کہا گیا ہے۔(۲)

۲۶۔ جب ہارون رشید مدینہ آیا تو اس نے سیاہ قبا و کمر بند پہن کر منبر رسولؐ کے سامنے جانا گستاخی خیال کیا۔

ابوالبختری نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل رسول خداؐ پر نازل ہوئے حالانکہ کہ وہ قبا پہنے ہوئے اور کمر بند میں خنجر لگائے ہوئے تھے۔

یہ حدیث وہب بن وہب ابوالبختری کی گڑھی ہوئی ہے۔ اس کذاب کے متعلق معافی تمیمی نے سات شعروں میں کہا ہے کہ جب لوگ حشر میں اٹھائے جائیں گے تو ابوالبختری صادق آل محمدؐ کی تکذیب لئے محشور ہوگا۔ خدا اسے قتل کرے، کبھی علم فقہ حاصل نہیں کیا اور جھوٹی حدیثیں گڑھتا ہے کہ جبرئیل رسول اکرمؐ پر قبا و کمر بند میں خنجر لگائے آئے تھے۔(۳)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: جسے خدا، رسولؐ اور جبرئیل کا احترام ملحوظ ہو وہ ایسی توہین آمیز باتیں نہیں کہہ سکتا۔

۲۷۔ ابن عباس سے بطور مرفوع:

زمین پر جو بھی شیطان ہے وہ عمر سے علیحدہ رہتا ہے اور آسمان پر جو بھی ملک ہے وہ عمر کی توقیر کرتا ہے۔

موسیٰ بن عبدالرحمٰن کی گڑھی ہوئی حدیث ہے، وہ دجال اور حدیث ساز تھا۔ ابن یونس، امام نسائی

۱۔ میزان الاعتدال، (ج۱، ص۲۰۱ نمبر ۷۹۵)

۲۔ شرح ابن ابی الحدید، ج۳، ص۱۷ (ج۱۱، ص۴۹ خطبہ ۲۰۳)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۴۵۲۔

ابن عدی اور سیوطی نے اس کو ضعیف اور باطل کہا ہے۔(۱)

۲۸۔معاذ بن جبل سے بطور مرفوع: خداوند عالم آسمان پر اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ زمین پر ابوبکر قدم اٹھائیں۔حارث نے اس کو محمد بن سعید کذاب سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث بناوٹی ہے۔نسائی اسے مورد اعتماد نہیں سمجھتے۔مسلم کہتے ہیں کہ حدیث بھول جاتا تھا۔ایک دوسرا راوی بکر بن حسین ہے جس کے متعلق دار قطنی کہتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے۔(۲) اس نے محمد بن سعید مصلوب سے حدیث لی ہے جو جھوٹا اور حدیث ساز تھا۔(۳)

۲۹۔زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: قیامت میں سب سے پہلے عمر کے ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔ان کا نامہ اعمال سورج کی طرح درخشاں ہوگا۔پوچھا گیا: حضرت ابوبکر کہاں ہیں؟ فرمایا: فرشتوں نے انھیں بہشت میں بدلہ دیا ہوگا۔خطیب نے اسے بطریق عمر بن ابراہیم کردی کذاب روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ جھوٹ میں مشہور تھا۔(۴) سیوطی نے حدیث کو جعلی اور وضعی بتایا ہے۔(۵)

۳۰۔بلال بن رباح بطور مرفوع: رسولؐ نے فرمایا: اگر میں تمہارے درمیان مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔ابن عدی نے دو طریقوں سے روایت کر کے کہا ہے کہ اس میں زکریا کذاب ہے اور ابن واقد متروک الحدیث ہے۔(۶)

۱۔میزان الاعتدال، (ج ۲،ص ۶۴۲ نمبر ۵۰۵۱، ج ۴،ص ۲۱۲ نمبر ۸۸۹۱) الکامل فی ضعفا الرجال، (ج ۶،ص ۳۴۹ نمبر ۱۸۳۱) الجامع الصغیر (ج ۲،ص ۵۰۲ حدیث ۷۹۵۴)

۲۔الضعفاء والمتروکین (ص ۱۶۰ نمبر ۱۲۸)

۳۔اللآلی المصنوعۃ، ج ۱،ص ۱۵۵ (ج ۱،ص ۳۰۰)

۴۔تاریخ بغداد، (ج ۱۱،ص ۲۰۲ نمبر ۵۹۰۵)

۵۔اللآلی المصنوعۃ، ج ۱،ص ۱۵۶ (ج ۱،ص ۳۰۲)

۶۔الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۳،ص ۲۱۶ نمبر ۱۳ ۷، ج ۴،ص ۱۹۴ نمبر ۱۰۰۵) اللآلی المصنوعۃ، (ج ۱،ص ۳۲۰) الموضوعات (ج ۱،ص ۳۲۰) التاریخ (ج ۴،ص ۹۱ نمبر ۳۳۰۱) نسائی کی کتاب الضعفاء والمتروکین (ص ۵۰ نمبر ۳۵۴)

۳۱۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: جنت وجہنم نے باہم مفاخرت کی۔ جہنم نے کہا: مجھ میں فرعون، ہامان اور بادشاہ ہیں۔ خدا نے جنت سے کہا: تو کہہ دے کہ افضل میں ہوں کیونکہ خدا نے ابوبکر وعمر کے وسیلے سے مجھ زینت دی ہے۔ یہ حدیث مہدی بن ہلال کی گڑھی ہوئی ہے۔(۱)

۳۲۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے: رسول خداؐ حضرت علیؑ کا سہارا لئے گھر سے نکلے۔ ابوبکر وعمر نے استقبال کیا۔ رسول خداؐ نے علیؑ سے فرمایا: کیا تم ان دونوں بزرگوں کو دوست رکھتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں، اے خدا کے رسولؐ! فرمایا: ہاں دوست رکھو تا کہ جنت میں جاؤ۔

یہ حدیث محمد بن عبداللہ اشانی کی بنائی ہوئی ہے۔ سیوطی وخطیب وذہبی نے اس کو باطل کہا ہے۔(۲)

۳۳۔ ابی ابن کعب سے بطور مرفوع: جبرئیل نے کہا کہ اگر تمہارے ساتھ عمر نوحؑ کی مقدار میں بیٹھ کر فضائل عمر بیان کروں تب بھی تمام نہیں کر سکتا۔ ذہبی نے حبیب بن ثابت کے ذکر میں کہا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ ابن جوزی نے اسے الموضوعات میں درج کیا ہے۔ ابن حجر اور دار قطنی نے بھی اس کو غلط اور موضوع کہا ہے۔(۳)

۳۴۔ عبداللہ سے بطور مرفوع: ابوبکر تاج اسلام، عمر حلۂ اسلام، عثمان اکلیل اسلام اور علیؑ طیب اسلام ہیں۔ ذہبی نے المیزان میں اس حدیث کو جھوٹی کہا ہے۔(۴)

۳۵۔ عبداللہ سے بطور مرفوع: ہر نبی کے خواص ہوتے ہیں، میرے خواص عمر وابوبکر ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے۔(۵)

۱۔ اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۵۸ (ج۱، ص۳۰۵)

۲۔ اللآلی المصنوعۃ، (ج۱، ص۳۰۵) تاریخ بغداد، ج۱، ص۲۳۶، ج۵، ص۴۴۰ (نمبر ۲۹۶۳) میزان الاعتدال، ج۱، ص۲۴۳ (ج۱، ص۵۲۴ نمبر ۱۹۵۴) ابن جوزی کی الموضوعات (ج۱، ص۳۲۳)

۳۔ الموضوعات، (ج۱، ص۳۲۱) میزان الاعتدال، (ج۱، ص۴۵۱ نمبر ۱۶۹۱) لسان المیزان، ج۲، ص۱۶۸ (ج۲، ص۲۱۳ نمبر ۲۳۷۰) ج۲، ص۱۸۹ (ج۲، ص۲۳۸ نمبر ۲۳۸۱)

۴۔ میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۱۰ (ج۱، ص۶۶۱ نمبر ۲۵۴۵)

۵۔ میزان الاعتدال، (ج۲، ص۵۰۷ نمبر ۴۶۲۳) لسان المیزان، ج۳، ص۳۶۵ (ج۳، ص۴۴۸ نمبر ۴۸۲۷)

۳۶۔ عبداللہ سے بطور مرفوع: رسول خداؐ نے فرمایا: ابھی تمہارے درمیان جنتی شخص وارد ہوگا۔ تھوڑی دیر میں معاویہ آئے رسول خداؐ نے فرمایا: اے معاویہ! تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں، ہم اور تم جنت کے دروازے میں ایک ساتھ یوں داخل ہوں گے اور پھر دو انگلیوں کو جوڑ کر اشارہ کیا۔

ذہبی نے حسن بن شبیب اور عبداللہ بن یحییٰ مودب سے لیا ہے اور کہا ہے کہ حسن معتبر لوگوں کے نام سے حدیث گڑھتا تھا اور یحییٰ کے حال میں لکھا ہے کہ اس کی حدیث باطل ہے معلوم نہیں یہ کون شخص ہے۔(۱)

۳۷۔ حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: میری امت میں سب سے پہلے داخل بہشت ہونے والے عمر وابوبکر ہیں۔ حالانکہ ابھی میں اور معاویہ حساب کے لئے کھڑے ہی ہوں گے۔

یہ حدیث اصبغ شیبانی کی ہے جو واہی حدیثیں گڑھتا تھا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اسے موضوعات میں درج ہونا چاہئے۔(۲)

۳۸۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: آخری زمانے میں میری امت کے بعض افراد رافضی ہوں گے جو اپنے کو اہل بیت کا دوست کہیں گے حالانکہ وہ جھوٹے ہوں گے کیونکہ وہ ابوبکر وعمر کی برائی کریں گے جہاں بھی انھیں پاؤ قتل کردو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

ابن عدی نے اسے نامناسب اور غلط حدیث میں شمار کیا ہے، یہ حدیث غلط ہے۔(۳)

۳۹۔ جب بھی رسول خداؐ بوئے جنت کے مشتاق ہوتے تو ابوبکر کی داڑھی کا بوسہ لیتے۔

فیروز آبادی اور عجلونی نے اس کو موضوع، افتراپردازی اور غلط کہا ہے۔(۴)

۱۔ میزان الاعتدال، ج(ج۱،ص ۴۹۵ نمبر ۱۸۶۴) ج۲،ص ۱۳۳ (ج۲،ص ۴۲۲ نمبر ۴۶۸۴) لسان المیزان، ج۳،ص ۳۷۶ (ج۳،ص ۴۶۰ نمبر ۴۸۶۶)

۲۔ میزان الاعتدال، (ج۱،ص ۲۷۱ نمبر 1015) الضعفاء الکبیر (ج۱،ص ۱۳۰ نمبر ۱۶۲) لسان المیزان، ج۱،ص ۴۶۰ (ج۱،ص ۵۱۴ نمبر ۱۴۲۷)

۳۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۵،ص ۱۵۴ نمبر ۱۳۱۷) لسان المیزان، ج۴،ص ۳۷۵۴ (ج۴،ص ۴۴۳ نمبر ۶۳۲۱)

۴۔ سفر السعادۃ (ج۲،ص ۲۱۱) کشف الخفاء ج۲،ص ۴۱۹۔

۴۰۔ ابی بن کعب سے بطور مرفوع: قیامت میں سب سے پہلے حق سے معانقہ کرنے والے عمر ہیں، سب سے پہلے وہی مصافحہ بھی کریں گے۔ سب سے پہلے عمر ہی کو ہاتھ پکڑ کے جنت میں لے جایا جائے گا۔ (مستدرک حاکم) تلخیص، ذہبی میں اس حدیث کو گڑھی ہوئی بتایا ہے۔ شاید فضل بن جبیر وراق کی وجہ سے کہا گیا ہو۔ (۱)

۴۱۔ ابراہیم بن حجاج بن منبہ سہمی اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا: جسے بھی ابوبکر وعمر کی برائی کرتے دیکھو وہ دراصل اسلام کی برائی کر رہا ہے۔

ذہبی نے میزان میں اس کو غلط اور جعلی بتایا ہے۔ ابراہیم گمنام ومجہول ہے۔ حجاج بن منبہ کا پورا خاندان حدیث سازی میں ماہر تھا۔

۴۲۔ انس سے بطور مرفوع: میں نے ابوبکر وعمر کو مقدم نہیں کیا ہے خدا نے مقدم کر کے احسان فرمایا ہے اس لئے ان کی پیروی کرو پس جو شخص ان کی برائی کرے وہ دراصل میری اور اسلام کی برائی کر رہا ہے حسن بن ابراہیم فقیمی سے اخراج کر کے ذہبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے میں اسے نہیں جانتا۔ (۲)

۴۳۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا نے مجھے اپنے نور سے خلق کیا، ابوبکر کو میرے نور سے اور عمر کو نور ابوبکر سے، عثمان نور عمر سے اور عمر بہشت کے چراغ ہیں۔

ذہبی نے یہ روایت احمد بن یوسف منبجی سے لی ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔ (۳) ابونعیم کہتے ہیں کہ یہ خبر باطل اور مخالف قرآن ہے۔ (۴)

۴۴۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: جبرئیل رسول خداؐ پر نازل ہوئے اور عرض کی: پروردگار عرش فرماتا ہے کہ جب میں نے انبیاء سے میثاق لیا تو تمہیں ان کا آقا قرار دیا۔ ابوبکر وعمر کو تمہارا وزیر قرار دیا، مجھے میری عزت کی قسم! اگر تم چاہو کہ آسمانوں اور زمینوں کو زائل کر دوں تو کر دوں گا۔

۱۔ المستدرک ج ۳، ص ۸۴ (ج ۳، ص ۹۰ حدیث ۴۴۸۹، تلخیص کا بھی یہی صفحہ ہے) الضعفاء الکبیر (ج ۳، ص ۴۴۳ نمبر ۱۴۹۲)

۲۔ لسان المیزان، (ج ۲، ص ۳۴۱ نمبر ۲۳۹۴)

۳۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۱۶۶ نمبر ۶۶۹)

۴۔ لسان المیزان، ج ۱، ص ۳۲۸ (ج ۱، ص ۳۶۱ نمبر ۱۰۰۶)

ذہبی و ابن سمعانی اس خبر کو باطل کہتے ہیں۔ موسیٰ بن عیسیٰ کذاب تھا۔(۱)

۴۵۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: خدا نے مجھ پر وحی کی کہ اپنی بیٹی کا نکاح عثمان سے کر دوں۔(۲)

۴۶۔ معاذ سے بطور مرفوع: قیامت میں میرے اور ابراہیم کے لئے منبر نصب ہوگا۔ ابو بکر کے لئے کرسی رکھی جائے گی جس پر وہ بیٹھیں گے اور آواز دی جائے گی: کیا کہنا صدیق کا جو خلیل و حبیب کے پہلو میں ہے۔

ذہبی اسے غلط اور باطل قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کا راوی محمد بن احمد حلیمی ہے۔(۳)

۴۷۔ بطور مرفوع: اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث ہوتے۔

صغانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث جعلی ہے۔(۴)

۴۸۔ بطور مرفوع: خدا نے جو کچھ میرے سینے میں اونڈیلا اسے ابو بکر کے سینے میں بھی اونڈیل دیا۔ اکثر محدثین نے اس کو بطور ارسال مسلم نقل کیا ہے۔ فیروز آبادی کہتے ہیں کہ مشہور ترین جعلی حدیث ہے۔

عقل سے اس کا باطل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ عجلونی اور ملا علی قاری بھی اسے موضوعات ہی میں شمار کرتے ہیں۔(۵)

۴۹۔ بطور مرفوع: میں اور ابو بکر گھوڑ سواری کے دو گھوڑوں کی طرح ہیں۔

فیروز آبادی، عجلونی، ابن درویش حوت اور ملا علی قاری نے اس حدیث کو جعلی اور باطل کہا ہے۔(۶)

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۴، ص ۲۱۶ نمبر ۸۹۰۸)

۲۔ ابن عدی نے اس کو عمیر بن عمران حنفی کی گڑھی ہوئی حدیثوں میں بتایا ہے۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۵، ص ۷۰ نمبر ۱۲۴۹) لسان المیزان، ج ۴، ص ۳۸۰ (ج ۴، ص ۴۳۹ نمبر ۶۳۴۵)

۳۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۴۶۵ نمبر ۷۱۸۲) لسان ج ۵، ص ۵۹ (ج ۵، ص ۶۸ نمبر ۶۹۸۰)

۴۔ کشف الخفاج ۲، ص ۱۶۳.

۵۔ سفر السعادۃ (ج ۲، ص ۲۱۱) کشف الخفاج ۲، ص ۴۱۹، اسی المطالب، ص ۱۹۴ (ص ۳۹۱ حدیث ۱۲۶۲) الموضوعات الکبریٰ (ص ۱۰۶)

۶۔ سفر السعادۃ (ج ۲، ص ۲۱۱) کشف الخفاج ۲، ص ۴۱۹، اسنی المطالب، ص ۲۷۳ (ص ۱۳۸ حدیث ۳۹۳) الموضوعات الکبریٰ (ص ۱۰۶)

۵۰۔بطور مرفوع: خدا جب روحوں کو اختیار کر رہا تھا تو روح ابو بکر کو اختیار کیا۔
عقل واضح طور سے اس کے باطل ہونے کا فیصلہ کرتی ہے۔ فیروز آبادی، عجلونی اور ملا علی قاری نے اس حدیث کو باطل کہا ہے۔(۱)

۵۱۔عبداللہ بن عمرو عاص سے مروی ہے: عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریں گے، شادی کریں گے، ان کے بچے ہوں گے اور وہ ۴۵ سال زندہ رہیں گے پھر انھیں موت آئے گی اور دفن کئے جائیں گے۔ پھر میں، ابو بکر، عمر اور وہ محشور ہوں گے۔ ذہبی نے اس کو جعلی اور بناوٹی کہا ہے۔(۲)

۵۲۔ابن عباس سے بطور مرفوع: عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں جہاں بھی حلول کروں۔ جو اس کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے جو اسے دشمن رکھتا ہے وہ مجھے دشمن رکھتا ہے۔
ذہبی نے اس حدیث کو جھوٹ کہا ہے۔ ابن درویش اس کو غیر صحیح کہتے ہیں۔(۳)

۵۳۔ابن عباس سے بطور مرفوع: ابو بکر کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔
یہ حدیث ابن حسن کلبی کی گڑھی ہوئی ہے۔ ذہبی نے اسے جھوٹ کہا ہے۔(۴)

۵۴۔انس سے بطور مرفوع: جو شخص خدا کی طرف جھوٹی نسبت دے اسے توبہ کرانے کے بجائے قتل کیا جانا چاہئے۔ جو مجھے گالیاں دے اس سے توبہ کے بجائے قتل کیا جانا چاہئے، جو ابو بکر کو گالیاں دے یا عمر کو گالیاں دے اسے بھی توبہ کے بجائے قتل کیا جانا چاہئے اور جو عثمان اور علیؑ کو گالیاں دے اسے تازیانہ سے سزا دینی چاہئے۔ پوچھا گیا: اے خدا کے رسولؐ! ایسا کیوں؟ فرمایا: اس لئے کہ مجھے اور ابو بکر وعمر کو خدا نے ایک مٹی سے پیدا کیا ہے اور ایک ساتھ دفن ہوں گے۔
ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث جعلی ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ حدیث یعقوب بن جہم حمصی کذاب نے

۱۔کشف الخفا (ج ۲، ص ۴۱۹) اسنی المطالب، ص ۶۰ (ص ۱۱۸ حدیث ۳۱۳) الموضوعات الکبریٰ (ص ۱۰۶)

۲۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۰۵ (ج ۶، ص ۵۶۳ نمبر ۴۸۶۶)

۳۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۱۵۸ (ج ۲، ص ۶۷۵ نمبر ۵۲۹۸، ج ۳، ص ۳۸۱ نمبر ۶۸۵۵) اسنی المطالب، ص ۱۴۴ (ص ۲۹۵ حدیث ۹۲۳)

۴۔میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۲۲ (ج ۳، ص ۱۲۲ نمبر ۵۸۱۶)

بنائی ہے۔(۱)

۵۵۔انس سے منقول ہے: جب ابوبکر کا وقت وفات آیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں صرف چار افراد زیرک و مدبر ہیں: دو عورت دو مرد۔ عورتوں میں صفرا بنت شعیب اور خدیجہ بن خویلد اور مردوں میں عزیز مصر اور ابوبکر۔ ابوبکر صدیق نے وقت وفات مجھ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ خود ہی عمر کے حوالے اس خلافت کو کردوں۔ میں نے ان سے کہا: اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو میں آپ سے راضی نہ ہوں گا۔ ابوبکر نے خوش ہو کر کہا: آپ نے مجھے خوش کردیا کیوں نہ میں بھی آپ کو خوش کردوں، میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ بلاشبہ پل صراط پر ایک گھاٹی ہے اس سے وہی گذرے گا جسے علیؑ اجازت دیں گے۔ حضرت علیؑ نے کہا: میں بھی آپ کو خوش کردوں؟ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اے علیؑ! ان لوگوں کو گذرنے کی اجازت مت دینا جو ابوبکر عمر کو گالیاں دیں کیونکہ یہ جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں انبیاء کے بعد۔ جب خلافت عمر کو مل گئی تو حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا: اے انس! میں نے خدا کی طرف سے اجراء قلم کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ میری رائے کے خلاف علم و ارادۂ خدا ہو چکا ہے۔ اگر میں اس پر راضی نہ ہوتا تو مجھ پر اعتراض ہو جاتا کہ خدا کے معاملے میں راضی برضا نہیں۔ رسولؐ نے فرمایا ہے کہ میں خاتم انبیاء ہوں اور علیؑ خاتم اوصیاء۔

خطیب نے اسے نقل کر کے کہا ہے کہ عمر بن واصل کی بنائی حدیث ہے یا اسے کسی اور نے بنایا ہے۔(۲)

۵۶۔ابن عباس سے بطور مرفوع: خدا نے مجھے چار وزیروں سے تقویت دی۔ ہم نے پوچھا: وہ چار کون ہیں؟ فرمایا: دو آسمان والے جبرئیل و میکائیل اور دو زمین والے عمر و ابوبکر۔

یہ محمد بن مجیب کی وضع کی ہوئی حدیث ہے جو بہت بڑا جھوٹا تھا۔(۳)(خطیب) ذہبی نے معلّی

۱۔میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲۳ (ج ۴، ص ۲۵۰ نمبر ۹۸۰۹) لسان المیزان، ج ۶، ص ۳۰۶ (ج ۶، ص ۳۷۴ نمبر ۹۳۳۴) الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج ۷، ص ۱۵۰ نمبر ۲۰۶۰)

۲۔تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۳۵۸، ۳۵۷.

۳۔تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۲۹۸.

سے یہ حدیث نقل کی ہے وہ بھی بہت بڑا حدیث ساز تھا۔(۱)

۵۷۔ جابر سے مروی ہے: ہم خدمت رسولؐ میں تھے کہ آپ نے فرمایا: ابھی ایک شخص برآمد ہوگا جو میرے بعد تمام لوگوں سے افضل و بہتر ہے۔ اس کی شفاعت انبیاء کی شفاعت کی طرح قبول کی جائے گی۔ تھوڑی دیر میں ابوبکر صدیق برآمد ہوئے، رسولؐ نے کھڑے ہوکر ان کا ماتھا چوم کر لپٹا لیا۔

خطیب نے اسے بازاری مقرر محمد بن عباس بن حسین سے سنا۔(۲) اس بازاری قصے کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے۔

۵۸۔ ابن مسعود سے بطور مرفوع: ہر مولود کی ناف میں اس کی مٹی کا جزو ہوتا ہے۔ جب وہ بوڑھا ہوتا ہے تو اسی خاک کی طرف واپس کیا جاتا ہے اور اس سے دفن کیا جاتا ہے۔ میں، ابوبکر و عمر ایک خاک سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی میں دفن کئے جائیں گے۔ خطیب نے موسیٰ بن سہل سے سنا جو مہمل اور بے ہودہ باتیں نقل کرتا رہتا ہے۔ یہ حدیث باطل ہے۔(۳)

۵۹۔ انس سے بطور مرفوع: جب مجھے جبرئیل آسمان پر لے گئے تو وہاں میں نے زین اور لجام سے آراستہ گھوڑے دیکھے ان کے سر یاقوت سرخ کے، سم زبرجد سبز کی اور بدن طلائے ناب کے تھے۔ لمبے لمبے بال تھے۔ پوچھا: یہ کس کے لئے ہیں؟ جبرئیل نے کہا: یہ ابوبکر و عمر کے دوستوں کے ہیں۔ انھیں پر سوار ہوکر قیامت میں زیارت خدا کریں گے۔ خطیب اسے نقل کر کے کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔(۴) ذہبی اور ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، محمد مرزوق نے بنائی ہے۔(۵)

۶۰۔ عطیہ عوفی، ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں: علیین والے زیر زمین دیکھتے ہیں جس طرح تم آسمان کے ستارے دیکھتے ہو اور وہاں ابوبکر و عمر ہیں اور انعما ہیں۔ پوچھا: انعما کیا ہے؟ کہا:

۱۔ میزان الاعتدال، (ج ۴، ص ۱۵۲ نمبر ۸۵۷۹

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۳، ص ۱۲۳۔

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۱۳، میزان الاعتدال، ج ۳ ص ۲۱۱ (ج ۴، ص ۲۰۶ نمبر ۸۸۷۳)

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۴۰، ج ۱۱، ص ۲۴۲،

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۹۹ (ج ۳، ص ۶۳۸ نمبر ۷۹۱۱) لسان المیزان، ج ۵، ص ۲۷۴ (ج ۵، ص ۳۱۱ نمبر ۷۷۶۶)

علیین والے انھیں سے ہیں۔ مقدسی کے نزدیک جعلی حدیث ہے، خطیب نے جھوٹوں کی نشاندہی کی۔(۱)

۶۱۔ انس سے مروی ہے: جب سورۂ تین نازل ہوا تو رسولؐ بہت خوش ہوئے۔ پھر ہم نے ابن عباس سے اس کی تفسیر پوچھی، کہا کہ تین سے مراد بلاد شام ہیں، زیتون سے بلاد فلسطین، طور سینین طور سینا ہے جہاں خدا نے موسیٰ سے کلام کیا، ﴿وَهَـٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ﴾ سے مراد مکہ ہے، ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ﴾ سے مراد محمدؐ، ﴿ثُمَّ رَدَدْنَاهُ﴾ سے مراد لات وعزیٰ کے پجاری ہیں، ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ سے مراد ابوبکر وعمر، ﴿فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ سے عثمان، ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ﴾ سے مراد علیؑ اور ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ﴾ سے مراد ان کو تقویٰ پر جمع کرنا ہے۔

اس حدیث کی سند باطل ہے۔ اس میں محمد بن بیان پکا جھوٹا اور حدیث ساز ہے، لفظیں بدل دیتا ہے۔(۲)

۶۲۔ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے: ہم خدمت رسولؐ میں تھے اور ابوبکر بھی تھے۔ کاندھے پر عبا ڈالے ہوئے تھے، عبا سینے پر سے پھٹی ہوئی تھی سوراخ نظر آرہا تھا۔ اس درمیان جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: ابوبکر ایسا کپڑا کیوں پہنے ہوئے ہیں؟ رسولؐ نے فرمایا: فتح مکہ سے پہلے سارا مال میرے اوپر خرچ کردیا۔ جبرئیل نے کہا: انھیں خدا کا سلام پہونچا کر خبر دے دیجئے۔ رسولؐ، خدا کا سلام پہونچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خدا سے اس فقر پر راضی ہو یا نہیں؟ ابوبکر نے کہا: کیا میں خدا سے ناراض ہوسکتا ہوں۔

خطیب نے محمد بن بابشاذ سے روایت کی ہے کہ جو عجیب وغریب مطالب نقل کیا کرتا ہے۔ ذہبی نے اس حدیث کو دروغ کہا ہے۔(۳)

۶۳۔ ابوہریرہ سے مروی ہے: جب رسول خداؐ مدینہ میں متوطن ہوگئے تو شادی کی خواہش کی۔

۱۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۲۷ (ص ۲۰) تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۳۹۴، ج ۳، ص ۱۹۵ ج ۴، ص ۶۴، ج ۱۲، ص ۱۴۴۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۹۷، میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۳۲ (ج ۳، ص ۹۳ نمبر ۷۲۸۶)

۳۔ تاریخ بغداد، ج ۲ ص ۱۰۶، میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۲۱۳ (ج ۳، ص ۱۰۳ نمبر ۵۷۳۷)

مسلمانوں سے کہا مجھے عورت دو۔ جبرئیل ایک پارچہ بہشت میں جس کا طول دو ہاتھ اور عرض ایک بالشت تھا، ایک تصویر لا کر تھما دی کہ اس سے زیادہ خوبصورت دیکھی نہیں گئی تھی۔ اسے کھول کر فرمایا: اے محمدؐ! خدا فرماتا ہے کہ اس عورت سے شادی کرو۔ فرمایا: یہ عورت کہاں سے لاؤں؟ کہا کہ ابوبکر کی بیٹی سے ازدواج کرو۔ رسولؐ، خانہ ابوبکر پر پہونچے کنڈی کھٹکھٹائی۔ ابوبکر سے کہا کہ میں حکم خدا سے تمہارا داماد بننا چاہتا ہوں۔ ابوبکر کے پاس تین بیٹیاں تھیں تینوں کو لا کر حاضر کر دیا۔ رسولؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے عائشہ سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔

خطیب نے اسے محمد بن حسن زیاد سے نقل کیا ہے جو ایسی سند سناتا ہے کہ جس میں سبھی رجال معتبر ہوتے ہیں حالانکہ وہ بہت بڑا احدیث ساز تھا۔ (۱) ذہبی نے اس کو محمد بن حسن کی جھوٹی حدیث کہا ہے۔ (۲)

۶۴۔ بطور مرفوع رسول خداؐ کا ارشاد ہے: اسلام میں ابوبکر و عمر کی حیثیت کان اور آنکھ کی ہے۔

مقدسی نے نشاندہی کی ہے کہ یہ حدیث ولید بن فضل کی گڑھی ہوئی۔ (۳)

۶۵۔ رسول خداؐ نے ابوبکر و عمر کے شانے پکڑے اور کہا: تم دونوں میرے وزیر ہو۔

یہ زکریا بن درید کی گڑھی ہوئی ہے۔ (۴)

۶۶۔ بطور مرفوع رسول خداؐ سے مروی ہے: میں اور تم دونوں (ابوبکر و عمر) بہشت میں گھومے پھریں گے۔

یہ بھی زکریا بن درید کی گڑھی ہوئی ہے۔ (۵)

۶۷۔ ابوہریرہ سے بطور مرفوع: جبرئیل، خدا کی طرف سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ ابوبکر و عمر کو

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۲، ص ۱۹۴، ج ۱۱، ص ۲۲۲.

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۴۴ (ج ۳، ص ۵۱۷ نمبر ۷۳۹۵، ج ۴، ص ۱۱۹ نمبر ۵۵۶۱)

۳۔ تذکرۃ الموضوعات، (ص ۲۰).

۴۔ تذکرۃ الموضوعات، (ص ۴) میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۲۷ نمبر ۲۸۷۴)

۵۔ میزان الاعتدال، ۲۰، ص ۲۷ نمبر ۲۸۷۴.

صرف مومن ہی دوست رکھے گا اور صرف منافق ہی دشمن رکھے گا۔(۱)

۶۸۔ دختر رسولؐ رقیہ کی کنیز ام عیاش سے مروی ہے: ام کلثوم کی شادی عثمان سے میں نے حکم خدا سے کی۔ خطیب نے احمد بن محمد مفلس کذاب سے لی ہے۔ اس نے عبدالکریم بن روح سے جو مجہول و گمنام ہے۔

اس کا باپ عنبہ بھی گمنام ہے اور متروک الحدیث ہے (ذہبی)۔ تعجب ہے کہ خود خطیب چپ ہیں۔(۲)

۶۹۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: خواب میں دودھ سے بھرا پیالہ دیا گیا۔ میں پی کر سیر ہو گیا لیکن پیالے میں دودھ باقی تھا، بچا ہوا دودھ عمر کو دیا انھوں نے بھی پیا۔

اس خواب کی تعبیر علم سے کی گئی ہے؟ جب آپ علم سے سیر ہو گئے تو عمر کو دیا گیا۔ رسولؐ نے فرمایا: صحیح ہے۔ یہ حدیث عبدالرحمٰن عدوی کی گڑھی ہوئی ہے جو عمر بن خطاب کی نسل سے تھا۔(۳)

۷۰۔ جعفر بن محمد سے بطور مرفوع: شب معراج عرش پر لکھا دیکھا: کوئی خدا نہیں خدا کے سوا، محمدؐ خدا کے رسول، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان، ذوالنورین و کشتۂ ستم ہیں۔

خطیب نے اسے عبدالرحمٰن بن عفان اور محمد بن مجیب صائغ سے لیا ہے۔ دونوں ہی پکے جھوٹے ہیں۔(۴)

۷۱۔ حذیفہ سے مروی ہے: رسول خداؐ نے نماز صبح ہمارے ساتھ ادا کی۔ فارغ ہو کر فرمایا: ابوبکر صدیق کہاں ہیں؟ آخری صف سے ابوبکر نے جواب دیا: لبیک، لبیک اے خدا کے رسولؐ! رسولؐ نے

۱۔ یہ ابراہیم بن براء کذاب کی گڑھی ہوئی حدیثوں میں سے ہے۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۱،ص۲۵۴نمبر۸۳) میزان الاعتدال، ج۱،ص۵۴نمبر۱۷۴) لسان المیزان، (ج۱،ص۹۱،نمبر۲۷۲) تاریخ بغداد، ج۱،ص۴۰۱، ۳۹۹۔

۲۔ تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۳۶۴، الجرح والتعدیل (ج۶،ص۶۱نمبر۳۲۵) خلاصہ الخزرجی ص۱۰۱ (ج۱،ص۳۲۸نمبر۲۰۸۴) الثقات (ج۸،ص۴۲۳) میزان الاعتدال، (ج۳،ص۳۰۱نمبر۶۵۰۸)

۳۔ تاریخ بغداد، ج۱،ص۲۳۱نمبر۵۳۶۱)

۴۔ تاریخ بغداد، ج۱۰،ص۲۶۴نمبر ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر۲۹۸، ۵۷۴۔

فرمایا: انھیں راستہ دو، قریب آؤ میرے پاس آؤ۔ پوچھا: کیا تم پہلی تکبیر میں شامل ہوئے تھے۔ جواب دیا: آپ کے ساتھ پہلی صف میں تھا۔ آپ نے تکبیر کہی تو مجھے اپنی طہارت میں شک ہوا۔ آپ قرأت شروع کر چکے تھے تو میں مسجد سے نکلنا چاہتا تھا۔ ناگہاں ہاتف نے آواز دی: اپنے پیچھے دیکھو۔ ایک سونے کا طشت ٹھنڈے میٹھے پانی سے بھرا ہوا دیکھا۔ سبز رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ اسی پر لکھا تھا" **لا الہ الا اللہ محمد رسول و ابو بکر صدیق**"۔ میں نے اس سے وضو کر کے رومال سے پوچھا اور آپ رکوع میں تھے تو شریک ہو گیا اور نماز ختم کی۔ رسولؐ نے فرمایا: بشارت ہو، تمہیں جبرئیل نے وضو کرایا، رومال لئے ہوئے میکائیل تھے اور اسرافیل میرا زانو پکڑے ہوئے تھے کہ تم نماز میں شامل ہو جاؤ۔

یہ حدیث اسی کذاب نے گڑھی ہے جس کا نام محمد بن زیاد ہے۔ سیوطی کہتے ہیں ممکن ہے یہ دوسرے نے گڑھی ہو۔ (۱)

۷۲۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: بزم رسولؐ میں تذکرۂ ابو بکر چھڑ گیا۔ فرمایا: کون ہے مثل ابو بکر؟ جب لوگوں نے میری تکذیب کی انھوں نے میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لائے، مجھے بیٹی دی دولت خرچ کی، سخت جنگوں میں میرے ساتھ جنگ کی۔ نتیجہ میں وہ حشر میں ناقۂ جنت پر سوار ہوں گے، جس کے ہاتھ مشک و عنبر کے، پاؤں زمرد سبز کے، مہار موتیوں کی ہوگی، چہرے پر سندس و استبرق کے حلے ہوں گے میں ان کی طرح وہ میری طرح ہوں گے، لوگ دیکھ کر کہیں گے: یہ خدا کے رسول محمدؐ ہیں اور یہ ابو بکر صدیق یہ روایت اسحاق بن بشیر بن مقاتل کی ہے جو بڑا مکار اور جھوٹا تھا۔ حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۲)

۷۳۔ آسمان سے کچھ درہم نازل ہوئے جس میں لکھا ہوا تھا: **ضرب الرحمان مال عثمان بن عفان**" یہ سکہ خدا نے عثمان کے لئے ڈھالا ہے"۔ ابن درویش نے اس کو جھوٹ اور واہیات کہا ہے۔ (۳)

۱۔ اللئالی المصنوعۃ، ج ۱، ص ۱۵۰ (ج ۱، ص ۲۸۹)

۲۔ کتاب المجروحین (ج ۱، ص ۱۳۵) نیز ملاحظہ کیجئے کذاب و جعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۹۵۔

۳۔ اسنی المطالب، ص ۲۸۷ (ص ۶۰۱)

۷۴۔ بطور مرفوع: میرے بعد عمر و ابو بکر کی پیروی کرو۔ ابن درویش اور ابن حزم نے اس کو جھوٹی حدیث کہا ہے۔ اسی مفہوم کی ایک صحیح حدیث ترمذی میں ہے کہ میرے بعد عمار کی پیروی کرو اور ابن مسعود کے عہد سے وابستہ رہو۔ ہیثمی کہتے ہیں کہ اس کی سند مہمل ہے۔ (۱)

۷۵۔ بطور مرفوع: میں شہر علم ہوں اس کا دروازہ علیؑ، اس کی اساس ابو بکر اور اس کی دیوار عمر ہیں۔ ابن درویش کہتے ہیں کہ کسی علمی کتاب میں اس حدیث کا درج ہونا مناسب نہیں۔ (۲) ابن حجر نے فتاوی حدیثیہ میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ (۳)

۷۶۔ بطور مرفوع: جب جبرئیل آنحضرت سے جدا ہوتے تو ابو بکر آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تا کہ مانوس رہیں۔ ابن درویش کے نزدیک یہ حدیث باطل اور جھوٹ ہے۔ (۴)

۷۷۔ انس سے بطور مرفوع: جنت کے بوڑھوں کے سردار ابو بکر و عمر ہیں۔ اور ابو بکر جنت میں اسی طرح ہیں جس طرح آسمان میں ثریا۔

یہ حدیث یحییٰ بن عنبسہ نے گڑھی ہے۔ وہ دجال بہت بڑا حدیث ساز تھا۔ (۵) ایک سلسلہ ابن مریم سے ہے وہ بھی دجال و حدیث ساز تھا۔ اسی کو بشار بن موسیٰ اور یونس بن ابی اسحاق کے طریق سے نقل کیا گیا ہے جن کو ابن معین، بخاری، نسائی، احمد اور ابو حاتم وغیرہ نے کذاب و دجال کہا ہے۔ (۶)

۱۔ اسنی المطالب، ص ۴۸ (ص ۹۶ حدیث ۲۳۸)

۲۔ اسنی المطالب، ص ۷۳ (ص ۱۳۷ حدیث ۳۹۱)

۳۔ الصواعق المحرقۃ (ص ۳۴) الفتاویٰ الحدیثیہ ص ۱۹۷ (۲۶۹)

۴۔ اسنی المطالب، ص ۸۸، ۲۸۷ (ص ۱۶۸ حدیث ۶۰۰۵۱۰)

۵۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۱۲۶ (ج ۴، ص ۱۸ نمبر ۸۱۰۰ ج ۲، ص ۵۸۵ نمبر ۴۹۴۹) نیز ملاحظہ کیجئے کذاب و جعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۲۶۸۔

۶۔ التاریخ (ج ۳، ص ۶۳ نمبر ۲۴۳) التاریخ الکبریٰ (ج ۲، ص ۱۳۰ نمبر ۱۹۳۵) نسائی کی کتاب الضعفاء والمتروکین (ص ۶۳ نمبر ۸۲، ص ۱۴۳ نمبر ۳۳۱) تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۱۱۹۔۱۱۸، ج ۱۰، ص ۱۹۲، تہذیب التہذیب، ج ۱، ص ۴۴۱ (ج ۱، ص ۳۸۶) ج ۵، ص ۸ (ج ۵، ص ۲۱، ج ۱۱، ص ۳۸۱) العلل و معرفۃ الرجال، (ج ۲، ص ۵۱۹ نمبر ۳۴۲۴، ج ۱، ص ۴۱۱ نمبر ۸۶۶) الجرح والتعدیل (ج ۹، ص ۲۴۴ نمبر ۱۰۲۴، ج ۴، ص ۴۷۸ نمبر ۲۰۹۷) التاریخ الصغیر، (ج ۲، ص ۹۵) الکامل فی الضعفاء الرجال، (ج ۴، ص ۱۰۸ نمبر ۹۴۵) کتاب المجروحین (ج ۱، ص ۳۸۲)

۷۸۔ جابر سے مروی ہے: ابوبکر و عمر کو مومن دشمن نہیں رکھ سکتا اور منافق دوست نہیں رکھ سکتا۔

معلّٰی بن ہلال طحان نے یہ حدیث گڑھی ہے۔ احمد کہتے ہیں کہ اس کی تمام احادیث موضوع ہوتی ہیں۔ ذہبی اس حدیث کو غیر صحیح کہتے ہیں، ایک عبدالرحمٰن بن مالک سے طریق سے ہے وہ بھی دجال و حدیث ساز تھا۔ (۱)

۷۹۔ سعد سے مروی ہے: رسولؐ نے معاویہ سے کہا کہ حشر میں تم یوں محشور ہو گے کہ حلہ نور سے آراستہ ہو گے جس کا ظاہر رحمت اور باطن رضا ہوگا۔ اس کے ذریعے تم لوگوں میں فخر کرو گے۔ چونکہ تم کاتب وحی ہو۔

ذہبی نے اس کو باطل اور جھوٹ کہا ہے۔ (۲)

۸۰۔ عائشہ کا بیان ہے: ایک رات رسول خداؐ کی میرے یہاں باری تھی۔ جب ہم سونے لگے تو آسمان کی طرف دیکھا، بے شمار ستارے تھے۔ میں نے کہا: اے خدا کے رسولؐ! دنیا میں کوئی ایسا ہے جس کے حسنات ستاروں کے برابر ہوں؟ فرمایا: ہاں پوچھا: کس کے؟ فرمایا: عمر، ان کے حسنات تمہارے باپ کی طرح ہیں۔

خطیب اور ذہبی نے اسے بریہ بن محمد کی گڑھی ہوئی حدیث بتایا ہے جو بہت بڑا کذاب تھا۔ (۳)

۸۱۔ جابر سے مروی ہے: ایک جنازہ لایا گیا جس کی نماز رسولؐ نے نہیں پڑھی اور فرمایا چونکہ یہ عثمان کو دشمن رکھتا تھا اس لئے خدا بھی اس کا دشمن تھا۔

یہ حدیث محمد بن زیاد جزری کی بنائی ہوئی ہے۔ ذہبی اسے عمر بن موسیٰ میثمی کذاب کی گڑھی ہوئی بتاتے ہیں۔ (۴)

۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۱۲، میزان الاعتدال، (ج ۲، ص ۵۸۴ نمبر ۴۹۴۹)

۲۔ میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۵۱۶ نمبر ۷۳۹۰)

۳۔ میزان الاعتدال، (ج ۱، ص ۳۰۶ نمبر ۱۱۵۸) اسنی المطالب، ص ۲۷۸ (ص ۵۸۸) الموضوعات (ج ۱، ص ۳۴۲) نیز ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۱۲۵۔

۴۔ تذکرۃ الموضوعات، ص ۲۷ (ص ۱۹) میزان الاعتدال، (ج ۳، ص ۲۲۴ نمبر ۶۲۲۲) لسان المیزان، ج ۴، ص ۳۳۵، ۳۳۲ (ج ۴، ص ۳۸۲ نمبر ۶۱۵۲) نیز ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۴۲۷۔

۸۲۔رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے عرش کی شادابی پر لکھا دیکھا: محمدؐ، رسول اللہ ہیں اور ابو بکر، صدیق ہیں۔

ذہبی اسے سری بن عاصم کی مصیبت بتاتے ہیں۔(۱)

۸۳۔ابو درداسے بطور مرفوع: شب معراج میں نے عرش پر گوہر سبز پر نور سفید سے لکھا دیکھا: محمدؐ، خدا کے رسول اور ابو بکر، صدیق ہیں۔طبری نے اضافہ کیا ہے: اور عمر، فاروق ہیں۔

یہ حدیث عمر بن اسماعیل بن مجالد ہمدانی کی بنائی ہوئی ہے جو کذاب وخبیث تھا۔(۲)

۸۴۔عائشہ سے مروی ہے: جب رسول خداؐ نے ام کلثوم کا عقد کیا۔ام ایمن سے فرمایا: میری بیٹی کو تیار کرو اور عروس بنا کر، باجے بجاتی ہوئی عثمان کے گھر لے جاؤ۔میں نے بھی اطاعت کی۔تین دن تک بیٹی کے یہاں آمد ورفت رہی پوچھا: شوہر کو کیسا پایا؟ کہا: اچھے آدمی ہیں۔فرمایا کہ ہاں، وہ تمہارے دادا ابراہیمؑ اور باپ محمدؐ سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔

یہ حدیث عمرو عتکی کی بنائی ہوئی ہے جو کذاب وحدیث ساز تھا۔ذہبی کہتے ہیں یہ جعلی ہے۔(۳)

۸۵۔بطور مرفوع رسولؐ خدا کا ارشاد ہے: ایک پلے میں تمام امت تھی اور دوسرے میں ابو بکر کو رکھا گیا تو پلہ برابر رہا پھر عمر کو رکھا گیا وہ بھی برابر رہا۔پھر عثمان کو رکھا گیا وہ پلہ بھی برابر رہا۔پھر ترازو اوپر اٹھا لیا گیا۔

یہ حدیث عمرو بن واقد دمشقی کی گڑھی ہوئی ہے جو بلاشک جھوٹا تھا۔اس کے علاوہ کسی نے اس کی ہدایت نہیں کی ہے۔(۴)

۸۶۔براء بن عاذب: رسولؐ نے ہم سے ایک دن فرمایا: جانتے ہو عرش پر کیا لکھا ہے: لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول، ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان شہید اور علیؑ راضی ومرضی ہیں۔

۱۔میزان الاعتدال، ج۱، ص۳۷۰ (ج۲، ص۱۱۷ نمبر۳۰۸۹)

۲۔اللآلی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۵۴ (ج۱، ص۲۹۷) ج۱، ص۱۶۰ (ج۱، ص۳۰۹) تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۲۰۴.

۳۔میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۸۰ (ج۳، ص۲۴۵ نمبر۶۳۲۸) دارقطنی کی الضعفاء والمتروکین (ص۲۴۴ نمبر۴۲۷)

۴۔میزان الاعتدال، (ج۳، ص۲۹۱ نمبر۶۴۶۵)

ابن عساکر نے محمد بن عبد عامر سے حدیث روایت کی ہے جو پکا جھوٹا تھا۔ (۱)

۸۷۔ ابن عباس سے بطور مرفوع: قیامت میں ابوبکر حوض کوثر کے ایک رکن ہوں گے، دوسرے رکن عمر، تیسرے رکن عثمان اور چوتھے رکن علیؑ ہوں گے۔ جو ان سے نفرت رکھے گا اس سے کبھی سیراب نہ ہو سکے گا۔ (۲)

۸۸۔ عقبہ بن عامر سے بطور مرفوع: جبرئیل نازل ہوئے اور کہا کہ خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ کرو۔ یہ حدیث محمد بن عبدالرحمٰن نے گڑھی ہے جو کذاب ہے۔ (۳)

۸۹۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: قیامت کے دن عمر و ابوبکر کے درمیان محشور ہوں گا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان اتنی دیر ٹھہروں گا کہ وہاں کے باشندے میرے ساتھ ہو جائیں۔ (۴)

۹۰۔ ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا کے آسمان پر ستر ہزار فرشتے ہیں جو عمر و ابوبکر پر لعنت پڑھنے والوں پر لعن پڑھتے ہیں۔ خطیب نے بطریق سہل بن صقیل نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث ساز ہے۔ ذہبی دارقطنی نے بھی اسے مجہول و متروک کہا ہے۔ (۵)

۹۱۔ ابن عباس سے مروی ہے: رسول خدا کو خواب میں دیکھا گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کے سر پر نور کا عمامہ تھا، پاؤں میں سبز نعلین تھی، ہاتھ میں بہشت کا سبز تازیانہ تھا، والہانہ انداز میں پوچھا: کہاں سے تشریف آ رہی ہے؟ فرمایا: جنت میں عثمان کی شادی تھی۔ شرکت کر کے آ رہا ہوں۔

یہ حدیث ازدی نے ابراہیم منقوش سے لی ہے جو حدیث ساز اور جھوٹا تھا۔ (۶)

۱۔ تاریخ ابن عساکر (ج۳۹، ص۳۹۷، نمبر۴۶۱۹) اللآلی المصنوعۃ، (ج۱، ص۲۹۹)

۲۔ ذہبی نے اس کو ابراہیم بن عبداللہ مصیصی سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ شخص جھوٹا تھا ملاحظہ کیجئے میزان الاعتدال، (ج۱، ص۴۰ نمبر۱۲۴) حاکم نے اس کی روایتوں کو جعلی بتایا ہے۔

۳۔ میزان الاعتدال، (ج۳، ص۶۲۶ نمبر۷۸۵۷) لسان المیزان، (ج۵، ص۲۸۸ نمبر۷۶۵۷)

۴۔ یہ عبداللہ بن ابراہیم غفاری کی روایتوں میں سے ہے جو جھوٹا اور حدیثیں گڑھتا تھا۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، (ج۴، ص۱۸۹ نمبر۱۰۰۳) میزان الاعتدال، ج۲، ص۲۱ (ج۲، ص۳۸۹ نمبر۴۱۹۰)

۵۔ اللئالی المصنوعۃ، ج۱، ص۱۶۰ (ج۱، ص۳۰۸) لسان المیزان، ج۳، ص۳۱ (ج۳، ص۴۹ نمبر۲۲۷)

۶۔ اللئالی المصنوعۃ، (ج۱، ص۳۱۸)

۹۲۔عبداللہ بن عمر سے مروی: بزم رسولؐ میں کہا گیا کہ امت میں سب سے افضل ابو بکر پھر عمر پھر عثمان ہیں اور رسولؐ نے سن کر ان کا انکار نہیں کیا۔

تمام محدثین نے اس کی روایت کی ہے۔ ہم آخر باب میں اس پر بحث کریں گے۔

۹۳۔عمر سے بطور مرفوع: عثمان مریں گے تو ان پر ملائکہ آسمان نماز پڑھیں گے۔ میں نے پوچھا: کیا عثمان کے لئے خاص طور سے یا تمام لوگوں کے لئے یہ خصوصیت ہے؟ فرمایا: خاص عثمان کے لئے۔

یہ حدیث طویل کا ایک حصہ ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ خراسانی نے یہ حدیث گڑھی ہے۔(۱) ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کا جعلی ہونا ظاہر ہے۔(۲)

۹۴۔ابو ہریرہ سے بطور مرفوع: خدا کا پرچم نور ہے جس پر لکھا ہوا ہے: "**لا اله الا الله محمد رسول ابوبکر الصدیق**".(۳)

۹۵۔عبداللہ بن عمر سے مروی ہے: جعفر بن ابی طالبؑ نے ایک پھل رسول کو ہدیہ کیا اور معاویہ نے تین پھل تحفے میں دئے۔ رسولؐ نے فرمایا: ان ہدیوں کی وجہ سے تم جنت میں جاؤ گے۔(یہ حدیث ابراہیم بن زکریا نے گڑھی ہے)۔(۴)

اس کا جعلی ہونا اس سے واضح ہے کہ جعفر فتح مکہ سے پہلے شہید ہو چکے تھے اور معاویہ فتح مکہ کے بعد اسلام لایا۔

۹۶۔ابو سعید خدری سے بطور مرفوع: جس نے عمر سے نفرت کی اس نے مجھ سے نفرت کی۔ خدا شب عرفہ میں تمام لوگوں پر مباہات کرتا ہے اور عمر پر خاص طور سے۔

۱۔میزان الاعتدال، (ج۳،ص۶۰۵ نمبر ۷۷۸۲)

۲۔لسان المیزان، ج۵ص۲۲۷ (ج۵،ص۲۵۶ نمبر ۷۵۸۳)

۳۔ذہبی اور ابن حجر نے جعلی حدیث کہا ہے۔ میزان الاعتدال، (ج۴،ص۶۴ نمبر ۸۳۰۹) لسان المیزان، ج۵،ص۴۲۴ (ج۵،ص۴۸۰ نمبر ۸۱۷۵)

۴۔کتاب المجروحین (ج۱،ص۱۱۶) اللآلی المصنوعۃ ج۱،ص۱۱۹ (ج۱،ص۳۲۲) میزان الاعتدال، ج۱،ص۱۶ (ج۱،ص۳۱ نمبر ۹۰)

ذہبی کے نزدیک یہ حدیث باطل ہے کیونکہ حسن بصری کا خادم سعد معلوم نہیں کون ہے۔ (۱)

۹۷۔ انس سے بطور مرفوع: شب معراج میں نے جبرئیل سے پوچھا: کیا میری امت سے حساب لیا جائے گا؟ کہا: سب سے حساب لیا جائے گا سوائے ابوبکر کے۔ قیامت میں ان سے کہا جائے گا: اے ابو بکر! جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے میں اس وقت تک جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک مجھے دوست رکھنے والے بھی جنت میں نہ جائیں۔

تاریخ خطیب اور میزان ذہبی میں اس کی تکذیب کی گئی ہے۔ (۲)

یہ مناقب خلفاء میں چند احادیث ہیں جنھیں ابالہ و دجالہ نے گڑھا ہے اور یہ صحاح و مسانید سے الگ ہیں۔ ان میں تو اور بھی جعلی و فریب کا طومار ہے اکثر کا سلسلہ حضرت علیؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ عامر بن شراجیلی کہتے ہیں کہ اکثر حدیثیں حضرت علیؑ کے نام سے گڑھی گئی ہیں۔ (۳) فیروز آبادی کہتے ہیں کہ ابو بکر کی مدح میں بہت زیادہ حدیثیں وضع کی گئی ہیں۔ (۴) وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فضائل معاویہ میں ایک بھی صحیح حدیث نہیں ہے۔ (۵) ابن تیمیہ، منہاج السنۃ میں کہتے ہیں کہ ایک گروہ نے فضائل معاویہ میں حدیث رسول گڑھی ہیں وہ تمام کی تمام جھوٹی ہیں۔ (۶)

اسی طرح بہت سے صحابہ کے نام فضیلت کی حدیثیں گڑھی گئیں۔ کچھ معلوم افراد کے نام سے بھی گڑھی گئی ہیں مثلاً وہب اور غیلان کے نام سے۔ حدیث رسول ﷺ ہے: میری امت میں وہب نامی شخص ہوگا جسے حکمت خداوندی عطا کی گئی ہوگی۔ ایک غیلان نام کا شخص ہوگا جو ابلیس سے بدتر ہوگا۔ (۷) ایک حدیث ہے: آخری زمانے میں محمد بن اکرام نامی ہوگا جو میری سنت زندہ کرے گا۔ (۸) اس طرح

۱۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۶۰ (ج۴، ص۵۲۹ نمبر ۱۰۲۲۸)

۲۔ تاریخ بغداد، ج۲، ص۱۱۸ (ج۸، ص۳۶۷، میزان الاعتدال، ج۳، ص۳۶ (ج۳، ص۵۰۰ نمبر ۷۳۱۵)

۳۔ تذکرۃ الحفاظ ج۱، ص۷۷ (ج۱، ص۸۲)　　۴۔ سفر السعادۃ، (ج۲، ص۲۱۱، ۲۱۲)

۵۔ عجلونی نے کشف الخفا، ج۲، ص۴۱۹ پر فیروز آبادی کے جیسی ہی بات لکھی ہے۔

۶۔ منہاج السنۃ، ج۲، ص۲۰۷۔　　۷۔ میزان الاعتدال، ج۳، ص۱۶۰ (ج۴، ص۹۰ نمبر ۸۴۲۵)

۸۔ لسان المیزان، ج۱، ص۳۷۵ (ج۱، ص۴۱۷ نمبر ۱۱۷۲)

جھوٹی حدیثوں کے دفتر تیار ہو سکتے ہیں۔

یہاں صرف بنام جبرئیل وضع کی گئی سو حدیثوں کا بعض نمونہ پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ میری امت میں ستر ہزار افراد بے حساب جنت میں جائیں گے۔(۱)

۲۔ اس قبرستان (بقیع) سے ستر ہزار مردے اٹھائے جائیں گے اور بے حساب جنت میں جائیں گے۔(۲)

۳۔ میری امت کے ستر ہزار افراد کا کوئی حساب و کتاب نہ ہوگا جنت میں جائیں گے۔(۳)

۴۔ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار افراد کو بے حساب جنت میں داخل کرے گا۔(۴)

۵۔ خدا حمص کے نوے ہزار افراد کو بے حساب جنت میں داخل کرے گا۔(بزار)

۶۔ میرے بعض اصحاب کی نسل سے عورت و مرد بے حساب جنت میں جائیں گے۔(طبرانی بطریق صحیح)(۵)

۷۔ تم میں سے پچاس ہزار یا ستر ہزار کو دیکھ رہا ہوں کہ بے حساب جنت میں جا رہے ہیں۔(طبرانی)(۶)

۸۔ خدا کس قدر بزرگ و برتر ہے کہ ہر ستر ہزار کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔(۷)

۹۔ مجھے عطا کیا گیا ہے کہ ستر ہزار کو بے حساب جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس پر اضافہ کیا گیا

۱۔ صحیح بخاری (ج۵، ص۲۳۵۷ حدیث ۶۱۰۷) صحیح مسلم (ج۱، ص۲۵۰ حدیث ۳۶۷ کتاب الایمان) مسند احمد (ج۱، ص۵۲۹ نمبر ۲۹۴۷) سنن داری (ج۲، ص۳۲۸)

۲۔ المعجم الکبیر، (ج۵، ص۴۹ حدیث ۴۵۵۶) مجمع الزوائد، ج۴، ص۱۳۔

۳۔ مسند احمد (ج۶، ص۳۷۸ نمبر ۲۱۹۱۲) المعجم الکبیر (ج۲، ص۹۲ حدیث ۱۴۱۳)

۴۔ المعجم الکبیر (ج۵، ص۴۹ حدیث ۴۵۵۶) ۵۔ المعجم الکبیر (ج۶، ص۲۰۱ حدیث ۶۰۰۵)

۶۔ مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۴۱۰۔ ۷۔ مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۴۰۱۔

ہے کہ ہر ایک پر ستر ہزار ساتھ جائیں گے۔(احمد،ابو یعلی،مجمع الزوائد)(۱)

۱۰۔حدیث معراج میں ہے: حاملان قرآن سے حساب کتاب نہ ہوگا۔(خزینۃ الاسرار)(۲)

۱۱۔پہلی کھیپ میں میری امت سے ستر ہزار جنت میں جائیں گے۔(تاریخ بغداد)(۳)

۱۲۔حمص و زیتون کے درمیان سے ستر ہزار بغیر حساب محشور ہوں گے۔(مستدرک صحیحین)(۴)

۱۳۔ہر حاجی یا عمرہ کرنے والا مر جائے تو بے حساب جنت میں جائے گا۔(۵)

۱۴۔پشت کوفہ سے ستر ہزار بے حساب جنت میں جائیں گے۔(۶)

۱۵۔اے محمد! ان میں سے ستر ہزار بے حساب وارد بہشت ہوں گے۔(۷)

۱۶۔خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ ستر ہزار اور ان کے ساتھ ستر ہزار بے حساب جنت میں جائیں گے۔(۸)

۱۷۔حدیث عمیر بطور مرفوع: خدا نے مجھے وعدہ کیا ہے کہ تیس ہزار کو بے حساب جنت میں بھیجے گا۔(۹)

مزید سنئے خجندی نے ابوامامۃ سے روایت کی ہے: ابوبکر سے سنا کہ رسولؐ نے فرمایا: سب سے پہلے میں اور تم حساب کے لئے پیش ہوں گے۔ پوچھا: پھر کون؟ کہا: عمر۔ کہا: پھر کون؟ فرمایا: علیؑ۔ پھر پوچھا: عثمان؟ فرمایا کہ میں نے خدا سے دعا کی کہ اس کا حساب میری وجہ سے بخش دے خدا نے بخش دیا۔

﴿...فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا لِيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ...﴾(۱۰)

۱۔مسند احمد، (ج۱،ص۱۲حدیث۲۳) مسند ابی یعلی (ج۱،ص۱۰۴حدیث۱۱۲) مجمع الزوائد، ج۱۰،ص۴۱۲۔۴۰۵۔

۲۔خزینۃ الاسرار ص۸۸(ص۶۲) ۳۔تاریخ بغداد، ج۲،ص۱۶۰۔

۴۔مستدرک علی الصحیحین ج۳،ص۸۹(ج۳،ص۹۵حدیث۴۵۰۴۔

۵۔تاریخ بغداد، ج۲ص۱۷۰۔ ۶۔تاریخ بغداد، ج۱۲،ص۱۹۰۔

۷۔مسند احمد، ج۱،ص۴۱۸، ۴۵۴(ج۱،ص۶۸۹حدیث۳۹۵۴، ج۲،ص۳۷حدیث۴۳۲۷)

۸۔مسند احمد، ج۵،ص۳۹۳(ج۶،ص۵۴۴حدیث۲۲۸۲۵)

۹۔مصابیح السنۃ (ج۳،ص۵۵۴حدیث۴۳۳۵) المعجم الکبیر (ج۱۷،ص۶۴حدیث۱۲۳) الاصابۃ ج۳،ص۳۷، ریاض النضرۃ، ج۱،ص۳۱(ج۱،ص۴۵)

۱۰۔سورۂ انعام، آیت ۱۴۴۔

خلافت کے بارے میں جعلی احادیث

ارباب ہوس نے سب سے زیادہ موضوع خلافت ہی کو نشانہ بنایا ہے۔ جھوٹی حدیثیں گڑھی گئیں اور حق پوشی کے لئے انہیں کتابوں میں بھر دیا گیا۔ حالاں کہ تمام فرقے ان احادیث کے مفہوم سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان حدیثوں کو ماننے کا مطلب ہے کہ تمام امت غلطی پر ہے جب کہ انھیں کے عقیدہ کے مطابق امت غلطی پر اجماع نہیں کرسکتی۔ کیوں کہ امت یا تو نص علیؑ کا عقیدہ رکھتی ہے یا خلافت کو انتخاب اور عدم نص کے مطابق سمجھتی ہے۔ ان نصوص کو ماننے کا مطلب ہے کہ وہ غلطی پر ہیں۔ ان جھوٹی حدیثوں کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ انس سے مروی ہے: رسول خداؐ ایک باغ میں وارد ہوئے۔ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ رسول نے کہا: انس جاؤ آنے والے کو جنت کی بشارت اور میرے بعد خلافت کی بشارت دیدو۔ انس گئے تو دیکھا کہ ابوبکر ہیں۔ انہیں جنت کی اور خلافت کی بشارت دی۔ تھوڑی دیر بعد پھر کنڈی کھٹکھٹائی گئی۔ رسولؐ نے فرمایا: جاکر جنت اور خلافت کی بشارت دیدو۔ جاکر دیکھا تو عمر تھے۔ انہیں جنت وخلافت کی بشارت دی۔ تھوڑی دیر بعد کنڈی کھٹکھٹائی گئی۔ فرمایا: جاکر خلافت اور کشتہ مظلوم ہونے کی بشارت دیدو۔ وہاں عثمان تھے انہیں خلافت اور کشتہ مظلوم ہونے کی بشارت دی۔ عثمان نے رسولؐ سے پوچھا: نہ تو میں نے کبھی آواز بلند کی نہ کسی چیز کی آرزو کی، نہ کبھی داہنے ہاتھ سے شرمگاہ مس کی پھر کیوں قتل کیا جاؤں گا؟ فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔

خطیب اور ذہبی نے اس کو جعلی حدیث کہا ہے۔(۱) ابن حجر نے کہا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو

۱۔ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۳۳۹، میزان الاعتدال، ج ۱ ص ۳۶۷ (ج ۲ ص ۳۱۷، نمبر ۳۹۰۳)۔

عمر خلافت کو شوری پر نہ ٹالتے۔(۱) اس روایت میں عبدالاعلی کو کذاب کہا گیا ہے۔(۲) بکر بن مختار بھی کذاب تھا۔(۳)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: پھر سقیفہ کی دھینگا مشتی میں اس کو بطور ثبوت کیوں نہ پیش کیا گیا؟ تعجب ہے کہ ابونعیم اور سیوطی نے دلائل (۴) اور خصائص (۵) میں بغیر تبصرہ کے درج کر دیا ہے۔

۲۔ عائشہ کہتی ہیں کہ میری باری تھی جب رسولؐ خدا لیٹ گئے تو میں نے پوچھا: کیا میں آپ کی معزز بیوی نہیں ہوں؟ رسولؐ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عائشہ نے کہا: پھر میرے والد کے لئے کوئی حدیث ارشاد فرمایئے۔ رسولؐ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ جب خدا نے ارواح کو خلق کیا تو روح ابوبکر کو اختیار فرمایا، ان کی تخلیق جنت کی مٹی اور آب حیات سے ہوئی۔ ان کے لئے سفید موتی کا قصر ہوگا، خدا ان کا حسنہ ضائع نہ کرے گا اور گناہ کی باز پرس نہ کرے گا۔ اور میں نے اپنی ذات کی طرح ان کی بھی ضمانت لی ہے۔ وہ قبر میں میرے رفیق اور انیس ہوں گے، وہی میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے۔ اے عائشہ! جبرئیل و میکائیل نے اسی بنیاد پر ان کی بیعت کی ہے اور ان کی خلافت کو زیر عرش سفید پرچم کے ساتھ استوار کیا ہے پھر خدا نے فرشتوں سے پوچھا: کیا جس بندے سے میں راضی ہوں تم راضی ہو؟ یہ فخر تمہارے باپ کے لئے کافی ہے۔

خطیب کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں صرف شیخ قطان کا نام درمیان میں گڑھ لیا گیا ہے۔ اور ابن بالشاذ جھوٹی حدیثیں گڑھتا تھا۔(۶) ذہبی نے اس حدیث کو جھوٹ کہا ہے۔(۷) عجلونی اور فیروز آبادی نے مشہور ترین جعلی حدیث کہا ہے، اس کا باطل ہونا بالکل واضح ہے۔(۸) سیوطی

۱۔ لسان المیزان ج ۳ رص ۱۹۲، ۱۹۳، (ج ۳ رص ۲۳۴، ۲۳۵ نمبر ۴۲۵۲)

۲۔ میزان الاعتدال ج ۲ رص ۹۱ (ج ۲ ص ۵۳۱ نمبر ۴۷۳۱)

۳۔ میزان الاعتدال ج ۱ رص ۱۶۲ (ج ۱ رص ۳۴۸ نمبر ۱۲۹۵) کتاب المجروحین (ج ۱ رص ۱۹۵) تذکرۃ الموضوعات ص ۱۵

۴۔ دلائل النبوۃ ج ۲ رص ۲۰۱ (ج ۲ رص ۷۰۷ حدیث ۴۸۸)

۵۔ الخصائص الکبریٰ ج ۲ رص ۱۲۲ (ج ۲ رص ۲۰۶)

۶۔ تاریخ بغداد ج ۱۴

۷۔ میزان الاعتدال ج ۳ رص ۱۳، ۲۳۶ (ج ۳ رص ۴۸۸ نمبر ۷۲۶۳، ج ۴ رص ۲۸۲ نمبر ۹۱۳۹)

۸۔ کشف الخفا (ج ۲ / ۴۱۹) سفر السعادۃ (ج ۲ رص ۱۱۲)

بھی اسے جعلی کہتے ہیں۔(۱)

۳۔عائشہ کا بیان ہے کہ مسجد رسولؐ کی پہلی اینٹ رسولؐ نے رکھی پھر ابو بکر، عمر اور عثمان نے رکھی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ دیکھتے نہیں کہ یہ لوگ کس طرح محنت کر رہے ہیں؟ فرمایا: یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ حاکم کہتے ہیں کہ اس کا راوی محمد بن فضل واہیات ہے۔(۲) ذہبی کہتے ہیں کہ صحیح نہیں کیوں کہ عائشہ تو اس وقت تک زوجیت میں نہیں آئی تھیں بہت کمسن تھیں۔ افسوس ہے کہ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

۴۔عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے: رسول خداؐ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں، اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ ابو بکر کے بعد عمر خلیفہ ہوں گے اور اعلان کردو کہ عمر کے بعد عثمان خلیفہ ہوں گے۔

اس روایت کو ابو نعیم وخطیب (۳) نے بغیر تبصرے کے نقل کیا ہے۔ ذہبی نے اسے موضوع کہا ہے اس کی سند کی ایک فرد سعید کو جھوٹا کہا ہے۔(۴) اس اعلان کو لوگوں نے سنا کیوں نہیں۔ کیا تمام امت محمدیؐ کے کان بہرے ہو گئے تھے۔

۵۔بطور مرفوع: ابو بکر میری امت پر میرے بعد زمام خلافت سے وابستہ ہیں۔

محمد بن عبد الرحمٰن کذاب نے اس روایت کو گڑھا ہے۔ وہ حدیث ساز بھی تھا۔(۵)

۶۔زبیر بن عوامؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں پھر عمر کے بعد اختلاف واقع ہوگا۔ راوی نے علیؑ سے اس خبر کی تصدیق چاہی، علیؑ نے فرمایا: زبیر نے سچ کہا ہے، میں

۱۔اللآلی المصنوعۃ ج۱رص۱۵۶ (ج۱ر۲۹۱)

۲۔المستدرک علی الصحیحین ج۳رص۹۷ (ج۳رحدیث ۴۵۳۳، اسی صفحے کے حاشیہ پر ذہبی کا نظریہ ہے، تلخیص اصل کتاب کے ساتھ شائع ہوئی ہے اوپر متن کتاب اور حاشیہ پر تلخیص ذہبی ہے)

۳۔تاریخ بغداد ج۷رص۴۲۹

۴۔میزان الاعتدال ج۱رص۳۸۷ (ج۲رص۱۵۰ نمبر ۳۲۳۳) الجرح والتعدیل (ج۴رص۳۵)

۵۔میزان الاعتدال ج۳رص۹۳ (ج۳رص۶۲۷ نمبر ۷۸۶۶) نیز ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۵۴۸

نے بھی رسولؐ سے یہ سنا ہے۔

یہ عبدالرحمٰن بن عمر بن جبلہ کی گڑھی ہوئی ہے۔(۱) اگر علیؑ نے سنا تھا تو شوریٰ میں دعویدار خلافت کیوں ہوئے۔ پھر یہ کہ زبیر نے حکم رسولؐ سن کر بھی ابوبکر کی مخالفت کی وہ تو تلوار بھانج رہے تھے کہ جب تک علیؑ کی بیعت نہ ہوگی تلوار نیام میں نہ رکھوں گا۔

۷۔ بطور مرفوع ارشاد رسولؐ ہے: جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ابوبکر زمانۂ حیات میں تمہارے وزیر اور بعد وفات تمہارے خلیفہ ہیں۔

یہ حدیث ابوہارون اسماعیل بن محمد فلسطینی کی بنائی ہوئی ہے، ذہبی کہتے ہیں ابوہارون کذاب ہے۔(۲)

واہ! رسول کو حکم خدا ہوا اور مکے و مدینے والوں کو خبر نہ ہو سکی، ایک فلسطین کے آدمی نے اس کی خبر نشر کی!!!۔

۸۔ ابوسعید خدری سے بطور مرفوع حدیث معراج ہے: میں نے عرض کی: خدایا! میرے بعد علیؑ کو خلیفہ بنا دے؟

آسمان لرز رہا تھا اور فرشتے چلانے لگے: اے محمدؐ! پڑھو "و ما تشاؤن الا ان یشاء الله" خدا ابوبکر کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے۔

یوسف بن جعفر کی گڑھی ہوئی حدیث ہے۔ ذہبی و جوزجانی وغیرہ نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے۔(۳)

۹۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے: اے علیؑ! میں نے تین بار خدا سے دعا کی کہ تمہیں خلافت میں مقدم کر دے مگر خدا نے ابوبکر ہی کو مقدم رکھا۔

۱۔ میزام الاعتدال ج۱ص۱۴۷ (ج۱ص۳۱۵ نمبر ۱۱۹۱)۔

۲۔ میزان الاعتدال ج۱ص۱۱۴ (ج۱ص۲۲۷ نمبر ۹۳۵)۔

۳۔ میزان الاعتدال ج۳ص۳۲۹ (ج۴ص۴۶۳ نمبر ۹۸۶۰) اللئالی المصنوعۃ ج۱ص۱۵۶، (ج۱ص۳۰۱)۔

بلا تبصرہ خطیب نے اس کو نقل کیا ہے۔(۱) ذہبی نے اس کو ابو حنیفہ سے نقل کر کے کہا ہے کہ علی بن حسین کلبی کی آفت ہے جو کذاب تھا۔(۲) اس باطل حدیث کی چھتاڑ ابن حجر نے بھی مچائی ہے۔(۳)

تبصرہ:

اس حدیث ساز سے پوچھا جا سکتا ہے کہ بالفرض جب خلافت کسی شخص میں منحصر نہیں تھی تو خدا سے بلا وجہ رسولؐ نے سوال کیوں کیا؟ رسولؐ کو تو بجائے علیؑ کے یہ پوچھنا چاہیئے تھا کہ کسے خلیفہ بنائے گا نہ کہ رسولؐ ایسا سوال کریں کہ آسمان کو لرزہ ہو جائے۔ کیا رسولؐ اس قدر پست تھا کہ مہمل سوالات خدا سے کرتا تھا؟

پھر یہ کہ علم رسولؐ یہاں ملائکہ کے علم سے بھی کم ہو گیا، آخر رسولؐ سے علم ملائکہ کے مقدم ہونے کی وجہ کیا ہے؟ چھوڑیئے اس کو آخر رسولؐ علیؑ کے متعلق کیوں مصر تھے اور خدا ابو بکر کے لئے بضد کیوں تھا؟ میرا خیال ہے کہ حدیث گڑھنے والوں کے پاس قطعی جواب نہ ہوگا، لطف یہ کہ محدثین اسے نقل کر کے لطیف و عالی سند سے متصف کرتے ہیں۔(۴)

۱۰۔ خطیب نے ابراہیم، ہارون مستملی، عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ کی خدمت میں گھوڑا لایا گیا، آپ اس پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ اس پر اب وہ سوار ہوگا جو میرے بعد خلیفہ ہوگا، پھر ابو بکر صدیق اس پر سوار ہوئے۔(۵)

دیکھئے تو خطیب اس گھوڑے سے کس قدر خائف ہیں، انہیں اس سند کے عیوب سے چشم پوشی پر مزہ آ رہا ہے۔ اس میں ابراہیم مجہول و گمنام ہے،(۶) ہارون کی حدیث بقول ابو نعیم کوڑے خانے نے کے

۱۔ تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۱۳

۲۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۲ (ج ۳ ص ۱۲۲ نمبر ۵۸۱۵)

۳۔ الفتاوی الحدیثیہ، ص ۱۲۶ (۱۷۲) ۴۔ الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۵۰، (ج ۱ ص ۱۸۸)

۵۔ تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۲۴ ۶۔ الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۱ ص ۲۶۰ نمبر ۹۲)

قابل ہے، یعلی کذاب ہے،(۱) عبداللہ کو ذہبی مجہول کہتے ہیں،(۲) ابن حجر اور سیوطی نے بھی اس کو موضوع اور ضعیف کہا ہے۔(۳)

۱۱: جابر سے بطور مرفوع: رسولؐ نے فرمایا: ابوبکر میرے بعد وزیر و خلیفہ ہیں، عمر میرے دوست اور عثمان مجھ سے ہے اور میں عثمان سے ہوں، علیؑ میرے بھائی اور صاحب لواء ہیں۔(۴) کنز العمال میں ہے کہ ابوبکر میرے وزیر، عمر میرے ترجمان اور عثمان مجھ سے ہے، میں اس سے ہوں۔

یہ حدیث کادح بن رحمۃ کی گڑھی ہوئی ہے جو کذاب اور اس کی تمام احادیث مہمل ہیں،(حاکم، ابونعیم، ذہبی)(۵)

۱۲۔ ابن عساکر عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے اخراج کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: مجھے قلم و دوات لا کر دو تا کہ ایسی تحریر لکھ دوں کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو۔ پھر فرمایا: خدا و مومنین ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔(۶)

۱۳۔ عائشہ سے مروی ہے مجھ سے رسول اکرمؐ نے مرض الموت میں فرمایا: اپنے بھائی اور باپ کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں، کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی خلافت کا طلب گار اپنا مطالبہ پیش کرتے ہوئے کہے کہ میں زیادہ حقدار ہوں اور خدا و مومنین ابوبکر کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔

مسلم، احمد اور دوسروں کے فقرے ہیں کہ مجھ سے رسول خداؐ نے مرض الموت میں فرمایا:

اپنے باپ ابوبکر اور بھائی عبدالرحمٰن کو میرے پاس بلا لاؤ تا کہ ایسی تحریر لکھ دوں کہ جس کے بعد کوئی

۱۔ ملاحظہ کیجئے کذاب و جعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۶۷۹

۲۔ میزان الاعتدال، ج ۲/ص ۴۰۰/نمبر ۴۲۴۲، الجرح والتعدیل ج ۵/ص ۲۱

۳۔ الاصابۃ ج ۲/ص ۲۸۸، اللآلی المصنوعۃ ج ۱/ص ۱۵۶ (ج ۱/ص ۳۰۱)

۴۔ کنز العمال ج ۶/ص ۱۶۰ (ج ۱۱/ص ۶۲۸/حدیث ۳۳۰۶۳)

۵۔ میزان الاعتدال (ج ۳/ص ۳۹۹/نمبر ۶۹۲۷) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۶/ص ۸۳/نمبر ۱۶۱۶) لسان المیزان ج ۴/ص ۴۸۱، (ج ۴/ص ۵۶۷/نمبر ۶۷۲۵)

۶۔ مستدرک علی الصحیحین (ج ۳/ص ۵۴۲/حدیث ۶۰۱۶) کنز العمال ج ۶/ص ۱۳۹، (ج ۱۱/ص ۵۵۰/حدیث ۳۲۵۸۳)

اختلاف باقی نہ رہ جائے پھر فرمایا: خدا کی پناہ کہ مومنوں کے درمیان خلافت ابوبکر کے بارے میں کوئی اختلاف ہو۔(۱)

ایک روایت عبداللہ بن احمد کی ہے جس کے الفاظ ہیں: خدا اور مومنین کو خلافت ابوبکر کے بارے میں اختلاف سے انکار ہے۔(۲)

۱۴۔ عائشہ سے بطور مرفوع روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور ان کے صاحبزادے (عبدالرحمٰن) کے پاس بھیج کر بلواؤں اور استوار عہد کروں (وصیت خلافت کروں) تاکہ اختلاف کرنے والوں کا منھ بند ہوجائے کہ ان سے زیادہ حقدار موجود ہیں یا کوئی خلافت کا متمنی خلافت کی تمنا کرے پھر میں نے کہا: خدا اس میں اختلاف نہ ہونے دیگا اور مومنین دفاع کریں گے یا مومنین اس میں اختلاف نہ ہونے دیں گے اور خدا اس کا دفاع کرے گا۔

اس حدیث کو صنعانی نے مشارق الانوار میں بحوالہ بخاری (۳) نقل کیا ہے پھر حاشیہ میں لکھا ہے کہ میں نے اسے صحیح بخاری میں نہیں پایا پس مراجعہ کیا جائے۔ پھر بین القوسین میں اس کی شرح کی گئی ہے۔(۴) ابن حزم نے فصل میں نقل کرکے کہا ہے کہ خلافت ابوبکر کی یہ نص صریح ہے۔(۵)

یہ حدیث، حدیث قرطاس کی مسخ شدہ صورت میں پیش کی گئی ہے اور اس کا چربہ اتارا گیا ہے جسے اکثر صحیح احادیث بیان کرتی ہیں، مسانید میں اس کا تذکرہ ہے جس میں رسولؐ پر ہذیان کا الزام لگایا گیا اور مرض کا بہانہ کیا گیا۔

ابن ابی الحدید بھی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث قرطاس کا چربہ ہے۔(۶)

۱۔ صحیح مسلم (ج۵رص۱۰ارحدیث۱۱رکتاب فضائل الصحابۃ) مسند رحمۃ (ج۷رص۱۵۳ارحدیث۲۴۲۳۰)۔
۲۔ الصواعق المحرقہ ص۱۳اشرح مشارق الانوار ج۲رص۲۵۸۔
۳۔ صحیح بخاری (ج۵رص۲۱۴۵رحدیث۵۳۴۲)۔
۴۔ شرح مشارق الانوار ج۲رص۹۰۔
۵۔ الفصل ج۴رص۱۰۸۔
۶۔ شرح نہج البلاغہ ج۳رص۱۷(ج۱۱رص۴۹رخطبہ۲۰۳)۔

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: یہ رسولؐ کا استعاذہ یا تو مومنین کے عدم اختلاف سے منع کیا گیا ہے اگر خبر ہے تو جھوٹ ہے کیوں کہ بنی ہاشم اور بنی خزرج کے اکثر افراد و دیگر صحابہ نے اختلاف کیا بعد میں تشدد پسندی کے ڈر سے بیعت کی گئی لیکن خزرجیوں کا کینہ باقی رہ گیا اور شیعوں کو تو قیامت تک اختلاف رہے گا۔ اور اکثر رسولؐ نے منع کیا تھا تو تمام وہ صحابہ اور مومنین فاسق ہو گئے جنہوں نے خلافت ابوبکر کی مخالفت کی پھر **الصحابی کلھم عدول** کا نظریہ غلط ہو جائے گا بہر حال یہ حدیث صحیح نہیں رہ جاتی۔ پھر یہ کہ خود عائشہ سے پوچھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے سقیفہ میں یہ حدیث رسولؐ کیوں نہ پیش کی جب تمام صحابہ مخالفت کر رہے تھے۔ شاید وہ جواب دیں کہ رسولؐ نے یہ حدیث نہیں فرمائی بلکہ بعد کے دجالوں نے یہ حدیث گڑھ لی ہے۔

۱۵۔ عائشہ سے مروی ہے: میرے بعد ائمہ خلافت ابوبکر و عمر ہیں۔

ذہبی کے نزدیک یہ حدیث باطل ہے، علی بن صلح انماطی حدیث سازی میں بدنام تھا۔ (۱)

تعجب ہے کہ یہ نص صریح سقیفہ میں عائشہ نے کیوں نہ پیش کی شاید انھیں ڈر تھا کہ تمام صحابہ ان کی عیاری اور مکاری کا پردہ فاش کر دیں گے۔

۱۶۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے: ابوبکر تھوڑے دن رہیں گے پھر عمر عرب میں ہنگامہ اٹھا کے بہترین زندگی گذاریں گے اور شہید ہوں گے اور عثمان! تم سے لوگ کہیں گے کہ خدا نے جو خلافت کا لباس پہنایا ہے اسے اتار دو۔ بخدا! اگر تم نے وہ لباس اتار دیا تو تمہارا جنت میں جانا ایسا ہی ہو جائے گا جیسے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں جانا۔

اس کا راوی عبداللہ بن صالح ہے جو کذاب تھا (بیہقی (۲) ابن کثیر) اور ربیعہ بن سیف ہے بخاری اسے منکر سمجھتے ہیں۔ (۳) ذہبی اس کو یحییٰ بن معین سے نقل کر کے تعجب کرتے ہیں کہ ایسا مقدس آدمی ایسی جھوٹی حدیث کیسے لکھ دیتا ہے اور پھر کوئی تبصرہ بھی نہیں کرتا۔ اس میں ربیعہ راوی ہے جو مہمل اور حیرتناک روایتیں بیان کرتا تھا۔ (۴)

۱۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۲۷ (ج ۳ ص ۱۳۳ نمبر ۵۸۶۵)

۲۔ دلائل النبوۃ (ج ۶ ص ۳۹۲) البدایۃ والنھایۃ ج ۶ ص ۲۰۶ (ج ۶ ص ۲۳۰)

۳۔ التاریخ الکبیر (مجلد ۳ ص ۲۹۰) ۴۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۴۸ (ج ۲ ص ۴۴۳ نمبر ۴۳۸۳)

۱۷۔ابن عباس سے ''و اذا سر النبی الیٰ بعض ازواجه '' کی تفسیر مروی ہے کہ رسولؐ نے حفصہ سے راز کی بات کہی کہ ابوبکر میرے بعد ولی امر ہوں گے اور ان کے بعد عمر ہوں گے انھوں نے عائشہ کو اس کی خبر دی۔(۱)

نزھۃ المجالس میں ہے کہ رسولؐ نے نہ بیان کرنے کی تاکید کی تھی۔(۲) ذہبی نے عائشہ سے اس آیت کے ذیل میں روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ نے عائشہ سے راز کی بات کہی تھی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ روایت خالد بن اسماعیل مخزومی کی بنائی ہوئی ہے جو کذاب تھا۔(۳)

۱۸۔ابن عباس سے مروی ہے: جب سورۂ نصر نازل ہوا تو عباس، علیؑ کے پاس آئے اور کہا: اٹھو، چل کے رسولؐ سے پوچھیں کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہے؟ دونوں نے رسولؐ سے پوچھا تو فرمایا: اے عباس! اے رسولؐ کے چچا! بے شک خدا نے ابوبکر کو میرے بعد دین خدا اور وحی کا محافظ اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس لئے ان کی بات سن کر اطاعت کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ عباس کہتے ہیں کہ لوگوں نے اطاعت کی اور فلاح پائی۔

ایک دوسری روایت کا فقرہ ہے: اے چچا! خدا نے ابوبکر کو اپنے دین اور وحی کے سلسلے میں میرا خلیفہ قرار دیا ہے اس لئے ان کی اطاعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ ان کی پیروی کرو تاکہ راہ راست سے بہرہ مند ہوسکو۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اس لئے راہ راست سے بہرہ مند ہوئے۔ یہ روایت تاریخ خطیب (۴) میں بغیر کسی تنقید سند کے نقل ہے ان کے سلسلہ سند میں عمر بن ابراہیم بن خالد ہے جو کذاب تھا۔ علاوہ اس کے سیوطی (۵) نے لکھا ہے کہ خطیب نے عمر کو کذاب کہا ہے لیکن موجودہ تاریخ خطیب کے نسخے میں ناشروں نے بددیانتی کرتے ہوئے اس کے کذاب ہونے کی بات اڑا دی

۱۔انساب الاشراف (ج ۱ ص ۴۲۴ نمبر ۸۸۷)
۲۔نزھۃ المجالس ج ۲ ص ۱۹۴
۳۔میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۹۴، (ج ۱ ص ۶۲۷ نمبر ۲۴۰۴)
۴۔تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۹۴
۵۔اللآلی المصنوعۃ ج ۱ ص ۱۵۲، (ج ۱ ص ۲۹۴)

ہے۔ ذہبی نے میزان میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ (۱)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: افسوس ناک بات یہ ہے کہ عباس نے یہ نص رسولؐ سے سنی اور ابن عباس نے خلافت شیخین کو قرآن میں بھی تلاش کر لیا اور قسم کھا کھا کے لوگوں سے بیان کیا لیکن دونوں نے خلافت شیخین کی مخالفت کی۔ انہوں نے بیعت ابوبکر سے انکار کیوں کیا؟ (۲) پھر یہ کہ عباس نے علیؑ کو رسولؐ کے پاس چلنے کو کہا اور علیؑ نے کہا بھی کہ میں نے رسولؐ سے پوچھا تھا انہوں نے ابوبکر کی خلافت کا اعلان کیا ہے لیکن پھر علیؑ نے بعد رسولؐ بیعت کیوں نہ کی؟ علیؑ تو فرماتے ہیں کہ میرے سوا اس کا کوئی حقدار نہیں۔ (۳)

طبقات ابن سعد کی روایت ہے کہ عباس نے کہا: اے علیؑ! اٹھو تاکہ ہمارے ساتھ جو لوگ موجود ہیں تمہاری بیعت کریں اور ہمارے گھر والے بھی بیعت کر لیں کیوں کہ یہ معاملہ ابھی ہمارے اختیار میں ہے۔ علیؑ نے فرمایا: کیا میرے علاوہ بھی کوئی اس کی طمع کرتا ہے؟ عباس نے کہا: بخدا! میرا گمان ہے کہ ایسا ہوگا۔ (۴)

۱۹۔ ابوہریرہ سے مروی ہے: ایک دن جبرئیل رسول خداؐ کی خدمت میں تھے، ابوبکر ان کے پاس سے گذرے تو رسول خداؐ نے فرمایا: یہ ابوبکر ہیں انہیں پہچانتے ہو۔ جبرئیل نے کہا: ہاں! وہ آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہیں، فرشتے انہیں حلیم قریش کے نام سے جانتے ہیں، یہ آپ کی زندگی میں آپ کے وزیر اور بعد موت آپ کے خلیفہ ہوں گے۔

ابن حبان نے اسے بطریق اسماعیل بن محمد یوسف نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ حدیث چور تھا۔ اس کی حدیثوں سے احتجاج کرنا صحیح نہیں۔ (۵) ابن طاہر کہتے ہیں وہ کذاب تھا، ابوالعباس یشکری اور سیوطی اس کو کذاب و دجال کہتے ہیں۔ (۶)

۱۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۴۹، (ج ۳ ص ۱۸۰ نمبر ۶۰۴۴)

۲۔ العقد الفرید ج ۲ ص ۵۰، (ج ۴ ص ۸۷)، الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۶۷، (ج ۱ ص ۲۰۷)، السیرۃ حلبیہ ج ۳ ص ۳۸۵، (ج ۳ ص ۳۵۶)

۳۔ الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ ص ۵، (ج ۱ ص ۱۲)

۴۔ الطبقات الکبریٰ ص ۶۶۷، (ج ۲ ص ۲۴۶)

۵۔ کتاب المجروحین ج ۱ ص ۱۳۰

۶۔ اللآلی المصنوعۃ ج ۱ ص ۱۵۲، (ج ۱ ص ۲۹۵)

۲۰۔ابن عساکر(۱) نے ابو بکر سے روایت کی ہے کہ میں عمر کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس بہت سے لوگ کھانا کھا رہے تھے۔عمر نے دسترخوان کے آخری سرے پر بیٹھے آدمی سے پوچھا: تم نے گذشتہ آسمانی صحیفوں میں خلافت کے بارے میں کیا دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: خلیفہ رسولؐ صدیق ہوگا۔

سیوطی نے اس کو خصائص الکبریٰ میں نقل کر کے اس کو آسمانی صحیفوں میں خلافت ابو بکر کے اثبات کے عنوان سے پیش کیا ہے۔(۲)

اول تو اس کی سند صحیح نہیں پھر کمزوری اس طرح واضح ہے کہ یہ مرسل ہے اگر صحیح مان بھی لیں تو یہ ثبوت تلاش کرنا پڑے گا کہ ابو بکر کو یا خدا نے صدیق کہا ہو یا رسولؐ نے لیکن انہیں تو امت نے صدیق کا لقب دیدیا تھا امت کے لقب اور حقیقت واقع میں بڑا فرق ہے۔آسمانی صحیفوں میں تو یہ کہا گیا ہے کہ صدیق ہی رسول کا جانشین ہوگا ابو بکر صدیق نہیں تھے۔پھر یہ کہ رسولؐ نے اپنے بعد دوگرانقدر چیزیں چھوڑیں ان میں بھی ابو بکر نہیں ہیں۔علیؑ کے لئے تو صحیح حدیث رسولؐ ہے کہ تم میرے بعد میرے خلیفہ و وصی ہو۔ترجمان وحی کے اس ارشاد کے بعد کسی دوسری ملت کی گنجائش ہی کہاں رہ جاتی ہے علاوہ اس کے میں نے بے شمار حوالوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اس امت کے صدیق علیؑ ہیں۔رسولؐ نے انہیں کے لئے فرمایا ہے کہ تم تین صدیقوں میں ایک اور صدیق اکبر ہو۔خود حضرت علیؑ نے بھی کہا ہے کہ میرے علاوہ جو بھی صدیق ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے۔(۳)

۲۱۔محمد بن زبیر کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبد العزیز نے حسن بصری کے پاس کچھ مسائل دریافت

۱۔تاریخ ابن عساکر ج ۳ رص ۲۹۶ رنمبر ۳۳۹۸

۲۔الخصائص الکبریٰ ج ۱ رص ۳۰، (ج ۱ رص ۵۲)

۳۔الریاض النضرۃ (ج ۳ رص ۹۴، ۹۵)، احمد کی مناقب ص ۱۳۱، حدیث ۱۹۴، ابونعیم کی معرفۃ الصحابۃ (ج ۱ رص ۳۰۲) تاریخ ابن عساکر (ج ۱۲ رص ۱۳۱)، کفایۃ الطالب ص ۴۷، (ص ۱۲۴، باب ۲۴) کنز العمال ج ۶ رص ۱۵۲ (ج ۱۱ رص ۶۰۱ رحدیث ۳۲۸۹۷)، الصواعق المحرقۃ ص ۴۷ (ص ۱۲۵) المعجم الکبیر (ج ۶ رص ۲۶۹ رحدیث ۶۱۸۴)، مجمع الزوائد ج ۹ رص ۱۰۲، فرائد السمطین باب ۲۴ (ج ۱ رص ۱۴۰ رحدیث ۱۰۲، ۱۰۳) المواقف ج ۳ رص ۲۷۶، (۴۰۹) نزھۃ المجالس ج ۲ رص ۲۰۵

کرنے کے لئے بھیجا، اسی درمیان میں نے ان سے کہا کہ لوگوں نے خلافت کے بارے میں جو اختلاف کرر کھا ہے اس کے بارے میں مجھے شفا بخشئے اور فرمایئے کہ کیا رسول خداؐ نے ابوبکر کو خلیفہ نامزد کیا تھا؟

حسن بصری سیدھے ہو کر بیٹھے اور کہا: او بن باپ کے! کیا اس بارے میں کوئی اختلاف بھی ہے؟ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں رسولؐ نے انہیں اپنا جانشین قرار دیا اور قطعی طور سے وہ دانا ترین اور پرہیزگار ترین تھے کہ مرجائیں اور کسی کو خلیفہ نامزد نہ کریں، وہ سب سے زیادہ اس بارے میں خائف تھے۔

ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ میں اسے نقل کیا ہے ان کے فقرے میں خلیفہ کے بجائے امیر کا لفظ ہے، ابن حجر نے صواعق میں بھی نقل کیا ہے۔(۱)

ذرا دیکھئے تو یہ زاہد خشک کس طرح قسم کھا کے ایسی بات کہہ رہا ہے جس کا انکار خود ابوبکر و عمر کو ہے، عائشہ و علیؑ کو بھی انکار ہے۔ عامہ و خاصہ نے واضح طور سے کہا ہے کہ ابوبکر نے مرض الموت میں کہا ہے کہ اے کاش! میں رسولؐ سے پوچھ لیتا کہ کسے خلیفہ نامزد کر رہے ہیں تا کہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہتا۔

اس بنیاد پر حسن بصری نے جو بات بتائی وہ شفا نہیں بلکہ مرض ہے۔

۲۲۔ ابن حبان، سفینہ سے نقل کرتے ہیں:

جب رسولؐ نے مسجد النبی کی بنیاد رکھی تو ابوبکر سے کہا: میری اینٹ کے بغل میں تم بھی اینٹ رکھو پھر عمر سے کہا: ابوبکر کے بغل میں اینٹ رکھو پھر عثمان سے کہا: عمر کے بغل میں اینٹ رکھو پھر فرمایا: یہی تینوں میرے بعد میرے جانشین ہیں۔

ابن حجر کی صواعق، حاکم کی مستدرک اور بیہقی کی کتاب دلایل میں اس کو صحیح کہا گیا ہے۔ ابن کثیر نے بھی اسے نقل کیا ہے۔(۲) کاش ابن حجر نے اس کے اسناد بھی نقل کئے ہوتے تا کہ نعیم بن حماد جیسوں

۱۔ الامامۃ والسیاسۃ ص۴ (ج۱رص۱۰) الصواعق المحرقۃ ص۱۵ (ص۲۶)۔

۲۔ الصواعق المحرقۃ ص۱۴ (۲۴) المستدرک علی الصحیحین ج ۳رص ۱۳، (ج ۳رص ۱۴رحدیث ۴۴۸۴)، دلائل النبوۃ (ج ۲ر ص ۵۵۳) البدایۃ والنھایۃ ج۶رص ۲۰۴، (ج۶رص ۲۲۷)۔

کے کذاب ہونے کا پردہ فاش ہوتا جن لوگوں نے اسے صحیح کہا ہے وہ اس بات کو نظر انداز کر بیٹھے کہ خود ابوبکر، عمر و عائشہ وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ رسولؐ نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا حالاں کہ ذہبی نے اس روایت کو باطل کہا ہے۔(۱) کیا اس روایت سے سقیفہ والوں کی بنیاد متزلزل نہیں ہوتی ؟

۲۳۔ عبداللہ بن عمر سے بطور مرفوع: میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرو۔

عقیلی نے اسے منکر و بے بنیاد کہا ہے۔(۲) دار قطنی کہتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ غلط باتوں کی روایت کرتا تھا یہ روایت ثابت نہیں، ابن حبان کہتے ہیں کہ اس روایت سے احتجاج کرنا صحیح نہیں۔(۳)

۲۴۔ حسن بن صالح قیسرانی نے اسحاق سے روایت کی ہے کہ میں نے یموت بن مزرع سے پوچھا: اے استاد یہ کیسے ہوا کہ رسولؐ نے علیؑ کو خلیفہ نہیں بنایا اور ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے یہی سوال جاحظ سے پوچھا تھا انہوں نے جواب دیا تھا کہ میں نے یہ سوال نظام سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے ﴿وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات یستخلفنهم﴾ ”خدا نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے کہ ان کو ایک نہ ایک دن روئے زمین پر ضرور اپنا خلیفہ بنائے گا“ اور جبرئیل نازل ہو کر وحی کے علاوہ بھی رسولؐ سے اسی طرح کی باتیں کرتے تھے جس طرح عام لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔

رسول خداؐ نے ان سے پوچھا: اے جبرئیل! خدا نے جن لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے وہ کون لوگ ہیں؟

جبریل نے کہا: وہ ابوبکر، عمر، عثمان اور علیؑ ہیں۔ ابوبکر صرف دو سال عمر کی خلافت سے پہلے زندہ رہے پس اگر رسولؐ نے علیؑ کو خلیفہ بنا دیا ہوتا تو یہ تینوں حضرات خلافت سے فائدہ نہ اٹھا پاتے لیکن چوں کہ خدا کو ان لوگوں کی عمروں کا پتہ تھا اس لئے اسی انداز سے ترتیب خلافت قرار دی کہ سبھی اس سے بہرہ مند ہو سکیں اور خدا کا وعدہ اس سلسلے میں درست ہو جائے۔(۴)

۱۔ ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۶۳۹۔

۲۔ الضعفاء الکبیر (ج ۴ رص ۹۵ رنمبر ۱۶۴۹)۔

۳۔ کتاب المجروحین (ج ۲ رص ۲۸۲)، لسان المیزان ج ۵ رص ۲۳۷، (ج ۵ رص ۲۶۸ رنمبر ۷۶۱۱)۔

۴۔ تاریخ ابن عساکر ج ۴ رص ۱۸۶، (ج ۱۳ رص ۱۱۵ رنمبر ۱۳۴۷)۔

اگر جبرئیل کے قول کے مطابق جیسا کہ روایات میں ہے اور رسولؐ نے امت کی احتیاج کے بطور اسے ابلاغ بھی فرمایا تھا تو تمام مسلمانوں کو کیوں نہ معلوم ہوا؟ خود امیر المومنینؑ، ابن عباس، ابوبکر و عمر اور عائشہ پر بھی یہ بات مخفی رہ گئی۔ سقیفہ میں احتجاج کے وقت کسی نے یہ بات نہیں کہی۔

ذرا بنیادی حیثیت سے سوچئے کہ خلافت کا معیار نص ہے یا اجماع ہے؟ صرف شیعہ ہی نص کے قائل ہیں۔ خود عمر نے کہا کہ اگر میں نے خلیفہ نہیں بنایا تو رسولؐ نے بھی تو نہیں بنایا تھا۔

مزید یہ کہ جن لوگوں نے بیعت ابوبکر سے اختلاف کیا وہ کیا عادل رہ جائیں گے؟ بقول ابن حزم: کیا قاتلین عثمان اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یا ان پر قاعدۂ استصحاب جاری ہوگا؟ ان میں صاحبان عصمت بھی ہیں اور کبار صحابہ ہیں کیا ان سب کے متعلق اجتھادی تاویل کی جائے گی؟

ایسے بہت سے جھول ہیں ان سب کو نظر انداز کر کے سوچئے کہ خود نظام کے متعلق ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ کمینہ ترین بدکار تھا۔ (۱) ان کے شاگرد جاحظ کا حال جھوٹے راویوں کے ذیل میں گذر چکا۔ (۲)

۲۵۔ عمر بن شعیب (ذریت عمرو عاص) اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب جنگ خیبر کی بھٹی گرم تھی رسولؐ سے عرض کیا گیا کہ جنگ اپنے شباب پر ہے ایسے میں اگر کوئی واقعہ رونما ہو جائے تو اپنے گرامی ترین صحابی کا نام بتا دیجئے تا کہ اس کا انتخاب کر لیا جائے رسولؐ نے فرمایا: ابوبکر میرے وزیر ہیں جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے، عمر میرے ترجمان ہیں اور عثمان مجھ سے ہے اور میں عثمان سے ہوں، علیؑ میرے بھائی اور قیامت میں میرے رفیق ہوں گے۔

ذہبی نے یہ روایت عقیلی سے لی ہے اور کہا ہے کہ شیخ جاہل نے یہ حدیث گڑھی ہے ''یعنی سلیمان بن شعیب بن شیث مصری''۔ (۳)

خطیب نے (۴) اس واقعہ کو جنگ حنین سے منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سوال جندب بن عبد

۱۔ تاویل مختلف الحدیث (ص ۴۶) لسان المیزان ج ۱ ص ۶۷ (ج ۱ ص ۵۹ نمبر ۱۷۴)۔

۲۔ ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۴۲۷

۳۔ میزان الاعتدال (ج ۲ ص ۲۱۱ نمبر ۳۴۷۷)، الضعفاء الکبیر (ج ۲ ص ۱۳۰ نمبر ۶۱۵)۔

۴۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳ ص ۲۶۱۔

اللہ نے کیا تھا۔اس روایت کے رجال میں علی بن حماد کو دار قطنی متروک الحدیث کہتے ہیں۔
مجاعہ کو کذاب اور ابن لہیعہ کو ابن مہدی متروک کہتے ہیں۔عمرو بن شعیب کے متعلق ابوداؤد نے کہا ہے کہ اس سے اور اس کے باپ دادا سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے۔

شاید اسی لئے خطیب نے سکوت کیا تھا کہ کسی پر اس کی سند و متن کا بطلان پوشیدہ نہیں ہے۔

۲۶۔انس سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اے عثمان! تم میرے بعد مسلمانوں کے حکمراں ہو گے لیکن منافقوں کی ٹولی گھیراؤ کر کے اس سے معزول کرنا چاہے گی لیکن تم دستبردار نہ ہونا اس دن روزہ رکھ لینا تا کہ میرے ساتھ افطار کرو۔

ذہبی نے اس کو خالد بن محمد سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ عجیب و غریب باتیں بیان کرتا ہے۔(۱) ابن حبان کہتے ہیں کہ اس سے احتجاج کرنا صحیح نہیں۔(۲) ابو حاتم کے نزدیک اس کی روایت قوی نہیں ہوتی۔(۳)

ابوہریرہ سے حدیث رسولؐ مروی ہے کہ آپ نے حفصہ سے فرمایا: کیا میں بشارت دوں کہ میرے بعد ابوبکر حکمراں ہوں گے پھر تیرے باپ عمر ہوں گے، اس راز کو چھپائے رکھنا لیکن وہ باہر نکلیں اور عائشہ سے کہا: کیا میں تمہیں بشارت دوں؟ عائشہ نے کہا: کس بات کی؟ پھر حفصہ نے ارشاد رسول نقل کیا اور کہا کہ اس راز کو پنہاں رکھنے کا حکم رسولؐ ہے۔اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، ﴿یا ایھا النبی لِمَ تُحرّم ما اَحلّ اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک﴾ "اے نبی! جسے خدا نے حلال کیا ہے اسے اپنے اوپر کیوں حرام قرار دیتے ہو کیا اپنی بیویوں کی خوشنودی کے طلب گار ہو"۔

ماوردی نے بطور مرسل نقل کیا ہے(۴) اور عقیلی نے موسی بن جعفر انصاری سے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ گمنام ہے اس کی حدیثیں صحیح نہیں ہوتیں۔(۵) ذہبی نے بھی اس کو ضعیف راوی قرار دیا ہے پھر

۱۔میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۰۰ (ج ۱ ص ۶۳۹ نمبر ۲۴۵۹)
۲۔کتاب المجروحین (ج ۱ ص ۲۸۴)
۳۔لسان المیزان ج ۲ ص ۴۹۴، (ج ۷ ص ۴۶۹ نمبر ۵۴۵۴)
۴۔اعلام النبوۃ ص ۸۱ (ص ۱۳۵)
۵۔الضعفاء الکبیر (ج ۴ ص ۱۵۵ نمبر ۱۷۲۴)

کہا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے(۱) اور متن حدیث سے زیادہ سند حدیث مہمل ہے کیوں کہ اگر ولایت کا حکم خدا کا تھا تو نبیؐ پر اظہار لازم تھا تا کہ امت اس کی پیروی کر کے سعادت سے بہرہ مند ہو، چھپانے سے امت کی سرگشتگی لازم آتی ہے اور اگر غیر مشروع بات تھی تو ابوبکر وعمر کو روکنا رسولؐ کے لئے لازم تھا ،حقیقت حال بیان کرنا ہی تقاضائے وقت تھا۔

اگر یہ روایت صحیح ہے تو رسولؐ نے ایک ایسی حکومت کی اطلاع دی تھی کہ جو قہر و غلبہ سے حاصل ہونے والی تھی ایسے میں لفظ بشارت کا کوئی محل نہیں آپ نے غیب کی خبر دی کہ میرے بعد ناجائز طریقے سے ابوبکر وعمر حکمراں ہو جائیں گے اس لئے حفصہ و عائشہ کی باچھیں کھل گئیں۔

۲۸۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے (اپنے آباو اجداد کرام کی سند سے): جس رات فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وفات کی، ابوبکر وعمر ایک گروہ کے ساتھ آئے۔ ابوبکر نے علیؑ سے کہا: آگے بڑھیئے اور نماز جنازہ پڑھیئے، علیؑ نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! ہرگز نہیں میں آگے نہیں بڑھوں گا، کیوں کہ آپ ہی رسول خداؐ کے جانشین ہیں۔ تب ابوبکر نے چار تکبیروں سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ یہ مصیبت عبداللہ بن محمد مصیصی نے مالک سے روایت کر کے نازل کی ہے۔(۲) ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی تمام روایات غیر معتبر ہیں۔(۳) ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ روایتیں اتھل پتھل کر دیتا ہے۔(۴) سمعانی و حاکم اسے حدیث سازوں میں شمار کرتے ہیں۔(۵) یہ جھوٹ جو صادق آل محمدؐ کے نام سے گڑھا گیا ہے یہ اس حدیث سے قطعی تضاد رکھتا ہے جو عائشہ سے مروی ہے کہ علیؑ نے فاطمہؑ کو رات کے وقت دفن کیا اور علیؑ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے(۶)

۱۔ میزان الاعتدال (ج ۴رص ۲۰۱رنمبر ۸۸۵۳)، لسان المیزان ج ۶رص ۱۱۳، (ج ۶رص ۱۳۳رنمبر ۸۶۳۳)

۲۔ میزان الاعتدال (ج ۲رص ۴۸۸رنمبر ۴۵۴۴)

۳۔ الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۴رص ۲۵۸رنمبر ۱۰۹۲)

۴۔ کتاب المجروحین (ج ۲رص ۳۹)

۵۔ الانساب (ج ۴رص ۴۵۹)، میزان الاعتدال ج ۲رص ۷۰، (ج ۲رص ۴۸۸رنمبر ۴۵۴۴)، لسان المیزان ج ۳رص ۳۳۴، (ج ۳رص ۴۱۲رنمبر ۴۷۴۶)

۶۔ مستدرک علی الصحیحین ج ۳رص ۱۶۳، (ج ۳رص ۱۷۸رحدیث ۴۷۴۶)

حلبی و واقدی نے بھی یہی کہا ہے کہ علیؑ نے فاطمہؑ کو رات کے وقت نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا۔ (۱)

۲۹۔ انس سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے ابوبکر کو مقدم نہیں کیا ہے بلکہ خدا نے ابوبکر کو مقدم کر کے مجھ پر احسان فرمایا ہے اس لئے ان کی اطاعت کرو جو شخص ان کی بدگوئی کرتا ہے وہ در اصل میرے اور اسلام کے خلاف بدگوئی کرتا ہے۔ (۲)

یہ کیسے ممکن ہے کہ جسے خدا نے مقدم کیا ہو علیؑ اور کبار صحابہ بیعت نہ کریں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ رسول خداؐ اپنی وفات کے پانچ روز قبل ایک تحریر لکھنا چاہتے تھے اور روایت گڑھنے والوں کے مطابق خلیفہ معین بھی کیا جا چکا تھا اور تحریر لکھنے نہیں دی گئی۔ کسی نے سقیفہ میں بھی اس کو بطور دلیل پیش نہیں کیا۔ اگر خدا نے ابوبکر کو مقدم کیا تھا تو ابوبکر، ابوعبیدہ کو کیوں مقدم کرنا چاہتے تھے چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ عام طور سے لوگوں کو ابوعبیدہ کی بیعت کی ترغیب بھی دے رہے تھے جیسے کہ مسلمانوں نے حتیٰ کہ انس نے بھی یہ حدیث سنی ہی نہیں تھی۔

۳۰۔ ابن عمر اور ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے ایک اعرابی سے ایک اونٹ بطور نسیہ خریدا، اعرابی نے عرض کی: اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کس سے رجوع کروں؟ فرمایا: میرا قرض ابوبکر ادا کریں گے اور میرے پیمان پر عمل کریں گے۔ پوچھا: اگر وہ بھی مر جائیں تو کیا کیا جائے؟ فرمایا: تو پھر اگر تم مرنا چاہو تو مر جانا۔

اس روایت کو خالد بن عمرو قرشی نے بنام لیث گڑھا ہے، ذہبی نے ابن عدی کا بیان نقل کیا ہے کہ میرے خیال میں خالد نے یہ حدیث گڑھی ہے کیوں کہ لیث کا مسودہ میرے پاس موجود ہے اس میں کہیں بھی یہ روایت نہیں ہے۔ (۳)

اسنیٰ المطالب میں یہ واقعہ یوں ہے کہ اعرابی حضرت علیؑ کے پاس چلا آیا تو علیؑ نے اعرابی سے

۱۔ السیرۃ الحلبیہ ج ۳ / ص ۳۶۰، (ج ۳ / ص ۳۶۱)

۲۔ کنز العمال ج ۶ / ص ۱۴۴، (ج ۱۱ / ص ۵۷۲ / حدیث ۳۲۷۰۶)

۳۔ میزان الاعتدال ج ۱ / ص ۲۹۸، (ج ۱ / ص ۶۳۵ / نمبر ۲۴۴۷) الکامل فی ضعفاء الرجال (ج ۳ / ص ۲۹ / نمبر ۵۹۳)

کہا: جا کر رسولؐ سے پوچھا اگر آپ مر جائیں تو قرض کس سے وصول کروں؟ رسولؐ نے فرمایا: ابوبکر سے۔ (۱)

وہ کہتے ہیں کہ اس سند میں فضل بن مختار قطعی ضعیف و کمزور ہے، وہ لائق اعتماد نہیں۔ ازدی و ابن عدی بھی یہی کہتے ہیں۔ (۲)

۳۱۔ انس سے بطور مرفوع: ابوبکر میرے وزیر و خلیفہ ہیں۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اس کا راوی احمد بن جعفر بہت زیادہ حدیثیں گڑھتا تھا۔ (۳)

۳۲۔ عائشہ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے ایک شخص سے کہا: جا کر ابوبکر سے کہو کہ تم میرے خلیفہ ہو، لوگوں کو نماز پڑھادو۔ عقیلی کہتے ہیں کہ اس کا راوی فضل غیر معتبر ہے۔ (۴)

۳۳۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک عورت رسولؐ کی خدمت میں آئی اور کچھ مسائل پوچھے پھر آپ نے اس سے فرمایا: پھر کبھی آنا۔ اس نے کہا: اگر آپ نہ ہوں تو میں کیا کروں؟ فرمایا: اگر میں نہ رہوں تو ابوبکر کے پاس جانا کیوں کہ وہ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔ (۵) اس میں کوئی سند نہیں ہے پھر یہ کہ ابن عباس اس کے خلاف حلق پھاڑ پھاڑ کے خلافت علیؑ کے متعلق چلا رہے ہیں، کیا وہ احادیث صحیح نہیں ہیں؟ اس میں تو سبھی رجال معتبر ہیں، واقعہ دعوت ذوالعشیرہ میں صاف صاف رسولؐ نے کہا ہے کہ تم میرے بعد وزیر، وصی، وارث اور خلیفہ ہو۔ (۶)

۱۔ اسنی المطالب ص۲۴۹، (ص۵۱۷/حدیث۱۶۵۳)

۲۔ الکامل فی الضعفاء الرجال (ج۶/ص۱۵/نمبر۱۵۶۱)، میزان الاعتدال ج۴/ص۳۴۹، (ج۳، ص۳۵۸ نمبر۶۷۵۰) الجرح و التعدیل (ج۷/ص۶۹)

۳۔ میزان الاعتدال ج۱/ص۴۱، (ج۱/ص۸۸/نمبر۳۲۲)

۴۔ الضعفاء الکبیر (ج۳/ص۴۴۴/نمبر۱۴۹۲)، لسان المیزان ج۴/ص۴۳۸، (ج۴/ص۵۱۲/نمبر۶۵۴۶)

۵۔ تاریخ ابن عساکر (ج۳/ص۲۲۰/نمبر۳۳۹۸) الصواعق المحرقہ، ص۱۱ (ص۲۰)

۶۔ تاریخ طبری ج۲/ص۲۱۶، (ج۲/ص۳۱۹) نقض العثمانیۃ (ص۳۳) شرح نہج البلاغہ ج۳/ص۲۶۳، (ج۱۳/ص۲۴۴/خطبہ ۲۳۸)، انباء نجباء الابناء ص۴۶، ۴۸، تاریخ کامل ج۲/ص۲۴ (ج۱/ص۴۸۷) البدایۃ والنہایۃ ج۱/ص۱۱۶، نسیم الریاض ج۳/ص۳۷ (ج۳/ص۳۵)، کنز العمال ج۶/ص۳۹۲، (ج۱۳/ص۱۲۸/حدیث ۳۶۴۰۸، ص۱۳۱/حدیث ۳۶۴۱۹)، مسند احمد ج۱/ص۱۵۹، (ج۱ ص۲۵۷/حدیث۱۳۷۵)، خصائص نسائی ص۱۸، (ص۸۳/حدیث۶۶، سنن نسائی ج۵/ص۱۲۵/حدیث۸۴۵۱)

۳۴۔عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اس امت پر بارہ خلفاء حکومت کریں گے۔ ابوبکر کا نام تم جانتے ہو، عمر شاخ آہن ہیں، انہیں بھی تم جانتے ہی ہو، عثمان بن عفان بھی دونور والے ہیں، شہید ہوکر رحمت خدا سے واصل ہوں گے اور مقدس زمین میں دفن ہوں گے، معاویہ اور ان کا بیٹا یزید پھر سفاح، منصور، جابر، امین، سلام اور امیر العصب جس کا مثل ونظیر نہیں دیکھا گیا۔

نعیم نے فتن میں کنز العمال (۱) کی طرح سند حذف کر کے نقل کیا ہے تاکہ جھوٹوں کو پہچان نہ لیا جائے۔ لیکن اس میں صرف نعیم کا ہونا ہی کافی ہے کیوں کہ وہ دین کی تقویت کے لئے حدیثیں گڑھتا رہتا تھا۔ (۲) اس روایت کا لچڑپن اسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس سلسلے میں معاویہ و یزید ہیں پھر یہ کہ یہ کیسی خلافت ہے جس میں یزید سے سفاح تک ۶۴ھ. سے ۱۳۲ھ. کا زمانہ بغیر خلیفہ کے گذر گیا۔ ان میں جابر و امین اور امیر العصب کون ہیں؟ عمر بن عبدالعزیز جیسے شریف کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟ جب کہ اکثر نے انہیں خلفاء راشدین میں شمار کیا ہے۔ (۳) معلوم ہوا کہ یہ حدیث قطعی جعلی ہے۔

۳۵۔ابوبکر نے غار میں پوچھا: آپ کی منزلت نبوت تو پیش خدا میں نے سمجھ لی لیکن پیش خدا میری منزلت کیا ہے؟ فرمایا: میں خدا کا رسول ہوں اور تم صدیق اور میرے خلیفہ و ہمدم وانیس ہو، میری جگہ پر بیٹھو گے، ہم تم ایک جگہ دفن ہوں گے، خدا تمہارے دوستوں کو قیامت میں بخش دے گا۔

صفوری نے نزھہ میں بحوالہ عیون المجالس بطور مرسل نقل کیا ہے (۴) آگے اس پر بحث ہوگی۔

۳۶۔انس سے مروی ہے: میں رسول خداؐ کی خدمت میں گیا تو دیکھا کہ ابوبکر آپ کی داہنی طرف اور عمر بائیں طرف تھے، آپ نے دونوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کے فرمایا: تم دونوں دنیا و آخرت میں میرے وزیر ہو اسی طرح میرے اور تمہارے لئے زمین شگافتہ ہوگی اور اسی طرح ہم تم خدا کی زیارت

۱۔ کنز العمال ج ۶ رص ۶۷، (ج ۱۱رص ۲۵۲ رحدیث ۳۱۴۲۱)

۲۔ ملاحظہ کیجئے کذاب وجعل ساز محدثین کا سلسلہ نمبر ۶۳۹

۳۔ البدایہ والنھایہ ج ۶ رص ۱۹۸، (ج ۶ رص ۲۲۱)

۴۔ نزھۃ المجالس ج ۲ رص ۱۸۴۔

کریں گے۔(۱)

افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ نص خود عمر وابوبکر بھول گئے تھے۔ سقیفہ کے دن اس نص کا صاف انکار کر بیٹھے۔

۳۷۔ بطور مرفوع: رسولؐ نے عمر وابوبکر سے فرمایا: ہرگز میرے بعد تم پر کوئی امیر نہ ہوگا۔

صفوری نے نزہہ(۲) میں اسے ابوبکر کی خلافت کے ثبوت میں پیش کیا ہے، شبلنجی نورالابصار(۳) میں بسطام بن مسلم سے نقل کرتے ہیں، خود ابوبکر وعمر کو بھی اس جھوٹ سے آگاہی نہ تھی۔

۳۸۔ انس بن مالک حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خدا نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو باپ بناؤں، عمر کو مشیر قرار دوں اور عثمان کو سردار بناؤں اور تمہیں داماد بناؤں۔ تم چاروں کے متعلق خدا نے ام الکتاب میں میثاق لیا ہے کہ تم سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور منافق ہی بغض رکھے گا جو بد بخت ہوگا، تم میری نبوت کے خلفاء، میرے عہد و پیان کے ذمہ دار اور میری امت پر میری حجت ہو۔

ابن عساکر و خطیب نے نقل کر کے کہا ہے کہ اس کا راوی ضرار بن سہل غیر معتبر ہے۔(۴) ذہبی کہتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے، میں نہیں جانتا یہ ذلیل جانور(ضرار) کون ہے۔(۵)

۳۹۔ زید بن جلاس کندی نے رسولؐ سے پوچھا: آپ کے بعد کون خلیفہ ہے؟ فرمایا: ابوبکر۔

اس کے راوی زید کے متعلق استیعاب میں ہے کہ اس کی روایت قوی نہیں ہوتی۔(۶)

۴۰۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ اس وقت تک نہیں مرے، جب تک یہ

۱۔ نزھۃ المجالس ج۲ ص۱۹۱

۲۔ نزھۃ المجالس ج۲ ص۱۹۲ ۳۔ نور الابصار ص۵۵، (۱۱۴)

۴۔ تاریخ ابن عساکر ج۴ ص۲۸۶، ج۷ ص۲۸۶، (ج۱۴ ص۲۹ نمبر ۱۵۰۱، ج۲۷ ص۳۶ نمبر ۳۱۶۲)، تاریخ بغداد ج۹ ص۳۴۵

۵۔ میزان الاعتدال ج۱ ص۴۷۲، (ج۲ ص۳۲۷ نمبر ۳۹۵۰)

۶۔ الاستیعاب (القسم الثانی ص۵۴۲ نمبر ۸۴۲)

بات رازدارانہ طور پر بتا نہ دی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہوں گے، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر میں۔

۴۱۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خدا نے اس خلافت کا افتتاح ابوبکر سے کیا، دوسرے نمبر پر عمر اور تیسرے نمبر پر عثمان کو رکھا اور ختم نبوت کا خاتمہ مجھے قرار دیا۔

۴۲۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خداؐ دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک یہ عہد نہ لیا کہ میرے بعد ابوبکر حکمراں ہوں گے، پھر عمر، پھر عثمان ہوں گے، پھر حکومت میری طرف آئے گی اور لوگ مجھ پر اکتفانہ کرسکیں گے۔

یہ تینوں روایات (۴۰، ۴۱، ۴۲) طبری نے ریاض (۱) میں بغیر سند کے لکھی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں، کیونکہ علیؑ نے چھ ماہ تک بیعت ابوبکر نہیں کی تھی اور بعید ہے کہ راوی کو نسیان ہوا ہو۔

۴۳۔ دیلمی نے امیر المومنین علیہ السلام سے اخراج کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے، میں نے پوچھا: میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟ کہا کہ ابوبکر اور وہی آپ کے بعد حکمراں ہوں گے اور وہ آپ کے بعد افضل امت ہیں۔ (۲)

۴۴۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: میرے نزدیک معزز ترین، شریف ترین اور محبوب ترین وہی اصحاب ہیں، جنہوں نے میری تصدیق کی اور ایمان لائے۔ میرے معزز اور بہترین اصحاب میں دنیا و آخرت میں ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں کیونکہ جب سب نے مجھے جھٹلایا تو انہوں نے میری تصدیق کی، سب نے انکار کیا تو ایمان لائے، سب نے مجھے وحشت زدہ کیا اور انہوں نے مجھے سکون دیا، سب نے چھوڑ دیا اور انہوں نے میری صحبت اختیار کی، سب نے انکار کیا اور انہوں نے میری شادی اپنی بیٹی سے کردی، سب مجھ سے کنارہ کش ہوئے اور وہ میری طرف مائل ہوئے، انہوں نے اپنے مال اور جان سے میرے اوپر فداکاری کا مظاہرہ کیا۔ اس لئے خدا قیامت میں ان کو میرے برابر قرار دے گا جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیئے کہ اس سے محبت کرے، جو میری کرامت

۱۔ ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۳، (ج ۱ ص ۴۸)

۲۔ الفردوس بماثور الخطاب، (ج ۱ ص ۴۰۴ نمبر ۱۶۳۱)، کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۹، (ج ۱۱ ص ۵۵۱ حدیث ۳۲۵۸۸)

کا ارادہ کرتا ہے اسے ابوبکر کا اکرام کرنا چاہیئے، جسے قرب خداوندی کی طلب ہو اسے ابوبکر کی بات سننا اور اطاعت کرنا چاہیئے کیوں کہ وہ میرے بعد امت پر خلیفہ ہیں۔ (۱)

یہ حدیث متاخرین کی مرسل حدیثوں میں سے ہے جس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے۔ نیز یہ حدیث بہت سے صحاح و مسانید کی حدثیوں کی تکذیب کرتی ہے۔

۴۵۔ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف عمر کے ساتھ تھے، محمد بن مسلم نے زبیر کی شمشیر توڑ دی۔ ابوبکر نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور کہا کہ علیؑ و زبیر کہتے ہیں کہ مجھے اس بات کا غصہ ہے کہ شوریٰ میں ہم لوگوں کو نظر انداز کیا گیا ورنہ ہم ابوبکر کو رسولؐ کے بعد اولیٰ تر سمجھتے ہیں کیوں کہ وہ رسولؐ کے یار غار تھے، ہم ان کی شرافت کو جانتے ہیں، انہوں نے حمایت رسولؐ میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (۲)

یہ تمام روایات بالکل باطل ہیں کیوں کہ آگے آپ ملاحظہ کریں گے کہ صحیح و حسن احادیث میں کہا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کرنے کا اقدام نہیں فرمایا ۔خود سیرت نبیؐ میں اکثر شواہد ملتے ہیں جن سے خلافت ابوبکر باطل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں علیؑ سے ان لوگوں کا احتجاج بھی ہے جنہوں نے زبردستی پیراہن خلافت پہن لیا تھا۔ خطبہ شقشقیہ اور حدیث رکبان سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے جسے بے شمار کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ کیسے کیسے لوگ تھے جنہوں نے بنام حضرت علی علیہ السلام جھوٹ کے طومار باندھے چنانچہ ابن سیرین کہتے ہیں کہ عام طور سے حضرت علی علیہ السلام سے مروی احادیث غلط اور جھوٹ ہیں۔ (۳)

مکّار کا منھ کالا

ان جھوٹی روایات کا انبار اہل سنت کے عقیدۂ اساسی کی بنیاد ہیں انہوں نے بتخانۂ خلافت کی تعمیر کو

۱۔ نزھۃ المجالس ج ۲/ص ۱۷۳، (ج ۲/ص ۱۸۳)، مصباح الظلام ج ۲/ص ۲۴، (ج ۲/ص ۵۹/حدیث ۳۶۲)

۲۔ المستدرک علی الصحیحین ج ۲/ص ٦٦، (ج ۳/ص ۷۰/حدیث ۴۴۲۲)

۳۔ صحیح بخاری ج ۵/ص ۲۷۲، (ج ۳/ص ۱۳۵۹/حدیث ۳۵۰۴)

ان غلط روایات سے سجایا ہے۔ خود ائمہ اہل سنت نے گواہی دی ہے کہ یہ سب محض دروغ بے فروغ ہیں ان میں ایک بھی روایت صحیح نہیں۔

واقعیت اور اعتبار بھی اسی کی تائید کرتا ہے کیونکہ اہل سنت کے نزدیک خلافت کا معیار انتخاب و اجماع ہے کوئی بھی سنی نص پر اعتماد نہیں کرتا انہوں نے انکار نص کی بعض شیعہ کی طرف نسبت دی ہے۔

باقلانی (۱) تمہید میں کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ جمہور امت کو خلافت کے بارے میں نص کا انکار ہے جو نص کا قائل ہوا، اس سے برأت کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر تفضیل کے قائل مثلاً زیدیہ اور معتزلہ علیؑ کو صحابہ سے افضل بھی مانتے ہیں اور نص کا انکار بھی کرتے ہیں۔

حضرمی محاضرات (۲) میں کہتے ہیں انتخاب میں اصل چیز امت اسلام کی رضا ہے۔ خلیفہ امت کی مدد سے توانا ہوتا ہے، وفات رسولؐ کے وقت امت کی رائے بھی یہی تھی، اس لئے لوگوں نے ابوبکر کو منتخب کیا، وہ لوگ اس بارے میں شارع کی نص یا حکم کے پابند نہیں تھے۔ انہوں نے خلیفہ منتخب کر کے اس کی بیعت کی جس کا مطلب یہ تھا کہ خلیفہ کتاب خدا و سنت رسولؐ کے مطابق عمل کرے گا۔ بیعت کا طریقہ بالکل بائع اور مشتری کے انداز کا ہوتا ہے، وہ بیعت کے وقت ایک دوسرے کے ہاتھ مارتے ہیں، خلیفہ احکام شریعت پر عمل کر کے بھی توانا ہوتا ہے جو امت کی مدد سے انجام پاتا ہے۔

ابوبکر نے خلیفہ کے انتخاب میں ایک دوسرا طریقہ ایجاد کیا یعنی اپنا جانشین نامزد کر دیا اور لوگوں نے ان کی اطاعت کا پیمان باندھا۔ امت اسلام نے اس طریقے کی موافقت کر کے بتا دیا کہ یہ بھی طریقہ واجب الاطاعۃ ہے۔

یہیں سے معلوم ہوتا ہے ان روایات کی پیدائش جو قطعی طور سے جعلی ہیں انعقاد بیعت اور استقرار خلافت کے بعد ہوئی ہے جسے زبردستی امت پر تھوپا گیا تھا، اسی لئے کسی نے ان روایات سے بروز سقیفہ استدلال نہیں کیا۔ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ علماء علم کلام نے بھی ان روایات سے احتجاج نہیں

۱۔ التمہید، ص ۱۶۵

۲۔ محاضرات تاریخ الامم الاسلامیۃ، ص ۴۶، (الدولۃ العباسیۃ، ص ۴۱)

کیا، نہ ارباب تحقیق نے ان روایات کی طرف توجہ کی۔ ظاہر ہے کہ یہ حرف اس لئے ہیں کہ انہیں اس جعلی روایات کا پتہ نہیں تھا یا سمجھتے تھے کہ یہ جعلی ہیں حالاں کہ بعض علماء نے فضائل کے باب میں اندھی عقیدت کے تحت اس پر توجہ کی ہے، لیکن دانشوران امت نے کبھی ان پر توجہ نہ کی، یہ خود ان کے جعلی ہونے کا ثبوت ہے۔ ان جعلی روایات کے مقابلے میں صحیح روایات بھی ملاحظہ فرمایئے جو قطعی مخالف ہیں:

۱۔ ابوبکر سے بطور صحیح نقل کیا گیا ہے کہ مرض الموت کے وقت کہا میں چاہتا تھا کہ رسول خداؐ سے پوچھوں کیا خلافت میں انصار کا بھی حق ہے۔ (۱)

اگر ابوبکر نے نص رسولؐ سنی ہوتی تو کبھی یہ تمنا نہ کرتے۔ یا تو یہ کہا جائے کہ وہ آخری وقت ہذیان بک رہے تھے۔

۲۔ مالک حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں: ابوبکر نے حالت احتضار میں عمر کو بلایا اور کہا: میں تمہیں اصحاب رسولؐ پر خلیفہ رسولؐ بناتا ہوں پھر فوجیوں کو خط لکھا کہ عمر کی اطاعت ہی میں تمہاری بھلائی ہے۔ (۲) اگر عمر کی خلافت کے متعلق نص رسول تھی تو اسے ابوبکر اپنی طرف کیوں نسبت دے رہے ہیں؟

۳۔ عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں ابوبکر کے مرض وفات میں ان کی عیادت کو گیا، میں نے ان سے کہا: میں آپ کو اچھی حالت میں دیکھ رہا ہوں اے خلیفہ رسولؐ! ابوبکر نے جواب دیا: لیکن مجھے تم مہاجرین کی حرکات نے سخت تکلیف ہے میں بہترین انسان کو خلیفہ بنا رہا ہوں اور تم لوگ چاہتے ہو کہ تم میں سے کوئی ہو۔ میں نے کہا: آپ رنجیدہ نہ ہوں ورنہ درد بڑھ جائے گا، بخدا! آپ ہمیشہ ہمارے خیر خواہ رہے کسی دنیوی چیز کے ضائع ہونے کا افسوس مت کیجئے، یہ جو آپ نے اپنی رائے سے خلیفہ نامزد کیا ہے اس میں بھی بھلائی ہی ہوگی۔ (۳)

۱۔ تاریخ طبری، ج۴، ص۵۳ (ج۳ رص ۴۳۱) العقد الفرید ج۲، ص۲۵۴ (ج۴ رص ۹۳) اس روایت کے بارے میں ساتویں جلد میں تفصیل سے بحث کی جائے گی۔

۲۔ تیسیر الوصول ج۱، ص۴۸، (ج۲ رص ۵۷)

۳۔ تاریخ طبری ج۴، ص۵۲ (ج۳ رص ۴۲۹) العقد الفرید ج۲، صص ۵۴، (ج۴ رص ۹۲) تھذیب الکامل ج۱، ص۶، باقلانی کی اعجاز القرآن ص۱۱۶، (۲۲۱-۲۱۰)

صحابہ اس لئے ناخوش تھے کہ وہ جانتے تھے کہ اس سلسلے میں کوئی نص رسول نہیں ہے۔ وہ اس بات کے معتقد تھے کہ صحابہ کو ایک دوسرے پر کوئی ترجیح حاصل نہیں۔ یا اگر نص رسول تھی تو وہ جانتے تھے کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ ابوبکر نے محض اپنی ذاتی رائے سے خلیفہ کو امت پر تھوپ دیا ہے یا وہ یہ سمجھتے تھے کہ خلیفہ منتخب کرنا ایک شخص کا کام نہیں تمام امت کا اختیار ہے یا پھر اس لئے خفا تھے کہ نص رسولؐ تو صرف علیؑ کے لئے ہے جن پر دوسروں کو مقدم کر دیا گیا ہے یا وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ لوگوں کو نص پر اعتبار نہیں اور انتخاب بھی غلط ڈھنگ سے کیا گیا۔ کیوں کہ ابوبکر کا انتخاب بھی بقول عمر ایک ہنگامی حادثہ تھا، عمر کا انتخاب بھی ایسے ہی ہوگیا، اس شور و غل میں ہر شخص اپنے کو خلافت کا حق دار سمجھ رہا تھا چنانچہ بلاذری کی الانساب کے مطابق عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا: اے قوم! میں دیکھ رہا ہوں تم میں ہر شخص خلافت کا دعوے دار ہے اس معاملہ کو ٹال جاؤ کیا تم سب کو امید ہے کہ خلیفہ ہو جاؤ گے۔ (۱)

۴۔ ابن قتیبہ نے ایک حدیث کے ذیل میں ابوبکر کا قول نقل کیا ہے کہ خدا نے محمدؐ کو پیغمبر کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور مومنوں کا ولی قرار دیا۔ ان کے مرتبہ کی وجہ سے خدا نے ہم پر احسان فرمایا پھر ان کی وفات ہوگئی۔ آپ نے اس خلافت کا معاملہ امت کے سپرد کر دیا تا کہ ان کی مصلحت کے مطابق متفقہ طور سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں امت نے مجھے اپنا سرپرست اور والی بنا دیا۔ (۲)

۵۔ عمر سے بطور صحیح مروی ہے: اگر میں نے تین چیزیں رسولؐ سے پوچھ لی ہوتیں تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں خلافت، کلالہ اور سود۔ دوسری روایت میں بجائے سرخ اونٹوں کے دنیا و مافیہا آیا ہے۔

۶۔ عمر سے بطور صحیح مروی ہے کہ اگر میں نے تین چیزیں رسولؐ سے پوچھ لی ہوتیں تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتیں... آپ کے بعد کون خلیفہ ہوگا۔ (۳)

۷۔ عمر سے بطور صحیح: اگر ہم کسی کو خلیفہ نہ بھی نامزد کریں تب بھی خداوند عالم اپنے دین کی حفاظت

۱۔ الانساب بلاذری، ج ۵ / ص ۲۰

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ ج ۱ / ص ۱۵، (ج ۱ / ص ۲۱)

۳۔ جلد ۶ کے باب نوادر الامر میں اس کے مدارک بیان کئے جائیں گے۔

کرے گا کیوں کہ رسول خداؐ نے بھی کسی کو اپنا خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا۔ اگر چاہوں تو کسی کو خلیفہ نامزد کردوں جس طرح ابوبکر نے اپنا جانشین نامزد کیا۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں: بخدا! ان کے رسولؐ اور ابوبکر کو یاد کرنے سے ہم سمجھتے ہیں کہ کسی کو جانشین نہیں بنائیں گے۔ (۱)

۸۔ عمر سے بطور صحیح: جب عمر زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا: آپ کسی کو اپنا جانشین کیوں نہیں بنا دیتے؟ جواب دیا کہ تم چاہتے ہو کہ تمہارا بار سنگین موت وحیات کی حالت میں اٹھاؤں تو ابوبکر نے جانشین بنایا جو مجھ سے بہتر تھے اگر نہ بناؤں تو رسول خداؐ نے اپنا جانشین نہیں بنایا وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے سمجھ گئے کہ وہ کسی کو جانشین نہ بنائیں گے۔ (۲)

حضرت عمر کا خطبہ ہے: اے لوگو! میں کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہتا نہ مجھے اس کی لالچ ہے بلکہ مرنے والے (ابوبکر) نے مجھ پر وحی کی تھی اور انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوا تھا، میں نا اہل کو امام نہیں بنا سکتا اسی کو بناؤں گا جو مسلمانوں میں محترم ہو اور وہ اس کا اہل بھی ہو۔ (۳)

اس خطبہ اور ان جعلی حدیثوں کے درمیان کس قدر فرق ہے جنہیں نص خلفاء کے سلسلے میں گڑھا گیا ہے، اس میں خلافت کو ابوبکر کی طرف سے تھوپی گئی چیز بتایا گیا ہے نہ بطور وحی یا خدا کی طرف سے کوئی چیز۔

۱۰۔ تاریخ طبری (۴) میں ہے کہ جب عمر زخمی ہوئے تو لوگوں نے کہا: آپ کسی کو خلیفہ کیوں نہیں

۱۔ صحاح ستی کے مؤلفین میں سوائے نسائی کے سبھی نے اس کو نقل کیا ہے، تیسیر الوصول، ج ۲، ص ۵۰، (ج ۲/ص ۵۹/حدیث ۹) مسند احمد، ج ۱، ص ۴۷، (ج ۱/ص ۷۷/حدیث ۳۳۴) تاریخ بغداد ج ۱، ص ۲۵۸، (نمبر ۸۶)

۲۔ صحیح بخاری (ج ۶/ص ۲۶۳۸/حدیث ۶۷۹۲)، صحیح مسلم (ج ۴/ص ۱۰۲/حدیث ۱۱) سنن ابی داؤد، (ج ۳/ص ۱۳۳/حدیث ۲۹۳۹)، سنن ترمذی (ج ۴/ص ۴۳۵/حدیث ۲۲۲۵)، مسند احمد، ج ۱، ص ۴۳، ۴۴، (ج ۱/ص ۷۱/حدیث ۳۰۱، ص ۷۵/حدیث ۳۲۴) سنن بیہقی، ج ۸، ص ۱۴۸، تیسیر الوصول ج ۲، ص ۴۹، (ج ۲/ص ۵۹/حدیث ۸)، البدایۃ والنھایۃ ج ۵، ص ۲۵۰، (ج ۵/ص ۲۷۰)

۳۔ تیسیر الوصول ج ۲، ص ۴۸، (ج ۲/ص ۵۷/حدیث ۷)

۴۔ تاریخ طبری ج ۵، ص ۳۳، (ج ۴/ص ۲۲۷)

بنا دیتے؟ جواب دیا: کس کو خلیفہ بناؤں اگر ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو انھیں اپنا جانشین بناتا، اگر خدا پوچھتا کہ کیوں خلیفہ بنایا؟ تو کہتا کہ میں نے تیرے پیغمبرؐ سے سنا تھا کہ وہ امین امت ہیں۔ اگر سالم زندہ ہوتے تو انہیں بناتا۔ ایک شخص نے کہا: آپ کے فرزند عبد اللہ کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جواب دیا: خدا تجھے قتل کرے، مجھے خدا سے ہرگز اس کی خواہش نہیں کیا اسے جانشین بناؤں جو اپنی جورو کو طلاق دینے سے بھی عاجز ہے، مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت نہیں کیوں کہ اگر نتیجہ بہتر نکلا تو کہو گے میں نے رائے دی تھی اور اگر برا نکلا تو مجھ پر الزام دو گے۔ عمر کے خاندان کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کی ایک فرد امت کے بارے میں موقف حساب میں جواب دہ ہو گی۔ میں نے بذات خود جہاد کیا اور اپنے خاندان کو اس امر سے محروم رکھا... میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ اگر اپنی رائے سے جانشین بنا دوں تو جو مجھ سے بہتر تھا اس نے بھی ایسا ہی کیا اور اگر نہ بناؤں تو بھی مجھ سے بہتر نے ایسا کیا اور ہرگز خدا اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا۔

ان باتوں کے بعد لوگ وہاں سے چلے آئے تھوڑی دیر بعد پھر گئے اور ان سے کہا: اے امیر المومنین! آپ مومنین کی قسمت کا فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے؟ جواب دیا: میں نے پچھلی باتوں کے بعد سوچا تھا کہ اس کے لئے موزوں ترین شخص کو تمہارا حکمراں بنا دوں (اشارہ حضرت علیؑ کی طرف تھا)۔

اتنے میں مجھے جھپکی آئی اور میں نے دیکھا کہ ایک باغ میں وہ شخص داخل ہوا جس نے اسے سینچا تھا۔ اس نے خام و پختہ پھل توڑے اور پیروں سے روندنے لگا اس سے میں سمجھا کہ میں اب مرنے والا ہوں چنانچہ اب میں اس نتیجے پر پہونچتا ہوں کہ تم لوگوں کا بار، موت وحیات کی حالت میں خود اپنے دوش پر نہیں اٹھانا چاہتا یہ رہے تم اور یہ رہی قوم۔ (۱)

کاش! ہم اور تمام قوم جان سکتے کہ صحابہ باوجود بے شمار نصوص کے خلیفہ معین کرنے کی درخواست کیوں کر رہے تھے اور عمر مخالفت کیوں کر رہے تھے؟ وہ ابو عبیدہ وغیرہ کی تمنا کر رہے تھے کہ زندہ ہوتے تو انہیں کو خلیفہ بناتا پھر معاملے کو شوریٰ پر ٹال دیا۔ انہیں ابو عبیدہ اور سالم کا تو خیال آیا لیکن حضرت علیؑ کا خیال نہیں آیا جن کی آیات واحادیث میں فضیلت بیان ہوتی ہے۔ اگر خدا پوچھتا تو کہہ دیتے کہ اسے

۱۔ العقد الفرید ج ۲ ص ۲۵۶، (ج ۴ ص ۹۷)

خلیفہ بنایا ہے جس کے بے شمار مناقب تو نے خود بیان کئے ہیں۔

جس کے لئے آیہ مباہلہ و آیتِ تطہیر نازل ہوئی اور جو معصوم تھا، اسے سزاوار خلافت کیوں نہیں سمجھتے ؟ وہ عبداللہ کو صرف ایک معاملے میں ناقص ہونے پر سزاوار خلافت نہیں سمجھتے۔ ان کے نظریے کے مطابق فرائض واحکام کے متعلق پوچھنا ہو تو زید بن ثابت کے پاس جائے، جسے فقہ کے متعلق دریافت کرنا ہو اسے معاذ بن جبل کے پاس جانا چاہیئے اور جسے بیت المال کے متعلق پوچھنا ہو وہ میرے پاس آئے، کیوں آئے کیوں کہ خدا نے مجھے خازن اور دولت تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔

۱۱۔ عبداللہ بن عمر نے باپ سے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو جانشین بنانا نہیں چاہتے حالاں کہ اگر بکری اور اونٹ کو بغیر ساربان کے چھوڑ دیا جائے تو آپ اسے قصوروار سمجھیں گے، لوگوں کی نگہبانی تو جانوروں سے اہم تر ہے، آپ خدا سے کیا کہیں گے جب آپ اس سے ملاقات کریں گے اور پوچھے گا کہ کسی کو نگہبان کیوں نہ بنایا؟

عبداللہ کا بیان ہے کہ یہ سنکر ابا جان مغموم ہو گئے، دیر تک سر جھکائے رہے پھر سر بلند کر کے فرمایا: دین کا محافظ خدا ہے، دونوں ہی کام سنت ہیں کسے انجام دوں، اگر جانشین نہ بناؤں تو رسولؐ نے بھی نہیں بنایا اور اگر جانشین بناؤں تو ابوبکر نے بنایا ہے۔ عبداللہ سمجھ گئے کہ کسی کو جانشین نہیں بنائیں گے۔(۱)

یہ روایت ایک دوسری طرح بھی ہے کہ عبداللہ نے کہا: لوگوں کا مطالبہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کسی کو جانشین نہ بنائیں گے جب کہ اگر چرواہا اپنی بکریوں کو آزاد چھوڑ دے تو آپ اس کو قصووار سمجھیں گے، انسانوں کا معاملہ تو جانوروں سے بھی اہم ہے۔ میری بات سن کر ابا جان نے تصدیق کی اور دیر تک سر جھکائے رہے پھر سر اٹھا کر کہا: خدا اپنے دین کا محافظ ہے اگر خلیفہ نہ بناؤں تو رسولؐ نے بھی نہیں بنایا اگر بناؤں تو ابوبکر نے بنایا ہے۔(۲)

۱۔ حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۴۴، ریاض النضرۃ ج۲، ص۷۴، (ج۲رص۳۵۳)، صحیح مسلم (ج۴رص۱۰۲رحدیث ۱۱، ۱۲ کتاب الامارۃ)، سنن بیہقی ج۵، ص۱۴۹

۲۔ ابن جوزی کی سیرۂ عمر، ص۱۹۰(۱۹۵)

۱۲۔ابوزرعہ کتاب العلل میں عبداللہ سے روایت کرتے ہیں: جب عمر کو زخمی کیا گیا تو میں نے کہا: آپ کسی کو جانشین کیوں نہیں بنا دیتے؟ انہوں نے کہا: مجھے اٹھا کے بٹھا دو۔عبداللہ کہتے ہیں جب میں نے کہا اور انہوں نے فرمایا کہ مجھے بٹھا دو تو میرا خیال ہے کہ ان کا مجھ سے فاصلہ مدینے کی دوری کا تھا۔ فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں اسی کے حوالے کروں گا جس نے یہ بوجھ میرے حوالے کیا تھا۔(۱)

۱۳۔ابن قتیبہ الامامۃ والسیاسۃ (۲) میں لکھتے ہیں: جب عمر کو مرنے کا یقین ہو گیا تو اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا: عائشہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مجھے پہلوئے رسولؐ میں دفن ہونے کی اجازت دیدیں۔عبداللہ نے جا کر ان سے ماجرا بیان کیا، انہوں نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے کوئی ہرج نہیں مزید کہا: بیٹا! میرا اسلام عمر سے کہہ دینا اور ان سے کہنا کہ امت بغیر سرپرست کے نہ چھوڑیں کیوں کہ میں اس کے خطرناک نتائج دیکھ رہی ہوں۔عبداللہ نے آکر عائشہ کی بات کہی عمر نے جواب میں کہا: وہ کسے بنانے کو کہہ رہی ہیں؟ اگر ابوعبیدہ زندہ ہوتے انہیں خلیفہ اور ولی بناتا، خدا کے سامنے جا کر کہتا کہ امین امت کو خلیفہ بنایا ہے اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ بناتا خدا پوچھتا تو کہتا کہ تیرے نبیؐ سے سنا ہے کہ معاذ قیامت میں زمرہ علماء میں محشور ہوں گے، اگر خالد بن ولید زندہ ہوتے تو انہیں خلیفہ بناتا خدا پوچھتا تو کہتا کہ خالد مشرکوں کے خلاف اپنی ہوئی تلوار ہے لیکن میں اسے خلیفہ بناؤں گا جس سے رسول خداؐ مرتے وقت راضی تھے۔(۳)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: کاش! حضرت عمر کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کوئی ایک ہی حدیث یاد آجاتی جسے بے شمار حفاظ ومحدثین نے خود انہیں سے نقل کیا ہے اور انہیں خلیفہ بنا دیتے اور خدا پوچھتا تو عذر پیش کرتے ہوئے وہ حدیث دہرا دیتے۔انہیں تو صرف حدیث ثقلین ہی کافی تھی جسے تمام علماء ومحدثین نے ان سے نقل کیا ہے، حدیث منزلت، حدیث خیبر کے علاوہ حدیث غدیر کو پیش کر دیتے۔

۱۔ریاض النضرۃ ج ۲ رص ۴۷، (ج ۲ رص ۳۵۴)

۲۔الامامۃ والسیاسۃ ص ۲۲، (ج ۱ رص ۲۸)

۳۔اعلام النساء، ج ۶ رص ۸۷۶، (ج ۳ رص ۱۲۷)

دوسرے صحابہ سے مروی علیؑ کے لئے ہے کہ جس قدر علیؑ کے فضائل ہیں کسی کے نہیں وہ حق کی ہدایت کریں گے اور ضلالت سے باز رکھیں گے یا اکثر صحابہ سے مروی اگر آسمان وزمین کے ساتوں طبق کا ایمان ایک پلے میں اور دوسرے میں علیؑ کا ایمان ہو تو قطعاً ایمان علیؑ گراں تر ہوگا۔

حضرت عمر کو ایسے وقت میں جعلی حدیثیں یاد آئیں لیکن علیؑ کے بارے میں آیۂ مباہلہ اور آیۂ تطہیر یاد نہیں آئی؟ کتنی شرمناک بات ہے کہ عمر کو ایرانی نژاد سالم بن معقل خلافت کے لئے موزون نظر آتا ہے۔ آخری وقت خواہش کرتے ہیں کہ اگر سالم زندہ ہوتے تو معاملۂ خلافت کو شوریٰ پر نہ ٹالتا۔(۱) رسول خداؐ کو کس قدر اذیت ہوئی ہوگی کہ ان کے بھائی علیؑ کو غلاموں کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا جب کہ ان کی ولایت کے ثبوت میں آیات واحادیث کے انبار ہیں۔

کیا یہی عمر نہیں تھے جنہوں نے سقیفہ میں اس حدیث سے استدلال کیا تھا کہ ''امام قریش سے ہوں گے'' پھر کیوں وہ غلام اور ایرانی نژاد کو خلافت کے لئے موزون سمجھ رہے ہیں اور علیؑ کو نہیں سمجھتے۔

کیا عمر نے خالد بن ولید کے لئے سنگسار کرنے پر اصرار نہیں کیا تھا۔ ابوبکر پر دہاڑے تھے کہ اس نے مالک بن نویرہ کو قتل کیا، اس کی عورت سے اسی رات ہم بستری کی، پورے قبیلے کے لوگوں کو اور وہاں کی دولت کو تہس نہس کر دیا تھا۔ خالد کی تلوار ظلم اور گناہ ہے، اس دشمن خدا نے مسلمانوں کو قتل کیا پھر اس کی عورت سے زنا بھی کیا یا خالد سے غصے میں کہا تھا: تم نے ایک مسلمان کو قتل کیا پھر اس کی عورت سے زنا بھی کیا، خدا کی قسم! میں تجھے ضرور سنگسار کروں گا۔

شاید وہ یہ تمام واقعات فراموش کر چکے تھے۔ ناجائز سیاست، قومی مفاد سے الگ ہی زبان عطا کرتی ہے، غلط آرزوئیں انھیں ناجائز سیاستوں کا نتیجہ ہوتی ہیں جنہیں کتاب وسنت سے منطبق کرنا محال ہوجاتا ہے۔

۱۴۔ بلاذری انساب الاشراف (۲) میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ عمر نے مجروح ہونے

۱۔ طبقات ابن سعد، ج۳، ص۲۴۸، (ج۳رص۳۴۳) باقلانی کی التمہید، ص۲۰۴، الاستیعاب ج۲رص۵۶۱، (نمبر۸۸۱) طرح التثریب ج۱، ص۴۹

۲۔ انساب الاشراف ج۵، ص۱۶

سے قبل کہا تھا: سمجھ میں نہیں آتا امت محمدؐ کے متعلق کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ فکر مند کیوں ہیں جب کہ اس میں موزون افراد موجود ہیں۔ کہنے لگے: شاید تمہاری مراد علی بن ابی طالبؑ سے ہے؟ میں نے کہا: ہاں، کیوں کہ وہ رسولؐ کے مقرب، ان کے داماد، سابق الاسلام ہیں اور ہر محاذ پر کھرے اترے۔ کیا ایسا شخص خلافت کے لئے موزون نہ ہوگا۔

عمر نے کہا: ان میں خوش طبعی اور مزاح بہت زیادہ ہے۔ میں نے پوچھا: طلحہ کیسے ہیں؟ بولے: اس میں نخوت و تکبر ہے۔ پوچھا: عبدالرحمٰن بن عوف؟ بولے: موزون تو ہے لیکن کمزور ہے۔ میں نے پوچھا: سعد؟ بولے: وہ جنگجو اور ہنگامہ پسند ہے۔ پوچھا: زبیر؟ کہا: بخیل ہے مومن سے زیادہ کافر سے راضی ہے، سخت ہے لیکن وہ لالچی بھی ہے۔ خلافت تو ایسے کو ملنی چاہیئے جو طاقت ور ہو، مکار نہ ہو، مہربان ہو، کمزور نہ ہو، بے موقع سخی نہ ہو۔

میں نے کہا: عثمان کیسے ہیں؟ کہنے لگے: اگر وہ مسلمانوں پر حکمراں ہوا تو ابن معیط کے چھوکروں کو لوگوں پر مسلط کر دے گا اور اگر اس نے ایسا کیا تو لوگ اسے قتل کر دیں گے۔

۱۵۔ جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام نے تقریر فرمائی: اما بعد رسول خداؐ نے حکمرانی کے بارے میں ہمیں کوئی وصیت نہیں فرمائی کہ ہم اس کی پیروی کرتے۔ ہم نے خود حکمراں بنائے، ابوبکر جانشین بن گئے اور جمے رہے پھر عمر بنے اور جمے رہے اور اس کے بعد حالات دگرگوں ہو گئے۔ (۱)

۱۶۔ ابو وائل نے علیؑ سے پوچھا: آپ اپنا خلیفہ کیوں نہیں بنا دیتے؟ جواب میں فرمایا: رسولؐ نے خلیفہ نہیں بنایا تو میں کیوں بناؤں لیکن اگر خدا لوگوں کی بھلائی کا ارادہ کرے گا تو انہیں خیر پر مجتمع کر دے گا جس طرح بعد رسولؐ لوگ خیر پر جمع ہو گئے۔ (۲)

۱۷۔ حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا: اگر آپ اپنا قتل ہونا جانتے ہیں تو اپنا جانشین کیوں نہیں

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۰۴، (ج ۳/ص ۱۱۲/حدیث ۴۵۵۸)، البدایۃ والنھایۃ، ج ۵/ص ۲۵۰، (ج ۵/ص ۲۷۱)، الصواعق المحرقۃ، (ص ۴۸)، مسند احمد (ج ۱/ص ۱۸۴/حدیث ۹۲۳)

۲۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۷۹، (ج ۲/ص ۸۴/حدیث ۴۴۶۷)، سنن بیہقی، ج ۸، ص ۱۴۹، البدایۃ والنھایۃ، ج ۵، ص ۲۵۱، (ج ۵/ص ۲۷۱)، الصواعق المحرقۃ، ص ۲۷، (۴۶)

بنادیتے؟ فرمایا: میں اس سلسلے میں وہی کروں گا جو رسولؐ نے کیا۔(۱)

بیہقی نے اس طرح لکھا ہے میں اس معاملے کو اسی طرح چھوڑ دوں گا جس طرح رسولؐ نے چھوڑ دیا تھا۔(۲)

۱۸۔ عائشہ سے بطور صحیح روایت ہے کہ اگر رسولؐ نے خلیفہ بنایا ہوتا تو ابوبکر و عمر بھی بناتے۔(۳)

۱۹۔ عائشہ کو حضرت ام سلمہ نے سمجھایا: میں اور تم ایک سفر میں رسولؐ کے ساتھ تھے، حضرت علیؑ رسولؐ کا کپڑا اور جوتا ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے، اتفاق سے رسولؐ کا جوتا پھٹ گیا اور ایک درخت کے نیچے علیؑ ٹانکنے لگے، اسی درمیان تمہارے باپ عمرؓ کے ساتھ آئے اور اذن باریابی طلب کیا، ہم تم پس پردہ چلے گئے، اس نے خدمت رسولؐ میں عرض کی: یا رسول اللہؐ! ہم نہیں جانتے آپ کب تک زندہ رہیں گے اس لئے آپ اپنے جانشین کی نشان دہی کر دیں تا کہ ہمیں اطمینان ہو جائے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: ہم اس معاملے پر غور کر رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر جانشین بنادوں تو تم لوگ اس سے الگ ہو جاؤ گے جس طرح بنی اسرائیل ہارون سے الگ ہو گئے تھے۔ وہ دونوں چپ ہو کر واپس گئے جب ہم خدمت رسولؐ میں شرفیاب ہوئے تو تم چوں کہ رسولؐ کی زیادہ منہ لگی تھی تم نے پوچھا: یا رسولؐ! آپ کس کو امیر بنائیں گے؟

رسولؐ نے فرمایا: جو میری جوتیاں ٹانک رہا ہے۔ ہم نے جھانک کر دیکھا تو وہاں صرف علیؑ ہی تھے، ہم نے پوچھا: یا حضرت! وہاں تو صرف علیؑ ہی ہیں جو آپ کی جوتیاں ٹانک رہے ہیں۔ رسولؐ نے فرمایا: ہاں وہی۔ عائشہ یہ سن کر چونک پڑیں اور بولیں: ہاں یاد آیا۔(۴)

۲۰۔ عائشہ نے بصرے میں خطبہ دیا: لوگو! عثمان کا گناہ اس حد تک نہیں پہونچا تھا کہ ان کا خون

۱۔ مسند احمد (ج۱ رص۲۵۱ رحدیث۱۳۴۲) ریاض النضرۃ ج۱، ص۱۵۹، ج۲ رص۲۲۵، (ج۱ رص۱۹۹، ج۳ رص۲۰۴)

۲۔ دلایل النبوۃ (ج۶ رص۴۳۹)، البدایۃ والنھایۃ، ج۶، ص۲۱۹، (ج۶ رص۲۴۴)، الصواعق المحرقۃ ص۲۷، (۴۶)، تلخیص المستدرک علی الصحیحین، (ج۳ رص۸۴ رحدیث۴۴۶۷)

۳۔ صحیح مسلم (ج۵ رص۹ رحدیث۹ رکتاب فضائل الصحابۃ)، ریاض النضرۃ (ج۱ رص۳۹)، المستدرک علی الصحیحین ج۳ رص۷۸، (ج۳ رص۸۳ رحدیث۴۴۶۴)

۴۔ اعلام النساء، ج۲، ص۷۸۹، (ج۳ رص۳۸)

مباح کر دیا جائے وہ قطعی مظلوم قتل ہوئے۔ میں تمہارے تازیانے وڈنڈے کھانے پر رنجیدہ ہو جاتی ہوں قتل عثمان پر کیوں نہ رنج ہوگا۔ میرے خیال میں پہلے قاتلین عثمان سے بدلہ لو پھر حضرت عمر کی طرح شوریٰ کے ذریعے خلافت کا معاملہ طے کرو۔

اس تقریر کے بعد لوگوں میں اختلاف ہو گیا بعض کہتے ٹھیک کہتی ہیں بعض کہنے لگے غلط کہتی ہیں اور پھر آپس میں مکے گھونسے چلنے لگے۔ بالکل اسی طرح کی اور بھی روایتیں ہیں۔(۱)

۲۱۔ حذیفہ نے رسول خداؐ سے عرض کی: کیا اچھا ہوتا کہ آپ اپنا جانشین کسی کو بنا دیتے؟ فرمایا: اگر میں جانشین بنا دوں اور تم اس کی مخالفت کرو تو تم پر عذاب نازل ہو جائے گا۔

لوگ کہنے لگے: بہتر ہوتا آپ ابو بکر کو خلیفہ بنا دیں۔ فرمایا: اگر اسے خلیفہ بنا دوں تو تم دیکھو گے کہ وہ کمزوری اور بوڑھے پن کے باوجود دین کے معاملے میں مضبوط ہے۔

کہا گیا: مناسب ہوگا کہ آپ عمر کو خلیفہ بنا دیں۔ فرمایا: اگر اسے بنا دوں تو تم دیکھو گے کہ دین خدا کے لئے طاقتور اور امین کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔

کہا گیا: بہتر ہوتا آپ علیؑ کو خلیفہ بنا دیں۔ فرمایا: اگر اسے بنا دوں تو تم اسے ہادی و مہدی پاؤ گے وہ ہمیشہ تمہیں سیدھے راستے پر رکھے گا۔(۲) حلیۃ الاولیاء(۳) میں ابو بکر و عمر کی جانشینی کا تذکرہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں خیانت کی گئی ہے۔

۲۲۔ ابن عباس سے مروی ہے: لوگوں نے رسول خداؐ سے عرض کی: آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تا کہ ہم اسے پہچان لیں اور اپنے معاملات اس کے حوالے کر دیں کیوں کہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کے بعد کیا ہوگا۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اگر کسی کو تم پر امیر مقرر کر دوں اور وہ تمہیں اطاعت خدا کا حکم دے اور تم اس کی نافرمانی کرو تو اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہوگی اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہوگی اور اگر

۱۔ اعلام النساء، ج۲، ص۷۹۶، (ج۳رص۴۶)

۲۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۷۰، (ج۳رص۴۷رحدیث ۴۴۳۵)

۳۔ حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص۶۴

وہ معصیت خدا کا حکم دے اور تم اس کی اطاعت کرو تو قیامت کے دن مجھ پر تمہاری محبت قائم ہو جائے گی لیکن تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔(۱)

۲۳۔ پھر اگر یہ نصوص صحیح ہیں اور خلافت عہد خدا ہے، جبرئیل آسمان سے لائے، آسمان کانپا، فرشتوں نے آواز دی، رسول اکرمؐ نے اعلان کیا اور خدا اور رسولؐ اور مومنوں کو صرف ابو بکر ہی کی طلب تھی تو پھر صحیح بخاری (۲) کی ان روایتوں کا کیا بنے گا کہ ابو بکر نے سقیفہ کے دن حاضرین سے خطاب کیا: عمر یا ابو عبیدہ کی بیعت کرلو۔ طبری (۳) کی روایت ہے کہ یہ ہیں عمر اور یہ ہیں ابو عبیدہ ان کی بیعت کرلو۔ مسند احمد (۴) الامامۃ والسیاسۃ (۵) وغیرہ میں بھی یہی ہے۔

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں: واہ! کیا کہنا رسولؐ کے افتخار اور مومنین کی نازش کے لئے یہی کافی ہے کہ مدینہ میں خلیفہ رسولؐ بننے کے لئے ابو عبیدہ اور ابو طلحہ گورکن کے سوا کوئی نہ تھا۔

امت اسلام کس قدر خوش نصیب ہے کہ ایک گورکن خلافت کے خلا کو پر کرے اور دین کا سربراہ بنے۔ جس خلافت کا معیار یہ ہو کہ معاویہ جیسا شخص امین ہو، رسول بنتے بنتے رہ جائے (۶) اس میں خلیفہ کسی گورکن ہی کو ہونا چاہیئے۔

جب ابو بکر خلافت کو ابو عبیدہ کے حوالے کرنا چاہتے تھے تو آسمان کیوں نہ کانپا حالاں کہ رسولؐ جب (روایات کی بنا پر) خلافت کو علیؑ کے حوالے کرنا چاہتے تھے تو آسمان لرزنے لگا، فرشتے آہ وفغاں کرنے لگے، خدا نے سختی سے منع کر دیا کہ صرف ابو بکر ہی خلیفہ ہوں گے۔ جی ہاں! آسمان کو لرزنا چاہیئے، زمین کو پھٹ جانا چاہیئے، پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہو جانا چاہیئے۔

۱۔ تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۱۶۰

۲۔ صحیح بخاری (ج ۳ ص ۱۳۴۲ / حدیث ۳۴۶۷)

۳۔ تاریخ طبری، ج ۳ ص ۲۰۹، (ج ۳ ص ۲۲۱)، ص ۲۰۱، (ج ۳ ص ۲۰۶)

۴۔ مسند احمد ج ۱، ص ۵۶، (ج ۱ ص ۹۰ / حدیث ۳۹۳)

۵۔ الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱، ص ۷، (ج ۱ ص ۱۴، ۱۶)

۶۔ مختصر تاریخ ابن عساکر، (ک ۲۵ ص ۶)، اللآلی المصنوعۃ، (ج ۱ ص ۴۱۹)

۲۴۔ آخر کیا بات تھی کہ عمر کہتے ہیں: اے ابوبکر! آپ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں اور ابوبکر کہتے ہیں: نہیں، تم ہاتھ بڑھاؤ تاکہ بیعت کروں۔ اس تکرار میں آخر عمر نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ ابوبکر نے کہا: میری قوت تمہاری قوت کے بل پر ہے۔(۱)

۲۵۔ آخر کیسے ابوبکر کو مہاجرین اور وزارت کو انصار سے مخصوص قرار دے رہے ہیں؟(۲)

۲۶۔ ابوبکر کے لئے آخر کیا وجہ جواز تھا کہ وہ کہتے ہیں: میں نے یہ خلافت تھام لی ہے لیکن کراہت کے ساتھ، بخدا! میں چاہتا ہوں کہ میری جگہ تم میں سے کوئی ہو جائے۔(۳)

جسے خدا، رسولؐ اور جبرئیل نے ان کے حوالے کیا تھا اس سے آخر کراہت کیوں؟ دوسروں کے حوالے کیوں کر رہے ہیں حالاں کہ رسولؐ نے خلافت کو علیؑ کے حوالے کرنا چاہا تو وہ درمیان میں حائل ہو گئے تھے، صرف ابوبکر کو خدا چاہتا ہے۔

۲۷۔ ابوبکر چلا رہے ہیں کہ مجھے چھوڑ دو میں تم سے بہتر نہیں ہوں، (۴) مجھے تمہاری بیعت کی ضرورت نہیں، مجھے چھوڑ دو۔(۵) آخر اس دست برداری کا جواز کیا ہو سکتا ہے جسے خدا اور رسول متعین کرنا چاہتے ہیں؟

۲۸۔ ابوبکر تین روز تک لوگوں سے پوشیدہ رہے، روزانہ باہر آکر کہتے ہیں: تمہاری بیعت کو مسترد کرتا ہوں کسی دوسرے کو منتخب کرو۔(۶) بلکہ سات روز تک لوگوں کو اختیار دیا آخر اس دست برداری اور بیعت گردن سے اٹھانے کا جواز کیا ہو سکتا ہے جب کہ مشیت خداوندی انہیں کے حق میں تھی۔

۲۹۔ حضرت ابوبکر کی اس تقریر کے متعلق کیا صفائی دی جائے گی کہ وہ فرماتے ہیں:

۱۔ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۱۹۹، (ج ۳ ص ۲۰۳)، السیرۃ الحلبیہ ج ۳، ص ۳۸۶، الصواعق المحرقۃ، ص ۷، (۱۲)

۲۔ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۱۹۹، ۲۰۸، (ج ۳ ص ۲۰۳، ۲۲۰)، ریاض النضرۃ، ج ۲، ص ۱۶۲، ۱۶۳، (ج ۱ ص ۲۰۳، ۲۰۴)

۳۔ صفۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۹۹، (ج ۱ ص ۲۶۰ نمبر ۲)

۴۔ الصواعق المحرقۃ، ص ۳۰، (۵۱)

۵۔ الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱، ص ۱۴، (ج ۱ ص ۲۰)

۶۔ الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱، ص ۱۶، (ج ۱ ص ۲۲)، ریاض النضرۃ ج ۱، ص ۱۷۵، (ج ۱ ص ۲۱۷)

لوگو! یہ علیؑ ہیں، انہوں نے میری بیعت نہیں کی ہے، یہ اپنے معاملات میں با اختیار ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! تم سب بیعت کے سلسلے میں با اختیار ہو میرے سوا کسی اور کی بیعت کرلو۔ جس کی بیعت کروگے سب سے پہلے میں اس کی بیعت کروں گا۔ (۱)

شاید وہ حادثوں کے ڈر سے لوگوں کو مختار بنا رہے تھے۔ لیکن یہ حادثے تو آسمان لرزنے کے مقابلے میں کمتر تھے، عمر نے ابوبکر کے سامنے پہونچ کر شور مچانا شروع کر دیا، وہ حباب بن منذر سے جو مخالف بیعت ابوبکر تھے بولے: خدا تجھے قتل کرے، ان کی آنکھیں پھوڑ دیں، ہاتھ اینٹھ دیئے پھر رئیس خزرج، سعد پر غرائے: اس کو قتل کر دو، خدا قتل کرے یہ منافق ہے۔ قیس بن سعد نے جھپٹ کے عمر کی داڑھی پکڑ لی اور کہا: بخدا!! اگر سعد کو کچھ ہوا تو تیرے دانت توڑ دوں گا۔ زبیر تو تلوار ہی بھانجنے لگے تھے، مقداد کے سینے کو فشار دیا گیا، فاطمہؑ کے گھر پر ہلہ بول دیا جو لوگ گھر میں تھے انہیں بیعت کے لئے بزور نکالنے گئے عمر آگ اور لکڑی بھی لے آئے اور آواز دی: گھر سے باہر نکلو ورنہ سب کو جلا دوں گا۔ فاطمہؑ نے پس پردہ سے روتے ہوئے فریاد کی: اے بابا! ذرا دیکھئے تو پسر قحافہ نے مجھ پر مصائب کے پہاڑ توڑ دئے۔ بیعت کے لئے علیؑ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر مسجد کی طرف گھسیٹتے ہوئے چلے۔ ان سے کہا گیا بیعت کرو ورنہ قتل کر دئے جاؤ گے۔ وہ فریاد کر رہے تھے: اے ماں جائے! لوگوں نے مجھے کمزور کر دیا ہے وہ قتل پر آمادہ ہیں۔ (۲)

یہ تمام باتیں اس بات کی واضح تردید کرتی ہیں کہ خلافت ابوبکر خدا اور رسولؐ اور فرشتوں کی طرف سے ہے، خلافت ابوبکر کا خدا کی طرف سے ہونا سراسر جھوٹ اور ڈھونگ ہے جسے بنام خدا و رسول گڑھا گیا ہے۔

۳۰۔ عمر نے بعد وفاتِ رسولؐ ابوعبیدہ سے کہا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا کہ تمہاری بیعت کروں کیوں کہ تم ارشاد رسولؐ کے مطابق امین امت ہو۔ ابوعبیدہ نے جواب دیا: جب سے مسلمان ہوا ہوں تم سے ایسی غلطی نہیں دیکھی کیا تم میری بیعت کروگے جب کہ تمہارے درمیان صدیق و یار غار موجود

۱۔ السیرۃ الحلبیۃ، ج ۳، ص ۳۸۹، (ج ۳ ص ۳۶۰)

۲۔ اس کے مدارک ساتویں جلد میں پیش کئے جائیں گے۔

ہیں۔(۱) انہیں ان نصوص کے ہوتے صدیق ویار غار کی دہائی دینا سمجھ میں نہیں آتا؟

۳۱۔ عمر مسلمانوں کے معاملات کو شوریٰ کے سپرد کر کے کہتے ہیں: جو شوریٰ کے علاوہ کسی کی بیعت کرے گا اس کی اہمیت نہ ہوگی، اسے قتل کر دیا جائے گا۔(۲)

۳۲۔ صحیح مسلم (۳) و مسند احمد (۴) میں ہے کہ ایک دن عمر نے تقریر کی: میں نے خواب دیکھا ہے کہ مرغ مجھے چونچ مار رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کے میری موت قریب ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو خلیفہ بنا دوں، حالاں کی خدا کبھی اپنا دین برباد نہ کرے گا اور اگر لوگ اس امر (خلافت) میں جلدی چاہتے ہیں تو شوریٰ کے ان چھ افراد میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں۔(۵)

۳۳۔ آخر کیا وجہ تھی کہ عمر نے خلافت ابو بکر کے لئے کہا کہ بیعت ابو بکر ناگہانی حادثہ تھا، خدا نے اس کے شر سے محفوظ رکھا (۶) یا جاہلی لغزش تھی (۷) اب اگر کوئی اس کا اعادہ کر چکا تو قتل کیا جائے گا۔(۸)

۱۔ مسند احمد، ج ۱، ص ۳۵، (ج ۱ ر ص ۵۸ ر حدیث ۲۳۵)، الطبقات الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۲۸، (ج ۳ ر ص ۱۸۱)، نھایۃ ابن اثیر ج ۳ ص ۲۴۷، (ج ۳ ر ص ۲۸۲)، صفۃ الصفوۃ، ج ۱، ص ۹۷، (ج ۱ ر ص ۲۵۶ ر نمبر ۲)، السیرۃ الحلبیۃ، ج ۳ ر ص ۳۸۶، (ج ۳ ر ص ۳۵۷)، الصواعق المحرقۃ، ص ۷، (ص ۱۲)

۲۔ مسند احمد، ج ۱، ص ۵۶، (ج ۱ ر ص ۹۱ ر حدیث ۳۹۳)، البدایۃ والنھایۃ، ج ۵، ص ۲۴۶، (ج ۵ ر ص ۲۶۷)

۳۔ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳، (ج ۲ ر ص ۳۸ ر حدیث ۷۸، کتاب المساجد)

۴۔ مسند احمد، ج ۱، ص ۴۸، (ج ۱ ر ص ۷۹ ر حدیث ۳۴۳)

۵۔ سنن بیہقی، ج ۸، ص ۱۵۰، تیسیر الوصول، ج ۲، ص ۴۹، (ج ۲ ر ص ۵۸ ر حدیث ۸)

۶۔ صحیح بخاری، باب رجم الحبلی من الزنا، ج ۱۰، ص ۴۴، (ج ۶ ر ص ۲۵۰۵ ر حدیث ۶۴۴۲)، مسند احمد، ج ۱، ص ۵۵، (ج ۱ ر ص ۹۰ ر حدیث ۳۹۳)، تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۰۰، (ج ۳ ر ص ۲۰۵)، انساب بلاذری، ج ۵، ص ۱۵، سیرۂ ابن ہشام، ج ۴، ص ۲۳۸، (ج ۴ ر ص ۳۰۸)، تیسیر الوصول، ج ۲، ص ۴۲، ۴۴، (ج ۲ ر ص ۵۱، ۵۳ ر حدیث ۴)، تاریخ کامل، ج ۲، ص ۱۳۵، (ج ۲ ر ص ۱۱)، نھایۃ ابن اثیر، ج ۳، ص ۲۳۸ ف، (ج ۳ ر ص ۴۶۷)، ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۱۶۱، (ج ۱ ر ص ۲۰۱)، البدایۃ والنھایۃ، ج ۵، ص ۲۴۶، (ج ۵ ر ص ۲۶۶) السیرۃ الحلبیۃ، ج ۳، ص ۳۸۸، ۳۹۲، (ج ۳ ر ص ۳۶۰، ۳۶۳) الصواعق المحرقۃ، ص ۵، ۸، (ص ۱۰، ۱۴) تاج العروس، ج ۱، ص ۵۶۸

۷۔ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۱۰، (ج ۳ ر ص ۲۲۳)

۸۔ الصواعق المحرقۃ، ص ۲۱، (ص ۳۶)

یہ خلافت تو بشارتوں اور متواتر پیش گوئیوں سے معمور تھی۔ رسول خداؐ کی زبان نہیں تھکی تھی اس کے اعلان سے، ان نصوص کے مقابلے میں رسول کو وصیت لکھنے کی قطعاً ضرورت نہ تھی اس کے بعد تو چھوٹا سا اختلاف بھی ناممکن تھا۔ حضرت عمر آخر اس میں کیا برائی دیکھ رہے تھے جب کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور خدا و رسولؐ و مومنین خلافت ابوبکر کے سوا کوئی چیز قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

۳۴: عمر نے عبدالرحمٰن بن عوف کو پیشکش کی کہ وہ خلیفہ و ولی عہد ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں مشورہ کروں گا تو آپ میری رہنمائی کریں گے؟ عمر نے کہا: بخدا! ہرگز نہیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا: تو پھر میں راضی نہیں ہوں کہ آپ کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ بنوں۔ (۱)

۳۵۔ کیا وجہ تھی کہ تمام انصار بیعت ابوبکر نہیں کر رہے تھے (۲) جب کہ اس قدر بے شمار نصوص موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم علیؑ کے سوا کسی کی بیعت نہیں کریں گے۔ یا یہ کہ ایک تم میں سے امیر ہو ایک ہم سے ہو۔ (۳) آخر کیا وجہ تھی کہ طلحہ، زبیر، مقداد، سلمان، عمار، ابوذر، خالد بن سعید اور اکثر بزرگان مہاجرین نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا۔ (۴) وہ کہتے رہے کہ ہم صرف علیؑ کی بیعت کریں گے اس لئے علیؑ کے گھر میں پناہ گزیں تھے آخر جبری سیاست کے ذریعے نکالے گئے۔

سعد دہاڑ رہے تھے: بخدا! ہرگز تمہاری بیعت نہ کروں گا چاہے تمام جن و انس تمہاری بیعت کرلیں۔ وہ آخری سانسوں تک ابوبکر کی جماعت میں شامل نہ ہوئے، ان سے قطع تعلق کئے رہے، نہ ان کے ساتھ حج کیا۔ (۵) عباس اور تمام بنی ہاشم کے پاس کیا عذر تھا؟ کیا ان کے سامنے یہ جعلی نصوص نہیں تھے؟

۳۶۔ خود امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو اس انتخابی بیعت سے اختلاف تھا۔ ابن قتیبہ لکھتے

۱۔ الفتوحات الاسلامیہ، ج۲، ص۴۲۷، (ج۲رص۲۷۵)

۲۔ مسند احمد، ج۱، ص۵۵، (ج۱رص۹۰رحدیث۳۹۳)

۳۔ مسند احمد، ج۱، ص۴۰۵، (ج۱رص۶۶۸رحدیث۳۸۳۲)، طبقات ابن سعد، ج۲، ص۱۲۸، (ج۳رص۱۸۲)

۴۔ ریاض النضرۃ، ج۱، ص۱۶۷، (ج۱رص۲۰۷)

۵۔ تاریخ طبری، ج۳، ص۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۷، ۲۱۰، (ج۳رص۲۰۲، ۲۰۵، ۲۱۸، ۲۲۲)

ہیں کہ علی کرم اللہ وجہہ کو ابو بکر کے سامنے لایا گیا تو انہوں نے کہا: میں بندۂ خدا و برادر رسولؐ ہوں۔ ان سے کہا گیا کہ ابو بکر کی بیعت کرو۔ انہوں نے جواب دیا: میں خلافت کا تم سے زیادہ حقدار ہوں، اگر تم صاحب ایمان ہو تو میرے ساتھ انصاف کرو ورنہ پھر اپنے کرتوت کا بدلہ پاؤ گے۔

عمر نے کہا: تمہیں آزاد نہیں کیا جائے گا جب تک بیعت نہ کرو گے۔ علیؑ نے جواب دیا: تم دودھ دوہ رہے ہو کہ اس میں تمہارا بھی حصہ ہے، آج کوشش کر رہے ہو کل فائدہ اٹھاؤ گے، بخدا! اے عمر! میں ہرگز بیعت نہ کروں گا۔

ابو بکر نے کہا: اگر تم بیعت نہ کرو گے تو میں مجبور بھی نہ کروں گا۔ ابو عبیدہ نے کہا: بھیا! تم کمسن ہو اور یہ مسن ہیں، تمہارے پاس ان کے جیسا تجربہ نہیں، میں ابو بکر کو تم سے زیادہ خلافت کا حقدار سمجھتا ہوں، بڑا اچھا ہوتا کہ خلافت ان کو دے ڈالتے اگر زندہ رہو گے تو یہ خلافت تمہیں کو پہونچے گی، تم علم و دینداری، فہم و دامادی کے لحاظ سے زیادہ سزاوار ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے مہاجرو! خدا کے لئے حکومت محمدؐ کو ان کے گھر سے نکال کر عربوں میں مت رائج کرو۔ اہل بیتؑ کو ان کے حق سے محروم نہ کرو۔ اے مہاجرو! بخدا! میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اس خلافت کا حقدار ہوں کیوں کہ ہم اہل بیت محمدؐ میں سے ہیں، ہم تم سے زیادہ اس کے حقدار، تم سے بہتر قرآن کے قاری، سنت رسولؐ سے آگاہ، رعیت نوازی سے بہرہ مند اور عدالت اجتماعی کے واقف کار ہیں۔ نفس کی پیروی کر کے راہ حق سے انحراف نہ کرو۔

بشیر بن سعد نے کہا کہ اگر یہ کلمات انصار سن لیتے تو ابو بکر سے پہلے تمہاری بیعت کر لیتے۔

ابن قتیبہ مزید لکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رات کے وقت فاطمہؑ کو خچر پر سوار کر کے انصار کے گھروں میں بھیجا اور مدد طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ اب تو ابو بکر کی بیعت ہو گئی اگر آپ نے اسی وقت اپنا مطالبہ رکھا ہوتا تو ہم آپ ہی کی بیعت کرتے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

کیا میرے لئے مناسب تھا کہ رسول کو گھر میں چھوڑ دیتے اور بغیر دفن کئے سلطنت کے لئے

جھگڑے نے کھڑے ہوتے؟ فاطمہؑ نے فرمایا: ابوالحسنؑ نے وہی کیا جوان کے لئے مناسب تھا دوسروں نے جو کچھ کیا اس کا حساب خدا کے ذمے ہے۔

ابن قتیبہ مزید لکھتے ہیں:

ابوبکر نے مخالفین بیعت کے تعاقب میں خانۂ علیؑ کی طرف عمر کی سرکردگی میں لوگوں کو بھیجا، عمر نے آواز دی: گھر سے باہر نکلو۔ انہوں نے باہر نکلنے سے انکار کیا، عمر نے آگ لگانے کا ارادہ کیا اور کہا کہ خدا کی قسم! گھر والوں سمیت گھر جلا دوں گا ورنہ باہر نکلو۔ ان سے کہا گیا: اس میں فاطمہؑ بھی ہیں۔ کہنے لگے چاہے اس میں فاطمہؑ ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ سن کر لوگ باہر نکل آئے اور سب نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ لیکن علیؑ نے بیعت نہیں کی کیوں کہ انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک قرآن جمع نہ کرلوں گا نہ گھر سے نکلوں گا نہ عبا دوش پر ڈالوں گا۔

فاطمہ نے آواز دی: تم سے بدتر آدمی دیکھنے کو نہ ملے گا کہ جنازہ رسول کو ہمارے پاس چھوڑ دیا اور اپنا کام تمام کرلیا، نہ ہم سے مشورہ کیا نہ ہمارا حق دیا۔

عمر نے ابوبکر سے کہا: اس منکر کو بلواتے کیوں نہیں؟ ابوبکر نے قنفذ کو بھیجا کہ علیؑ کو میرے سامنے حاضر کرے۔ وہ علیؑ کے سامنے گیا تو علیؑ نے کہا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: خلیفۂ رسول آپ کو بلا رہے ہیں۔ علیؑ نے فرمایا: بہت جلد تم رسولؐ پر جھوٹ باندھنے لگے۔ قنفذ نے جا کر سارا ماجرا بیان کیا جسے سن کر ابوبکر رونے لگے، عمر نے کہا: اس منکر بیعت کو مہلت مت دیجئے۔ ابوبکر نے کہا: جا کر کہو کہ امیرالمومنین تمہیں بلا رہے ہیں کہ میری بیعت کرو۔ قنفذ نے جا کر کہا تو علیؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! وہ ایسی چیز کا دعویٰ کر رہا ہے جس کا سزاوار نہیں۔ قنفذ نے واپس جا کر کہا، ابوبکر دیر تک روتے رہے اس وقت عمر اٹھے اور ان کے ساتھ بہت سے لوگ تھے۔ فاطمہؑ کے در پر پہونچکر دروازہ کھٹکھٹایا، فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آواز سن کر فریاد کی:

اے بابا!

اے رسول خداؐ! دیکھئے تو آپ کے بعد پسر خطاب و پسر قحافہ سے کیا دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔

لوگوں نے گریہ زہراؑ سنا تو کلیجے پانی ہو گئے، جگر پھٹنے لگے۔ عمر نے لوگوں کی مدد سے علیؑ کو ابوبکر کے سامنے حاضر کیا اور ان سے کہا کہ بیعت کرو۔ فرمایا: اگر بیعت نہ کروں تو کیا ہوگا؟ کہا گیا: گردن ماردی جائے گی۔ علیؑ نے کہا: کیا تم بندۂ خدا اور برادر رسول کو قتل کردو گے؟

عمر نے کہا: بندۂ خدا ہونا مانتا ہوں لیکن برادر رسولؐ ہونے سے انکار ہے۔ (۱) ابوبکر چپ تھے، عمر نے ان سے کہا: آپ انہیں بیعت کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ ابوبکر نے کہا: جب تک فاطمہؑ زندہ ہیں انہیں بیعت پر مجبور نہ کروں گا۔ علیؑ نے قبر رسولؐ کی طرف رخ کر کے کہا: ماں جائے! لوگوں نے مجھے کمزور کر دیا ہے قریب ہے کہ قتل کر دیں۔ (۲)

۳۷۔ ابوبکر و عمر نے آخر کیوں مغیرہ کو سازش کر کے بھیجا کہ عباس کو خلافت میں شریک ہونے پر آمادہ کریں۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں (۳): مغیرہ بن شعبہ ابوبکر کے پاس گئے اور کہا: آپ عباس سے ملئے اور انہیں خلافت میں حصہ دیدیجئے جو ان کی اولاد میں باقی رہے، یہ چیز علیؑ و بنی ہاشم کے خلاف پڑے گی۔ ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ رسولؐ کے چچا عباس کے گھر پر گئے، ابوبکر نے تقریر کی: خدا نے محمدؐ کو رسول بنایا اور مومنوں کا ولی قرار دیا، ہمارے درمیان مبعوث کر کے ہم پر احسان فرمایا... ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ کو اس خلافت میں حصہ دار بنائیں اور آپ کے بعد آپ کے بیٹوں میں بھی باقی رہے کیوں کہ آپ عم رسولؐ ہیں۔

عمر نے کہا: ہمیں آپ کی ضرورت نہیں لیکن ہم خلافت کے بارے میں آپ کے طعنوں کو پسند کرتے ہیں جسے تمام لوگوں نے طے کر لیا ہے... اب آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت عباس نے حمد و ثناء کے بعد کہا: جیسا کہ تم نے کہا کہ خدا نے رسول کو مبعوث کر کے ہم پر

۱۔ جب کہ جلد ۳ میں حضرت علیؑ و پیغمبر اسلامؐ کے درمیان رشتۂ اخوت و صیغۂ اخوت سے متعلق متعدد روایتیں بیان کی جا چکی ہیں جن میں کئی متواتر ہیں۔

۲۔ الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱، ص ۱۲، ۱۳، (ج ۱ ص ۱۸۔۲۰)

۳۔ الامامۃ والسیاسۃ، ج ۱، ص ۱۵، (ج ۱ ص ۲۱)

احسان فرمایا اور لوگوں کے امور ان کے سپرد کئے لیکن یہ سب کچھ حق کی بنیاد پر ہوا، ہوا و ہوس کی وجہ سے نہیں۔ اے ابوبکر! صورت حال یہ ہے کہ اگر تم نے خلافت کو رسولؐ کی نسبت سے اختیار کیا تو ہمارا حق لیا ہے اور اگر مومنین کے وسیلے سے لیا تو ہم ان سے ممتاز ہیں۔ یہ جو تم ہم پر بذل و بخشش کر رہے ہو اگر تمہارا حق ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں اگر مومنین کا حق ہے تو تمہیں بانٹنے کا حق نہیں، اگر یہ ہمارا حق ہے تو ہم تم سے راضی نہیں۔

تم نے صحیح کہا کہ رسولؐ ہم سے ہیں لیکن ہم درخت نبوت کی شاخ ہیں اور تم ہمسائے ہو۔

۳۸۔ کچھ لوگوں نے ابوبکر پر اعتراض کیا کہ آپ نے عمر کو خلیفہ کیوں بنا دیا؟

عائشہ کہتی ہیں کہ جب میرے بابا کی حالت غیر ہونے لگی فلاں فلاں بابا کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے خلیفۂ رسولؐ! کل جب آپ پیش خدا حاضر ہوں گے تو آپ عمر کو خلیفہ بنانے کا کیا عذر پیش کریں گے؟ بابا نے جواب دیا: کیا تم مجھے خدا سے ڈارتے ہو۔ میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے صحابہ کی بہترین فرد کو خلیفہ بنایا ہے۔(۱)

۳۹۔ آخر کیا وجہ تھی کہ امیرؑ المومنین نے بیعت عثمان سے انکار کیا جب کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور ان کے ساتھ لوگوں نے بیعت کر لی تھی۔ علیؑ اٹھ کر بیٹھ گئے، عبدالرحمٰن نے کہا: ان کی بیعت کیجئے ورنہ گردن مار دوں گا۔ اس دن صرف عبدالرحمٰن ہی کے پاس تلوار تھی حضرت علیؑ غصے میں باہر نکل آئے۔ پھر ارباب شوریٰ نے علیؑ سے کہا کہ اگر آپ نے عثمان کی بیعت نہ کی تو ہم سے جنگ کریں گے۔ علیؑ نے بیعت کر لی۔(۲)

تاریخ طبری (۳) میں ہے کہ لوگ عثمان کی بیعت کرنے لگے مگر علیؑ نے سستی دکھائی، عبدالرحمٰن نے ان سے کہا: جو بیعت نہ کرے گا اپنا برا کرے گا۔ علیؑ نے یہ آیت (فتح ۱۰) سن کر عثمان کی بیعت

۱۔ سنن بیہقی، ج۸، ص۱۴۹

۲۔ بلاذری کی الانساب، ج۵، ص۲۲

۳۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۴۱، (ج۴، ص۲۳۸، حدیث ۲۳)

کر لی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عبدالرحمٰن نے کہا کہ تلوار نکالنے پر مجبور نہ کیجئے۔(۱)

علامہ امینیؒ فرماتے ہیں:

طبری کے بقول شوریٰ سے سرتابی پر حکم قتل عمر نے دیا تھا۔ تاریخ طبری میں ہے عمر نے صہیب کو حکم دیا کہ تین دن لوگوں کو نماز پڑھا، علیؑ، عثمان، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن اور طلحہ کو جمع کر، عبداللہ بن عمر بھی رہیں لیکن وہ شوریٰ کے ممبر نہیں ہیں، تم ان کے سر پر سوار رہنا اگر پانچ آدمی ایک پر متفق ہو جائیں اور ایک اختلاف کرے تو اس کی گردن مار دینا اگر چار متفق ہوں اور دو انکار کریں تو دو کو قتل کر دینا، اگر تین انکار کریں تو عبداللہ بن عمر کو حاکم بنانا، اگر اس پر بھی راضی نہ ہوں تو جدھر عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اس کو منتخب کرنا بقیہ جو اس کا مخالف ہو اس کی گردن مار دینا۔(۲)

﴿افمن هذا الحديث القجبون و تضحكون و لا تبكون﴾(۳)

گھار، چیخ پکار

یہ تمام روایتیں حضرت علیؑ کی مسلمہ خلافت حقیقی کے خلاف بے بنیاد گھار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ رسول اسلامؐ نے روز بعثت سے اپنی آخری سانسوں تک حضرت علیؑ کی جانشینی تسلیم کرنے کا جو اہتمام فرمایا یہ جعلی روایات اس میں مغالطہ پیدا کرنے کی سعی ہیں۔ رسول خداؐ نے اول روز ہی فرما دیا تھا کہ خلافت من جانب اللہ ہے۔

آپ نے قبیلہ بنی عامر کے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے پوچھا: اگر ہم اسلام قبول کر لیں اور خدا آپ کو ان مخالفتوں میں کامرانی سے ہمکنار کر دے تو کیا خلافت کو اپنے بعد ہمیں عطا فرمائیں گے؟

۱۔ صحیح بخاری، ج۱، ص۲۰۸، (ج۶ / ص۲۶۳۵ / حدیث ۶۷۸۱)، الامامة والسیاسة، ج۱، ص۲۵، (ج۱/ص۳۱)

۲۔ تاریخ طبری، ج۵، ص۳۵، (ج۴/ص۲۲۹) انساب بلاذری، ج۵، ص۱۸، ۶۱، الامامة والسیاسة، ج۱، ص۲۳، (ج۱/ص ۲۸)، العقد الفرید، ج۲، ص۲۵۷، (ج۴/ص۹۸)

۳۔ سورۂ نجم، آیت ۵۹.

رسول خداؐ نے فرمایا: خلافت خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے عطا فرمائے۔(۱)

یہ جعلی روایات مسلمانوں کو گمراہی کی طرف لے جانے والی زنجیریں ہیں، انہیں مخصوص مقاصد کے لئے گڑھا گیا ہے، ان کا حقیقت وواقعیت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ حدیث سازی حقائق پر پردہ ڈالنے اور جھوٹ اور بہتان کی ہوا باندھنے کے لئے کی گئی ہے، ان کی وجہ سے تاریخ کا چہرہ انتہائی مکروہ اور غیر معتبر ہوکر رہ جاتا ہے۔ ان روایات سے سالک راہ خدا پر حق بالکل مشتبہ ہوکر رہ جاتا ہے، چند روزہ حیات کی طمع مادی نے ان کے ذریعے آتش فتنہ بھڑکایا اور خواہش نفسانی کے فریب کے جال بچھادئے، انہیں امت اسلامی کو صحیح سمت سے منحرف کرنے کے لئے گڑھا گیا ہے۔

کیا ان روایات کے ذریعے ایک متلاشی حق، راہ نجات پاسکتا ہے؟ آخر وہ کس کتاب پر بھروسہ کرے، کس پر اعتماد کرے یہ جھوٹی؟ روایات تمام کتابوں میں بکھری پڑی ہیں، یہ ہزاروں ہزار جھوٹ کے طومار، تالیفات میں اپنا مقام بنا چکے ہیں پھر یہ کہ انہیں میں ان کے جعلی ہونے کی نشاندہی بھی ہے۔

جس وقت کوئی انسان دیکھتا ہے کہ ان جھوٹی حدیثوں کو بعض نے بطور ارسال مسلم نقل کیا ہے، جھوٹی سندوں کو صحیح حدیث کی طرح پیش کیا گیا ہے، بعض نے بغیر متن وسند پر توجہ کئے لکھ مارا ہے تو اس کے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کرے۔ یہ تمام روایات صحابہ کے فضائل میں ہیں ایسی صورت میں وہ خود سے پوچھتا ہے کہ کیا کرے؟ انہیں مولفین میں چودھویں صدی کا مولف بے حیائی سے للکارتا ہے کہ اہل سنت کے رجال میں جھوٹ اور حدیث سازی کے بدنام افراد ہیں ہی نہیں۔ اس کی فہم کو اس مکاری سے وہی نکال سکتا ہے جس کے جذبات خالص اور خواہش نفسانی کی آلودگی سے پاک ہوں ایسا مصلح ملے تو کہاں سے؟

ہاں! ہم نے اس کے لئے ان الواح میں ہر طرح کی نصیحت لکھ دی ہے تاکہ جو بھی ہلاک ہو یا زندہ ہو وہ دلیل کے ساتھ ہو۔ سے ہم نے ان کے لئے تفصیلی علم کی اساس پر کتاب پیش کی۔

۱۔ سیرۂ ابن ہشام، ج۱، ص۴۳۳، (ج۲ رص ۶۶) الروض الانف، ص ۲۶۴، (ج۴ رص ۳۹)، السیرۃ الحلبیۃ، ج۲، ص۳، دحلان کی السیرۃ النبویۃ ج۱، ص۳۰۲، (ج۱ رص ۱۴۷)

حدیث سازی کے متعلق علماء کی رائے

حافظ جلال الدین سیوطی تحذیر الخواص (۱) میں لکھتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی سنی گناہ کبیرہ کے مرتکب پر کفر کا فتویٰ صادر کرے گا مگر شیخ ابو محمد جوینی نے رسولؐ پر جھوٹ گڑھنے والے کے متعلق کہا ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر رسولؐ پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہے، وہ ملت اسلام سے خارج ہے۔

اس فتوے کی تائید مالکیوں کے اکثر ائمہ نے کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے کیوں کہ کسی بھی گناہ کبیرہ کے متعلق اس کے ارتکاب کرنے والے کو کافر نہیں کہا جا سکتا صرف یہی ایک گناہ کبیرہ جس میں رسولؐ پر جھوٹ باندھا گیا ہو۔

محدثین و حفاظ کی یہ ٹولی جنہوں نے ان احادیث کے ذریعے رسولؐ پر جھوٹ باندھا اور اپنی تالیفات میں نقل کیا وہ اس حدیث رسولؐ کے زمرے میں آتے ہیں جسے خطیب نے نقل کیا اور ابن جوزی نے صحیح ہونے کی نشاندہی کی ہے **(من روی منی حدیثا و هو یری انه کذب فهو احد الکذابین)** جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ جھوٹ ہے مجھ سے کوئی روایت نقل کرے وہ جھوٹوں میں سے ایک ہے۔ (۲)

قرآن بھی اس کی تائید کرتا ہے: **﴿و لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین﴾** اگر رسول ہماری نسبت کوئی جھوٹ بات بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ضرور ہم ان کی گردن اڑا دیتے پھر مجھے تم میں سے کوئی بھی روک نہ سکتا۔

ان مورخین و حفاظ نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ گڑھا ہوا جھوٹ ہے انہیں رسول خداؐ کی طرف نسبت دی، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا، لوگوں کو راہ راست سے روکا، ان سے بڑا ظالم کون ہوگا؟

کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ یہ جھوٹ کا طومار باندھنے والے جاہل تھے، انہوں نے جان بوجھ کر یہ

۱۔ تحذیر الخواص، ص ۲۱، (ص ۱۲۵)

۲۔ تاریخ بغداد، ج ۴، ص ۱۶۱، (نمبر ۱۸۳۷)، المنتظم، ج ۸، ص ۲۶۸، (ج ۱۶، ص ۱۳۳، نمبر ۳۴۰۷)

حرکت نہیں کی؟ قرآن ان کے متعلق کہتا ہے کہ ان کے پاس علم نہیں یہ اندھے بہرے کی طرح جھوٹ باندھ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حق پر ہیں، اکثر ان میں بے سواد ہیں، وہ کتاب میں سے آرزوؤں کے سوا کچھ نہیں جانتے یہ ارباب پندار ہیں۔

قطب الدین راوندی

وفات ۵۷۳ھ

بنو الزھرا آباء الیتامی اذا ما خوطبوا قالوا : سلاما

''فرزندانِ زہراؑ یتیموں کے باپ ہیں جب کبھی جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہہ کے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ وہ مخلوقات پر خدا کی حجت ہیں جو ان کی طرف سے برے خیالات رکھے وہ گناہوں میں ڈوب گیا وہ ہمیشہ صائم النہار اور قائم اللیل رہے۔

کیا رسول خداؐ نے غدیر کے دن بلند مرتبہ علیؑ کو امام مقرر نہیں کیا؟ کیا حیدرؑ کرار مرد میدان اور شجاع نہیں تھے؟ کیا حیدرؑ کرار کا (خدا کے نزدیک) بلند مقام نہیں ہے''؟

ایک مرثیے میں ایک شعر غدیر سے بھی متعلق ہے:

''وہ لوگ غدیر خم کے واقعے کو قطعی فراموش کر بیٹھے پھر تو ان پر بدتر بدبختی ٹوٹ کے برس پڑی''۔

حالات وشخصیت:

قطب الدین ابوالحسین سعد (سعید) بن ہبۃ اللہ بن حسین بن عیسیٰ راوندی۔ ممتاز ترین شیعہ عالم تھے، فقہ و حدیث کے استاذ اور علم و ادب کے نابغہ روزگار تھے۔ ان کے فضائل و مساعی علمی میں ذرا بھی جھول نہیں، ان کے دینی خدمات عیب سے بری اور گرانقدر تالیفات سے مزین ہیں۔

ان کی ستائش میں تذکرہ نگاروں نے بہت مبالغہ کیا ہے، حالات زندگی مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:

۱۔ فہرست منتجب الدین

۲۔ معالم العلماء

۳۔ امل الآمل

۴۔ لسان المیزان

۵۔ ریاض العلماء

۶۔ اجازہ سماہیجی

۷۔ ریاض الجنتہ (روضہ رابعہ)

۸۔ لؤلؤۃ البحرین

۹۔ منتہی المقال (۱)

۱۰۔ الکنی والالقاب

۱۱۔ مستدرک الوسائل

اساتذہ اور جن سے روایت کی

شیخ ہبۃ اللہ بغدادی، عماد الدین مروزی، مسعود صوانی، محمد بن ابی القاسم طبری، علی بن علی بن عبد الصمد نیشاپوری، محمد بن علی بن عبد الصمد، سید ابو تراب مرتضی بن داعی، مجتبی بن داعی، ابوالبرکات مشہدی، شیخ ابو جعفر حلبی، ابونصر غاری، ابوالقاسم بن کمیح، محمد بن مرزبان، شیخ مودب قمی، ابوسعد ارابادی، شیخ حدیقی، ابوالحسین مرشکی، ہبۃ اللہ بن دعویدار، علی بن ابی طالب سلیقی، ابو جعفر بن کمیح، عبد الرحیم بغدادی، ابو جعفر مقری، شیخ محمد بن حسن۔

۱۔ فہرست منتجب الدین، (ص ۸۷/نمبر ۱۸۶)، معالم العلماء، (ص ۵۵/نمبر ۳۶۸)، امل الآمل، (ج ۲/ص ۱۲۵/نمبر ۳۵۶)، لسان المیزان، ج ۴، ص ۴۸، (ج ۳/ص ۵۹/نمبر ۳۷۶۲)، ریاض العلماء، (ج ۲/ص ۴۱۹) لؤلؤۃ البحرین، (ص ۳۰۴/نمبر ۱۰۳)، منتہی المقال ص ۴۸، (ص ۲۱۳)، مستدرک الوسائل، ج ۳، ص ۳۸۹، روضات الجنات، ص ۳۰۱، (ج ۴/ص ۵)، تنقیح المقال، ج ۲، ص ۲۲، الکنی والالقاب، ج ۳، ص ۵۸، (ج ۳/ص ۷۲)

مندرجہ ذیل افراد نے راوندی سے روایت کی ہے:

۱۔ شیخ احمد طبرسی قاضی ۲۔ شیخ نصیر الدین بحرانی ۳۔ شیخ بابویہ سعد بن محمد ۴۔ راوندی کے فرزند علی ۵۔ قاضی جمال الدین علی ۶۔ شریف عزالدین بغدادی ۷۔ ابن شہر آشوب۔

تالیفات:

سلوۃ الحزین	المغنی
نہیۃ النہایہ	منہاج البراعۃ
احکام الاحکام	نفثۃ المصدور
غریب النہایہ	قصص الانبیاء
معارج	الآیات المشکلہ
آیات الاحکام	شرح کلمات امیر المومنینؑ
الاغراب فی الاعراب	زہرۃ المباحثۃ
ضیاء الشہاب	تہافتۃ الفلاسفہ
کتاب البحر	شجار العصابہ
جواہر الکلام	النیات فی العبادات
الخرائج والجرائح	رسالۃ الفقہا
ناسخ ومنسوخ	شرح العوامل
خمس	لباب الاخبار
کتاب المزار	تحفۃ العلیل
اسباب النزول	ام القرآن
صلاۃ الآیات	حل المعقود

فقہ القرآن　　　　القاب المعصومین

تفسیر قرآن　　　　شرح الذریعہ

اولاد:

آپ کی تمام اولاد علم ودانش سے آراستہ تھیں:

۱۔علی بن قطب الدین ثقہ عالم تھے۔(۱)

۲۔دوسرے فرزند شیخ نصیر الدین ابوعبداللہ الحسین کا شمار بھی عظیم علماء میں ہوتا ہے جو شہید ہوئے۔(۲)

۳۔تیسرے فرزند فقیہ ظہیر الدین ابوالفضل محمد بن قطب الدین تھے جنہیں تمام تذکرہ نگاروں نے سراہا ہے۔

قطب الدین راوندی نے روز چہار شنبہ ۱۴ ر شوال ۵۷۳ھ انتقال کیا۔(۳) ایک دوسری روایت میں تیرہ شوال ہے۔آپ کی قبر روضۂ معصومہ قم کے صحن جدید میں ہے۔

۱۔فہرست منتخب الدین، ص ۱۲۷، نمبر ۲۷۵

۲۔شہداء الفضیلۃ، ص ۴۰

۳۔اجازت البحار، ص ۱۵، لسان المیزان، (ج ۳ ر ص ۵۹ ر نمبر ۲۶۲ ۳۷)

سبط بن تعاویذی

ولادت ۵۱۹ھ۔

وفات ۵۸۴ھ۔

یا سمی النبی یا ابن علیؑ! قامع الشرک والبتول الطهور

''اے ہم نام رسولؐ، اے شرک شکن علیؑ اور پاک بتول کے فرزند!

آپ کائنات میں بلند مرتبہ اور بزرگ گھرانے والے مشہور ہیں۔لوگوں نے آپ سے درس وفا لیا اور کار خیر میں آپ کی پیروی کی جاتی ہے، آپ مجھ سے وعدہ خلافی کیوں کریں گے جب کہ وعدہ خلافی بڑے لوگوں کا کام نہیں سوائے فرزند مختار کے آپ اس نامناسب کام سے قطعی بلند ہیں کیوں کہ آپ نے اول روز بغیر کسی جبر کے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا انسان خوشی وغم کے بجائے فضیلت کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، آپ کے کیا مانع عذر ہے جب کہ غیر عادی امور بھی آپ کے اقدام میں رکاوٹ نہیں ڈالتے جب تک آپ کی وعدہ خلافی بغیر کسی عذر تاخیر کے ہوتی رہی میں ناصبی ہو جاؤں گا، حرام مچھلی کھاؤں گا، عاشورہ کے دن غسل کر کے اچھے کپڑے پہنوں گا، اچھے کھانے پکاؤں گا، عید غدیر کے دن غم کی کنڈلی مار کر بیٹھ جاؤں گا اور کوئی خوشی کا مظاہرہ نہ کروں گا''۔

یہ اشعار میں نے تعاویذی کے خطی دیوان سے نقل کئے ہیں جسے سید محمد بن مختار علوی، نقیب کوفہ کو لکھتے ہیں، انہوں نے کسی معاملے میں تعاویذی سے وعدہ خلافی کی تو یہ اشعار کہے۔

شاعر کے حالات:

ابوالفتح محمد بن عبداللہ (عبیدہ اللہ) بغدادی، عرفیت ابن تعاویذی یا سبط تعاویذی تھی۔ یہ شہرت ان کے نانا ابومحمد مبارک جوہری کی وجہ سے تھی جن کی عرفیت ابن تعاویذی تھی۔

تعاویذی شیعوں میں صاحب طرز شاعر اور عراق کے مجاہد قلم کاروں میں شمار ہوتے تھے ان کے بلند اشعار میں احساس غرور صاف جھلکتا تھا، تمام تذکرہ نگاروں نے ستائش سے معطر خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

معجم (۱) میں ہے کہ وہ عراق کے مشہور ترین شاعر اور قلمکار تھے جس زمانے میں عماد کاتب اصفہانی عراق میں تھا تو مدتوں اس سے صحبت کی جب وہ شام گیا اور سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب سے وابستہ ہوا تو ابن تعاویذی نے اس سے مراسلت بڑھائی بعض خطوط کو عماد اور الخرید میں نقل کیا گیا ہے۔

ابو الفتح تعاویذی آخر عمر میں اندھے ہوگئے تھے یہ ۵۷۹ھ کی بات ہے۔ ان کے بیشتر اشعار میں اپنی بینائی اور جوانی کے تذکرے ملتے ہیں۔ انہوں نے تین قصیدے سلطان کو لکھ بھیجے اور انہیں دفتر سے وظیفہ مقرر ہوگیا تھا۔ جب وہ اندھے ہوئے تو چاہا کہ اپنے بیٹے کے نام منتقل کرا دیں اس لئے متذکرہ قصیدہ لکھا۔

ان کے متعلق حموی کہتے ہیں کہ تمام اشعار بلند و نفیس ہوتے تھے۔ دو جلدوں پر مشتمل دیوان ہے۔ ایک کتاب الحجبۃ والحجاب نامی بھی لکھی۔

ولادت دس رجب روز جمعہ ۵۱۹ھ کو ہوئی اور دوسری شوال ۵۸۳ھ میں انتقال کیا اور بغداد میں باب ابرز میں دفن کئے گئے۔ ان کی تاریخ ولادت و وفات میں اختلاف بھی ہے۔ (۲)

۱۔ معجم الادباء، ج ۷، ص ۳۱، (ج ۱۸ ر ص ۲۳۵)

۲۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۱۲۳، (ج ۴ ر ص ۴۶۶ ر نمبر ۶۸۰) پر ابو الفدا نے المختصر فی التاریخ البشر، ج ۳، ص ۸۰، (ج ۳ ر ص ۷۶) پر ابن شحنہ نے روض المناظر، (ج ۲ ر ص ۱۷۱) میں، ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۲، ص ۳۲۹، (ج ۱۲، ص ۴۰۲) پر، عبد الحی نے شذرات الذھب، ج ۴، ص ۲۸۱، (ج ۶ ر ص ۴۶۲) پر، یافعی نے مرأۃ الجنان، ج ۳، ص ۴۰۴، ۴۲۹ پر، اور دیگر تذکرہ نگاروں نے اپنے تذکروں میں ان کا شرح حال لکھا ہے۔

عندلیبانِ غدیر

(ساتویں صدی ہجری)

۱۔ ابوالحسن منصور باللہ
۲۔ مجدالدین بن جمیل
۳۔ شواء کوفی حلی
۴۔ کمال الدین شافعی
۵۔ ابومحمد منصور باللہ
۶۔ ابوالحسنین جزار
۷۔ قاضی نظام الدین
۸۔ شمس الدین محفوظ
۹۔ بہاءالدین اربلی

ابوالحسن منصور باللہ

ولادت ۵۶۱ھ۔

وفات ۶۱۴ھ۔

بنی عمنا ان یوم الغدیر یشھد للفارس المعلم
ابونا علی وصی الرسول و من خصہ باللوا الاعظم

''ہمارے چچیرے بھائیو! بلاشبہ غدیر کا دن دانشمند انسان کے لئے بہترین گواہ ہے۔
ہمارے پدر علیؑ ہیں، وصی رسولؐ جو لواء اعظم سے مخصوص ہیں۔
تمہارا احترام ان کی طرف منسوب ہونے کہ وجہ سے ہے لیکن ہم تو ان کا گوشت اور خون ہیں۔
اگر چہ ہم بھی ہاشمی ہیں لیکن کہاں اونٹ کا کوہان اور کہاں پیروں کی جوتیاں۔
اگر تم آسمان کے ستارے ہو تو ہم ان ستاروں میں چاند ہیں۔
ہم ان کی بیٹی کے فرزند اور باایمان چچا کے بیٹے ہیں تم نہیں ہو، ہمارے پدر عالی مقدار ابو طالبؑ ہیں جنھوں نے رسول اسلامؐ کی حمایت کی اور اسلام لائے حالاں کہ تمام عرب ان کی بہ نسبت کافر تھا۔
اگر چہ آپ نے ایمان چھپایا لیکن ایک لمحے کے لئے بھی رسولؐ کی حمایت کو نہیں چھپایا''۔

ان اشعار کو ابوالحسن منصور باللہ نے جمادی الاول ۶۰۲ھ۔ میں کہا، یہ دراصل ابن معتز کے قصیدہ میمیہ کے جواب میں کہے گئے ہیں۔ جس کا پہلا شعر ہے:

بنی عمنا! ارجعوا وذنا و سیروا علی السنن الا قوم

ایک اور قصیدہ میں غدیر کا ایک شعر ہے:

فعدن عن المنازل و التصابی — و ھات لنا حدیث غدیر خم

شاعر کے حالات:

امام منصور باللہ، عبداللہ بن حمزہ بن سلیمان بن حمزہ بن علی بن حمزہ بن ہاشم بن حسن بن عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن ابی محمد عبداللہ بن الحسین بن ترجمان الدین قاسم بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم طباطبا بن حسن بن حسنؑ بن امام علی بن ابی طالبؑ۔

یمن میں زیدیوں کے امام تھے، آپ کا شرف وہبی و اکتسابی دونوں ہی طرح سے ہے پھر یہ کہ علم نے آپ کی شخصیت میں چار چاند لگادیئے۔ تلوار اور قلم دونوں کے دھنی تھے، اس لئے یمن میں زیدیوں کے امام بنادیئے گئے، ۲۵ سے زیادہ کتابیں لکھیں۔

ان کی جدوجہد ۵۹۳ھ میں شروع ہوئی اور ربیع الاول ۵۹۴ھ میں لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ انہوں نے اپنا مبلغ خوارزم شاہ کے پاس بھیجا، سلطان نے بڑی گرم جوشی دکھائی۔ مدت تک یمن زعامت عطا کی یہاں تک ۶۱۴ھ میں انتقال کر گئے۔

اولاد:

ان کے اولاد ذکور میں: محمد ناصرلدین اللہ، احمد متوکل علی اللہ، علی، حمزہ، ابراہیم، سلیمان، حسن، موسیٰ، یحییٰ، ادریس، قاسم، فضل، جعفر، عیسیٰ، داؤد، حسین۔

اولاد اناث میں: زینب، سیدہ، فاطمہ، حمانہ، رملہ، نفیسہ، مریم، مہدیہ، آمنہ، عاتکہ۔

نسمۃ السحر فیمن تشیعو شعر (مجلد۸/ج۲/ص۳۹) میں ان کا شرح حال موجود ہے۔

مجدالدین ابن جمیل

وفات ۶۱۶ھ

۲۶ شعروں پر مشتمل قصیدے کا مطلع ہے:

الـمـت و هـــی حـاسـرة لثـامـا   و قـد مـلات ذو ائبهـاالـظـلامـا

و مـن اعـطـاه... ''جس کی بزرگی و شرف کو رسول خداؐ نے بروز غدیر خم آشکار فرمایا، جس کے لئے خورشید پلٹا تا کہ وقت پر نماز ادا کرے حالانکہ تاریکی چاروں طرف چھا چکی تھی، جس نے تین روز تک متواتر کھانا نہیں کھایا اور دوسروں کو دیدیا''۔

شعری تتبع:

اکثر مخطوطہ تذکروں میں دیکھا ہے کہ مجدالدین ابن جمیل حکومت ناصرلدین اللہ میں خزانہ دار تھے، کسی بات پر خلفیہ ان سے خفا ہو گیا اور قید میں ڈال دیا، اشراف و معززین نے اس کی خلیفہ سے شفارش کی لیکن وہ نہ مانا، نتیجے میں وہ بیس سال تک قید خانے میں پڑے رہے۔

ایک رات روشنی کی کرن نظر آئی کہ ان کے دل میں مدح علیؑ میں قصیدہ کہنے کی سمائی، متذکرہ قصیدہ کہہ کے سوئے تو خواب میں حضرت کو فرماتے سنا کہ تم ابھی آزاد ہو جاؤ گے۔ وہ خواب سے بیدار ہو کر اپنا اثاثہ جمع کرنے لگے، حاضرین نے کہا: کیا بات ہے؟ جواب دیا: میں ابھی آزاد ہو جاؤں گا۔ قید خانے کے ملازمین تمسخر کرنے لگے کہ بیچارہ دیوانہ ہو گیا ہے۔

لیکن ادھر ناصر نے بھی حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں: ابھی ابن جمیل کو آزاد

کردو۔ وہ گھبرایا ہوا بیدار ہوا اور استعاذہ پڑھتے ہوئے کہنے لگا: یہ کیا شیطانی خواب دیکھ رہا ہوں۔ جب دوسری اور تیسری بار بھی یہی خواب دیکھا تو فوراً کسی کو بھیج کر ابن جمیل کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔

جس وقت مامور شخص قید خانے میں پہونچا تو دیکھا کہ ابن جمیل باہر نکلنے کو بالکل تیار ہیں، وہ انہیں لے کر خلیفہ کے پاس پہونچا اور ماجرا بیان کیا۔ خلیفہ نے پوچھا: میں نے سنا ہے کہ تم باہر نکلنے کے لئے بالکل آمادہ تھے۔ جواب دیا: ہاں۔ پوچھا: کیوں؟ جواب دیا: جو تمہارے پاس آیا تھا وہی تم سے پہلے میرے پاس آیا تھا۔ پوچھا: ایسا کیوں ہوا؟ جواب دیا: میں نے مدح علیؑ میں قصیدہ کہا تھا۔ حکم دیا: اسے سناؤ۔ ابن جمیل نے یہی قصیدہ سنایا۔

شاعر کا تعارف:

مجد الدین ابو عبد اللہ، محمد بن منصور بن جمیل جبائی (الجبی)، عرفیت ابن جمیل فزاری تھی، انشائیہ نگار، شاعر، ادیب و دانشمند تھے۔ نحو، لغت اور ادب و شعر میں بلند مقام کے حامل تھے، تذکرہ نگاروں نے ان کی بڑی ستائش کی ہے۔

ہیت کے ایک دیہات میں جس کا نام جبا تھا پیدا ہوئے، اوائل عمر ہی میں بغداد چلے آئے، قرآن وغیرہ کی تعلیم کے بعد مصدق بن شبیب سے نحو، لغت، فقہ و احکام اور حساب میں مہارت پیدا کی۔ جن اساتذہ سے علم حاصل کیا ان کے نام ہیں: عبد المنعم بن عبد الوہاب، قاضی مندائی۔

یاقوت حموی (۱) ان کی توصیف کرتے ہیں کہ وہ لغوی، نحوی، ادیب اور ممتاز عالم تھے، مرد بلیغ، خوش خط، فضائل مآب، متواضع، حسین اور خوش اخلاق تھے۔

وہ عباسی دربار کے شاعر تھے، ناصر لدین اللہ کی مدح میں بہت سے قصیدے کہے اور محکمہ ترکات حشریہ کے انچارج بنادئے گئے، (۲) یہ محکمہ ایسے لاوارث میتوں کا ترکہ بیت المال میں جمع کر کے مذہب شافعی کے مطابق خرچ کرتا تھا جن کا کوئی وارث نہیں ہوتا تھا۔

۱۔ معجم الادباء، ج۷، ص۱۱۰، (ج۱۹ ص۶۰)۔

۲۔ اصول التاریخ والادب، ج۹، ص۱۶۶۔

بغداد کا ایک تاجر ابن عنبری ان کا رفیق تھا، جب مرنے لگا تو انہیں بلا کر کہنے لگا: میں قضائے الٰہی کو لبیک کہنے والا ہوں، تمہاری دوستی کے ناطے میں اپنے بچوں کو تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ ابن جمیل نے ذمہ داری سنبھالنے کا وعدہ کیا۔ جب وہ مرگیا تو ترکہ دیکھا کہ اس میں ہزار دینار ہیں، اسے ناصر کی خدمت میں لے گیا دونوں نے دیکھ کر کہا: ابن عنبری مرگیا اور اس کا ایک ہزار دینار بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔

وہ معاملات میں بڑا سخت گیر تھا۔ ایک دانشور سے کہا: میرے عذاب سے ڈرو کہ بڑا شدید و دردناک ہے۔ وہ بولا: کیا تم خدا ہو؟ ابن جمیل یہ سنکر بہت شرمندہ ہوا لیکن سزا دینے سے باز نہیں آیا۔ وہ بہت زیادہ خود پسندی کا شکار تھا، کسی کو اپنی نگاہ میں نہیں لاتا تھا۔ (۱)

وزارت خزانہ میں منشی ہونے کے بعد اس نے تمام حکم نامے لکھے چنانچہ ترقی کر کے وزارت خزانہ میں ڈائریکٹر ہوگیا۔ جسے آج کل وزیر مالیات کہا جاتا ہے یہ ۶۰۵ھ کی بات ہے (۲) جب وہ خزانے کا منشی تھا تو پانچ دینار تنخواہ تھی جب ڈائرکٹر ہوا تو دس دینار تنخواہ ہوگئی۔

ایک بار کچھ تجار اور غرباء نے کسی مخصوص شخص کو بیت المال سے عطا کرنے کی شفارش کی، ابن جمیل نے وعدہ کرلیا لیکن دیتے وقت ٹال مٹول کرنے لگا جو تاجر واسطہ تھا اس نے ارادہ کرلیا کہ روزانہ ایک دانق (یک ششم درہم) ابن جمیل کو دیگا۔ اس نے تاجر سے پوچھا: یہ پیسہ کیسا؟ جواب دیا: چوں کہ آپ عادل ہیں اور اس غریب سے زیادہ مستحق ہیں اس لئے میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ روز آپ کو دیا کروں گا۔

بالآخر یہ تمام عہدے بروز شنبہ ۲۳ ربیع الاول ۶۱۱ھ کو اس سے چھن گئے اور وہ قید خانہ پہنچ گیا (۳) جب آزاد ہوا تو ناصر کے فرزند عدۃ الدین کا وکیل و منشی بن گیا وہ اسی عہدے پر آخری عمر تک باقی رہا۔ پندرہ شعبان ۶۱۶ھ کو بڑھاپے میں انتقال کیا اور کاظمین میں دفن کیا گیا، (۴) ابن جمیل کے ایک

۱۔ اصول التاریخ والادب، ج۹، ص ۶۷، ۶۸

۲۔ اصول التاریخ والادب، ج۹، ص ۱۶۶، الجامع المختصر، ج۹، ص ۲۶۵، ۲۶۶

۳۔ اصول التاریخ والادب، ج۹، ص ۶۸

۴۔ اصول التاریخ والادب، ج۱۹، ص ۱۶۶، معجم الادباء، ج۷، ص ۱۱۰، (ج۱۹، ص ۶۰) بغیۃ النجاۃ ص ۱۰۷، (ج۱، ص ۱۵۰، نمبر ۲۶۰)

فرزند بنام صفی الدین عبداللہ تھے وہ بھی بڑے پائے کے شاعر تھے مستعصم باللہ کے زمانے میں ۶۶۹ھ میں انتقال کیا۔(۱) ابن جمیل کے بھائی کا نام قطب الدین تھا یہ بڑے حکام رس تھے۔

ا۔الحوادث الجامعہ، ص ۱۸۴، ۳۶۸

الشواء کوفی حلی

ولادت تقریباً ۵۶۲ھ.

وفات ۶۳۵ھ.

ضمنت لمن یخاف من العقاب　　اذا والی الوصی ابا تراب

یری فی حشره ربا غفورا　　و مولی شافعا یوم الحساب

''میں اس شخص کی ضمانت لیتا ہوں جسے روز حشر عذاب خداوندی کا خوف ہے اگر وہ وصی رسولؐ، ابوترابؑ کو اپنا مولا سمجھتا ہے۔

وہ اپنے پروردگار کو حشر میں غفور پائے گا اور علیؑ کو شفاعت کرنے والا۔ وہ جواں مرد بلحاظ کرم و توانائی تمام لوگوں سے برتر، بہترین ہمسایہ اور کشادہ پیشانی سے پیش آنے والے تھے۔

صلح کے وقت داتا تھے اور جنگ میں غراتے ہوئے شیر تھے، جب جنگ کے لئے نیام سے تلوار نکال لیتے تھے تو بادلوں سے بجلی چمکتی دکھائی دیتی تھی۔

صحابہ کے مقابل وہی محمد مصطفیٰؐ کے وصی تھے اور رسولؐ کے فرزندوں کے باپ اور فاطمہؑ طاہرہ کے شوہر تھے، بروز غدیر صرف انہیں کے لئے نص ظاہر ہوئی، قرآن میں ان کے فضائل بہت واضح ہیں''۔

شاعر کے حالات:

ابوالمحاسن، یوسف ابن اسماعیل ابن علی ابن احمد ابن حسین ابن ابراہیم۔ شواء عرفیت اور لقب شہاب الدین تھا۔ کوفے کے حلب گاؤں میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے اور وفات پائی۔

وہ شعر و ادب کے نابغۂ روزگار تھے، ہر فضیلت سے آراستہ تھے، ان کی رائے محکم اور خواہش پاکیزہ تھیں، اپنے شعروں میں بڑے اچھے جذبات کا اظہار کرتے تھے، ادب عالی تھا اور سنہرے قافیے اوزان میں سمودیتے تھے۔ ان کے حالات ابن خلکان کی تاریخ، شذرات الذھب، تاریخ حلب، نسمت السحر، الکنی و الالقاب اور الطلبیہ میں پائے جاتے ہیں۔ (۱) وہ اکثر ابن الجبرانی نحوی ولغوی کی صحبت میں حاضر رہتے۔ زیادہ تر ادبیات ان ہی سے حاصل کی۔ ابن خلکان اور شواء میں بڑی گہری دوستی تھی، آپس میں بیٹھ کر ادبی بحث کرتے تھے ۶۳۳ھ سے لے کر اپنی وفات تک یہ صحبت باقی رہی۔ انہیں جامع حلب دمشق میں اکثر آتے جاتے دیکھا جاتا تھا، شعروں پر ان کی تنقید بڑی جاندار ہوتی تھی، وہ انتہا پسند شیعہ تھے اس لئے انہیں محاسن الشواء کہا جاتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا نام یوسف اور کنیت ابوالمحاسن تھی۔ کمال ابن شعار کو ان کے اکثر اشعار یاد تھے۔ ان کے حالات عقود الجماعت میں لکھے ہیں اسی میں ہے کہ شواء کی پیدائش ۵۶۲ھ میں ہوئی، ۱۹رمحرم بروز جمعہ ۶۳۵ھ میں وفات پائی اور مقبرۂ باب انطاکیہ میں دفن کئے گئے۔ اس وقت چوں کہ مجھ سے ان سے کھٹ پٹ تھی اس لئے ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوسکا۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے، وہ بہت اچھے دوست تھے۔ ان کے استاد ابن الجبرانی اور بحتری نے انہیں اعزاز بخشے۔ خاص طور سے انہیں لغت پر عبور حاصل تھا۔

روز چہارشنبہ ۲۲رشوال ۵۶۱ھ کو پیدا ہوئے اور دوشنبہ ۷ررجب ۶۲۸ھ کو حلب میں انتقال کیا۔

۱۔ وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۵۹۷، (ج ۷رص ۲۳۱ رنمبر ۸۵۰) شذرات الذھب، ج ۵، ص ۱۷۸، (ج ۷رص ۳۱۰) تاریخ حلب، ج ۴، ص ۳۹۷، (ج ۴رص ۳۷۰، ۳۷۳) نسمۃ السحر فیمن تشیع وشعر، (مجلد ۹رج ۲رص ۶۱۴) الکنی والالقاب، ج ۱ص ۱۴۶، (ج ۱رص ۱۵۳)

کمال الدین شافعی

وفات ۶۵۲ھ

غدیر سے متعلق ان کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

وشرفه یوم الغدیر فخصه   بانک مولی کل من کنت مولاه

ولو لم یکن الا قضیة خیبر   کفت شرفا فی ماثرات سجایاه

''اور حضرت علی علیہ السلام کو غدیر کے دن شرف و منزلت عطا کی اور انہیں مولا کے لقب سے مخصوص کیا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی علیہ السلام مولا ہیں اور اگر صرف واقعہ خیبر ہی ہوتا، تب بھی علی کی شرافت و بزرگی کے لئے کافی تھا''۔(۱)

شاعر کے حالات

ابو سالم کمال الدین، محمد بن طلحہ بن محمد بن حسن قرشی، فقہ شافعی کے امام تھے، حدیث، اصول اور اختلافی مسائل نیز ادبیات میں مہارت رکھتے تھے، قضاوت و خطابت میں بھی سب پر مقدم تھے، زہد و پارسائی میں شہرت تھی۔ انہوں نے موید ابن علی طوسی اور زینب شعریہ سے نیشاپور میں حدیث سنی اور حلب دمشق اور دوسرے شہر میں حدیث بیان کی، حافظ دمیاتی اور ابن عدیم ان سے روایت کرتے ہیں۔

وہ دمشق کے مدرسہ امینیہ میں سکونت پذیر تھے اور بادشاہوں کو وہیں سے خط لکھتے تھے بادشاہ دمشق

۱۔ مطالب السؤول، (ص ۲۰) بیاضی کی الصراط المستقیم، (ج ۱ ص ۲۹۷)

نے ان سے وزیر بننے کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ طبقات سبکی (۱) میں ہے کہ وزارت قبول کی تھی لیکن پھر چھوڑ دیا تھا اور تمام مال و اسباب چھوڑ کر کسی نامعلوم جگہ پر چلے گئے تھے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ غیبت پر بھی آگاہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ واپس آ کر منصب وزارت قبول کر لی تھی چوں کہ ان کے علم نجوم نے اجازت دی تھی۔ پھر حلب میں قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے پھر دمشق کے خطیب ہوئے آخر میں زاہد ہو کر مکہ چلے گئے مکے سے واپس ہوئے تو دمشق اور پھر حلب گئے وہیں فوت ہوئے۔

تالیفات:

۱۔ عقد الفرید

۲۔ الدر المنظم

۳۔ مفتاح الفلاح

۴۔ دائرۃ الحروف

۵۔ مطالب السؤول

ان کے مناقب و فضائل لوگوں میں بہت زیادہ مشہور ہیں جو احاطہ تحریر کے باہر ہیں۔ اہل بیتؑ کے متعلق ان کے بہت قیمتی اشعار ہوتے تھے۔

۱۔ طبقات سبکی، ج۵، ص۲۶، (ج۸رص۶۳ رنمبر۱۰۷۶)

ابو محمد منصور باللہ

ولادت ۵۹۶ھ.

وفات ۶۷۰ھ.

ان کے غدیر سے متعلق بہت سے اشعار ہیں وہ فرماتے ہیں:

''امر امامت رسولؐ کے بعد ان کے ابن عم علی علیہ السلام کے لئے بلا فصل ہے، وہ خدائے بلند واحد کے واضح حکم کی بنا پر مولا قرار پائے، یہ معاملہ قرآن میں ظاہر و مشہور ہے اور لوگوں میں بھی، جو کسی حال میں چھپایا نہیں جا سکتا اور صبح کے نور کو کیسے چھپایا جا سکتا ہے لیکن ان لوگوں نے چھپایا جن کے دل میں کھوٹ تھی''۔

شاعر کے حالات:

ابو محمدؒ منصور باللہ امام حسن ابن محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن یحییٰ۔ وہ زیدیوں کے امام تھے اور علم حدیث، ادب و شعر میں بہت اچھا مقام رکھتے تھے، بہت اچھے مناظر بھی تھے۔ ان کی ضخیم کتاب انوار الیقین میں یہ قصیدہ مرقوم ہے۔

وہ احمد ابن حسین مھدی کے زمانے میں بزرگ ترین علماء میں شمار ہوتے تھے، اس کی تہنیت میں اشعار بھی کہے ہیں۔ یوسف ابن عمر بادشاہ یمن یا مستعصم عباسی متوفی ۶۵۶ھ. نے دو آدمیوں کو آمادہ کیا کہ انہیں قتل کر دیں، انہوں نے ان کو زخمی کر دیا لیکن ان کے حمایتیوں نے ان دونوں کو قتل کر ڈالا، ان کی جان بچ گئی۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے امام مہدی احمد ابن حسین کی تہنیت میں کچھ اشعار کہہ کر زندہ

بچ جانے کی مبارک باد دی۔

ابو محمد منصور باللہ ۵۹۶ھ میں پیدا ہوئے، امام احمد بن حسین کے قتل ہونے کے بعد ان کی بیعت کی گئی اور ۶۵۷ھ میں ان کی طرف سے داعی بھیجے گئے، رغافہ میں ماہ محرم ۶۷۰ھ میں وفات پائی۔(۱)

۱۔ نسمۃ السحر فیمن تشیع وشعر، (مجلد ۷، ج ۱، ص ۱۹۴) میں ان کے حالات موجود ہیں۔

ابوالحسین جزار

ولادت ۶۰۱ھ.

وفات ۶۷۲ھ.

غدیر کے متعلق ان کے چند اشعار یہ ہیں:

''اے داماد رسولؐ! آپ خلافت کے معاملے میں سب پر مقدم ہیں کیوں کہ جو شرائط آپ میں پائی جاتی ہیں وہ دوسروں میں نہیں پائی جاتیں۔

داستان غدیر منکروں کے لئے شعلہ آتش کی طرح ہے جو قبل قیامت لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیگی اگر کچھ لوگ اس حدیث میں کہ تم کائنات کے مولا ہو، عیب لگاتے اور تنقید کرتے ہیں تو جو لوگ عیب لگاتے ہیں انھیں میں عیوب بھرے ہوئے ہیں''۔

یہ طویل قصیدہ قدیم مخطوط تذکروں میں موجود ہے بعض ادبی کتابوں میں اس کے منتشر اشعار نقل کئے گئے ہیں۔

شاعر کے حالات:

یحیٰ بن عبد العظیم بن یحیٰ بن محمد بن علی جمال الدین، ابوالحسین جزار مصری۔ گمنام شیعہ شاعر ہیں، حالانکہ بڑے قیمتی اور نفیس اشعار کہتے تھے لیکن نہ معلوم کیوں تذکرہ نگاروں نے ان کو فراموش یا نظر انداز کیا، انہیں فن توریہ اور استخدام کے استعمال میں بڑی مہارت تھی۔

ابن حجت کتاب خزانہ(۱) میں لکھتے ہیں کہ جزار (اونٹ ذبح کرنے والا) اور سراج وراق (زین ساز، کاغذ فروش) اور حمامی نے باہم عہد و پیمان کیا کہ ایک دوسرے کے متعلق فن توریہ میں اشعار کہے۔ آخر میں سراج وراق کے لئے فیصلہ کیا گیا کہ اگر اس کا دھندھا کاغذ فروشی نہ ہوتا تو آدھے اشعار مہمل تھے۔

علامہ ساوی نے جزار کا دیوان مرتب کیا ہے جس میں ۱۲۵۰ر اشعار ہیں۔(۲) کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک اور دیوان ہے جس میں حکام و خلفاء کے قصیدہ ہیں یمن کے کتب خانہ میں ہے۔ امام حسینؑ کے متعلق ان کے مرثیے بڑے دل گداز ہوتے تھے۔

روضۂ رسولؐ میں آگ لگنے کے متعلق ان کے اشعار ہیں کہ حرم رسولؐ میں آگ لگ جانا کوئی اہم بات نہیں، بیوقوفوں کی بات پر توجہ نہیں دینی چاہیئے، اس میں ایک خدائی راز تھا جو عقل مندوں سے پوشیدہ نہیں وہ یہ کہ امیہ کی تعمیرات کا تمام نشان ختم کر دیا جائے۔

مسجد النبیؐ میں شب جمعہ ماہ رمضان ۶۵۴ھ نماز تراویح کے بعد آگ لگ گئی۔ ہوا یہ کہ فراش ابو بکر مراغی کے ہاتھ سے چراغ گر گیا اور تمام دیواریں اور چھت وغیرہ جل گئیں، بہت سے حجرے بھی جل گئے۔ شعراء نے اس بارے میں بہت سے اشعار کہے۔ ابن تولو مغربی نے جزار کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے کہا: مدینہ کے رافضیوں سے کہہ دو کہ تم مذمت میں بیوقوفوں کی پیروی نہ کرو حرم رسول میں آگ اس لئے لگی کہ تم اس میں مذمت صحابہ کرتے تھے۔

ابن حجتخزانہ (۳) میں کہتے ہیں کہ جزار کی پیدائش ۶۰۱ھ میں ہوئی اور ۶۷۲ھ میں مصر میں وفات پائی ابن کثیر (۴) کہتے ہیں کہ ۱۲ر شوال ۶۷۲ھ میں وفات ہوئی، وفات کے وقت ان کی عمر ۷۶ سال کی تھی، قرافہ میں دفن کیے گئے۔

۱۔ خزانۃ الادب، (ج ۲ر ص ۴۸)

۲۔ کتبی نے فوات الوفیات، ج ۲، ص ۳۱۹، (ج ۴ر ص ۲۷۷) پر، ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۳، ص ۲۹۳، (ج ۱۳ر ص ۳۳۲) بعد الحی نے شذرات الذھب، ج ۵، ص ۳۶۴، (ج ۷ر ص ۶۳۶) پر اور دیگر تذکرہ نگاروں نے اپنے تذکرہ میں ان کا شرح حال لکھا ہے۔

۳۔ خزانۃ الادب، ص ۳۳۸، (ج ۲ر ص ۱۰۸) ۴۔ البدایۃ والنھایۃ، (ج ۱۳ر ص ۳۴۲)

قاضی نظام الدین

متوفی ۶۷۸ھ

۴۲ شعروں پر مشتمل اس قصیدے کو قاضی نے مجالس المومنین میں نقل کیا ہے:

''اے آل یاسین کیا کہنا تمہارا۔ تم، ہمارے درمیان ستارگان حق اور ہدایت کی نشانیاں ہو''۔

حدیث غدیر سے متعلق شعر ہے:

مهما تمسک بالاخبار طائفة فقوله : وال من والاه يكفينا

''جب کبھی محدثین، حدیث رسولؐ: ''وال من والاه'' سے تمسک کرتے ہیں تو ہمیں کفایت کرتا ہے۔ غدیر کے دن رسول خداؐ نے بیابان میں ان لوگوں کے درمیان جو ہمارے دشمن تھے حضرت علیؑ کا تعارف کرایا کہ ان کے دونوں فرزند باغ بہشت کی خوشبو ہیں تو اب تم کہہ سکتے ہو کہ یہ ان زمینوں میں نمونہ پذیر ہوئے ہیں جو اسی جنت کی پروردہ ہے''۔

آخری شعر ہے:

لا جل جدكم الا فلاک قد خلقت لو لاه ما اقتضت الاقدار تكوينا

''تمہارے جد کے صدقے میں افلاک کی تخلیق ہوئی اگر وہ نہ ہوتے تو کائنات تکوین نہ ہوتی''۔

شعری تتبع

اس شعر میں جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے مستدرک حاکم میں بطور صحیح نقل کیا گیا ہے۔(۱)

۱۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۲، ص ۶۱۵، (ج ۲ / ص ۶۷۲ / حدیث ۴۲۲۷)

ابن عباس سے مروی ہے کہ خدا نے عیسیٰ کو وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ! محمدؐ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کے ان افراد کو جو انہیں درک کریں حکم دیدو کہ ان پر ایمان لائیں کیوں کہ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں آدمؑ کو خلق نہ کرتا، نہ بہشت و جہنم کو خلق کرتا۔ جب میں نے عرش کو خلق فرمایا تو اسے اضطراب ہوا پس میں نے لکھ دیا ''لا اله الله محمد رسول الله'' تب اسے اطمینان ہوا۔

اس حدیث کو سبکی (۱) نے شفاء السقام میں اور شرح مواہب (۲) میں زرقانی نے لکھ کر اس کے صحیح ہونے کی نشاندہی کی ہے اور کہا ہے کہ ابوالشیخ نے اسے طبقات (۳) اصفہانی میں نقل کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔ اور سبکی و بلقینی نے نقل کر کے اس کی صحت کی نشاندہی کی ہے۔ (۴)

حاکم (۵) نے اس حدیث صحیح کو نقل کر کے ایک دوسری حدیث بھی لکھی ہے:

رسول خداؐ نے فرمایا: جب آدمؑ نے خطا کی تو کہا: خدایا! بحق محمدؐ و آل محمدؐ مجھے بخش دے۔ خدا نے پوچھا: آدمؑ! تم نے محمدؐ کو کیسے پہچانا جسے ابھی پیدا نہیں کیا ہے؟ عرض کی: خدایا! جب تو نے میرے ڈھانچے میں روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر عرش پر لکھا ہوا دیکھا: ''لا اله الله محمد رسول الله'' میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے محبوب ترین بندے کا نام لکھا ہے۔ خدا نے کہا: آدمؑ تم نے سچ کہا محمدؐ میرا محبوب ترین بندہ ہے، اگر محمدؐ نہ ہوتے تو تجھے خلق نہ کرتا۔ (۶)

شاعر کے حالات:

نظام الدین محمد بن قاضی القضاۃ اسحاق بن مظہر اصفہانی، عظیم و بے نظیر شاعر تھے، تمام فنون پر

۱۔ شفاء السقام، ص ۱۲۱، (ص ۱۶۲)

۲۔ شرح مواہب، ج ۱، ص ۴۴

۳۔ طبقات المحدثین، (ج ۳/ص ۱۰۸/نمبر ۳۴۸) ۴۔ شفاء السقام (ص ۱۶۲)

۵۔ المستدرک علی الصحیحین، (ج ۲/ص ۶۷۲/حدیث ۴۲۲۸)

۶۔ دلائل النبوۃ بیہقی، (ج ۵/ص ۴۸۹) المعجم الصغیر، (ج ۲/ص ۸۲۔۸۳) شفاء السقام، ص ۱۲۰، وفاء الوفا، ص ۴۱۹، (ج ۴/ص ۱۳۷۱) المواہب اللدنیۃ، (ج ۴/ص ۵۹۴) شرح المواہب، ج ۱، ص ۴۴، فرقان القرآن، ص ۱۱۷۔

یکساں دستگاہ حاصل تھی۔ اس قصیدے کے علاوہ خواجہ بہاء الدین (۱) اور خواجہ نصیر الدین طوسی کے لئے بھی قصیدے کہے ہیں۔ ان کا ایک دیوان بنام منشات بھی ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام رسالۂ قوسیہ ہے، بعض علمائے نیشاپور نے اس کی شرح لکھی ہے اور ستائش میں لکھا ہے کہ بہترین قاضی، عالم، مفتی اور فصیح و بلیغ انشائیہ نگار تھے۔ ان کے اشعار کشکول بہائی، مجالس المومنین اور خزائن نراقی میں ہیں۔ (۲)

حالات زندگی کے لئے مجالس اور تاریخ آداب اللغۃ وغیرہ دیکھئے۔ (۳)

۱۔ مجالس المومنین، (ج ۲ ص ۴۸۴)

۲۔ کشکول بہائی، ج ۱، ص ۱۰۹، (ج ۱ ص ۲۹۷) مجالس المومنین، (ج ۱ ص ۵۴۵)، الخزائن، ص ۱۱۵

۳۔ مجالس المومنین، ص ۲۲۶، (ج ۱ ص ۵۴۳) تاریخ آداب اللغۃ، ج ۳، ص ۱۳، (مجلد ۱۴ ص ۲۱۵)

شمس الدین محفوظ

وفات ۶۹۰ھ

مدح آل محمدؐ میں ایک قصیدہ ہے جس کا ایک غدیری شعر ہے:

ذاک الامیر لدی الغدیر اخو البشیر المستنیر و من له الابناء

''حضرت علیؑ وہی ہیں جو بروز غدیر خلیفہ بنائے گئے، رسولؐ بشیر کے بھائی ہیں، وہ پاکیزہ اصلاب کے ذریعہ پیدا ہوئے جس طرح ان کے بیٹے پاک و پاکیزہ ہیں''۔

آگے چودہ شعروں میں آل محمدؐ کا نام بنام تذکرہ و مدح ہے پھر آخری دو شعر ہیں:

انا یابن عم محمد اھواکم و تطیب منی فیکم الاھواء

و اکفر الغالین فیک والعن المقالین انھم لدی سواء

''اے محمدؐ کے چچیرے بھائی! میں آپ کی محبت سے سرشار ہوں، آپ کی پاکیزہ محبت میرا سرمایۂ زندگی ہے، میں ان لوگوں کو کافر سمجھتا ہوں جو آپ کے بارے میں غلو کرتے ہیں یا آپ کو مرتبے سے گھٹاتے ہیں''۔

علامہ ساوی نے طلیعہ میں ان شعروں کو نقل کیا ہے۔

شاعر کے حالات:

شیخ شمس الدین، محفوظ بن وشاح بن محمد ابو محمد حلی اسدی۔ ممتاز ترین فقیہ اور مینارۂ علم و ادب تھے،

ان کے فتوؤں پر زعامت دینی کا انحصار تھا، مشکل مرحلوں میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا، محقق حلی اور حماد لیثی ان سے روایت کرنے والوں میں ہیں۔

محفوظ اور محقق حلی کے درمیان خط و کتابت تھی۔ ان کی تاریخ ولادت اور وفات کا پتہ نہ چل سکا مگر اتنا یقینی ہے وہ ۶۸۰ھ تک زندہ رہے۔ ان کی جلالت قدر کا پتہ ان قصائد سے چل سکتا ہے جو ان کے انتقال پر علماء وشعراء نے کہے ہیں۔

ان کے صاحبزادے ابوعلی، قاضی حلہ تھے۔ آج بھی خانوادہ محفوظ کے جلیل القدر افراد شام وعراق میں موجود ہیں۔(۱)

۱۔ امل الآمل، (ج۲رص۱۲۴رنمبر۳۵۲)، روضات الجنات، (ج۶رص۱۰۶رنمبر۵۶۷) تکملہ امل الآمل، (ص۳۳۱رنمبر۳۱۲) وفیات الاعلام، (ج۳رص۹۷۹رنمبر۲۴۱۲) میں ان کے حالات قلمبند ہوئے ہیں۔

بہاالدین اربلی

وفات: ۶۹۲ء ۶۹۳ھ

غدیر سے متعلق پہلے قصیدے کے دوشعر ہیں:

و اسنل بخم عن علاه فانها　　تقضی بمجد و اعتلاء منار

بولائه یرجو النجاة مقصر　　و تحط عنه عظایم الا وزار

دوسرا قصیدہ:

حسدوه علی مآثر شتی　　و کفاهم حقدا علیه الغدیر

شاعر کے حالات:

بہاء الدین ابوالحسن، علی بن فخر الدین عیسیٰ ابن ابوالفتح اربلی۔ بغداد میں سکونت پذیر تھے اور وہیں دفن ہوئے۔ ان جیسے نابغہ روزگار کی نظیر دنیا میں کم ہی ملتی ہے جن کے علم ودانش سے ساتویں صدی ہجری جگمگا رہی ہے، ان کا شمار بزرگ ترین عالموں اور ادیبوں میں ہوتا ہے، وہ بہترین ادیب وشاعر تھے اور کامیاب سیاست داں بھی تھے جو منصب وزارت پر فائز ہوئے، اسی طرح وہ فقیہ ومحدث بھی تھے، انہوں نے اپنی صلاحیتوں سے دین کی بھرپور حمایت کی۔

ائمہ معصومین علیہم السلام کی سیرت پر ان کی وقیع ترین کتاب کشف الغمہ ہے اس کتاب سے ان کی دانش اور ادب وحدیث پر کامل دست گاہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مشائخ وروات:

انہوں نے اکثر شیعہ وسنی مشائخ سے روایت کی ہے ان میں:

۱۔سید علی بن طاؤس

۲۔جلال الدین فخار

۳۔ابن الساعی (۱)

۴۔گنجی شافعی (۲)

۵۔علی بن وضاح حنبلی (۳)

۶۔محمد بن ابوالقاسم

اکثر تالیفات سے انہوں نے استفادہ کیا ہے ان کے نام ہیں:

تفسیر حافظ رسعنی، مطالب السؤل، تالیفات راوندی۔

وہ افراد جنہوں نے ان سے روایت کی ہے:

علامہ حلی، شیخ رضی الدین علی بن مطہر، محمد بن فضل علوی حسنی، ان کے صاحبزادے محمد بن علی، شیخ تقی الدین ابن ابراہیم، شیخ محمود، ان کے نواسے احمد بن صدر، فقیہ مالکی احمد بن عثمان، یحییٰ بن علی بن مظفر طیبی، عبداللہ بن محمد مکی، حسن ابوالہیجا اربلی، ابوالفتح اربلی، مولی امین الدین جزری، شیخ حسن موصلی۔

اربلی کے تفصیلی حالات مندرجہ ذیل کتب میں ہیں:

امل الآمل، ریاض العلماء، ریاض الجنۃ، روضات الجنات، اعلام زرکلی، تتمیم الامل، الکنی والالقاب، الطلیعہ فی شعراء الشیعہ۔ (۴)

۱۔کشف الغمہ، ص۱۳۵، (ج۲رص۱۶۷)۔

۲۔کشف الغمہ میں کفایۃ الطالب بہت ساری روایتیں نقل کی ہیں، کشف الغمہ، ص۳۱، ۳۲۴، (ج۱رص۱۰۵، ۳۸۳) پر ان کے اجازہ کا ذکر ہے۔

۳۔کشف الغمہ، (ج۱رص۳۷۳)۔

۴۔الامل الآمل، (ج۲رص۱۹۵رنمبر ۵۸۸) ریاض العلماء، (ج۴رص۱۶۶) روضات الجنات، (ج۴رص۳۴۱) اعلام، (ج۴رص۳۱۸) الکنی والالقاب، (ج۲رص۱۸)۔

ابن فوطی کی الحوادث الجامعہ سے کچھ حالات نقل کئے جاتے ہیں:(۱)

۶۵۷ھ. میں بہاء الدین علی بن فخر الدین عیسیٰ اربلی وارد بغداد ہوئے، ان کی انشاء نگاری کی وجہ سے ان کو کاتب دیوان بنا دیا گیا، وہ آخر دم تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ ۶۷۸ھ. میں ایک مشہور مسجد کی تعمیر کے ذمہ دار بنائے گئے، انہوں نے طوسی وغیرہ کے اثر انگیز مراثی کہے، اور انہوں نے ۶۹۳ھ. میں بغداد میں انتقال کیا۔

کتبی فوات الوفیات (۲) میں ان کے حالات لکھتے ہیں کہ وہ بہترین شاعر و ادیب تھے، جب وہ علاء الدین کے زمانے میں صاحب دیوان بغداد ہوئے تو یہودیوں کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا۔ ۶۹۲ھ. میں انتقال کیا۔ بڑے جاہ والے اور بہترین اخلاق سے آراستہ تھے، شیعہ مذہب کے ماننے والے اور ان کے والدان سے پہلے اربل میں حکمراں تھے۔ صاحب شذرات (۳) نے تاریخ وفات ۶۸۳ھ. لکھی ہے میرے خیال میں غلطی سے لکھ گیا ہے، صحیح ۶۹۳ھ. ہے۔

صاحب ریاض الجنۃ نے لکھا ہے کہ وہ انشائیہ نگار تھے، اکثر، بادشاہوں کے وزیر رہے، دولت و شوکت کے مالک تھے، آخر زمانے میں وزارت سے استعفاء دے کر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے تھے۔

ملا عبد الرحمٰن جامی نے ان کے وزارت سے استعفاء دینے پر فارسی میں ایک قصیدہ کہا تھا۔ عترت طاہرینؑ کے متعلق ان کے اشعار بڑے نفیس اور گرانقدر ہیں۔

۲۹ شعروں پر مشتمل کشف الغمہ کا اختتامیہ بھی اہل بیت علیہم السلام کی مدح سرائی کا شاہکار نمونہ ہے:(۴)

ایھا السادۃ الائمۃ انتم — خیرۃ اللہ اولا واخیرا
قد سموتم الی العلی فافترعتم — بمزایاکم المحل الخطیرا
انزل اللہ فیکم ھل اتی نصا — جلیا فی فضلکم مسطورا

۱۔ الحوادث الجامعہ، ص ۳۴۱، ۳۶۴، ۴۲۷، ۴۹۵، ۴۲۵، ۴۷۶، ۴۷۷ ۲۔ فوات الوفیات، ج ۲، ص ۸۳ (ج ۳ ص ۵۷ نمبر ۳۴۷)
۳۔ شذرات الذہب ج ۵، ص ۳۸۳ (ج ۷، ص ۶۶۸) ۴۔ کشف الغمہ، ص ۳۵۰، (ج ۳، ص ۳۶۱)

حضرت علامہ عبدالحسین الامینی النجفی (طاب ثراہ)

ولادت: ۲۵/صفر ۱۳۲۰ھ

وفات: ۲۸/ربیع الثانی بروز جمعہ ۱۳۹۰

''الغدیر'' گیارہ جلدوں پر مشتمل یہ کتاب لگ بھگ ۴۵۱۳ صفحات پر پھیلی ہوئی تحقیق وتتبع کی داد دیتی ہے، بقول شہید مرتضی مطہریؒ: یہ کتاب تمام زہر آگیں پروپیگنڈے کے برخلاف، یہ ثابت کرتی ہے کہ شیعیت قرآن وسنت کی منطق پر استوار ہے، تشیع پر لگائے گئے تمام اتہامات لچر اور بے بنیاد ہیں، اس کتاب نے حضرت علیؑ اور تمام آئمہ طاہر (علیہم السلام) کی مظلومیت کو حساس ترین انداز میں نمایاں کیا ہے۔ جسے پڑھنے کے بعد ہر شخص اعتراف حق پر مجبور ہوجاتا ہے۔

اسی لئے کتاب کی اشاعت کے بعد عالم اسلام کے نامور علماء و محققین نے اس کتاب سے متعلق احساس قدر دانی انگیز کر کے اپنے بہترین خیالات کا اظہار کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن کیالی حلبی کہتے ہیں: ہر مسلمان کے پاس یہ کتاب رہنا چاہئے۔

ڈاکٹر محمد غلاب مصری کہتے ہیں: یہ کتاب صاحبان تحقیق کی آرزو ہے۔

یہ عظیم کتاب اتنی قدردانی کی مستحق کیوں نہ ہو جب کی علامہ امینیؒ نے اس کی تالیف و تحقیق میں برسوں زحمتیں برداشت کی ہیں اور صرف تحقیقی مواد فراہم کرنے کے لئے ہندوستان، مصر، شام کے علاوہ کئی ملکوں کا چکر لگایا ہے۔ ان پرخلوص کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج شیعی دائرۃ المعارف کی حیثیت سے ''کتاب الغدیر'' افق تشیع پر چھائی ہوئی ہے۔ (ناشر)

ادیب عصر مولانا سید علی اختر رضوی شعور گوپال پوری مرحوم

ولادت: ۱۹۴۷ھ

وفات: ۲۶/ذیقعدہ ۱۴۲۲ بمطابق ۱۰/فروری ۲۰۰۲

کتاب ''الغدیر'' زمانۂ طالب علمی ہی سے مولانا مرحوم کی توجہات کا مرکز رہی ہے، آپ کے دل میں اسی وقت یہ جذبہ مدوجزر پیدا کرنے لگا تھا کہ اس علمی اور تحقیقی کتاب کو اردو جیسی ترقی یافتہ زبان میں ضرور منتقل ہونا چاہئے لیکن ہندوستان کے حالات اور طباعت کی سنگینی کے پیش نظر خاموش بیٹھ رہے۔

۱۹۹۰ میں جب مولانا مرحوم، مولانا سید نیاز علی رضوی بھیک پوری کی زحمت ومشقت اور کوششوں کے ذریعے مرجع عالی قدر آیۃ اللہ العظمیٰ ناصر مکارم شیرازی دامت برکاتہ کی دعوت پر ایران آئے تو معظم لہ نے برصغیر کے حساس موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے تھوڑی تلخیص کے ساتھ ''الغدیر'' کا ترجمہ کرنے کو کہا، اہم کتاب اور حساس موضوع کے دیکھتے ہوئے ''نہیں'' کہنے کی گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ فوراً مثبت جواب دے دیا اور ترجمہ میں مشغول ہوگئے۔

یہ بات یقیناً حیرت انگیز ہے کہ مولانا مرحوم نے آج سے تقریباً پندرہ سال قبل، دیہات کی زندگی میں وسائل وآسائش حیات کی کمی کے باوجود الغدیر کی تمام جلدوں کا ترجمہ کر ڈالا تھا جس کی ایک جلد ۱۹۹۳ھ میں منظر عام پر آچکی ہے، لیکن پھر حالات نامساعد ہوتے چلے گئے اور دوسری جلدوں کی طباعت کی نوبت نہ آسکی نیز دو جلدیں (چھٹی اور گیارہویں) حالات کی ستم ظریفی کی نذر ہوگئیں، جن کی تکمیل کا فریضہ ان کے فرزند ''مولانا سید شاہد جمال رضوی'' نے بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ (ناشر)